موت اور قبر کے حالات وواقعات کا تفصیلی بیان

شرح الصدور (مترجم)

مؤلف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

(المتوفی ۹۱۱ ھ)

(شعبہ تراجم کتب)

موت اور قبر کے حالات و واقعات کا تفصیلی بیان

مُؤَلِّف

اِمام جلالُ الدِّین عبدُ الرحمٰن بن ابو بکر سُیُوطی شافعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۹۱۱ھ)

پیش کش: **مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ**

(شعبہ تراجِم کُتُب)

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

نام کتاب : شرحُ الصُّدُور (مُترجَم)

مُصنِّف : اِمام جلالُ الدّین عبدُالرحمٰن بن ابو بکر سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۹۱۱ھ)

مُتَرجِمِیْن : مَدَنی عُلَما (شعبہ تراجمِ کُتُب)

پہلی بار : ذُوالْقَعْدَۃُ الْحَرَام ۱۴۳۶ھ بمطابق ستمبر 2015ء

تعداد :

ناشِر : مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی بابُ المدینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۸ شعبانُ الْمُعَظَّم ۱۴۳۶ھ حوالہ نمبر: ۲۰۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "شرحُ الصُّدُور (مُترجَم)" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیشِ کُتُب ورَسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عِبارات، اَخلاقیات، فقہی مسائل اور عَرَبی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظَہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غَلَطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کُتُب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

16 - 06 - 2015

اِجمالی فہرست

محبت الٰہی پانے کا نسخہ

فرمانِ مصطفےٰ: اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے محبت فرمائے تو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا، ۴/ ۴۲۳، حدیث: ۴۱۰۲، بتغیر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”موت اور قبر کو یاد رکھ“ کے 17 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”17 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول

(۱) بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (۲) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ (۳) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعَہ کروں گا۔ (۴) قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ (۵) جہاں جہاں "اللّٰہ" کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور جہاں جہاں "سرکار" کا اِسْمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور جہاں جہاں کسی صحابی یا بزرگ کا نام آئے گا وہاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پڑھوں گا۔ (۶) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا (۷) اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مُؤَلِّف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ (۸) (اپنے ذاتی نسخے پر) عِنْدَ الضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا۔ (۹) (اپنے ذاتی نسخے کے) "یادداشت" والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ (۱۰) اولیا کی صفات کو اپناؤں گا۔ (۱۱) اپنی اصلاح کے لئے اس کتاب کے ذریعے علم حاصل کروں گا۔ (۱۲) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (۱۳) اس حدیثِ پاک "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ۲/ ۴۰۷، حدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ (۱۴) اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ (۱۵) **اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے** روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پر کیا کروں گا اور ہر مدنی (اسلامی) ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروادیا کروں گا۔ (۱۶) عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں سفر کیا کروں گا۔ (۱۷) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

المدینۃ العلمیہ

از: شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلما و مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کتبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبہ تراجم کتب (۳) شعبہ درسی کُتُب
(۴) شعبہ اصلاحی کتب (۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج

''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّتُ البقیع میں مدفن اور جنّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ اور شَرْحُ الصُّدُور

حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی کم و بیش ہر تصنیف اپنے موضوع کے اعتبار سے کثیر معلومات پر مشتمل ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کتاب کے عُنوان کا پورا پورا حق ادا فرماتے ہیں۔ ”شَرْحُ الصُّدُوْر بِشَرْحِ حَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْر“ بھی آپ کی ایسی تصنیف ہے جس میں موت اور برزخ سے جُڑے حالات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے مَدَنی عُلَما کی کاوِشوں سے کتاب کا خوبصورت ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ترجمہ عوام کے لئے کیا گیا ہے لہٰذا کوشش کی گئی ہے کہ ہر اس بات کی رعایت کی جائے جو ایک کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اس ترجمہ میں درج ذیل باتوں کا اہتمام کیا گیا ہے:

﴿1﴾... کتاب کی اِفادیت واہمیت اس کے موضوع اور مصنف سے واضح ہوتی ہے اس لئے شروع میں **”پہلے اسے پڑھ لیجئے“** کے عنوان سے پیش لفظ میں کتاب اور اس کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا تعارُف قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب اور اس کے مصنف سے واقفیت وآگاہی کے لئے ان دونوں کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔

﴿2﴾... روایات وواقعات کی اَسناد حذف کر دی ہیں، ضرورت کے چند مقامات کے علاوہ صرف اصل راوی (جیسے صحابی یا تابعی) سے ترجمہ کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ مطالعہ کرنے والا عام اسلامی بھائی اُکتاہٹ کا شکار نہ ہو۔

﴿3﴾... علامہ سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو صرف احادیث مبارکہ دو لاکھ یاد تھیں، اسلاف کے دیگر واقعات اور اقوال واحوال تو شمار سے باہر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی کتابوں میں کسی حدیث، قول یا واقعہ کو کئی کئی حوالوں سے بیان کرتے ہیں، شَرْحُ الصُّدُوْر میں بھی ایسا ہی ہے لہٰذا ترجمہ میں طوالت سے بچنے کے لئے ذکر کردہ حوالوں میں سے ایک یا دو کی تخریج دی گئی۔

﴿4﴾... بعض مقامات پر مصنف عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے الفاظ کے لغوی معانی بیان کئے ہیں اور کہیں کہیں اَسناد پر کلام بھی فرمایا ہے، ترجمہ میں دیئے گئے لغوی معانی کی رعایت کی گئی ہے مگر لغوی اَبحاث کا ترجمہ نہیں کیا۔ یوں ہی اسناد پر کئے گئے کلام کا ترجمہ بھی ترک کر دیا ہے۔ عُلَما و محققین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

﴿5﴾... ”شَرْحُ الصُّدُوْر“ کے مختلف نسخوں میں جہاں کہیں اختلاف تھا یا عبارت میں کچھ کمی بیشی تھی یا کوئی اِشکال تھا وہاں اصل ماخذ اور دیگر کُتُب سے رجوع کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔

تعارُف مُصَنِّف

نام و نسب اور وِلادتِ باسعادت

نویں صدی کے مُجَدِّد، حافِظُ الحدیث، امام اَجَلّ، شَیْخُ الاسلام علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا نام و نسب یوں ہے: **عبد الرحمٰن بن ابو بکر کمال الدین بن ناصر الدین محمد بن ابو بکر سابِقُ الدین بن فخر الدین عثمان بن ناصِرُ الدین محمد بن سَیْفُ الدین خضر بن نجمُ الدین ایوب بن ناصِرُ الدین محمد بن ہَمّامُ الدین الہَمّام طُولُونی سُیُوطی خُضَیْرِی شافعی** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ قاہرہ کی مسجد جامع ابن طولون کے پڑوس میں رہنے یا وہاں درس حدیث دینے کے سبب آپ کو "**طُولُونی**" کہا جاتا ہے۔ آباء واجداد "اُسْیُوط" نامی شہر میں رہتے تھے اس لئے "**سُیُوطی**" اور "**اُسْیُوطی**" کہلائے، آباء واجداد میں سب سے پہلے اسیوط شہر میں آپ کے جد اعلیٰ "**ہَمّامُ الدین**" نے رہائش اختیار کی۔ اس سے قبل یہ خاندان بغداد میں حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار شریف کے قریب واقع محلہ خُضَیْرِیہ میں رہتا تھا۔ امام سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے شہر اُسْیُوط نہیں دیکھا تھا البتہ آپ نے اس شہر کی تاریخ پر "اَلْمَضْبُوطُ فِی اَخْبَارِ السُّیُوط" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ "**خُضَیْرِی**" نسبت کے حوالے سے خود فرماتے ہیں کہ کتابوں میں "خضیریہ" بغداد کے ایک محلے کو کہا گیا ہے اور مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ اس نے میرے والد ماجد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے سنا کہ " ان کے جد اعلیٰ عجمی تھے یا مشرق سے آئے تھے۔" ممکن ہے کہ یہ نسبت مذکورہ محلے کی طرف ہو۔ فقہ میں حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مقلد ہونے کے سبب "**شافعی**" ہیں۔ آپ بروز اتوار یکم رَجَبُ الْمُرَجَّب ۸۴۹ھ بمطابق 3 اکتوبر 1445ء کو بعد از مغرب مصر کے شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔[1]

اَلقابات و کنیت

آپ کا مشہور لَقَب "**جلالُ الدین**" ہے جو والد صاحب کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ ایک لَقَب "**اِبْنُ الْکتب**" بھی ہے، اس لقب کی وجہ بڑی دلچسپ ہے کہ آپ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ ایک دن والد ماجد نے آپ کی

[1]...حسن المحاضرۃ، ۱/۲۸۸، الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۶۹، ۸۱، التحدث بنعمۃ اللّٰہ، ص۵، ۶

والدہ محترمہ کو کوئی کتاب لانے کا کہا، کتاب لینے گئیں تو وہیں دردزہ (زچگی کا درد) شروع ہوا اور کتابوں کے درمیان آپ کی ولادت ہوگئی، اسی مناسبت سے آپ کو ابن الکتب کہا گیا۔ آپ کی کنیت **"ابو الفضل"** ہے جو آپ کے شیخ قاضیُ القُضاۃ عِزُّالدِّین احمد بن ابراہیم کِنانی حنبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے عطا فرمائی، واقعہ یہ ہے کہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت کیا: تمہاری کنیت کیا ہے؟ آپ نے کہا: میری کوئی کنیت نہیں۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری کنیت ابُو الْفَضْل ہے اور اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی۔[1]

کچھ آباء واجداد کے بارے میں

آپ کے جَدِّ اَعلیٰ ہَمّامُ الدین اہْلِ طریقت اور مشائخ طریقت سے صاحِبِ حال بزرگ تھے، یہ حج کے لئے گئے اور جب احرام باندھ کر "لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ" کہا تو غیب سے آواز سنی: "لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ"۔ ان کا مزار فائِضُ الانوار مصر کے شہر سُیُوط میں واقع ہے جہاں لوگ ان کے مزار کی زیارت کرتے اور برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر آباء واجداد معززین شہر تھے اور زیادہ تر حکومتی عہدوں پر فائز رہے، بعض نے تجارت بھی کی اور کوئی بہت مالدار تھا اور جو تاجر تھے انہوں نے اسیوط میں ایک مدرسہ بنایا اور اس پر کئی جاگیریں وقف کیں، البتہ علم دین کی صحیح معنوں خدمت آپ کے والد ماجد کے حصے میں آئی۔ امام سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے آباء واجداد میں سے علم کی خدمت کا حق ادا کرنے والے صرف میرے والد ماجد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔[2]

آپ کے والد ماجد پابندی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور ہر جمعہ کو قرآن مجید کا ختم فرمایا کرتے تھے اور مدرسہ شَیْخُوْنِیّہ میں فقہ کے مدرس، جامع اِبْنِ طُولُون میں خطیب اور عباسی خلیفہ صالح مُسْتَکْفِی بِاللہ کے امام مسجد تھے جو ان کا بہت ہی ادب واحترام کرتا تھا۔[3] ایک مرتبہ بادشاہ ملک ظاہر چَقْمَق نے خلیفہ مستکفی باللہ کے ذریعے آپ سے دیارِ مصر کا مفتی بننے کی درخواست کی تو آپ نے معذرت کر لی۔

---

1 ...النور السافر، ص۹۰

2 ...حسن المحاضرۃ، ۱/۲۸۸، التحدث بنعمۃ اللہ، ص۵، ۷

3 ...تاریخ الخلفاء، ص۵۱۲، الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ۷۶، حسن المحاضرۃ، ۱/۳۷۰

خلیفہ مستکفی باللہ کی وفات کے 40 روز بعد ۵ صَفَرُ الْمُظفَّر ۸۵۵ھ کو پیر کی رات اذانِ عشاء کے وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: قبلہ والد صاحب چند دن ذَاتُ الْجَنْب کے مرض میں مبتلا رہے اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے[1]۔ والد ماجد حضرت سیِّدُنا ابو بکر کمالُ الدِّین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن کو وصال کے بعد ان کے پروردہ حضرت مُوَقِّعُ الحکم عزیز طُوْلُونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے خواب میں دیکھ کر کہا: میرے سردار! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں آپ پر تنگی اس لئے فرمائی تاکہ آخرت میں آپ پر وُسعت فرمائے۔ والد صاحب نے فرمایا: ایسا ہی ہوا ہے۔[2]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمین

علمی زندگی

ابتدائی حالات

حضرت سیِّدُنا علامہ جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ابھی پانچ سال ہی کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد ماجد نے اپنے فرزند دل بند کی پرورش و نگہداشت کے لئے کئی لوگوں کو وصیتیں کی تھیں جن میں سے ایک صاحبِ شریعت و طریقت امام اَجَلّ مُحَقِّق عَلَی الاطلاق شیخ کمالُ الدین بن ہُمَام حَنَفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ہیں۔ انہوں نے "مدرسہ شَیْخُوْنِیَہ" سے آپ کا وظیفہ جاری کرایا اور اپنی نگہداشت میں رکھا اور آپ کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔[3]

مجذوب بزرگ کی دعا

علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: والد صاحب کی حیات میں مجھے مجذوب بزرگ حضرت شیخ

1... پسلیوں کی اندرونی سطح پر منڈھی، جھلی کے مُتَوَرِّم ہونے سے پیدا ہونے والا مَرض ذَاتُ الْجَنْب کہلاتا ہے اسے اردو میں "نمونیا" کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے: "اَلْمَیِّتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ یعنی ذَاتُ الْجَنْب کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔" (مجمع الزوائد، ۳/۵۵، حدیث: ۳۸۸۰)

2... بغیۃ الوعاۃ، ۱/۴۷۲، التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۱۱

3... الکواکب السائرۃ، ۱/۲۲۷، رقم ۴۶۱: عبد الرحمن بن ابو بکر الاسیوطی

محمد رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی خدمت میں لے جایا گیا، وہ اکابر اولیائے کرام میں سے تھے اور مَشۡہَدِ نَفِیۡسِی کے قریب رہائش پذیر تھے، انہوں نے میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[1]

تعلیمی سفر کا آغاز

آپ کے والد ماجد آپ کو اس عمر سے علماو مشائخ کی بارگاہ میں لے جایا کرتے تھے جس میں بچہ علمی اِستِفادہ کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔ علامہ عَبۡدُ القادر عَیۡدَرُوس رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: والد گرامی آپ کو تین سال کی عمر میں شَیۡخُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام اِبۡنِ حَجَر عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡاَکۡبَر کی خدمت میں لے گئے۔[2] آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی عُمۡر ابھی آٹھ سال پوری نہ ہوئی تھی کہ قرآنِ مجید حفظ کر لیا پھر چھوٹی سی عُمۡر میں ہی ”عُمۡدَۃُ الۡاَحۡکَام“، ”اَلۡمِنۡہَاج لِلنَّوَوِی“، ”اَلۡفِیَّۃُ ابۡنِ مَالِك“ اور ”مِنۡھَاجُ الۡبَیۡضَاوِی“ کتابیں زبانی یاد کر لیں اور نامور اَساتِذہ و شُیُوخِ عَصر کو سنا کر اجازت حاصل کی۔ فقہ و نحو کی تعلیم آپ نے مختلف مشائخ سے حاصل کی اور عِلۡمُ الفرائض علامہ شَیۡخ شہابُ الدین شار مَساحِی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَلِی سے حاصل کیا جن کی عُمۡر 100 سال سے مُتَجاوِز ہو چکی تھی۔[3] عِلۡمِ منطق کی کچھ کتابیں پڑھیں پھر اس سے اِعراض کر لیا، خود فرماتے ہیں: ”ابتداءً میں نے عِلۡمِ منطق کا کچھ علم حاصل کیا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے دل میں اس کی نفرت ڈال دی اور اس کے بدلے مجھے عِلۡمِ حدیث عطا کر دیا جو کہ اَشۡرَفُ الۡعُلُوم ہے۔“[4]

فقہ کی باقاعدہ تعلیم کے لئے شَیۡخُ الاسلام عِلۡمُ الدِّین بُلۡقِیۡنِی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡغَنِی کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کے اِنتقال تک ان سے عِلۡمِ فقہ کی تحصیل کرتے رہے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے سے فقہ شافعی کی مختلف کتابوں کے اسباق پڑھے۔ ۸۷۶ھ میں انہوں نے آپ کو تدریس واِفتا کی اجازت عطا کی۔ ۸۹۸ھ میں جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ علامہ شَیۡخُ الاسلام شَرَفُ الدِّین مَناوِی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی

1 ... حسن المحاضرۃ، ۱/۲۸۸

2 ... النور السافر، ص۹۱

3 ... حسن المحاضرۃ، ۱/۲۸۸

4 ... حسن المحاضرۃ، ۱/۲۹۰

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے "مِنْہَاج" اور "شَرحِ لَہجہ" کے کچھ اَسباق اور "تفسیر بیضاوی" پڑھی۔ پھر آپ شیخ علامہ اِمام تَقِیُ الدِّین شِبْلِی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے پاس حاضر ہوئے اور چار سال ان کی خدمت میں رہ کر حدیث وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔[1]

اُستاد کا اعتماد

"حسن المحاضرۃ" میں اپنے استاد صاحب کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ "علامہ تَقِیُ الدِّین شِبْلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے شفاء شریف کے حاشیہ میں واقعہ معراج میں حضرتِ سیِّدُنا ابو الحمراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مروی روایت کا ماخذ "سنن ابن ماجہ" کو ذکر کیا لیکن میں نے بار بار سنن ابن ماجہ کو دیکھا مگر یہ حدیث نہ ملی اور پھر میں نے "مُعْجَمُ الصَّحَابَۃِ لِابْنِ قَانِع" کو دیکھا تو اس میں مجھے یہ حدیث مل گئی۔ میں اپنے شیخ علامہ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے پاس حاضر ہوا اور ان سے یہ معاملہ عرض کیا تو انہوں نے صرف مجھ سے سن کر اپنے نسخہ سے ابن ماجہ کا لفظ کاٹ کر ابن قانع لکھ دیا۔ اس بات سے میرے دل میں شیخ کی عظمت مزید بڑھ گئی اور میں نے خود کو حقیر سمجھا، میں نے عرض کی: آپ تحقیق کے لئے تھوڑا رک بھی سکتے تھے۔ ارشاد فرمایا: میں نے اپنے لکھے ہوئے الفاظ "اِبْنِ ماجہ" کو تبدیل کرنے میں ایک واضح دلیل کی پیروی کی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں: میں شیخ کے وصال تک ان کے ساتھ رہا۔"[2]

علامہ شیخ جلالُ الدِّین مَحَلِّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی خدمت میں دو سال تک ہفتے میں دو بار حاضری دیتے رہے اور ان کی تفسیر جو "جَلَالَیْن" کے نام سے مشہور ہوئی اس کی تکمیل فرمائی۔[3]

شیخ علامہ محی الدین کافیجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی خدمت میں 14سال تک حاضری دی اور ان سے تفسیر، اصول، علومِ عربیہ اور معانی وغیرہ کا علم حاصل کیا اور ان کے علاوہ علامہ شیخ سَیْفُ الدِّین حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کی مجلس درس میں بھی حاضری دی اور ان سے "تفسیر کشاف"، "توضیح مع حاشیہ"، تلخیص المفتاح

1...حسن المحاضرۃ، ۱/ ۲۸۹

2...حسن المحاضرۃ، ۱/ ۲۸۹

3...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۱۱۷

اور "عَضُد" وغیرہ کے اَسباق پڑھے۔ تحصیلِ علم کے لئے آپ نے شام، حجاز، یمن، ہند اور مغربی ممالک کا بھی سفر اختیار کیا۔[1]

دو لاکھ احادیث کے حافظ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اگر مجھے اس سے زیادہ احادیث ملتیں تو میں انہیں بھی یاد کرلیتا۔[2] حج کے لئے حاضر ہوئے تو زم زم شریف پی کر یہ دعا مانگی: "الٰہی! مجھے فقہ میں سراجُ الدّین بُلْقِیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا اور حدیث میں امام اِبْنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔"[3] اس دعا کی قبولیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ خود "حُسْنُ الْمُحَاضَرَۃ" میں فرماتے ہیں: "مجھے سات علوم میں کامل مہارت عطا ہوئی: (۱) تفسیر (۲) حدیث (۳) فقہ (۴) نحو (۵) معانی (۶) بیان (۷) بدیع۔ میں نے ان علوم کو عرب اور بُلَغاء کے طریقے پر اپنایا اور فلاسفہ اور عجمیوں کے طریقے سے خود کو دور رکھا اور فقہ کے علاوہ ان علوم میں جو دسترس مجھے حاصل ہوئی دیگر افراد تو دور رہے میرے شُیُوخ میں سے بھی کوئی اس تک نہیں پہنچا۔ البتہ فقہ کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس میں میرے شیخ (عِلْمُ الدین بُلْقِیْنِی) زیادہ وَسِیْعُ النَّظَر اور بصیرت و قدرت رکھتے ہیں۔ مذکورہ سات علوم کے سوا اُصُولِ فقہ، عِلْمِ جَدَل، صَرف، اِنْشاء، عِلْمِ قِراءَت اور طِب کو میں نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا۔"[4]

ایک مقام پر یوں تحدیثِ نعمت فرمایا: اس وقت مشرق سے لے کر مغرب تک روئے زمین میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو حدیث اور عَرَبِیَّت میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہو بجُز حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام، کسی قُطب یا کسی ولی کے، وہ مستثنٰی ہیں۔[5]

1... حسن المحاضرۃ، ۱/ ۲۸۹، ۲۹۰

2... الکواکب السائرۃ، ۱/ ۲۲۹، رقم: ۴۶۱، عبد الرحمن بن ابی بکر الاسیوطی

3... حسن المحاضرۃ، ۱/ ۲۹۰

4... حسن المحاضرۃ، ۱/ ۲۹۰

5... محدثین عظام، حیات و خدمات، ص ۶۰۵

اَساتذہ کے اسمائے گرامی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے شیوخ (اساتذہ) کی تعداد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جن سے میں نے سنا اور جنہوں نے مجھے اجازت دی اور جنہوں نے مجھے ایک شعر بھی سکھایا تھا، ان کی تعداد 600 تک پہنچتی ہے۔[1] اور خاص شُیُوخ کی تعداد 150 ہے۔ ان میں سے چند اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱)... علامہ محمد بن سعد شَمْسُ الدین حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مُتَوَفّٰی ۸۶۷ھ (۲)... قاضیُ القُضاۃ شیخُ الاسلام عِلْمُ الدّین بُلْقِینِی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۸۶۸ھ (۳)... شیخُ الاسلام ابوزکریا یحییٰ بن محمد مَناوی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۸۷۱ھ (علامہ عبدُ الرءُوف مَناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے جدِّ اَمجد) (۴)... علامہ اَبُوالعباس احمد بن محمد تَقِی الدّین شُمُنّی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مُتَوَفّٰی ۸۷۲ھ (۵)... علامہ مُحقّق مُحی الدّین کافِیجی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مُتَوَفّٰی ۸۷۹ھ (۶)... مُحقّقِ دیارِ مصر علامہ سیفُ الدّین حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مُتَوَفّٰی ۸۸۱ھ (۷)... علامہ اَبُوعبدُ اللہ محمد بن احمد جلالُ الدین مَحَلّی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۸۶۴ھ (۸)... علامہ قاضیُ القُضاۃ عِزُّالدین کِنانی حَنبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مُتَوَفّٰی ۸۷۶ھ (۹)... شَمْسُ الدین سِیرامی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مُتَوَفّٰی ۸۶۶ھ۔

نامور تلامِذہ

آپ کے تلامِذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے جن میں سے بعض مشہور تلامِذہ کے نام یہ ہیں: (۱)... مصنّفِ سُبُلُ الْھُدٰی وَالرَّشاد امام حافِظُ الحدیث محمد بن یوسف شامی صالِحی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۴۲ھ (۲)... امامِ قِراءَت علامہ سراجُ الدین عُمَر بن قاسم نَشّار شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۳۸ھ (۳)... شیخ فاضل علامہ شَرَفُ الدین قاسم بن عُمَر مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی متوفی ۹۲۷ھ (۴)... علامہ شیخ عبدُ القادر بن محمد شاذِلی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۳۵ھ (۵)... امام علامہ سیّد جمالُ الدین یوسف بن عبدُ اللہ حُسَینی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۵۸ھ (۶)... علامہ شَمْسُ الدین محمد بن عبدُ الرحمٰن عَلْقَمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۶۳ھ (۷)... شیخُ الحدیث علامہ شَمْسُ الدین محمد بن علی داودی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مُتَوَفّٰی ۹۴۵ھ۔

[1]... التحدث بنعمۃ اللہ، ص۴۳

تدریسی خدمات

۸۶۷ھ میں آپ مدرسہ شَیخُونِیہ میں اپنے والد کی جگہ فقہ کے مُدرِّس مُقرَّر ہوئے اور تقرُّری کے اس موقع پر آپ کے استاد شیخُ الاسلام عَلَمُ الدین بُلْقِینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَنِی بھی تشریف لائے۔[1]

۸۷۱ھ میں آپ نے فتوٰی نویسی شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے فتاوٰی مشرق و مغرب اور عَرَب و عَجَم میں مشہور ہوگئے۔ ”اَلتَّحَدُّث بِنِعْمَۃِ الله“ میں اپنے فتاوٰی کے متعلق ذکر کرتے ہیں: ”میں نے اتنے فتاوٰی دیئے ہیں کہ ان کی صحیح تعداد اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔ جن مسائل میں مجھ سے میرے ہم عصر عُلَما نے اِختلافِ رائے کیا، ان میں سے ہر مسئلے پر میں نے الگ الگ کتابیں لکھیں اور میری ایسی تصنیفات کی تعداد 50 سے زائد ہے اور اس وقت میرے فتاوٰی کی تین جلدیں ہیں۔[2]

۸۷۲ھ میں آپ نے جامع طُولُونی میں حدیث شریف کا اِملاء کرانا شروع کیا جہاں آپ سے پہلے حضرت سیِّدُنا حافِظُ الحدیث امام اِبْنِ حجر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی حدیث پاک کا املاء کرایا کرتے تھے جن کے انتقال کے بعد 20 برس تک یہ سلسلہ موقوف رہا جسے آپ نے دوبارہ زندہ کیا۔[3]

۸۷۷ھ میں آپ مدرسہ شَیخُونِیہ میں شیخُ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔[4] ۸۹۱ھ میں آپ کو خانقاہ بیبَرسِیہ میں شیخُ الصُّوفیہ کا منصب ملا اور ۹۰۶ھ تک آپ اس منصب پر فائز رہے۔[5]

اَخْلاق ومَناقِب

سُنَّتوں کو زندہ کیا

شیخُ الاسلام علامہ جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْکَافِی حُسْنِ اَخلاق کے پیکر اور اچھی صفات کے

---

1 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص ۱۶۱

2 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۹۰، الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص ۱۶۳

3 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۸۸

4 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۹۰

5 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص ۱۶۵، ۱۶۶

حامل تھے۔ سنت رسول پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوتے اور ان سنتوں کو بھی اپناتے جن سے عوام تو عوام خواص بھی ایک عرصہ سے دور رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے طَیالِسہ[1] (یعنی سر اور کاندھے ڈھانپنے والی چادر) اوڑھنے کی سنت کو زندہ کیا اور اس بارے میں ایک کتاب بنام "اَلْاَحَادِیْثُ الْحِسَان فِیْ فَضْلِ الطَّیْلَسَان" تحریر کی اور اپنے شاگردوں کو اس سنت کے اپنانے پر اُبھارا۔

اسی طرح آپ نے سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بدمذہبوں سے کنارہ کشی اختیار کی اور اس بارے میں ایک کتاب "اَلزَّجْرُ بِالْھَجْر" لکھی اور اس کتاب کے لکھنے کی وجہ یہ تحریر فرمائی کہ "ہمارے زمانے میں لوگ بدمذہبوں سے میل جول بہت زیادہ رکھتے ہیں۔"

بادشاہوں کو امر بالمعروف

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مَناقِب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کے معاملے میں کسی کا خوف نہ کرتے اور نہ رعب شاہی کو خاطر میں لاتے۔ اس حوالے سے آپ کے واقعات مشہور ہیں یہاں تک کہ ایک حکمران نے آپ کو قتل کی بھی دھمکی دی مگر پھر بھی آپ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ نہ چھوڑا۔ سلطان اشرف غوری کو اپنے ایک فتوے میں اوقاف کی بیع سے روکا نیز اپنے زمانے کے مختلف ظالمانہ ٹیکسوں کی حُرمَت کا فتوٰی دیا اور سلطان کو اس سے منع کیا۔ بلادِ تکرور کے حکمرانوں کی طرف ایک مکتوب لکھا اور انہیں اُن کے شہروں میں پھیلی ہوئی بُرائیوں کو روکنے کا کہا۔ یونہی امر بالمعروف کے سلسلے میں سلطان قائتبائی کی طرف بھی ایک مکتوب روانہ کیا۔[2]

مصائب و آلام پر صبر

حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے اخلاق و مناقب میں سے یہ بھی ہے

❶... طَیالِسہ جمع ہے طیلسان کی جو معرب ہے تالسان کا۔ تالسان وہ خاص رومال (چادر) ہے جس سے سر اور کاندھا ڈھکا جاتا ہے یا کوئی اور خاص لباس۔ طیلسان پہننے سے ممانعت بھی آئی ہے اور حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس کا پہننا بھی ثابت ہے، جب تک یہ یہود کا نشان خاص رہا ممنوع رہا، جب اس کا رواج عام ہو گیا تب حضور نے پہنا تمام لباسوں کا یہ ہی حال کہ جو کفار کی علامت ہوں ان سے بچے اور جب علامت نہ رہیں مشترک بن جاویں تو جائز ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، ۷/ ۳۰۰)

❷... الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۸۸

کہ آپ نے مصائب وآلام اور تکالیف پر بہت زیادہ صبر کیا۔ پہلے خود یتیم ہوگئے اور پھر اپنی زندگی میں تمام اہل وعیال کی موت کا غم برداشت کیا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں: میرے اکثر بھائی اور اولاد شہادت کی موت مرے ہیں، کوئی طاعون سے کوئی نفاس سے کوئی ذَاتُ الْجَنْب (نمونیا) کے مرض سے اور مجھے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے شہادت کی امید ہے۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید ہے کہ آپ کو یہ سعادت مل گئی ہوگی کیوں کہ انتقال سے پہلے آپ کے بائیں ہاتھ میں شدید ورم آگیا تھا اور سات دن تک اسی مرض میں مبتلا رہ کر وصال فرمایا اور حدیث شریف میں ہے: مَنْ مَاتَ مَرِیْضًا مَاتَ شَهِیْدًا یعنی جو بیماری کی حالت میں مرا وہ شہید ہے۔[2]

پھر یہی نہیں بلکہ مخالفین وحاسدین کی طرف سے آپ کو بہت زیادہ تکالیف دی گئیں مگر آپ نے صبر ورضا کا دامن نہ چھوڑا حتّٰی کہ سلاطین وامرا کی طرف سے آپ پر دباؤ بھی ڈالا گیا لیکن اس کے باوجود بھی آپ نے اپنے مخالفین وحاسدین کو بُرا بھلا نہ کہا چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے شاگرد علامہ عبد القادر شاذِلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمارے شیخ نے بہت تکالیف اٹھائیں لیکن اس کے باوجود کبھی میں نے اُن کو تکلیف دینے والے حاسدین پر بد دعا کرتے اور انہیں بُرا بھلا کہتے نہیں سنا بلکہ آپ یہ کہتے: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل یعنی ہمارے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔"[3]

مصائب کو نعمت شمار کرتے

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه جُہلا اور حاسِدین کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کو اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت شمار کرتے چنانچہ خود فرماتے ہیں: "ایک جماعت میری عداوت اور تکلیف پر کمربستہ ہے اور میں اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت شمار کرتا ہوں تاکہ مجھے بھی انبیاء ومرسلین عَلَیْهِمُ السَّلَام کے اُسوۂ حسنہ سے کچھ حصہ ملے۔"[4]

1... التحدث بنعمة الله، ص١٠

2... ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی من مات مریضاً، ٢/٢٧٧، حدیث: ١٦١٥

3... الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجهوده فی الحدیث وعلومه، ص٨٩، ٩٠

4... الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجهوده فی الحدیث وعلومه، ص٩٠

مخالفین کو معاف کر دیا

اِمام عَبْدُ الوَہّاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ مجھے جامع ازہر کے نیک خطیب شیخ شعیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بتایا کہ میں اِمام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے وِصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان کے پاؤں کو بوسہ دے کر ان اَہْلِ عِلْم کو معاف کرنے کے متعلق پوچھا جنہوں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اذیت پہنچائی تھی تو ارشاد فرمایا: میرے بھائی! میں نے تو انہیں اسی وقت معاف کر دیا تھا جب انہوں نے میری حق تلفی کی تھی اور میں نے ان کے رد میں جو کچھ لکھا ہے وہ صرف اس لئے تا کہ وہ کسی اور مسلمان کی عزت دَری پر جُرأت نہ کریں۔[1]

عزتِ علما کی حفاظت

امام جامع غُمری حضرتِ سیِّدُنا شیخ امین الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن سے منقول ہے کہ میں نے علامہ جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کو مَرضُ الموت میں یہ فرماتے سنا: گواہ ہو جاؤ! میں نے اُن سب لوگوں کو معاف کر دیا جن کے متعلق مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ میری عزت کے درپے ہوئے ہیں البتہ میں اُن لوگوں کو زجراً معاف نہیں کرتا جنہوں نے علما کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔[2]

سلفِ صالحین کا دفاع

علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے سلف صالحین پر ہونے والے اِعتراضات کا بھی بھرپور دفاع فرمایا جیسا کہ آپ کے زمانے میں بعض اہل علم نے حجۃ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی ایک عبارت کو غَلَط قرار دیا اور اسے فَلاسِفَہ کی پیروی کہا تو آپ نے ان کے رد میں "تَشْدِیْدُ الْاَرْکَان" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی عبارت کو درست قرار دیا اور اس کو فلاسفہ کی پیروی کہنے کا رد کیا۔[3]

---

1 ...جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۱۵۶

2 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۸۸

3 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۱۳۴

حضرت سیِّدُنا اِمامُ الْمُکاشِفِیْن شیخ اَکبر مُحْیُّ الدین اِبْنِ عَرَبی اور سُلْطانُ الْعاشِقِیْن حضرت سیِّدُنا عُمَر بن فارِض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے متعلق بعض لوگوں نے اِعتراضات کئے اور انہیں بُرا بھلا کہا تو آپ نے ان دونوں کا دفاع کرتے ہوئے ان دونوں شخصیات کے متعلق دو کتابیں لکھیں ایک ''تَنْبِیْہُ الْغَبِی بِتَبْرِئَۃِ اِبْنِ الْعَرَبِی'' اور دوسری ''قَمْعُ الْمُعَارِضِ فِیْ نُصْرَۃِ اِبْنِ الْفَارِض'' کے نام سے اور ان میں ان حضرات پر ہونے والے اِعتراضات کے جوابات دیئے اور حضرت سیِّدُنا مُحْیُّ الدین اِبْنِ عَرَبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے متعلق فرمایا: میرے نزدیک سب سے بہتر بات یہ ہے کہ ان کی وِلایت کا اِعتقاد رکھا جائے اور ان کی کتابیں پختہ علم والوں کے علاوہ کسی کو پڑھنا روا نہیں۔[1]

والدینِ کریمین کا ایمان

حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدینِ کریمین کے ایمان اور ان کے آخرت میں نجات یافتہ ہونے کے متعلق چھ رسائل تصنیف کئے: (۱)...التعظیم والمنة فی انّ والدی النبی فی الجنة (۲)...مسالك الحنفاقی والدی المصطفٰی (۳)...الدرالمنیفة فی الأباء الشریفة (۴)...سبل النجاة (۵)...نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین (۶)...المقامة السندسیة فی نجاة والدی خیر البریة۔[2] ان رسائل میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قرآنِ کریم اور احادیثِ کریمہ سے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدینِ کریمین کا ایمان ثابت کیا اور حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدینِ کریمین تک تمام آباء واَجداد کو مُوَحِّد (یعنی خدا کو ایک ماننے والے) قرار دیا ہے نیز اس حوالے سے جو اِعتراضات ہوئے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے بہت زبردست جوابات دیئے۔[3]

---

1 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۱۳۹

2 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص۱۴۰

3 ...سیِّدِی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے بھی حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدینِ کریمین کے ایمان کے متعلق ایک رسالہ ''شُمُوْلُ الْاِسْلَام لِاُصُوْلِ الرَّسُوْلِ الْکِرَام'' تصنیف فرمایا ہے جو فتاوٰی رضویہ تیسویں جلد میں اپنے فیوض وبرکات لُٹا رہا ہے۔

بیعت واِرادَت

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سلسلہ شاذِلیّہ میں حضرتِ سیِّدُنا شیخ کامل محمد بن عُمر شاذِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے بیعت ہوئے اور علامہ شیخ کمالُ الدین ابن امام المالکیہ محمد بن محمد شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے خرقہ تصوُّف پہنا جنہوں نے آپ کو کعبہ مُشرَّفہ کے سامنے ذکر کی تلقین کی اور خرقہ تصوُّف کو آگے دینے کی اجازت دی۔[1]

درجۂ اِجتہاد پر فائز ہونا

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''حُسْنُ الْمُحَاضَرَہ'' میں خود کو مصر کے اَئِمّۂ مجتہدین میں شمار کیا ہے[2] اور اپنی کتاب ''اَلتَّحَدُّث بِنِعْمَۃِ اللہ'' میں اپنے دعویٔ اِجتہاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب میں مرتبہ ترجیح کو پہنچا تو فتوٰی دینے میں حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی ترجیح سے باہر نہیں نکلا اور مرتبۂ اجتہاد پر پہنچنے کے باوجود فتوٰی دینے میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مذہب سے باہر نہیں نکلا۔[3] اور ایک جگہ اپنے دعویٔ اجتہاد کے متعلق فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے اجتہاد کا دعوٰی بطورِ فخر نہیں کیا بلکہ تَحْدِیْثِ نعمت اور شکرِ الٰہی کے لئے کیا ہے۔''[4]

مُجَدِّد ہونے کی امید واثق

جس طرح آپ نے اپنے مجتہد ہونے کا ذکر کیا یونہی آپ نے بجا طور پر اپنے مُجَدِّد ہونے کی امید واثق ظاہر فرمائی چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ''اَلتَّحَدُّث بِنِعْمَۃِ اللہ'' میں خود کو نویں صدی ہجری کا مُجَدِّد ان الفاظ کے ساتھ کہا کہ ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے امید واثق ہے کہ وہ مجھے اس صدی کا مجدد ہونے کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ دشوار نہیں۔[5]

---

1 ...الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص ۱۲۰، ۱۲۲

2 ...حسن المحاضرۃ، ۱/۲۸۸

3 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۹۰

4 ...حسن المحاضرۃ، ۱/۲۹۰

5 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۲۲۷

ایک مقام پر فرماتے ہیں: جس طرح امامِ غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کو اپنے مُجَدِّد ہونے کا خیال تھا اسی طرح مجھ کو بھی امید ہے کہ میں نویں صدی کا مُجَدِّد ہوں گا اس لئے کہ میں فضل و کمال میں منفرد ہوں، عِلْمِ اُصُولِ لُغَت کو میں نے ایجاد کیا۔ میرے علوم اور تصنیفات سارے عالَم میں پہنچ گئیں۔ شام، روم، عَجَم، حجاز، حبشہ اور تکرور ہر جگہ میرے عُلُوم اور مُصَنَّفَات کی رسائی ہے، ان کمالات میں میرا کوئی شریک نہیں۔[1] خاتِمۃ المحققین علامہ علی قاری، سیِّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان اور علامہ عبد الحی لکھنوی رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی بھی انہیں نویں صدی ہجری کا مُجَدِّد قرار دیتے ہیں۔[2]

فنِ حدیث میں مہارت

امام سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حدیث شریف کے فن میں خصوصی مہارت رکھتے تھے جس پر آپ کی کتابیں شاہدِ عدل ہیں۔ آپ راویوں کی چھان پھٹک، حدیث کے مراتب کا تعیُّن اور طُرُقِ حدیث سے آگاہی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ بعض عُلَما نے جن احادیثِ کریمہ کو موضوع (یعنی گھڑی ہوئی حدیثیں) قرار دے دیا تھا آپ نے ان پر تحقیق کرکے انہیں موضوع ہونے کے درجہ سے نکال لیا۔ بقول علامہ عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے زمانے میں راویوں، مَتَن، سَنَد اور اِسْتِنْباطِ اَحکام کے لحاظ سے عِلمِ حدیث اور اُصُولِ حدیث کو سب سے بڑھ کر جاننے والے تھے۔[3] فَنِّ حدیث میں آپ کی بے مثل مہارت کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ حجر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بہت سی ایسی حدیثوں کا حکم واضح کیا جن کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ کس نے ان کی تخریج کی ہے؟ اور ان کا مرتبہ کیا ہے؟ پس آپ نے ان کی تخریج فرمائی اور حسن، ضعیف وغیرہ ہونے کے لحاظ سے ان کا مرتبہ بیان فرمایا۔ ایک بار شیخ الاسلام تقی الدین اوجاقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے ایسی ہی کچھ حدیثیں راویوں میں رَدّوبدَل کرکے بغَرَضِ اِمتحان امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ

1... محدثین عظام، حیات وخدمات ۶۰۷

2... مرقاۃ، ۱/۵۰۷، حاشیۃ اعلی حضرت علی المقاصد الحسنۃ، ص۲، التعلیق الممجد علی موطأ محمد، ۱/۱۰۲

3... فہرس الفہارس، ۲/۱۰۱۱، رقم: ۵۷۵، السیوطی

رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے پاس بھیجیں تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان حدیثوں کو ان کے اُصُول اور مَراتِب کے ساتھ بیان کرکے واپس بھیج دیا تو حضرت شیخُ الاسلام چل کر آپ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر فرمایا: بخدا! میرے تو حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ ان میں سے کچھ جانتے ہوں گے، ایک عرصہ سے جو مجھ سے آپ کی برائی سرزد ہوئی ہے آپ اُسے معاف فرمادیجئے۔[1]

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حدیث دانی کے بہت سارے شواہد ہیں۔ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مشہور حدیث ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے“ کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا تو آپ نے اپنی فَنِ حدیث میں خداداد صلاحیت کی بنا پر اس حدیث شریف کی تصحیح فرمائی یعنی اسے ”حدیث صحیح“ ثابت کیا۔ ارشاد فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے کیونکہ مجھے اس حدیث کے 50 طرق سے واقفیت ہے جن کو میں نے اپنی ایک تالیف میں یکجا کر دیا ہے۔[2]

تصنیف وتالیف

پہلی تصنیف

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۸۶٦ھ میں تصنیف و تالیف کا آغاز فرمایا اور پہلی کتاب ”شَرْحُ الْاِسْتِعَاذَۃ وَالْبَسْمَلَۃ“ لکھی۔ آپ کے استاد شیخُ الاسلام علامہ عِلْمُ الدین بُلْقِیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے اس کتاب کو دیکھا تو اسے پسند فرمایا اور اس پر تقریظ لکھی۔[3]

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ”حُسْنُ الْمُحَاضَرَۃ“ میں اپنی 300 کُتُب کا ذکر کیا ہے[4] جبکہ علامہ شیخ عبدُ القادر عَیدَرُوس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ علامہ جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے جن کتابوں سے رجوع کیا یا دریا بُرد کر دیا، ان کے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد 600 تک پہنچتی ہے۔[5]

1... فھرس الفھارس، ٢/١٠١١، رقم: ٥٧٥، السیوطی
2... حاشۃ تبییض الصحیفۃ بمناقب ابی حنیفۃ، ص٦٥
3... حسن المحاضرۃ، ١/ ٢٨٨... التحدث بنعمۃ اللہ، ص١٣٧
4... حسن المحاضرۃ، ١/ ٢٨٩
5... النور السافر، ص٩١

مشرق ومغرب میں شہرت

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اکثر تصانیف آپ کی زندگی ہی میں حجاز، شام، روم، ہند، یمن اور مغرب تک شہرت حاصل کرچکی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں: ۸۷۵ ہجری میں میری کتابیں دنیا کے اطراف واَکناف میں پہنچنا شروع ہوگئی تھیں، میرے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ اُس نے میرے متعلق ایک خواب دیکھا اور جامع عمرو میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے والے حضرت شیخ صالح مُحِبُّ الدین فَیُّومی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے وہ خواب بیان کیا تو انہوں نے یہ تعبیر ارشاد فرمائی: جلال الدین سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کتابیں ان کے وصال سے پہلے پہلے مشرق ومغرب میں پھیل جائیں گی۔ [1] آپ تصنیف وتالیف کی رفتار میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک بڑی نشانی تھے چنانچہ آپ کے شاگرد علامہ شمس الدین داوٗدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے استاذ محترم کو دیکھا ہے کہ آپ ایک دن میں تین تین کاپیاں لکھتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کا املا کراتے اور سوالات کے جوابات بھی ارشاد فرماتے تھے۔ [2] آپ کی 18 کتابیں ایسی ہیں جن کے متعلق آپ نے فرمایا: میرے علم کے مطابق ان جیسی کتابیں دنیا میں کسی نے نہیں لکھیں اور موجودہ دور میں بھی کوئی ایسی کتاب نہیں لکھ سکتا۔" [3] آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کچھ تصانیف درج ذیل ہیں:

کتابوں کے نام

تفسیر وعُلُومِ قرآن: الاتقان فی علوم القرآن، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، ترجمان القرآن فی التفسیر، اسرار التنزیل یسمی قطف الازھار فی کشف الاسرار، لباب النقول فی اسباب النزول، مفحمات الاقران فی مبھمات القرآن، المھذب فیما وقع فی القرآن من المعرب، الاکلیل فی استنباط التنزیل، تکملۃ تفسیر الشیخ جلال الدین المحلی، التحبیر فی علوم التفسیر، حاشیۃ علی تفسیر البیضاوی، تناسق الدرر فی تناسب السور، مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع، مجمع البحرین ومطلع البدرین فی التفسیر،

[1]... التحدث بنعمۃ اللہ، ص۱۵۵

[2]... الکواکب السائرۃ، ۱/۲۲۸، ۲۲۹، رقم: ۴۶۱، عبدالرحمن بن ابی بکر الاسیوطی

[3]... التحدث بنعمۃ اللہ، ص۱۰۵

مفاتیح الغیب فی التفسیر، شرح الاستعاذۃ و البسملۃ، شرح الشاطبیۃ، الالفیۃ فی القراءات العشر۔

حدیث واُصُولِ حدیث: التوشیح علی الجامع الصحیح، الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، مرقاۃ الصعودالی سنن ابی داود، شرح ابن ماجہ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، شرح الفیۃ العراقی، التہذیب فی الزوائد علی التقریب، عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، کشف التلبیس عن قلب اھل التدلیس، توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، النکت البدیعات علی موضوعات، الذیل علی القول المسدد، القول الحسن فی الذب عن السنن، لب اللباب فی تحریر الانساب، تقریب العزیب، المدرج الی المدرج، تحفۃ النابہ بتلخیص المتشابہ، الروض المکلل والورد المعلل فی المصطلح، منتھی الأمال فی شرح حدیث انما الاعمال، المعجزات والخصائص النبویۃ، شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ما وراء الواعون فی اخبار الطاعون، فضل موت الاولاد، خصائص یوم الجمعۃ، تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش، بزوغ الھلال فی الخصال الموجبۃ للظلال، مفتاح الجنۃ فی الاعتصام بالسنۃ، القول المختار فی الماثور من الدعوات والاذکار، اذکار الاذکار، الطب النبوی، کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ، الفوائد الکامنۃ فی ایمان السیدۃ اٰمنۃ ویسمی ایضًا التعظیم والمنۃ فی ان ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ، المسلسلات الکبری، جیاد المسلسلات، ابواب السعادۃ فی اسباب الشھادۃ، اخبار الملائکۃ، الثغور الباسمۃ فی مناقب السیدۃ اٰمنۃ، مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا۔

فقہ وعِلمِ فرائض: الازھار الغضۃ فی حواشی الروضۃ، الحواشی الصغری، مختصر الروضۃ یسمی القنیۃ، مختصر التنبیہ یسمی الوافی، شرح التنبیہ، نظم الروضۃ یسمی الخلاصۃ، شرحہ یسمی رفع الخصاصۃ، الورقات المقدمۃ، شرح الروض، حاشیۃ علی القطعۃ للاسنوی، العذب المسلسل فی تصحیح الخلاف المرسل، الینبوع فیما زاد علی الروضۃ من الفروع، مختصر الخادم یسمی تصحین الخادم، تشنیف الاسماع بمسائل الاجماع، شرح التدریب، الکافی، زوائد المھذب علی الوافی، الجامع فی الفرائض، شرح الرحبیّۃ فی الفرائض۔

عُلُومِ عَرَبِیہ: الفریدۃ فی النحو والتصریف والخط، الفتح القریب علی مغنی اللبیب، شرح شواھد المغنی، جمع الجوامع وشرحہ ھمع الھوامع، شرح الملحۃ، مختصر الملحۃ، مختصر الالفیۃ ودقائقھا، الاخبار المرویۃ فی سبب وضع العربیۃ، المصاعد العلیۃ فی القواعد النحویۃ، الاقتراح فی اصول النحو وجدلہ، رفع السنۃ فی نصب الزنۃ، الشمعۃ المضیئۃ، شرح کافیۃ ابن مالک، در التاج فی اعراب مشکل المنہاج، مسالۃ ضربی زیداً قائماً، السلسلۃ الموشحۃ، الشھد، شذ العرف فی اثبات المعنی للحرف، التوشیح علی التوضیح، السیف الصقیل فی حواشی ابن عقیل، حاشیۃ علی شرح الشذور، شرح القصیدۃ الکافیۃ فی التصریف، قطر الندا فی ورود الھمزۃ للندا، شرح تصریف العزی، شرح ضروری التصریف لابن مالک، تعریف الاعجم بحروف المعجم، نکت علی شرح الشواھد للعینی۔

اُصُول وبیان: شرح لمعۃ الاشراق فی الاشتقاق، الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع، شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد، نکت علی التلخیص یسمی الافصاح، عقود الجمان فی المعانی والبیان، شرح ابیات تلخیص المفتاح، مختصرہ، نکت علی حاشیۃ المطول لابن الفنری، حاشیۃ علی المختصر، البدیعیۃ، الجمع والتفریق فی الانواع البدیعیۃ۔

تصوُّف وطریقت: تایید الحقیقۃ العلیۃ وتشیید الطریقۃ الشاذلیۃ، تشیید الارکان فی لیس فی الامکان ابدع مما کان، درج المعالی فی نصرۃ الغزالی علی المنکر المتغالی، الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال، مختصر الاحیاء، المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ۔

تاریخ واَدَب: طبقات الحفاظ، طبقات النحاۃ، طبقات شعراء العرب، تاریخ الخلفاء، تاریخ مصر، تاریخ سیوط، ترجمۃ النووی، ترجمۃ البلقینی، الملتقط من الدرر الکامنۃ، تاریخ العمر، رفع الباس عن بنی العباس، درر الکلم وغرر الحکم، دیوان خطب، دیوان شعر، المقامات، الرحلۃ الفیومیۃ، الرحلۃ المکیۃ، الرحلۃ الدمیاطیۃ، الرسائل الی معرفۃ الاوائل، مختصر معجم البلدان، یاقوت الشماریخ فی علم التاریخ، الجمانۃ، رسالۃ فی تفسیر الفاظ متداولۃ، مقاطع الحجاز، نور الحدیقۃ من نظم القول، المجمل فی الرد علی المھمل، المنی فی الکنی، فضل الشتاء، مختصر تھذیب الاسماء للنووی، الاجوبۃ الزکیۃ عن الالغاز

السبکیۃ، رفع شان الحبشان، احاسن الاقباس فی محاسن الاقتباس، تحفۃ المذاکر فی المنتقی من تاریخ ابن عساکر، شرح بانت سعاد، تحفۃ الظرفاء باسماء الخلفاء، قصیدۃ رائیۃ، مختصر شفاء الغلیل فی ذم الصاحب والخلیل[1]۔

بارگاہِ رسالت میں مَقْبُولِیت

"شَیْخُ الحدیث" کا لقب عطا ہوا

اِمام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں خواب میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا تو میں نے حدیث میں اپنی کتاب "جَمْعُ الْجَوَامِع" کا ذکر کیا اور عرض کی: کیا میں اس میں سے کچھ آپ کے سامنے پڑھوں؟ ارشاد فرمایا: سناؤ شَیْخُ الحدیث۔ فرماتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مجھے شَیْخُ الحدیث کہنا یہ ایسی بشارت ہے جو میرے نزدیک دنیا ومافیہا سے بڑی ہے۔[2]

جنتی ہونے کی بشارت

اِمام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے شاگردِ رشید علامہ شَیْخ عَبْدُ القادر شاذِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا: میں نے جاگتے ہوئے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی تو آپ نے مجھے "اے شَیْخُ الحدیث" کہہ کر پکارا۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں اہلِ جنت سے ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: کیا بغیر کسی عِتاب کے؟ ارشاد فرمایا: تمہارے لئے ایسا ہی ہے۔"[3]

بیداری میں 75 مرتبہ زیارتِ رسول

علامہ شَیْخ عَبْدُ القادر شاذِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے عرض کی: آپ کو بیداری

1... حسن المحاضرۃ، ١/ ٢٩١، ٢٩٤

2... النور السافر، ص٩١

3... الکواکب السائرۃ، ١/ ٢٢٩، رقم: ٤٦١، عبد الرحمن بن ابی بکر الاسیوطی

میں کتنی بار زیارت نصیب ہوئی ہے۔ فرمایا: 70 سے زیادہ مرتبہ۔[1]

سیِّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: خاتِم حُفّاظِ الْحَدِیْث اِمَامِ جَلِیْل جَلَالُ الْمِلَّۃِ وَالدِّین سُیُوطی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز 75 بار بیداری میں جمالِ جہاں آرائے حضور پُرنور سیِّدُ الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہرہ ور ہُوئے بالمشافہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تحقیقاتِ حدیث کی دولت پائی بہت اَحادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں تصحیح فرمائی جس کا بیان عارف ربانی امام العلامہ عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی مِیْزَانُ الشَّرِیْعَۃِ الْکُبْرٰی میں ہے۔[2]

علامہ شیخ عبدُ القادر شاذِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ علامہ جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس ایک شخص نے خط لکھا کہ سلطان قائتبائی سے میری سفارش کر دیجئے تو آپ نے جواب میں اس کو لکھا: اے میرے بھائی! میں اس وقت تک بیداری کی حالت میں 75 مرتبہ رسول پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ حُکّام سے ملاقات کے سبب حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا تو تیری سفارش کے لئے سلطان کے پاس ضرور جاتا۔[3]

کشف وکرامات

چند لمحوں میں مکہ معظمہ

حضرتِ سیِّدُنا امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے خادم خاص حضرت محمد بن علی حبّاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قیلولہ کے وقت جبکہ آپ مصر کے علاقہ قَرافہ میں شیخ عبدُ اللہ جُیُوشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کی خانقاہ میں موجود تھے، فرمایا: اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو ظاہر نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھنے کا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کی: ٹھیک ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور

1... الکواکب السائرۃ، ۱/۲۲۹، رقم: ۴۶۱، عبدالرحمن بن ابی بکر الاسیوطی

2... فتاوٰی رضویہ، ۵/۴۹۳ بحوالہ میزان الکبرٰی للشعرانی، فصل فی استحالۃ خروج شیء من اقوال المجتہدین عن الشریعۃ، ۱/ ۵۵

3... میزان الکبرٰی للشعرانی، فصل فی استحالۃ خروج شیء من اقوال المجتہدین عن الشریعۃ ۱/ ۵۵

فرمایا: آنکھیں بند کرلو۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر تقریباً 27قدم چل کر فرمایا:اب آنکھیں کھول دو۔ آنکھیں کھولیں تو ہم بابِ مُعَلّٰی پر تھے اور ہم نے وہاں اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا، حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض اور حضرت سیِّدُنا امام سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا وغیرہ کے مزارات کی زیارت کی پھر ہم حرم میں داخل ہوئے طواف کیا، زم زم شریف پیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھ گئے حتّٰی کہ ہم نے وہاں عصر کی نماز ادا کی پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: یہ تعجب نہ کرو کہ ہمارے لئے زمین سمیٹ دی گئی بلکہ یہ تعجب کرو کہ یہاں مصر کے بہت سے مُجاوِر موجود ہیں مگر انہوں نے ہمیں پہچانا نہیں۔ پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا۔ میں نے عرض کی: میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ ہم باب معلی تک گئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: آنکھیں بند کرلو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں تو وہ مجھے سات قدم لے کر تیز چلے اور کہا: اپنی آنکھیں کھول لو۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو ہم خانقاہِ جُیُوشی کے قریب موجود تھے۔[1]

گستاخوں کا بُرا انجام

جس دوران حضرتِ سیِّدُنا علامہ جلال الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی خانقاہِ بِیبَرسِیّہ میں شَیخُ الصُّوفیہ کے منصب پر فائز تھے تو وہاں لوگوں کو مال وقف میں غیر شرعی اُمُور کا مُرتکب دیکھا، لہٰذا آپ نے انہیں امر بالمعروف کیا اور ان باتوں سے روکا تو انہوں نے ناراض ہو کر یکبارگی آپ پر حملہ کر دیا، آپ کو زدوکوب کیا اور کپڑوں سمیت وضو کی جگہ پھینک دیا۔ اس واقعے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شَیخُ الصوفیہ کے منصب سے خود کو علیحدہ کر کے مصر میں نہ رہنے کا حلف اٹھالیا اور تادمِ حیات مِقْیَاسُ النِّیل کے رَوْضَہ میں اقامت اختیار کرلی۔ وقتِ وصال جب جامع اَزہر کے نیک خطیب شیخ شعیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تکلیف دینے والوں کو معاف کرنے کے متعلق علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے عرض کی تو فرمایا: میرے بھائی! میں نے تو انہیں اسی وقت معاف کر دیا تھا جب انہوں نے میری حق تلفی کی تھی۔

علامہ شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے معاف کرنے کے باوجود آپ کو

[1]...الکواکب السائرۃ، ۱/۲۲۹، رقم: ۴۶۱، عبدالرحمن بن ابی بکر الاسیوطی، شذرات الذھب، ۸/۸۹

تکلیف واذیت پہنچانے والے قابلِ نفرت بن گئے، لوگ ان سے بد ظن ہو گئے، انہیں اپنے علم سے نفع اٹھانا نصیب نہ ہوا، بعض حرام کھانے میں مبتلا ہوئے اور بعض علما واولیا کی تردید جیسے بُرے فعل میں گرفتار ہوئے یہاں تک کہ ان پر بد بختی کی علامتیں ظاہر ہو گئیں۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس نے خود اقرار کیا تھا کہ میں نے اپنی چپل شیخ کے کندھے پر ماری تھی۔ دیکھا کہ اس کا حال بہت بُرا ہے اور غربت وافلاس کے باوجود نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر حرام کھانے میں پڑا ہوا ہے۔ وہ اس تاک میں لگا رہتا کہ کسی کے پاس مرغ، چاول، شکر یا شہد وغیرہ نظر آجائے۔ چنانچہ جب کسی ایسے کو دیکھتا تو اس سے کہتا: یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ پھر اُسے اپنے گھر لے جاتا اور کھا پی کر چھپ جاتا اور سامان کا مالک کافی دیر انتظار کرتا اور تھک ہار کر چلا جاتا اور یوں قیامت کے لئے اپنے ذمے میں لوگوں کا حق بڑھاتا رہتا۔ جب یہ مرا تو کوئی بھی اس کے جنازے کے ساتھ نہ گیا۔"[1]

مستقبل کی خبریں

امام عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ جب ہم امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو تکلیف پہنچانے سے بے بس ہو گئے تو ہم دس آدمی اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور کہا: ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کیا ہے کہ ہم آپ سے علم دین حاصل کریں گے ہو سکتا ہے ہمیں بھی کوئی بھلائی حاصل ہو جائے۔ ہم ایک سال تک آپ سے علم دین حاصل کرتے رہے مگر آپ ہم سے محتاط ہی رہتے۔ سال گزرنے کے بعد کچھ لوگوں نے آپ کو ستایا تو ہم آپ کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ سے شدید محبت کا اظہار کیا جس کے سبب آپ کا ہماری طرف جھکاؤ ہو گیا۔ ایک دن ہم نے آپ سے عرض کی: سَیِّدِی! بِحَمْدِاللہ، آپ صاحبِ کَشْف ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں ملک کے والی وارثوں کے بارے میں کچھ بتائیں تاکہ ہم منکرین اور آپ کے مخالفین پر گرفت کریں، ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں پھر انہیں بھلائی حاصل ہو جائے۔ یہ سن کر شیخ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: "سلطان مصر جان بلاط کی ۷ جمادی الاولیٰ اتوار کے دن گردن اڑا دی جائے گی اور اس کے بعد

[1] ...لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ، ص ۳۰۳، الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ص ۱۶۶

فلاں شخص سلطنت کا والی ہو گا۔"لوگوں نے اس بارے میں تحریر لے کر جان بلاط تک پہنچادی اور مصر میں یہ بات پھیل گئی جس سے مملکت میں کہرام بپا ہو گیا۔ جان بلاط کہنے لگا: شیخ کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ اس سے پہلے کہ کوئی مجھے قتل کرے میں انہیں قتل کر دوں گا۔ چنانچہ جان بلاط کے سپاہی آپ کی تلاش میں نکلے۔ آپ 47روز روپوش رہے حتّٰی کہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق سلطان جان بلاط کی گردن اڑادی گئی اور اسی طرح ہوا جیسا آپ نے بتایا تھا۔[1]

امام جامع غَمْری حضرت شیخ امینُ الدین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے خبر دی کہ ابن عثمان (یعنی سلطان سلیم اول عثمانی) مرنے سے پہلے مصر میں ضرور داخل ہو گا اور یہ کہ وہ ۹۲۳ھ کی ابتدائی تاریخوں میں داخل ہو گا اور آپ نے اس کے علاوہ بھی بہت سے کاموں کا وقت مقرر بتایا اور پھر ویسا ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ آپ نے خبر دی تھی۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: اگر آپ کی کوئی کرامت نہ بھی ہوتی تو تقدیر پر ایمان رکھنے والے کے لئے آپ کی کثیر تحقیقی و تدقیقی کتابیں ہی آپ کی عظمت پر گواہ ہیں۔[3]

تعریفی کلمات

﴿1﴾... قاضِیُ القُضاۃ شیخُ الاسلام عِلْمُ الدین بُلْقِیْنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی (مُتوفّٰی ۸۶۸ھ) نے امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی زمانہ طالب علمی میں لکھی ہوئی دو کتابیں "شَرْحُ الِاسْتِعَاذَۃ وَالْبَسْمَلَۃ" اور "شَرْحُ الْحَیْعَلَۃ وَالْحَوْقَلَۃ" دیکھیں تو ان کی تعریف فرمائی اور ان پر تقریظ بھی لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے: "میں نے ان دو کتابوں کو کثیر فوائد پر مشتمل پایا اور انہیں اچھی باتوں اور خوبصورت الفاظ سے مُزَیَّن دیکھا، حق یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں حضرت مصنف کی فضیلت کو اجاگر کر رہی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مصنف کی کوشش قبول فرمائے۔"[4]

﴿2﴾... امام سُیُوطی کے استاد علامہ ابُو العباس احمد بن محمد تقی الدین شُمُنِّی حَنَفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی (مُتوفّٰی

---

1 ...جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۱۵۶

2 ...الکواکب السائرۃ، ۱/ ۲۳۰، رقم: ۴۶۱، عبد الرحمن بن ابی بکر الاسیوطی

3 ...جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۱۵۷

4 ...التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۱۳۷

۸۷۲ھ) نے کئی مرتبہ تحریری اور زبانی طور پر اپنے قابلِ فخر شاگرد امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے عُلُوم میں مُقدَّم ہونے کا اِظہار فرمایا اور آپ کی عظمت کو سراہا۔[1]

﴿3﴾... امام نجمُ الدین محمد بن محمد غزی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (مُتَوَفّٰی ۱۰۶۱ھ) امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا تعارُف کراتے ہوئے فرماتے ہیں: "آپ بڑے عالم، اِمام، مُحقّق، حافِظِ حدیث اور شیخُ الاسلام ہیں اور آپ کی تصانیف نَفع بخش ہیں۔"[2]

﴿4﴾... شیخُ الصُّوفیہ علامہ عبدُ القادر عَیدَرُوس ہندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۹۷۸ھ) امام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے تعارُف میں فرماتے ہیں: آپ صاحِبِ کرامات ہیں اور بعدِ وفات آپ کی بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں، آپ نے 70 سے زائد مرتبہ بیداری میں حضور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آپ پر رحمت ہو۔[3]

﴿5﴾... عُمْدَۃُ الْمُحَقِّقِیْن حضرت سیِّدُنا علامہ علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی (مُتَوَفّٰی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں: اِمام جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ہمارے مشائخ کے شیخ ہیں جنھوں نے تفسیرِ ماثور کو زندہ کیا اور تمام متفرق احادیث کو اپنی کتاب جامِعُ الاحادیث میں جمع کیا اور کوئی ایسا فن نہ چھوڑا جس میں متن یا شرح نہ لکھی ہو بلکہ بعض چیزیں تو آپ نے خود ایجاد کیں لہٰذا آپ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے مُجدِّد ہوں جیسا کہ آپ نے خود مُجدِّد ہونے کا دعوٰی کیا۔ آپ کا یہ دعوٰی مقبول و منظور ہے اور یہی میرے نزدیک اظہر ہے۔[4]

﴿7،6﴾... حضرت سیِّدُنا علامہ اِبْنِ عِماد حَنْبَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی (مُتَوَفّٰی ۱۰۸۹ھ) اور پھر علامہ عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۹۷۱ھ) نے فرمایا: علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے زمانے میں راویوں، مَتَن، سَنَد اور اِسْتِنْبَاطِ اَحکام کے لحاظ سے عِلْمِ حدیث اور اُصُولِ حدیث کو سب سے بڑھ کر جاننے والے تھے۔[5]

1... التحدث بنعمة الله، ص ۲۴۶

2... الكواكب السائرة، ۱/۲۲۷ ملتقطاً

3... النور السافر، ص۹۱ دار صادر بيروت

4... مرقاة، ۱/۵۰۷، تحت الحديث: ۲۴۷

5... شذرات الذهب، ۸/۸۸، فهرس الفهارس، ۲/۱۰۱۱، رقم: ۵۷۵، السيوطي

﴿8﴾... سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (مُتوفّٰی ۱۳۴۰ھ) نے حضرت سیّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے لئے "فتاویٰ رضویہ شریف" میں مختلف مقامات پر جو القابات و دعائیہ کلمات استعمال فرمائے ہیں وہ یہ ہیں: اِمامِ جَلیل، اِمامِ اَجَلّ، اِمامِ اَجَلّ واَکرم، اِمامِ مُحَقِّق، اِمامُ الْاُمَّہ، خاتِمُ الْحُفّاظ وَالْمُحَدِّثِیْن، خاتِمَۃُ الْحُفّاظِ الْمُحَقِّقِیْن، حافِظُ الشَّرق وَالْغرب، جلالُ الْمِلّۃ وَالدِّین، جَلالُ الْمِلّۃ وَالْحق، جلالُ الْمِلَّۃ وَالشَّرعِ وَالدِّین، المولیٰ، مولانا، عالِم، اَعْلَم، علامہ عبدُ الرحمٰن بن ابو بکر سُیُوطی قُدِّسَ سِرُّہٗ، قُدِّسَ سِرُّہُ الْمَکِیْن فاللہُ یُجْزِیْہِ الْجَزَاءَ الْجَمِیْل (اللہ تعالیٰ ان کو اجر جمیل عطا فرمائے)۔"[1]

﴿9﴾... حضرت علامہ عبدُ الحی لکھنوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں: میں نے خاتِمُ الْحُفّاظ علامہ عبدُ الرحمٰن جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کثیر کتابوں کا مطالعہ کیا تو انہیں نادر فوائد اور عالی شان نکات پر مشتمل پایا، ان کی تمام تصانیف ان کے تَبَحُّر، وُسعَتِ نَظر اور دِقَّتِ فکر کی گواہی دیتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو نویں صدی کا مجدد شمار کیا جائے۔[2]

﴿10﴾... سیّدی اعلیٰ حضرت کے عَرَب شریف میں خلیفہ سیّد محمد عبدُ الحی بن عبدُ الکبیر کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتوفّٰی ۱۳۸۲ھ) فرماتے ہیں: علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی آخری زمانے میں احادیث وآثار کو یاد کرنے، مختلف علوم و فنون پر مطلع ہونے اور کثرت تالیف کے لحاظ سے اسلامی نَوادِرات میں سے ہیں۔[3]

گوشہ نشینی ووصال باکمال

وفات سے ایک عرصہ قبل آپ نے درس و تدریس اور فتویٰ نویسی سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور آخری وقت گوشہ نشینی میں عبادت وریاضت اور تصنیف و تالیف کرتے گزارا۔ اس دوران حکام آپ کی زیارت کے لئے آتے اور بیش قیمت تحائف پیش کرتے لیکن آپ قبول نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ سلطان اشرف غوری نے آپ کی خدمت میں ایک غلام اور ایک ہزار دینار بھیجے تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دینار واپس کردیئے اور

1... فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۲۳۳، ۷۰۵، فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۴۵۶، فتاویٰ رضویہ، ۳۰/ ۲۵۳، ۲۶۹

2... التعلیق الممجد علی موطأ محمد، ۱/ ۱۰۲

3... فہرس الفہارس، ۲/ ۱۰۱۱، رقم: ۵۷۵، السیوطی

غلام کو آزاد کر کے روضۂ رسول کا خادم بنا دیا۔ پھر قاصد کے ہاتھ سلطان کو پیغام بھیجا کہ آئندہ کوئی ہدیہ ہمارے پاس نہ آئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ان تحائف وہدایا سے مُسْتَغْنِی کر دیا ہے۔[1]

سَفَرِ آخرت

پیکرِ علم و عمل حضرت سیّدُنا ابوالفضل امام عبدُالرحمٰن بن ابوبکر سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے سات دن تک بائیں کلائی کے ورم میں مبتلا رہ کر بروز جُمُعَۃ المبارک ۱۹ جُمادَی الاُولٰی ۹۱۱ھ بمطابق 17 اکتوبر 1505ء کو دریائے نیل کے کنارے واقع رَوْضَۃُ الْمِقْیَاس میں اِنتقال فرمایا اور قاہرہ میں باب قرافہ کے قریب آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی قمیص مبارک اور پیالہ شریف غسل دینے والے نے لے لیا اور اُس سے کسی نے حصول برکت کے لئے وہ قمیص پانچ دینار میں خرید لی اور ایک دوسرے شخص نے تبرک کے لئے تین دینار میں پیالہ خرید لیا۔[2]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر کروڑوں رحمتیں ہوں اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

• • • ❁ • • •

بیٹے کو نصیحت

حکمت ودانائی کے پیکر حضرت سیّدُنا حکیم لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرمائی: "بیٹا! توبہ میں تاخیر نہ کرنا کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔" (اِحیاءُ العُلوم (مُترجَم)، ۴/ ۳۸)

---

1 ... الکواکب السائرۃ، ۱/ ۲۲۹

2 ... الکواکب السائرۃ، ۱/ ۲۳۱، الامام الحافظ جلال الدین سیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ، ۸۲

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

انسان کے لئے پانچ عالَم ہیں: عالَمِ اَرواح، عالَمِ دنیا، عالَمِ برزخ، عالَمِ حشر اور عالَمِ آخرت (جنت اور جہنم)۔ انسان کے ایک عالَم سے دوسرے عالَم میں منتقل ہونے کے اَسباب مُقرَّر ہیں۔ عالَمِ اَرواح سے عالَمِ دنیا میں آنے کا سبب **والدین**، عالَمِ دنیا سے عالَمِ برزخ میں جانے کا سبب **موت**، عالَمِ برزخ سے عالَمِ حشر میں پہنچنے کا سبب **صورِ اسرافیل** اور عالَمِ حشر سے عالَمِ آخرت میں منتقل ہونے کا سبب **ایمان یا کفر** ہے۔ ان پانچ میں سے "**برزخ**" ایسا عالَم ہے جس سے پہلے بھی دو اور بعد میں بھی دو عالَم ہیں، یہاں سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جیسا کہ بیچ والی ہونے کے سبب **نمازِ عصر** کی اہمیت ہے۔ مرنے کے بعد سے محشر میں اٹھنے تک درمیان کا عرصہ برزخ کہلاتا ہے اور انسان کو اس عالَم میں موت ہی پہنچاتی ہے، دنیا میں ہر حقیقت کا کسی نہ کسی نے انکار کیا ہے مگر موت ایسی حقیقت ہے جس کا آج تک کوئی انکار نہیں کرسکا کیونکہ موت سے کسی طرح چھٹکارا ممکن نہیں، سفر چاہے کتنا ہی طویل ہو منزل ایک دن آ ہی جاتی ہے اور سَفرِ زندگی کی منزل "**موت**" ہے۔ یہ کسی کو معاف نہیں کرتی، نہ غریب کی مفلسی پر اسے رحم آتا ہے نہ امیر کی دولت اسے خرید سکتی ہے اور نہ ہی طاقتور کی طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے۔ بڑے بڑے مال داروں کو، خدائی کے دعوے داروں کو، فرعون، قارون اور شدّاد جیسے غرور و تکبر کے پہاڑوں کو بھی اس نے تخت نشیں سے خاک نشیں کردیا، الغرض! موت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (پ۲۸، الجمعة:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ (پ۵، النسآء:۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

جس نے زندگی کا لطف اٹھایا اسے موت کا مزہ بھی چکھنا ہے، جو یہاں آیا ہے اسے ایک دن یہاں سے کُوچ بھی کرنا ہے اور جس نے اس عالَمِ رنگ و بُو کا نظارہ کیا ہے اسے موت کا منظر بھی دیکھنا ہے کیونکہ موت ایک جام

ہے جسے ہر ذی روح نے پینا ہے اور ایک دروازہ ہے جس سے ہر زندہ کو گزرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِؕ (پ۱۷، الانبیاء: ۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

موت کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں آسکتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی تدبیر، طریقہ، دوا اور دُعا موت سے چھٹکارا نہیں دلا سکتی تو ایک مسلمان کو موت سے ڈر کر بھاگنے کے بجائے ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے اور وقت آنے پر حال یہ ہو کہ "جَاءَ الْحَبِيْبُ عَلٰى فَاقَتِهٖ یعنی محبوب بڑے انتظار کے بعد آیا" کہتے ہوئے خوشی خوشی موت کو گلے سے لگالے۔ موت کی تیاری یہ ہے کہ بندہ اپنی چند روزہ زندگی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کے اتباع میں گزارے۔ چنانچہ

امیر المؤمنین مولیٰ مشکل کشا حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: مَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِي الْخَيْرَاتِ یعنی جو موت کو پیش نظر رکھتا ہے وہ نیک کاموں میں جلدی کرتا۔[1]

ایک بار کسی نے اِمامِ اہلسنّت، سیِّدُنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے عرض کی: ایک مرتبہ (آپ کی جانب سے) ارشادِ عالی ہوا تھا کہ "مرنے کے لئے خوشی سے تیار رہے۔" حضور! جو مُجرِم (یعنی گناہ گار) ہے وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: گناہ چھوڑے، توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لئے تیار رہے، یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لئے خُوش رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! جنازوں پر جنازے اٹھتے دیکھنے کے باوجود آج ہماری نیکیوں سے غفلت، خوفِ خدا سے محرومی اور فکرِ آخرت سے بے توجہی اپنی انتہا کو پہنچ رہی ہے، ہم دنیا کی آرائش وزیبائش میں اس قدر کھوئے ہوئے ہیں کہ امنڈتی ہوئی اَموات ہم پر کوئی اثر نہیں کرتیں اور ہمیں موت سے ذرا بھی نصیحت حاصل نہیں ہوتی حالانکہ موت کا پیالہ بڑا ہی تلخ اور کڑوا ہے، موت سچا اور اٹل وعدہ ہے، موت لذتوں کو غارت کر دیتی ہے، موت آرزوؤں کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتی ہے اور بالآخر انسان کو اس وسیع و عریض دنیا سے

---

1 ...شعب الایمان، ۷/۳۷۱، حدیث: ۱۰۶۲۳

2 ...ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۷۰

اٹھا کر قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پہنچادیتی ہے۔ ایک طرف ہماری یہ غفلت ہے اور دوسری جانب ہمارے اسلاف کا قول و عمل ہے ، وہ موت سے متعلق کیا ذہن رکھتے، کس انداز سے موت کو یاد کرتے اور اس کے لئے تیار رہتے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُتوکِّل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مبارک انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ (نقش) تھی: کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ یعنی اے عمر! نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔[1]

موت اور قبر کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھنے کے حوالے سے سیِّدِی و مُرشِدِی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری** رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی سیرت بھی ہمیں اسلاف کی یاد دلاتی اور موت کے لئے تیار رہنے کا جذبہ بڑھاتی ہے۔ بیان ہو یا تحریر یا پھر عمومی گفتگو موت کا تذکرہ جاری رہتا ہے۔ قبر کی پہلی رات، قبر کا امتحان، مُردے کے صدمے، مُردے کی بے بسی، غفلت، ویران محل اور قبر والوں کی 25 حکایات وغیرہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ایسے رسائل و بیانات ہیں جو موت اور قبر و حشر کی یاد دلاتے اور فکرِ آخرت پیدا کرتے ہیں اور اب تو کم و بیش آپ کی ہر چھوٹی بڑی تحریر میں لفظ "**الموت**" ضرور لکھا ہوتا ہے جو ایک طرف موت کی یاد ہے تو دوسری طرف ایک خاموش مُبَلِّغ۔

موت کے بعد قبر کا دشوار ترین اور کٹھن مرحلہ ہے، اسی کو عالَمِ برزخ کہتے ہیں۔ اس نازُک مرحلے کے تعلُّق سے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ، حضرات صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور سلف صالحین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کے خوف و خشیت کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

حضرت سیِّدُنا بَرا ابن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم حضور نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور اتنا روئے کہ مٹی بھیگ گئی۔ پھر ارشاد فرمایا: اس کے لئے تیاری کرو۔[2]

1... کنز العمال، کتاب الفضائل، ۶/ ۲۶۲، حدیث: ۳۵۸۱۳

2... ابن ماجہ، ۴/ ۴۶۶، حدیث: ۴۱۹۰

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مَنْ دَخَلَ الْقَبْرَ بِلَا زَادٍ فَكَاَنَّمَا رَكِبَ الْبَحْرَ بِلَا سَفِيْنَةٍ یعنی جو شخص قبر میں توشہ (نیک اعمال) کے بغیر داخل ہوا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو سمندر میں کشتی کے بغیر داخل ہو جائے۔[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کسی قبر پر تشریف لاتے تو اس قدر آنسو بہاتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ عرض کی گئی: جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے وقت آپ نہیں روتے مگر قبر پر بہت روتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر ہے، اگر قبر والے نے اس سے نجات پائی تو بعد کا معاملہ اس سے آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو علی دقاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کا بیان ہے کہ میں حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر بن فورک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس عیادت کے لئے حاضر ہوا، مجھے دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ میں نے کہا: اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی يُعَافِيْكَ وَيَشْفِيْكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو وہ آپ کو عافیت و شفا عطا فرمائے گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں؟ نہیں بلکہ میں تو موت کے بعد کے اَحوال سے خوفزدہ ہوں۔[3]

صاحبِ خوف و خشیت، سیِّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں — پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں[4]
اندھیرا گھر، اکیلی جاں، دم گھٹتا، دل اکتاتا — خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے[5]

1 ... المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۳
2 ... ابن ماجہ، ۴/ ۵۰۰، حدیث: ۴۲۶۷
3 ... رسالہ قشیریۃ، باب الخوف، ص ۱۶۴
4 ... حدائقِ بخشش، ص ۱۰۰
5 ... حدائقِ بخشش، ص ۱۸۲

موت اور برزخ کے ساتھ بے حد و بے شمار احوال جڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ، صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: ہر شخص کی عُمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹے، نہ بڑھے۔ جب وہ عُمر پوری ہو جاتی ہے تو مَلکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی جان نکال لیتے ہیں، موت کے وقت مرنے والے کے داہنے، بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے، کافر کے پاس عذاب کے۔ مسلمانوں کی روح کو فرشتے عزّت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافروں کی روح کو فرشتے حقارت کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ روحوں کے رہنے کے لئے مقامات مقرر ہیں، نیکوں کیلئے علیحدہ اور بدوں کے لئے علیحدہ۔ مگر وہ کہیں ہو، جسم سے ان کا تعلُّق باقی رہتا ہے۔ اس کی ایذا سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ قبر پر آنے والے کو دیکھتے ہیں، اس کی آواز سنتے ہیں۔[1]

پیشِ نظر کتاب مجدِّدِ وقت، امامِ اجلّ حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدِّین عبدُ الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (مُتوفّٰی ۹۱۱ھ) کی مشہورِ زمانہ کتاب ''شَرْحُ الصُّدُوْر بِشَرْحِ حَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْر'' (مطبوعہ: مرکز اہل السنۃ برکات رضا، گجرات، ہند، شوال المکرم ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۳ء) کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ کرنے کی سعادت ''دعوتِ اسلامی'' کی علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ'' کے شعبہ ''تراجم کُتُب (عربی سے اُردو)'' کے حصہ میں آئی۔ کتاب پر ترجمہ و تقابل، نظر ثانی و تفتیش اور تخریج و پروف ریڈنگ وغیرہ کاموں کے لئے 4 اسلامی بھائیوں نے خوب کوشش فرمائی ہے: (۱)...ابو حسنین محمد عارف محمود القادری (۲)... محمد امجد خان عطاری مدنی (۳)...ابو واصف محمد آصف اقبال عطاری مدنی (۴)...ابو محمد محمد عمران الٰہی عطاری مدنی سَلَّمَہُمُ الْغَنِی۔ کتاب کے ترجمہ کی شرعی تفتیش ''دار الافتا اہلسنّت'' کے نائب مفتی حافظ محمد حسان عطاری مدنی زِیْدَعِلْمُہٗ نے فرمائی ہے۔ اس کتاب مستطاب میں موت، روح، قبر اور قبر والوں کے تفصیلی احوال بیان فرمائے گئے ہیں، مضامین ترتیب وار یوں ہیں: موت کی تخلیق، موت کی تمنا و دعا کے اَحکام، نیکیوں بھری طویل زندگی، موت کی فضیلت، موت کی یاد اور اس کی تیاری، اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سے حُسنِ ظن اور خوفِ خدا، موت کے قاصد، حُسنِ خاتمہ کی علامات، نزع اور اس کی سختی، مرنے والے کے پاس کہے جانے والے کلمات، دعائیں اور سورتیں، حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الْمَوت

---

[1]... کتاب العقائد، ص ۲۴

عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے مدد گار فرشتے، بوقتِ موت خوشخبری یابُری خبر، توبہ، اَرواح سے ملاقات اور سوال جواب، میت کالوگوں کی باتیں سننا اور انہیں پہچاننا، جنازے میں فرشتوں کی حاضری اور گفتگو، وفاتِ مومن پر زمین وآسمان کا رونا، اپنی تخلیق والی مٹی میں تدفین، دفناتے وقت کی دعائیں، قبر کا دبانا، قبر کی مردوں سے گفتگو، قبر کا فتنہ اور سوالات، سُوالاتِ قبر سے امان، مومن پر قبر کی کشادگی، قبر میں پہلا تحفہ، مومن کی پہلی جزا، قبر میں حساب کتاب، قبر کا عذاب، عذابِ قبر سے نجات دلانے والی چیزیں، قبر میں اُنسیت، نمازو تلاوت، اِنعامات ولباس اور دیگر اَحوال، شہید کے فضائل، زیارتِ قبور، مُردوں کا زائرین کو دیکھنا پہچاننا، اَرواح کے ٹھکانے، روزاپنا ٹھکانا دیکھنا، زندوں کے اعمال سے آگاہی، روح کو مقامِ عزت سے روکنے والی چیزیں، وصیت کرنا، خواب میں زندہ ومردہ کی روحوں کی باہمی ملاقات، نیند میں روح نکلنا اور سیر کرنا، خواب میں مردوں کا حال پوچھنا، مردوں کا خبریں دینا، میت کو تکلیف پہنچانے والی باتیں، مردوں کو بُرا کہنے کی ممانعت، میت کو نوحہ سے تکلیف پہنچنا، قبرِ مومن پر کراماً کاتبین کا ٹھہرنا، قبر میں نفع دینے والی چیزیں، میت یا قبر کے پاس تلاوتِ قرآن، موت کے اچھے اوقات، مُردے کو جلد جنت میں لے جانے والے اَعمال، حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور ان سے متعلقہ اَفراد کے سوا دیگر میتوں کا بدبو دار اور جسم خراب ہونا وغیرہ۔

آیئے! اپنی موت کو یاد رکھنے اور قبر کے امتحان کی تیاری کرنے کے لئے اس کتاب کا توجُّہ کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں تاکہ نزع کی سختیوں اور روح نکلنے میں آسانی ہو، منکر نکیر کے سوالات کی سختی اور قبر کی گرمی سے حفاظت ہو اور ہماری موت قابلِ رشک اور لحد جنت کا باغ بن جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل جاں کنی کے وقت ہماری زبان پر کلمہ طیب ''لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کو جاری فرمائے، ہماری قبر کو نور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن سے مُنوّر کردے اور ہمیں قبر کی وحشت وتنگی سے محفوظ رکھے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِم کُتُب (مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ)

...۞...

خُطبَةُ الْکِتاب

تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے جسے چاہا خواب غفلت سے بیدار کیا اور جس کی ملاقات پسند فرمائی اسے اعلیٰ عِلِّیِّین کی طرف بلند کیا اور اس سے گناہوں کے سارے بوجھ اُتار دیئے، میں لباسِ خُلوص میں ملبوس ہو کر گواہی دیتا ہوں کہ خدائے بُزرگ و بَرتر کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خاص بندے اور رسولِ برحق ہیں جو بزرگ ترین دین کے ساتھ بھیجے گئے اور معزز ترین دوستی کے ساتھ سرفراز کیے گئے ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو جلیلُ القدر سردارانِ اُمت ہیں، درود و سلام ہو۔

یہ وہ شافی کتاب ہے جس کا موضوع عِلمِ برزخ ہے اور لوگوں کو بڑی شدت سے اس کا انتظار تھا، میں اس میں درجِ ذیل چیزوں کا ذکر کروں گا:

موت اور اس کی فضیلت و کیفیت، مَلَکُ الموت اور ان کے مُعاوِنِیْن کا حال، وقْتِ نزع میت کے اَحوال، جسم سے جدائی کے بعد رُوح کی حالت، بارگاہِ الٰہی میں رُوح کا حاضر ہونا، رُوح کا دیگر اَرواح کے ساتھ جمع ہونا، روح کا ٹھکانا، قبر کی حالت، اس کی تنگی، آزمائش اور عذاب کا بیان اور ان سب چیزوں کا تفصیلی تذکرہ جو مرضُ الموت سے لے کر صور پھونکنے تک بندے کے لیے نفع بخش ہیں۔

حوالے کے طور پر اَئِمَّہ حدیث پر اِعتماد کرتے ہوئے کُتُبِ حدیث سے مرفوع اَحادیث اور مَوقُوف و مَقْطُوع آثار پیش کروں گا۔ نیز علامہ قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کتاب ''اَلتَّذْکِرَۃ فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَاُمُوْرِ الْاٰخِرَۃ'' میں اس عنوان سے جو کچھ موجود ہے وہ پوری تَنْقِیح و تَخْرِیج کے ساتھ مع اضافہ نقل کروں گا۔ میں اس مجموعے کا نام ''شَرْحُ الصُّدُوْر بِشَرْحِ حَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْر'' رکھتا ہوں اور اگر عُمر نے وفا کی تو اس کے ساتھ ایک ایسا باب شامل کروں گا جس میں علاماتِ قیامت کا ذکر ہو اور دوسرا وہ باب جس میں موت کے بعد اٹھنے، قیامت برپا ہونے اور جنت و دوزخ کا تفصیلی بیان ہو[1]، خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ (آمین)

---

[1]... حضرت مصنف علامہ جلالُ الدِّین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے جن دو ابواب کے اضافہ کا ارادہ کیا تھا اُسے ''اَلْبُدُوْرُ السَّافِرَۃ فِیْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَۃ'' نامی کتاب لکھ کر پورا فرمایا جس میں علاماتِ قیامت، موت کے بعد اٹھنے، قیامت برپا ہونے اور جنت و دوزخ کا تفصیلی بیان ہے۔

برزخ کیا ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۰۰ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اُس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔

حضرت سیِّدُنا مُجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: اس میں مرنے سے لے کر دوبارہ اُٹھنے تک کا درمیانی زمانہ مراد ہے۔

...۞...

باب نمبر1

موت کی پیدائش

حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ ”جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی اولاد کو تخلیق فرمایا تو فرشتے عرض گزار ہوئے: مولا! زمین ان کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں ان کے لئے موت پیدا کرنے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی: تب تو ان کے لئے زندگی بے رونق ہو جائے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں امید کو پیدا کر دوں گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زمین پر اُتارے گئے تو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے ارشاد فرمایا: ویران ہو جانے کے لئے تعمیر کرو اور فنا ہونے کے لئے جنتے رہو۔[2]

...۞...

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ۸/۲۵۸، حدیث: ۳۶

2 ...الزھد لابن المبارک، باب النھی عن طول الامل، ص۸۷، حدیث: ۲۵۸

باب نمبر2 مالی یا جسمانی مصیبت کی بنا پر موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مصیبت آنے پر موت کی تمنا نہ کرے اور اگر تمنا کرنی ہی ہو تو یوں کہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو، مجھے موت دے دینا۔[1]

مومن کی بھلائی

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ وقت سے پہلے مرنے کی دعا کرے کیونکہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کے لیے لمبی عمر ہونا بھلائی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور محسنِ انسانیت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو لمبی زندگی جینے میں نیکیاں زیادہ ہوں گی اور اگر بدکار ہے تو ہوسکتا ہے نیکوکاری کی طرف لوٹ جائے۔[3]

خوش بختی کی بات

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور جانِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: موت کی خواہش مت کرو کیونکہ آخرت کی ہولناکی سخت ترین ہے اور یہ خوش بختی کی بات ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کو لمبی عُمر عطا فرمائے یہاں تک کہ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔[4]

---

1 ...مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب کراھیۃ تمنی الموت لضر نزل بہ، ص۱۴۴۰، حدیث: ۲۶۸۰

2 ...مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب کراھیۃ تمنی الموت لضر نزل بہ، ص۱۴۴۱، حدیث: ۲۶۸۲، بتغیرٍ

3 ...بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۴/۱۳، حدیث: ۵۶۷۳

4 ...مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/۸۷، حدیث: ۱۴۵۷۰، بتغیرٍ قلیلٍ

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اگر مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم ضرور موت کی تمنا کرتے۔[1]

حضرت سیِّدُنا قیس بن ابو حازم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا خَبّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے، آپ کو (جنگ میں زخمی ہونے کے سبب) سات جگہوں سے داغا گیا تھا، آپ فرمانے لگے: اگر سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور مرنے کی دعا کرتا۔[2]

حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُنا قاسم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے موت کی تمنا کی جسے حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سن رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: تم ہرگز موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر تم جنّتی ہو تو جینا بہتر ہے اور اگر جہنمی ہو تو پھر اس کی طرف جلدی کیسی۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے اپنے لیے آگے کیا بھیج رکھا ہے۔[4]

زندگی بہتر ہے

حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چچی اُمُّ الْفَضل بیان کرتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے ہاں تشریف لائے تو آپ کے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیماری کی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چچا جان! موت کی تمنا ہرگز نہ کریں، اگر آپ نیکوکار

1 ...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن تمنی للموت، ۲/۲۹۰، حدیث: ۹۷۲

2 ...بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۴/۱۳، حدیث: ۵۶۷۲

3 ...کنز العمال، کتاب الموت، الباب الاول، ۱۵/ ۲۳۶، حدیث: ۴۲۱۴۱

4 ...تاریخ بغداد، رقم: ۳۱۵۳، ابراھیم بن عبد اللہ مخزومی، ۶/ ۱۲۴

ہیں تو زندہ رہنا اور اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتے رہنا آپ کے لیے بہتر ہے اور اگر گناہ گار ہیں تو جینا اور نیکیوں کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے، الغرض موت کی تمنا ہرگز مت کریں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت آنے سے پہلے اس کی تمنا نہ کرے اور نہ ہی اس کی دعا کرے مگر یہ کہ اسے اپنے عمل پر بھروسا ہو۔[2]

. . . ✿ . . .

باب نمبر 3

اطاعتِ الٰہی میں لمبی زندگی گزارنے کی فضیلت کا بیان

بہترین اور بدترین

حضرت سیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بہترین شخص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جو لمبی عُمر پائے اور اچھے عمل کرتا رہے۔ اس نے پھر عرض کی: بدترین شخص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جو لمبی عُمر پائے اور گناہوں میں مَشغول رہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب داں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو لمبی عُمر پائیں اور اچھے اعمال کریں۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو لمبی عمر پائیں اور اچھے اعمال کریں۔[5]

---

1 ...مسند امام احمد، حدیث ام الفضل، ۱۰/۲۵۶، حدیث: ۲۶۹۳۸، معجم کبیر، ۲۵/۲۸، حدیث: ۴۴

2 ...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۱۹۵، ۲۶۳، حدیث: ۸۱۹۶، ۸۶۱۵

3 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ۲۲، ۴/۱۴۸، حدیث: ۲۳۳۷

4 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب خیارکم اطولکم اعمارا، ۱/۲۵۷، حدیث: ۱۲۹۵

5 ...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۲۰، حدیث: ۷۲۱۶

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین شخص کی خبر نہ دوں؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عرض گزار ہوئے: کیوں نہیں یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ارشاد فرمایا: جو اسلام میں لمبی عمر پائے اور راہ راست پر رہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سردارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی عمر لمبی ہوتی ہے تو اس کے لیے بہتر ہوتی ہے۔[2]

شہید سے پہلے جنت میں جانے والا

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ قُضاعہ کے دو شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر ایمان لائے، ان میں ایک راہِ خدا میں لڑتے ہوئے شہید ہو گیا اور دوسرا سال بھر زندہ رہ کر فوت ہوا۔ حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیْدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے بعد میں مرنے والے کو شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوتے دیکھا تو مجھے تعجب ہوا، چنانچہ میں نے صبح ہوتے ہی یہ ماجرا بارگاہِ رسالت میں عرض کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا وہ شخص جو سال بھر زندہ رہا اس نے شہید کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے اور چھ ہزار رکعات نماز نہ پڑھی اور اتنی اتنی سنتیں زائد نہ پڑھی تھیں؟[3]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک افضل کون؟

حضرت سیِّدُنا طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے اسلام میں زیادہ عُمر دی جائے اس کی تسبیح، تکبیر اور کلمے کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں۔[4]

مومن کی غنیمت

حضرت سیِّدُنا سعید بن جُبَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: فرائض اور نمازوں کی ادائیگی اور حسب توفیق

1...مجمع الزوائد، کتاب التوبۃ، باب فیمن طال عمرہ من المسلمین، ۱۰/۳۳۸، حدیث: ۱۷۵۵۰

2...معجم کبیر، ۱۸/۵۷، حدیث: ۱۰۴

3...مسند امام احمد، مسند ابی ہریرۃ، ۳/۲۲۹، حدیث: ۸۳۰۷، ۸۳۰۸

4...مسند امام احمد، مسند ابی محمد طلحۃ، ۱/۳۴۳، حدیث: ۱۴۰۱

ذِکْرُ اللہ کرنے کی بدولت مومن کی ہر دن کی زندگی غنیمت ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ابو عَبْلَہ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن مرتا ہے تو دنیا میں لوٹنے کی خواہش کرتا ہے، صرف اس لئے کہ وہ ایک مرتبہ تکبیر یا تسبیح یا کلمہ کہہ سکے۔[2]

...۞...

باب نمبر 4 دین میں فتنے کے خوف سے موت کی تمنا اور دعا کے جواز کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ احمد مجتبیٰ، محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے وہ زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔[3]

دعائے مصطفٰے

حضرت سیِّدُنا ثَوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا کی: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اچھے کام کرنے، بُرے کاموں سے محفوظ رہنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے اپنی طرف بے آزمائے بُلا لینا۔"[4]

دعائے فاروقی

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں دعا فرمائی: اے مولیٰ! میری طاقت

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، سعید بن جبیر، ۴/۳۱۰، رقم: ۵۶۶۵

2 ...تاریخ ابن عساکر، ۱۰/۳۲۴، رقم: ۹۳۱، بطریق بن برید بن مسلم

3 ...موطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، ۱/۲۲۴، حدیث: ۵۸۱، دون قولہ: کنت

4 ...موطا امام مالک، کتاب القرآن، باب العمل فی الدعاء، ۱/۲۰۵، حدیث: ۵۱۷، مسند بزار، مسند ثوبان، ۱۰/۱۰۹، حدیث: ۴۱۷۲

کمزور پڑ گئی، عُمر بڑھ گئی، میری رعیت مُنْتَشِر ہو گئی، پس تو اس حال میں مجھے موت دینا کہ نہ میں (اعمالِ صالحہ کو) ضائع کرنے والا ہوؤں نہ کوتاہی کرنے والا۔[1] (راوی کہتے ہیں:) ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اس دنیا سے رُخصت ہو گئے۔

چھ چیزیں

حضرت سیِّدُنا عُلَیم کِنْدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کہتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عَبَس غِفاری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ[2] کے ساتھ مکان کی چھت پر موجود تھا، انہوں نے لوگوں کو مرضِ طاعون سے بھاگتے دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا: اے طاعون! مجھے گرفتار کرلے۔ میں نے کہا، حضرت! ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ کیا حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اس کی وجہ سے عمل مُنْقَطِع ہو جاتا ہے اور بندہ دوبارہ لوٹ نہیں سکتا کہ عمل کرے۔'' حضرت عَبَس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ مجھ سے کہنے لگے: تم نے سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ''تم چھ چیزوں سے پہلے پہلے مر جانے کو ترجیح دو: (۱)... بے وقوفوں کی حکومت سے پہلے (۲)... سپاہیوں کی کثرت سے پہلے (۳)... قاضیوں کے بک جانے سے پہلے (۴)... خونِ مسلم کی ناقدری سے پہلے (۵)... رشتہ داری کاٹنے سے پہلے اور (۶)... قرآنِ کریم کو گا کر پڑھنے والوں کے ظُہُور سے پہلے کہ وہ کسی شخص کو آگے بڑھائیں گے تاکہ انہیں گا کر قرآن سنائے اگرچہ وہ ان میں سب سے کم فہم ہو۔''[3]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حکم بن عَمْرو غفاری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے طاعون! مجھے پکڑلے۔ کسی نے ان سے عرض کی: آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشاد سن رکھا ہے کہ ''تم میں سے کوئی بھی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔'' انہوں نے فرمایا: جو تم نے سن رکھا ہے وہ میں نے بھی سنا ہوا ہے لیکن میں چھ چیزوں کے

1... موطا امام مالک، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم، ۲/۳۴۴، حدیث: ۱۵۸۵

2... متن میں اس مقام پر ''ابو عبس غفاری'' مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں ''عبس غفاری'' ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، ۵/۴۲۸، حدیث: ۱۶۰۴۰

واقع ہونے سے پہلے مرنا پسند کرتا ہوں: (۱)... قاضیوں کے بک جانے (۲)... سپاہیوں کی کثرت (۳)... بچوں کی حکومت (۴)... خون ریزی (۵)... رشتہ داری کاٹنے اور (۶)... آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے اُن قاریوں سے پہلے جو قرآن کریم کو گا کر پڑھیں گے۔[1]

حضرت سیِّدُنا حبیب بن ابو فضالہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے موت کا تذکرہ کچھ یوں کیا گویا آپ موت کی تمنا کر رہے ہیں۔ آپ کے ایک رفیق نے عرض کی: آپ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کے بعد موت کی تمنا کیسے کر سکتے ہیں کہ "کسی کے لیے بھی موت کی تمنا کرنا جائز نہیں چاہے گناہ گار ہو یا نیکوکار کیونکہ نیکوکار نیکیوں میں اضافہ کرے گا اور گناہ گار کے نیکیوں کی طرف رجوع کرنے کی امید ہے۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں موت کی تمنا کیسے نہ کروں حالانکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ زمانہ مجھے گھیر نہ لے جس میں گناہ کو ہلکا جانا جائے، قاضی بک جائیں، رشتہ داری ختم کر دی جائے، سپاہیوں کی کثرت ہو اور قرآن پاک کو گا کر پڑھنے والے پیدا ہو جائیں۔[2]

موت کی تمنا کب جائز ہے؟

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عَبَسَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے سوائے اس شخص کے جسے اپنے عمل پر یقین ہو، جب تم اسلام میں چھ باتیں دیکھو تو موت کی تمنا کرنا اور اگر تمہاری جان تمہارے قبضے میں ہو تو اسے چھوڑ دینا (وہ چھ باتیں یہ ہیں): (۱)... خون کا ضائع ہونا (۲)... بچوں کی حکومت (۳)... سپاہیوں کی کثرت (۴)... بے وقوفوں کی حکمرانی (۵)... قاضیوں کا بک جانا اور (۶)... ان لوگوں کا پیدا ہونا جو قرآنِ پاک کو گا کر پڑھیں گے۔[3]

خروجِ دجال اور مومن کی پسندیدہ چیز

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

1...مستدرک حاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر بعض آثار القیامة، ۵۵۳/۴، حدیث: ۵۹۲۷

2...طبقات ابن سعد، ۲۵۱/۴، رقم: ۵۲۰، ابو ہریرة

3...مجمع الزوائد، کتاب التوبة، باب تمنی الموت لمن وثق...الخ، ۳۴۴/۱۰، حدیث: ۱۷۵۶۹

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب دجال نکلے گا تو مومن کے نزدیک مر جانے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہ ہو گی۔[1]

سرخ سونے سے زیادہ محبوب

حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں اس زمانے کے عُلَما کے نزدیک موت سُرخ سونے سے زیادہ محبوب ہو گی۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عنقریب مردِ مومن کے نزدیک موت شہد ملے ٹھنڈے پانی سے زیادہ پسندیدہ ہو گی۔[3]

کاش! اس کی جگہ میں ہوتا

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ جنازہ گزرے گا تو آدمی کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہوئے تو میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا اور وہاں یہ دعا کی: یاالٰہی! ابو ہریرہ کو شفا عطا فرما۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بار گاہِ الٰہی میں عرض کی: باری تعالیٰ! اس دعا کو قبول نہ فرما۔ پھر فرمانے لگے: ابو سَلَمہ! لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ موت انہیں سرخ سونے سے زیادہ پسند ہو گی۔ اے ابو سلمہ! تمہاری زندگی رہی تو خود دیکھ لوگے کہ آدمی قبر کے پاس آئے گا تو تمنا کرے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔[5]

حضرت سیِّدُنا مُرَّہ ہَمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے موت کی تمنا کی تو اُن سے عرض کی گئی: گھر والوں کے لیے تمنائے موت کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی ذات کے لیے موت کی تمنا کیوں کی؟ ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم

1 ...حلیۃ الاولیاء، سفیان الثوری، ۷/ ۱۳۷، حدیث: ۹۹۲۸

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المختضرین، ۵/ ۳۷۰، حدیث: ۲۸۸، عن ابی ھریرۃ، بتغیرٍ

3 ...مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ، ۹/ ۳۳۹، تحت الحدیث: ۵۴۴۵، فیہ: اخرج ابو نعیم عن ابی ھریرۃ

4 ...التذکرۃ للقرطبی، باب امور تکون بین یدی الساعۃ، ص ۵۸۴

5 ...طبقات ابن سعد، ابو ھریرۃ، ۴/ ۲۵۲، رقم: ۵۲۰

لوگ اپنی اسی موجودہ حالت پر باقی رہو گے تو میں مزید 20 سال تم لوگوں میں زندہ رہنے کی تمنا کرتا۔[1]

چڑیا کے مرجانے سے زیادہ محبوب

حضرت سیِّدُنا ابو عثمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک دن سائبان کے نیچے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ جلوہ گر تھے، اس وقت آپ کے نکاح میں اچھے خاندان کی دو حسین و جمیل عورتیں تھیں اور ان دونوں سے آپ کے خوبصورت بچے بھی تھے، اتنے میں ایک چڑیا آپ کے اوپر چہچہانے لگی، اسی دوران اس نے آپ پر بیٹ کر دی، آپ اسے اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے: عبد اللہ اور اس کے گھر والوں کا مرجانا مجھے اس چڑیا کے مرجانے سے زیادہ محبوب ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا قیس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بچے ان کے سامنے کھیل رہے تھے انہیں دیکھ آپ فرمانے لگے: ان بچوں کا مرجانا میرے لئے بھونرے (کالے کیڑے) سے بھی کم حیثیت رکھتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اے لوگو! تمہارے شہر میں ایک عبادت گزار شخص تھا، وہ مسجد سے نکلا اور اپنا پاؤں سواری کی رکاب میں رکھا تو اس کے پاس حضرت سیِّدُنا عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے تو اس شخص نے کہا: خوش آمدید! مجھے تو آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا پس ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی روح قبض کر لی۔[4]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نے فرمایا: مجھے اس بات سے ہرگز خوشی نہ ہو گی کہ خشکی یا تری کا کوئی جاندار میری طرف سے مر جائے۔ اگر موت کوئی ایسی مقررہ علامت ہوتی جس کی طرف لوگ دوڑ لگاتے تو مجھ سے آگے کوئی نہ نکل سکتا سوائے اس شخص کے جو مجھ سے طاقتور ہوتا۔[5]

---

1 ...شرح السنۃ، کتاب الجنائز، باب کراھیۃ تمنی الموت، ۳/۱۹۷، تحت الحدیث: ۱۴۴۰

2 ...حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن مسعود، ۱/۱۸۲، رقم: ۴۲۴

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب العیال، باب الاغتباط بقلۃ العیال، ۸/۱۰۲، حدیث: ۴۴۰

4 ...اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ۱۴/ ۱۴، فیہ: روی المروزی عن الحسن

5 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۳۸۵۴، خالد بن معدان الکلاعی، ۷/۳۱۶

حضرت سیِّدُنا خالد بن معدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر موت کسی مقام پر رکھی ہوتی تو میں اس تک پہنچنے والا پہلا شخص ہوتا۔[1]

نفس کا شر

حضرت سیِّدُنا عَبْدُرَبِّہ بن صالح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مرضِ وصال میں ان کی عیادت کے لئے گئے تو ان سے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو عافیت دے۔ حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہنے لگے: ہرگز نہیں، جس ذات سے عافیت کی امید ہے اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا انسانی شیاطین، ابلیس اور اس کے لشکر کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو مُسْہِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو حضرت سیِّدُنا سعید بن عَبْدُالعزیز تَنُوخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے کہتے سنا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو لمبی عُمْر دے۔ یہ سن کر آپ غصے میں آگئے اور فرمانے لگے: نہیں، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے جلد اپنی رحمت کی طرف بلالے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبیدہ بن مہاجر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَادِر نے فرمایا: اگر یہ کہا جائے کہ جو اس سامنے والی لکڑی کو چھوئے گا وہ مر جائے گا تو میں فوراً کھڑا ہو کر اس کو چھو لوں گا۔[4]

دنیا اور شیطان

حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ صُنابِحی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: دنیا فتنہ وآزمائش کی طرف بلاتی ہے اور شیطان بُرائی کی طرف، لہٰذا ان دونوں کے ساتھ رہنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کرنا بہتر ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مَیْمُون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ موت کی تمنا نہ کرتے اور فرماتے: میں روزانہ اتنی اتنی

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، خالد بن معدان، ۵/۲۳۹، رقم: ۶۹۶۱

2 ...حلیۃ الاولیاء، مکحول الشامی، ۵/۲۰۲، رقم: ۶۸۲۶

3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۵۱۴، سعید بن عبد العزیز، ۲۱/۲۰۸

4 ...حلیۃ الاولیاء، عبید بن مہاجر، ۵/۱۸۳، رقم: ۶۷۶۹

5 ...حلیۃ الاولیاء، ابو عبد اللہ الصنابحی، ۵/۱۴۸، حدیث: ۶۶۴۵

نماز پڑھتا ہوں۔ حتّٰی کہ یزید بن ابو مسلم نے آپ کو بلا کر آپ پر سختیاں کیں تو آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے اور مجھے بُروں کے ساتھ باقی نہ رکھ۔[1]

حضرت سیِّدَتُنا اُم دَرداء صُغرٰی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں: جب کسی شخص کا انتقال نیک حالت پر ہوتا تو میرے شوہر حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ میت سے فرماتے: تجھے مبارک ہو۔ کاش! تیری جگہ میں ہوتا۔ اِس تمنا پر ان کی بیوی نے اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا: اے ناسمجھ عورت! کیا تم نہیں جانتیں کہ "کوئی شخص حالتِ ایمان میں صبح کرتا ہے مگر شام کو منافق ہو جاتا ہے، اس کا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے میں نماز، روزے میں گزرنے والی اِس زندگی کے مقابلے میں اُس مرنے والے پر رشک کرتا ہوں۔"[2]

حضرت سیِّدُنا ابُوجُحَیْفَہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں ہوگی کہ کوئی جان حتّٰی کہ ایک مکھی میری موت کا بدلہ بن جائے۔[3]

بھلائی سے خالی زمانہ

حضرت سیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بخدا! مجھے اپنی جان سے زیادہ کسی جان کا نکلنا پسند نہیں حتّٰی کہ اس اُڑنے والی مکھی کی جان نکلنا بھی۔ لوگوں نے گھبرا کر پوچھا: کیوں؟ فرمایا: ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا زمانہ نہ پاؤں جس میں بھلائی کا حکم نہ دے سکوں اور بُرائی سے نہ روک سکوں، کیونکہ ایسے زمانے میں کوئی بھلائی نہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے ایک شخص گزرا تو آپ نے پوچھا: بھائی! کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: بازار جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بھائی! اگر واپس آتے ہوئے میرے لیے موت خرید کر لا سکو

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۵۴۰۹، عمرو بن میمون، ۴۶/۴۲۱، سیر اعلام النبلاء، رقم: ۴۲۵، عمرو بن میمون الاودی، ۵/ ۱۷۴

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۲۱۵، رِیاح بن الفرج، ۱۸/۲۷۳

3 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابن زبیر، ۸/۲۰۶، حدیث: ۱۰

4 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۷۹۱۸، نفیع بن الحارث، ۶۲/۲۱۵، موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المختضرین، ۵/۳۳۷، حدیث: ۱۳۵

تو ضرور لانا۔[1]

رفائیل فرشتہ

حضرت سیِّدُنا عُروہ بن رُوَیم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عِرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑی عُمر کے صحابی تھے، موت کو پسند کرتے اور یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری عُمر لمبی ہو گئی اور ہڈی کمزور ہو گئی اب مجھے موت دے دے۔ خود فرماتے ہیں: ایک دن میں جامع مسجدِ دِمَشق میں نماز کے بعد موت کی دعا مانگ رہا تھا کہ سبز لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان نے آکر پوچھا: یہ تم کیا دعا کر رہے ہو؟ میں نے کہا: بھتیجے! تم ہی بتاؤ اس کے علاوہ کیا دعا کروں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یوں کہو: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اچھے اعمال کی توفیق دے اور لمبی عُمر عنایت فرما۔ میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں رَفائیل (فرشتہ) ہوں جو مؤمنین کے سینوں سے غم مٹاتا ہے۔ فرماتے ہیں: پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔[2]

...۞...

باب نمبر 5 موت کی فضیلت کا بیان

موت کی حقیقت

عُلمائے کرام فرماتے ہیں: موت بالکل بے نام و نشان ہونے اور مٹ جانے کا نام نہیں بلکہ بدن کے ساتھ رُوح کے تعلق کا ختم ہو جانا، روح و بدن کے درمیان جدائی اور ایک گھر (دنیا) سے دوسرے گھر (برزخ) میں منتقل ہونے کا نام موت ہے۔

حضرت سیِّدُنا بلال بن سعد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَحَد نے اپنے وعظ میں فرمایا: اے ہمیشہ باقی رہنے والو! تم ختم ہو جانے کے لیے پیدا نہیں کئے گئے، تم ہیشگی کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور تمہیں ایک گھر سے دوسرے گھر

1... الزھد لھناد، باب من یستحب الموت وقلۃ المال والولد، ۱/ ۳۰۷، حدیث: ۵۴۴

2... معجم کبیر، عرباض بن ساریۃ، ۱۸/ ۲۴۵، حدیث: ۲۱۶، ربیائیل بدلہ رفائیل

تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۶۷۸، عرباض بن ساریۃ، ۴۰/ ۱۸۱، رتائیل بدلہ رفائیل

منتقل کیا جائے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے فرمایا: تم ہمیشگی کے لیے پیدا کئے گئے ہو، محض ایک گھر (دنیا) سے دوسرے گھر (برزخ) کی طرف منتقل کئے جاتے ہو۔[2]

مومن کا تحفہ

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ پیغمبر امن وامان، رحمتِ اِنس و جان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ یعنی موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔[3]

خوشبودار پھول

حضرت سیِّدُنا حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: اَلْمَوْتُ رَيْحَانَةُ الْمُؤْمِنِ یعنی موت مومن کے لئے خوشبودار پھول ہے۔[4]

بدن کی ہلاکت

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: موت غنیمت، گناہ مصیبت، محتاجی راحت، مال داری عذاب، عقل خدائی تحفہ، جہالت گمراہی، فرمانبرداری آنکھوں کی ٹھنڈک، خوفِ خدا سے رونا جہنم سے نجات، بے جا ہنسنا بدن کی ہلاکت ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں۔[5]

ابن آدم کی دو ناپسندیدہ چیزیں

حضرت سیِّدُنا محمود بن لَبِید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

1...حلیة الاولیاء، بلال بن سعد، ۵/۲۶۱، رقم: ۷۰۵۵

2...حلیة الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/۳۲۱، رقم: ۷۲۴۸

3...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع، ۷/۱۷۱، حدیث: ۹۸۸۴

4...فردوس الاخبار، باب المیم، ۲/۳۶۳، حدیث: ۶۹۸۶

5...شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، ۵/۳۸۸، حدیث: ۷۰۴۰

عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِبْنِ آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے: (۱)...موت، حالانکہ موت اس کے لیے فتنے سے بہتر ہے (۲)...مال کی کمی، حالانکہ مال کی کمی کے سبب کل قیامت میں حساب میں کمی ہوگی۔[1]

حضرت سیِّدُنا زُرعہ بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ شافِعِ محشر، ساقیِ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان جینے کو پسند کرتا ہے حالانکہ مرنا بہتر ہے اور مال کی کثرت کو پسند کرتا ہے حالانکہ مال کی قلت اس کے حساب میں کمی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مُسْتَرِیْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ یعنی راحت پانے والا ہے یا اس سے راحت پائی گئی۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: بندۂ مومن تکالیفِ دنیا سے راحت پاکر رحمتِ خدا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور گناہ گار و بدکار سے علاقے، لوگ، درخت اور جانور راحت پاجاتے ہیں۔[3]

یزید بن ابو زِیاد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو جُحَیْفَه رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو اسے دیکھ کر فرمایا: اس نے لوگوں سے راحت پائی یا پھر لوگوں نے اس سے راحت پائی۔[4]

کافر کی جنت اور مومن کا قید خانہ

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قحط ہے پس جب وہ دنیا سے جُدا ہوتا ہے تو قید اور قحط سے نجات پا جاتا ہے۔[5]

1...مسند امام احمد، حدیث محمود بن لبید، ۹/ ۱۵۹، حدیث: ۲۳۶۸۶

2...شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الامل، ۷/ ۳۵۶، حدیث: ۱۰۵۷۰

3...مسلم، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی مستریحٍ ومستراحٍ منه، ص ۴۷۴، حدیث: ۹۵۰

4...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، کلام ابن زبیر، ۸/ ۲۰۶، حدیث: ۱۲

5...مسند امام احمد، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، ۲/ ۶۳۵، حدیث: ۶۸۷۲

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے، مومن کی روح جب بدن سے خارج ہو کر دنیا سے نکلتی ہے تو اس کی مثال قید سے آزاد ہونے والے اس شخص کی طرح ہے جسے رہا کر دیا گیا ہو لہٰذا اب وہ زمین میں گھومتا پھرتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے، پس جب مومن مرتا ہے تو اُس کا راستہ خالی کر دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں جہاں چاہے سیر کرتا ہے۔[2]

مومن کا قید خانہ، جائے امن اور ٹھکانا

حضرت سیِّدُنا ابن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: معلم کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو ذَر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! دنیا مومن کے لیے قید خانہ، قبر جائے امن اور جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ اے ابو ذر! دنیا کافر کی جنت، قبر اس کے لیے عذاب کی جگہ اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو جان بھی روئے زمین پر مرتی ہے اس کے لیے اس کے ربّ کے ہاں بھلائی ہے، وہ واپس نہیں آنا چاہتی خواہ اس کو دنیا اور اس کے تمام خزانے ہی کیوں نہ دے دیئے جائیں سوائے شہید کے کیونکہ اس نے اپنے رب کے ہاں جو اجر و ثواب دیکھا اس کی خاطر وہ یہ پسند کرتا ہے کہ واپس دنیا میں آئے اور دوبارہ شہید کیا جائے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: دنیا کی صفائی چلی گئی اب صرف گدلاپَن باقی ہے، لہٰذا اب ہر مسلمان کے لیے موت تحفہ ہے۔[5]

1 ...الزهد لابن المبارك، باب فی طلب الحلال، ص۲۱۱، حدیث: ۵۹۷

2 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام عبد اللّٰه بن عمرو، ۸/۱۸۹، حدیث: ۱۰
الزهد لابی داود، اخبار عبد اللّٰه بن عمرو، ص۲۵۷، حدیث: ۳۰۱

3 ...حلیة الاولیاء، مالك بن انس، ۶/۳۸۹، حدیث: ۹۰۳۷

4 ...معجم الاوسط، ۱/۱۲۵، حدیث: ۳۹۹، مجمع الزوائد، کتاب الجهاد، باب فی ارواح الشهداء، ۵/۵۴۲، حدیث: ۹۵۴۴

5 ...معجم کبیر، ۹/۱۵۴، حدیث: ۸۷۷۴

تین ناپسندیدہ مگر بہترین چیزیں

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تین ناپسندیدہ چیزیں بہت خوب ہیں: (۱)...موت (۲)...محتاجی اور (۳)...بیماری۔[1]

حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مومن کے دین کو قبر کا گڑھا ہی بچا سکتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا رَبیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: موت سے بہتر کسی بھی غائب کا مومن انتظار نہیں کرتا۔[3]

حضرت سیِّدُنا مالک بن مِغْوَل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سب سے پہلی چیز جس سے مومن کو خوشی نصیب ہوگی وہ موت ہے کیونکہ اس وقت وہ بارگاہِ الٰہی سے ملنے والے عزت وثواب کو دیکھے گا۔[4]

مومن کے لئے سب سے بڑی راحت

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِ رَاحَۃٌ دُوْنَ لِقَاءِ اللہِ یعنی مومن کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں۔[5]

موت مومن و کافر ہر ایک کے لئے بہتر ہے

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ہر مومن کے لیے موت بہتر ہے اور ہر کافر کے لیے بھی موت بہتر ہے تو کون ہے جو میری تصدیق نہ کرے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مؤمنوں کے لئے فرمایا:

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۹۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا۔

1...الزھد لابن المبارک، باب عن النھی عن طول الامل، ص۸۸، حدیث: ۲۶۲، قول ابی الدرداء

2...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام طاوس، ۸/۲۷۲، حدیث: ۲

3...الزھد لابن المبارک، باب ذکر الموت، ص۹۲، حدیث: ۲۷۳

4...کشف الخفاء، ۱/ ۲۶۶، تحت الحدیث: ۹۴۶

5...الزھد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعۃ اللہ، ص۷، حدیث: ۱۷

اور کفار کے لئے فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ہر نیک اور کافر جان کے لیے زندگی سے موت بہتر ہے، کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ربّ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۹۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا۔

اور اگر کافر ہے تو یہ وعید ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔[2]

موت، محتاجی اور بیماری

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تم مرنے کے لیے جنتے ہو، ویران ہونے کے لیے تعمیر کرتے ہو، فنا ہونے والی (دُنیا) پر لالچ کرتے ہو اور باقی رہنے والی (آخرت) کو چھوڑے ہوئے ہو، مگر تین ناپسندیدہ چیزیں بہت بہترین ہیں: (۱)... موت (۲)... محتاجی اور (۳)... بیماری۔[3]

1... تفسیر طبری، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ۱۹۸، ۳/۵۵۸، حدیث: ۸۳۷۵

2... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابن مسعود، ۸/۱۶۲، حدیث: ۵۷

3... الزھد لابن المبارک، باب عن النھی عن طول الامل، ص۸۸، حدیث: ۲۶۲

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یاد رکھو! تین ناپسندیدہ چیزیں بہت بہترین ہیں: (۱)... موت (۲)... محتاجی اور (۳)... بیماری۔[1]

جَعْفر اَحْمَر کا قول ہے کہ جس کے لئے مرنے میں بہتری نہیں اس کے لئے جینے میں بھی بہتری نہیں۔[2]

سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی تین محبوب چیزیں

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں فقر کو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عاجزی کے لیے پسند کرتا ہوں، موت کو اپنے ربّ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے محبوب رکھتا ہوں اور بیماری کو گناہوں کا کفارہ ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی: آپ اپنے دوست کے لیے کیا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا: موت۔ لوگوں نے عرض کی: اگر وہ نہ مرے تو؟ فرمایا: اس کا مال اور اولاد کم ہو جائے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں اپنے دوست کے لیے مال کے کم ہونے اور موت کے جلدی آنے کی تمنا کرتا ہوں۔[5]

دوست کا سب سے اچھا تحفہ

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مجھے اپنے دوست کی طرف سے سلام سے اچھا کوئی تحفہ پہنچانہ اس کی جانب سے اس کی موت سے اچھی خبر آئی۔[6]

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبدُ العزیز تَیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبدُ الاَعلیٰ تَیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے عرض کی گئی: آپ اپنے اور اپنے گھر میں جس سے محبت کرتے ہیں اس کے لیے کیا پسند کرتے

1... الزھد للامام احمد، فی فضل ابی ھریرۃ، ص۱۷۸، رقم: ۸۴۷، دون قولہ: المرض

2... اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الاول، ۱۴/ ۲۶، بحوالہ ابن ابی الدنیا

3... طبقات ابن سعد، رقم: ۳۶۹۷، ابو الدرداء واسمہ عویمر، ۷/ ۲۷۵

4... الزھد للامام احمد، زھد ابی الدرداء، ص۱۶۳، رقم: ۷۴۸

5... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عبادۃ بن الصامت، ۸/ ۲۰۲، حدیث: ۳

6... الزھد للامام احمد، زھد ابی الدرداء، ص۱۶۴، رقم: ۷۵۵

ہیں؟ فرمایا: موت۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابومالک اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو لوگ مجھے رسولِ برحق مانتے ہیں ان کے نزدیک موت کو محبوب بنادے۔[2]

ملک الموت بارگاہ خلیل میں

حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت سراپا عظمت میں روح قبض کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے فرمایا: تم نے کبھی کسی دوست کو دوست کی روح قبض کرتے دیکھا ہے؟ یہ سن کر مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ ربُّ العزت میں پلٹ گئے۔ خدائے رحمٰن جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: تم جاکر اُن سے کہو: کیا کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے؟ جب مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے آکر یہ پیغام سنایا تو حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: فوراً میری رُوح قبض کرلو۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو تمہیں موت سے زیادہ ہرگز کوئی چیز پسند نہ ہو۔[4]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا حُذَیْفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: موت بڑے انتظار کے بعد آئی، اس پر غم کرنے والا فلاح نہیں پائے گا۔[5]

حضرت سیِّدُنا سَہل بن عبدُ اللہ تُستَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: موت کی تمنا تین قسم کے اَفراد ہی کر سکتے ہیں: (۱)... جن کو موت کے بعد کے حالات کا پتا نہ ہو (۲)... خدا تعالٰی کی مقرر شدہ تقدیر سے بھاگنے والا اور

1... اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الاول، ۱۴/ ۲۷، بحوالہ ابن ابی الدنیا

2... معجم کبیر، ۳/ ۲۹۷، حدیث: ۳۴۵۷

3... حلیۃ الاولیاء، احمد بن ابی الحواری، ۱۰/ ۷، رقم: ۱۴۲۹۳

4... معجم صغیر، ۲/ ۳۲، حدیث: ۸۵۷

5... حلیۃ الاولیاء، حذیفۃ بن الیمان، ۱/ ۳۵۲، رقم: ۹۶۱

(۳)...وہ خوش نصیب جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کا مشتاق ہو۔[1]

موت ایک پُل ہے

اسی طرح حضرت سیِّدُنا حیّان بن اَسْوَد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد نے فرمایا: موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو عثمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان نے فرمایا: جذب و شوق کی نشانی یہ ہے کہ آرام و عیش کے باوجود موت محبوب ہو۔[3]

ایک بزرگ نے فرمایا: دیدارِ الٰہی کے مُشتاقوں کو جب موت آتی ہے تو وصالِ محبوب کو آنکھوں کے سامنے دیکھ کر وہ موت کو شہد سے بھی زیادہ میٹھا محسوس کرتے ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: شوق سب سے بلند مقام اور بڑا درجہ رکھتا ہے، جب کوئی بندہ اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو وہ موت کی تاخیر کو بُرا سمجھتا ہے کیونکہ وہ دیدارِ الٰہی کا مشتاق اور ملاقاتِ الٰہی کا طلب گار ہوتا ہے۔[5]

اسلاف کی چار عمدہ خصلتیں

حضرت سیِّدُنا ابو عنبہ خَولانی[6] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بتایا گیا کہ عبدُ اللہ بن عبدُ الملک طاعون سے بھاگ گیا ہے تو آپ نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" پڑھا اور فرمایا: میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسے زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں ایسی بات سُننی پڑے گی، میں تمہیں گزرے ہوئے تمہارے مسلمان بھائیوں کی باتیں بتاتا ہوں: پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں خدا تعالٰی کی ملاقات شہد سے بھی زیادہ میٹھی لگتی تھی، دوسری یہ کہ وہ

---

1 ...التذکرة للقرطبی، باب النھی عن تمنی الموت...الخ، ص۹
2 ...التذکرة للقرطبی، باب النھی عن تمنی الموت...الخ، ص۱۰
3 ...رسالة قشریة، باب الشوق، ص۳۵۸
4 ...رسالة قشریة، باب الشوق، ص۳۶۰
5 ...شعب الایمان، باب فی محبة اللہ، ۱/۳۷۹، حدیث: ۴۵۸
6 ... متن میں اس مقام پر "عتبہ خولانی" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابو عنبہ خولانی" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

دشمنوں سے نہیں ڈرتے تھے خواہ وہ زیادہ ہوں یا کم، تیسری یہ کہ وہ دنیا کی محتاجی سے نہیں ڈرتے تھے، انہیں یقین تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں ضرور رزق عطا فرمائے گا اور چوتھی یہ کہ جب مرضِ طاعون پھیلتا تھا تو وہ بھاگتے نہ تھے بلکہ ہر خُدائی فیصلے کو جان و دل سے قبول کرلیتے تھے۔[1]

کیا آپ جنت کو پسند کرتے ہیں؟

حضرت سیِّدُنا ابو عبد رب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه[2] نے حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه سے پوچھا: کیا آپ جنت کو پسند کرتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: بھلا کون ہے جو جنت کو پسند نہ کرتا ہو؟ یہ سن حضرت سیِّدُنا ابو عبد رب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا: پھر موت سے محبت کریں کیونکہ آپ جنت کو مرے بغیر ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔[3]

موت کو اختیار کروں گا

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَادِر فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن ابو زکریا رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے تھے: اگر مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں 100 سال زندہ رہنے اور آج ہی کے دن مرنے کا اختیار دیا جائے تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور نیک بندوں سے ملاقات کے شوق میں موت کو اختیار کروں گا۔[4]

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابُو الحَواری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ نَباجی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی کو کہتے سنا کہ اگر دنیا کی ابتدا ہی سے مجھے دنیا کی ایسی حلال نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا اختیار دیا جاتا جن کے بارے میں بروزِ قیامت سوال بھی نہیں ہوگا اور ابھی مرنے کا اختیار دیا جاتا تو میں ابھی مرنا قبول کرتا۔ کیا تم اس (یعنی ربِّ تعالٰی) کی ملاقات پسند نہیں کروگے جس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔[5]

---

1. ...الزہد لابن المبارک، باب ہوان الدنیا علی اللہ، ص ۱۸۴، حدیث: ۵۲۴
2. ...متن میں اس مقام پر "ابن عبد ربہ" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابو عبد رب" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔
3. ...حلیۃ الاولیاء، مکحول الشامی، ۵/ ۲۰۲، رقم: ۶۸۲۷
4. ...حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن ابی زکریا، ۵/ ۱۷۲، رقم: ۶۷۳۳
5. ...حلیۃ الاولیاء، سعید بن یزید، ۹/ ۳۲۳، رقم: ۱۴۰۱۹، بتغیرٍ قلیلٍ

مومن کے گناہوں کا کفارہ

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ یعنی موت ہر مومن کے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہے۔[1]

شرح حدیث

حضرت سیِّدُنا امام قُرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: اس کی وجہ حالَتِ نزع میں مسلمان کو پہنچنے والی تکالیف ومَصائب ہیں[2] کیونکہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: اگر مومن کو کانٹا یا اس سے بھی کم تر چیز کی تکلیف پہنچ جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سبب اس کے گناہ معاف فرماتا ہے[3] تو اب موت کی تکالیف کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا ایک جھٹکا تلوار کے 300 وار سے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

قابلِ رشک کون؟

حضرت سیِّدُنا مَسْرُوق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے اس مومن سے بڑھ کر کبھی کسی پر رشک نہیں آیا جو اپنی قبر میں عذابِ الٰہی سے مامون اور دنیاوی تکالیف سے راحت میں ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں ہے کہ "مومن کے لیے قبر سے بہتر کوئی چیز نہیں کیونکہ وہ وہاں دنیا کے غموں سے راحت پاتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے محفوظ ہوتا ہے۔"[5]

سب سے بڑی واچھی نعمت

حضرت سیِّدُنا ہَیْثَم بن مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق نے فرمایا: ہم حضرت سیِّدُنا اَیْفَع بن عبد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[6]

---

1. ...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع، ۷/۱۷۱، حدیث: ۹۸۸۶
2. ...التذکرۃ للقرطبی، باب الموت کفارۃ لکل مسلم، ص ۳۱
3. ...بخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء... الخ، ۴/۵، حدیث: ۵۶۴۸
4. ...الزھد لابن المبارک، باب ذکر الموت، ص ۹۲، حدیث: ۲۷۴
5. ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام مسروق، ۸/۲۱۱، حدیث: ۱
6. ...متن میں اس مقام پر "ایفع بن عبیدہ" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ایفع بن عبد" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

کے پاس باتوں میں مشغول تھے، حضرت سیِّدُنا عَطِیّہ مَذبُوح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[1] تشریف فرما تھے، دورانِ گفتگو نعمتوں کا ذکر چلا، لوگوں نے پوچھا: سب سے بڑی نعمت والا کون ہے؟ بعض نے کہا: فلاں اور بعض نے کہا: فلاں۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا اَیْفَع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: اے عَطِیّہ! آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: سب سے اچھی نعمت والا وہ جسم ہے جو قبر میں ہو اور عذابِ قبر سے بچ جائے۔[2]

حضرت سیِّدُنا مُحارب بن دِثّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں موت پسند ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو فرمانے لگے: اے بندۂ خدا! موت ناقص بندے کو ناپسند ہوتی ہے۔[3] ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے اندر بہت بڑی خامی ہے۔[4]

سرخ اونٹوں سے بہتر

حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ الرحمٰن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا اَبُو الاَعور سُلَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کی مجلس میں کہا: خدائے بُزُرگ وبَرتَر نے ایسی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی جو مجھے موت سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو الاعور رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں تو یہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا صَفوان بن سُلَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مومن کے لیے موت دنیا کی تکالیف سے راحت ہے اگرچہ موت خود درد و تکالیف والی ہے۔[6]

حضرت سیِّدُنا محمد بن زِیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد نے کہا: ایک دانا کا قول ہے کہ "عقل مند کو موت آجانا، غافل عالِم کی لغزش سے زیادہ ہلکا ہے۔"

1... متن میں اس مقام پر "ابو عطیہ مذبوح" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "عطیہ مذبوح" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

2... الزھد لابن المبارک، باب ذکر الموت، ص۹۳، حدیث: ۲۷۵

3... الزھد لابن المبارک، باب فی طلب الحلال، ص ۲۱۲، حدیث: ۶۰۰

4... حلیۃ الاولیاء، خیثمۃ بن عبد الرحمن، ۴/ ۱۲۳، رقم: ۴۹۸۴

5... الزھد لابن المبارک، باب فی طلب الحلال، ص ۲۱۲، حدیث: ۶۰۱

6... تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۸۸۵، صفوان بن سلیم، ۲۴/ ۱۳۳، دون قولہ: کرب

عبادت گزار کا چین

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا: "اَلْمَوْتُ رَاحَۃُ الْعَابِدِ یعنی موت عبادت گزار کا چین ہے۔"[1]

• • •

باب نمبر 6 موت کی یاد اور اس کی تیاری کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ یعنی لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔[2]

فراخی کی زندگی گزارنا چاہو تو۔۔۔!

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو ختم کرنے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ جس نے بھی اسے تنگدستی میں یاد کیا اس نے اس پر زندگی فَراخ کر دی اور فراخی میں یاد کیا تو اس پر زندگی تنگ کر دی۔[3]

زیادہ عقل مند مومن کون؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: کون سے مومن زیادہ عقل مند ہیں؟ ارشاد فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنے اور موت کے بعد کے لیے اچھی تیاری کرنے والے، یہی لوگ زیادہ سمجھدار ہیں۔[4]

عاجز و بے بس کون؟

حضرت سیِّدُنا شَدّاد بن اَوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

1 ...کشف الخفاء، ص ٢٦٦، تحت الحدیث: ٩٤٦

2 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ذکر الموت، ١٣٨/٤، حدیث: ٢٣١٤

3 ...مسند بزار، مسند ابی حمزۃ، ٣٥٢/١٣، حدیث: ٦٩٨٧

4 ...ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت، ٤٩٦/٤، حدیث: ٤٢٥٩

نے ارشاد فرمایا: داناو عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو مُطیع و تابعدار بنائے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور عاجز و بے بس وہ ہے جو نفسانی خواہش کی پیروی کرے اور پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر امید بھی رکھے۔[1]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ وہ گناہوں کو زائل کرتی اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے، اگر تم موت کو مالداری میں یاد کرو گے تو یہ اسے ختم کر دے گی اور اگر تنگدستی میں یاد کرو گے تو یہ تمہیں تمہاری زندگی پر راضی رکھے گی۔[2]

لذتوں کو گدلا کرنے والی

حضرت سیِّدُنا عطاء خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک ایسی مجلس پر گزر ہوا جس میں ہنسی کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا: اپنی مجلس میں لذتوں کو گدلا کرنے والی کو ملالو۔ عرض کی گئی: لذتوں کو گدلا کرنے والی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: موت۔[3]

حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمیں ایک بزرگ نے یہ بات بتائی کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو وصیت کی کہ ”تم موت کو کثرت سے یاد کیا کرو وہ تمہیں دوسرے غموں سے آزاد کر دے گی۔“[4]

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی تربیت

حضرت سیِّدُنا زید سُلمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے روایت ہے کہ حضورِ رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب صحابہ میں کچھ غفلت محسوس کرتے تو انہیں بلند آواز سے مخاطب کر کے فرماتے: تمہیں موت ضرور آئے گی جو خوش بختی لائے گی یا بد بختی۔[5]

---

1 ...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۲۵، ۴/۲۰۸، حدیث: ۲۴۶۷

2 ...ذکر الموت لابن ابی الدنیا، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، ص۸۱، حدیث: ۱۴۸

3 ... ذکر الموت لابن ابی الدنیا، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، ص۵۵، حدیث: ۹۵

4 ...المطالب العالیہ، کتاب الرقاق، باب ذکر الموت، ۷/۵۷۶، حدیث: ۳۱۴۷

5 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/۳۳۰، حدیث: ۱۱۷

حضرت سیِّدُنا وَضِین بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کو موت سے غافل دیکھتے تو دروازے پر تشریف لا کر اس کا پٹ پکڑتے اور تین مرتبہ ہلاتے پھر فرماتے: اے لوگو! اے مسلمانو! تمہارے پاس یقینی موت آئے گی وہ اپنے ساتھ وہ کچھ لائے گی جو اسے لانا ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جنتی دوستوں جنہوں نے جنت میں رغبت رکھی اور اس کی کوشش کی ان کے لیے راحت و فرحت اور کثیر برکت لائے گی، خبر دار! ہر کوشش کرنے والے کے لیے ایک انتہا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کی انتہا موت ہے، پس کوئی پہلے جاتا ہے اور کوئی بعد میں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَمّار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی نصیحت کے لیے موت کافی ہے۔''[2]

ہر دن رات موت کو 20 مرتبہ یاد کرنے کی فضیلت

بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا کسی کو شُہدا کے ساتھ بھی اٹھایا جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں، اس کو جو دن رات میں 20 مرتبہ موت کو یاد کرتا ہو۔[3]

ایک آیتِ مقدسہ کی تفسیر

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ (پ۲۹، الملک: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: (وہ جس نے) موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

سُدِّی نے اس کی تفسیر میں کہا: تم میں سے کون موت کو یاد رکھتا ہے، اس کے لیے بڑھ چڑھ کر تیاری کرتا ہے اور شدید خوف و ڈر رکھتا ہے۔[4]

---

1 ...شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/۳۵۶، حدیث: ۱۰۵۶۹

2 ...موسوعۃ ابن أبی الدنیا، کتاب الیقین، ۱/۳۵، حدیث: ۳۱

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ذکر الموت وفضلہ، ص ۱۲

4 ...شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، فصل فی الزھد، ۷/۴۰۸، حدیث: ۱۰۷۸۸

حضرت سیِّدُنا ابنِ سابِط رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بارگاہِ رسالت میں ایک شخص کا ذکر ہوا تو اس کی تعریف کی گئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ موت کو کیسے یاد کرتا ہے؟ عرض کی گئی: اس سے کبھی موت کا تذکرہ سنا نہیں گیا۔ ارشاد فرمایا: پھر تو وہ ایسا نہیں جیسا تم کہہ رہے ہو۔[1]

موت کو یاد رکھنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا سَہل بن سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اسی کی مثل منقول ہے اور بعض بزرگوں نے فرمایا: جو موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ تین باتوں کے ذریعے عزت پاتا ہے: (۱)...توبہ کی جلد توفیق (۲)...دل کی قناعت اور (۳)...عبادت میں چُستی اور جس نے موت کو بھلا دیا وہ تین باتوں میں گرفتار کیا جائے گا: (۱)...توبہ کی تاخیر (۲)...بقدرِ ضرورت رزق پر راضی نہ ہونا اور (۳)...عبادت میں سستی۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبد الاعلٰی تَیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے فرمایا: دو چیزوں نے میرے لیے دنیا کی لذت ختم کر دی ہے: (۱)...موت کی یاد اور (۲)... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑے ہونے نے۔[3]

دو چادریں اور خوشبو

ایک بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس فرمانِ باری تعالٰی:

وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا (پ۲۰، القصص: ۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد کفن ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو اس فرمانِ الٰہی سے شروع ہوتی ہے:

وَابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۷۷﴾ (پ۲۰، القصص: ۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ما ذکر عن نبینا فی الزھد، ۸/۱۲۹، حدیث: ۲۷

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ذکر الموت وفضلہ، ص ۱۴

3 ...حلیۃ الاولیاء، عبد الاعلی التیمی، ۵/۱۰۲، حدیث: ۶۴۸۵

یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے جتنی دنیادی ہے اس سے جنت طلب کر اس طرح کہ اس دنیا کو اس کام میں خرچ کر جو جنت کی طرف لے جانے والا ہو اور یہ مت بھول کہ تو نے اپنا سارا مال چھوڑ جانا ہے سوائے اپنے حصے کے اور وہ کفن ہے، ایسا ہی ایک شاعر نے بھی کہا ہے:

نَصِيْبُكَ مِمَّا تَجْمَعُ الدَّهْرَ كُلَّهُ رِدَاآنِ تُلْوٰى فِيْهِمَا وَحُنُوْطٌ

ترجمہ: تیری ساری زندگی کی کمائی میں سے تجھے لپیٹی جانے والی کفن کی دو چادریں اور خوشبو ہی تیرا حصہ ہے۔[1]

موت کو ناپسند رکھنے کی وجہ

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وجہ ہے کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: اسے آگے بھیجو کیونکہ مومن کا دل اپنے مال سے جُڑا رہتا ہے اور جب وہ اسے آگے بھیج دیتا ہے تو اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور اگر پیچھے چھوڑے رکھے تو دل بھی اس کے ساتھ پیچھے رہنا پسند کرتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: نصیحت اثر انگیز ہے اور غفلت جلد چھا جانے والی ہے البتہ موت نصیحت کے لیے اور زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے، آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔[3]

حضرت سیِّدُنا رَجاء بن حَیْوَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: بندہ جب بھی موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے تو خوشی اور حسد کو چھوڑ دیتا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جو موت کو بکثرت یاد کرتا ہے اس کا حسد اور اس کی خوشی کم ہو جاتی ہے۔[5]

---

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ذکر الموت وفضلہ، ص ۱۴

2 ...حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن عبید بن عمیر، ۳/ ۴۱۱، حدیث: ۴۴۵۰، ۴۴۵۱

3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۵۴۶۴، عویمر بن زید، ۴۷/ ۱۹۴

4 ...الزھد للامام احمد، زھد عبید بن عمیر، ص ۳۸۵، الرقم: ۲۳۰۹

5 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی الدرداء، ۸/ ۱۶۷، حدیث: ۴

حضرت سیِّدُنا ربیع بن اَنَس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کے لئے موت ہی کافی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا طارق مُحارِبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: "اِسْتَعِدَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ الْمَوْتِ یعنی مرنے سے پہلے موت کی تیاری کرو۔"[2]

حضرت سیِّدُنا عَون بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص موت کو کما حَقُّہٗ پہچان لیتا ہے وہ آنے والے کل کو اپنی زندگی شمار نہیں کرتا، کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے دن کا استقبال کیا مگر دن پورا نہ کر سکے اور کتنے ہی کل کی تیاری کرنے والے کل کو نہ پہنچ سکے، اگر تم موت اور اس کی مَسافَت پر غور کرو تو ضرور لمبی امیدوں اور ان کے دھوکوں سے نفرت کروگے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو حازِم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: دیکھو کہ جس چیز کو تم کل آخرت میں اپنے ساتھ رکھنا پسند کرتے ہو اسے آج ہی آگے بھیج دو اور جسے ساتھ رکھنا تمہیں پسند نہیں اسے آج ہی چھوڑ دو۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو حازِم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس عمل کی وجہ سے تجھے موت ناپسند ہو اسے چھوڑ دے پھر یہ بات تجھے ہرگز تکلیف نہ دے گی کہ تو کب مرتا ہے۔[5]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے فرمایا: جو موت کو اپنے دل کے قریب کرلیتا ہے وہ اپنے پاس موجود مال کو کثیر سمجھتا ہے۔[6]

فانی چیز بُری اور باقی محبوب

حضرت سیِّدُنا جابر بن نوح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز

1 ...شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/۳۵۳، حدیث: ۱۰۵۵۵

2 ...معجم کبیر، ۸/۳۱۴، حدیث: ۸۱۷۴

3 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب عون بن عبد اللہ، ۸/۲۲۳، حدیث: ۵

4 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ۸/۲۶۲، حدیث: ۷۳

5 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۶۱۳، سلمۃ بن دینار، ۲۲/۴۷

6 ...حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/۳۴۹، رقم: ۷۳۵۲

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو لکھا: اگر تم دن رات موت کو یاد رکھو تو ہر فانی چیز تمہیں بُری لگے گی اور ہر باقی چیز سے پیار ہو جائے گا۔[1]

دل کی تونگری

حضرت سیِّدُنا مُجَمِّع تَیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: موت کی یاد دل کی تونگری ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا شُمَیط بن عَجْلان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے فرمایا: جو شخص موت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے اسے دنیا کی تنگی و کشادگی کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔[3]

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جو موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کے غم و مَصائب آسان ہو جاتے ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: جس نے موت کی یاد دل میں بسالی اس کے نزدیک دنیا ہیچ ہو جائے گی اور دنیا کی ساری مصیبتیں اس پر آسان ہوں گی۔[5]

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے موت کی گھڑی کو یاد رکھا۔[6]

حضرت مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ایک دانا کا قول ہے کہ "دلوں میں موت کی یاد ہونا عمل کو زندگی دینے کے لیے کافی ہے۔"

قساوتِ قلبی کیسے دور ہو؟

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا صفیّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک خاتون نے اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی خدمت میں دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا: موت کو

1... حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/۲۹۹، رقم: ۷۱۸۵

2... حلیۃ الاولیاء، مجمع بن صمعان، ۵/۱۰۴، رقم: ۶۴۹۱

3... حلیۃ الاولیاء، شمیط بن عجلان، ۳/۱۵۳، رقم: ۳۵۱۷

4... حلیۃ الاولیاء، تکملۃ کعب الاحبار، ۶/۴۳، حدیث: ۷۷۲۷

5... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵/۴۳۲، حدیث: ۱۲۹

6... حلیۃ الاولیاء، ثابت بنانی، ۲/۳۷۰، رقم: ۲۶۰۳، عن ثابت البنانی

کثرت سے یاد کرو تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔[1]

سیِّدُنا ابو حازِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے اِبْنِ آدم! مرنے کے بعد ہی تجھے حقیقتِ حال معلوم ہو گی۔[2]

اعمال کا صندوق

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: دنیا اعمال کا صندوق ہے اور حقیقتِ حال تجھے موت کے بعد ہی معلوم ہو گی۔[3]

افضل عبادت

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی کا افضل طریقہ موت کی یاد ہے اور افضل عبادت آخرت کے بارے میں غور و فکر کرنا ہے، جسے موت کی یاد نے تھکا دیا وہ اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا۔[4]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: "اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَھُوْا یعنی لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔"[5]

حضرت سیِّدُنا حافظ ابُو الْفَضْل عِراقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَاقِی نے اسی بات کو شعر کی صورت میں بیان فرمایا ہے:

اِنَّمَا النَّاسُ نِیَامٌ مَّنْ یُّمِتْ مِنْھُمْ اَزَالَ الْمَوْتُ عَنْہُ وَسَنَہُ

ترجمہ: بے شک لوگ سو رہے ہیں ان میں سے جو مر جاتا ہے موت اس کی نیند دور کر دیتی ہے۔

ہر مرنے والا پچھتاتا ہے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مایعین علی ذکر الموت، ۵/۴۴۲، حدیث: ۱۵۶

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۶۱۳، سلمۃ بن دینار، ۲۲/۷۰

3 ...المجالسۃ وجواھر العلم، ۱/۱۵۰، رقم ۲۷۸

4 ...فردوس الاخبار، ۱/۲۰۸، حدیث: ۱۴۴۵

5 ...مقاصد حسنۃ، ص ۴۵۰، حدیث: ۱۲۴۰

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر مرنے والا پچھتاتا ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کا پچھتاوا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اگر وہ نیکوکار ہو تو اس پر پچھتاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر بدکار ہو تو شرمندہ ہوتا ہے کہ برائیوں سے کنارہ کیوں نہ کیا۔[1]

...۞...

باب نمبر 7 موت کی یاد میں مددگار چیزوں کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ یعنی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔[2]

قبروں کی زیارت آخرت کی یاد

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ یعنی پہلے میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پس قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔''[3]

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان میں نصیحت ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، سنو! تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ

1 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ۵۹، ۴/۱۸۱، حدیث: ۲۴۱۱
2 ...مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ...الخ، ص ۴۸۶، حدیث: ۹۷۶
3 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، ۲/۲۵۲، حدیث: ۱۵۷۱
4 ...مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۴/۷۶، حدیث: ۱۱۳۲۹

دل کو نرم کرتی، آنکھوں سے آنسو نکالتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور کوئی فحش گوئی مت کیا کرو۔[1]

حضرت سیِّدُنا بُریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس تم ان کی زیارت کیا کرو، ان کی زیارت تمہاری بھلائی میں اضافہ کرے گی۔[2]

بہترین نصیحت

حضرت سیِّدُنا ابو ذَر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم قبروں کی زیارت کیا کرو ان کے ذریعہ تمہیں آخرت کی یاد آئے گی اور مُردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ بے جان جسم کو چھونا بہترین نصیحت ہے اور مسلمانوں کے جنازے پڑھا کرو کہ یہ تمہیں غمگین رکھیں گے اور غمگین شخص رحمتِ الٰہی کے سائے میں ہو گا جو ہر نیکوکار کے لیے پھیلا ہو گا۔[3]

...

باب نمبر 8 اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ ظن اور خوف رکھنے کا بیان

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وصال (ظاہری) سے تین دن قبل یہ فرماتے سنا: ''لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللہِ یعنی تم میں سے ہر شخص اس حال میں دنیا سے جائے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نیک گمان رکھتا ہو۔''[4]

اسی روایت کو حضرت سیِّدُنا امام ابن ابی دنیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اضافہ کے ساتھ نقل فرمایا کہ ''ایک قوم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بُرے گمان کا ارادہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے فرمایا:

ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب

---

1 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب زیارۃ النبی قبر امہ، ۱/ ۷۱۰، حدیث: ۱۴۳۳

2 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب زیارۃ النبی قبر امہ، ۱/ ۷۱۰، حدیث: ۱۴۳۱

3 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب الحزین فی ظل اللہ، ۱/ ۷۱۱، حدیث: ۱۴۳۵

4 ...مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، باب الامر بحسن الظن باللہ، ص ۱۵۳۸، حدیث: ۲۸۷۷

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۲۴، حٰمۤ السجدة: ۲۳) کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔[1]

خوف اورامید

حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جوان کے آخری وقت میں اس کے سرہانے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ”خود کو کیسا پاتے ہو؟“ اس نے عرض کی: ”رحمت الٰہی سے پُر امید ہوں لیکن گناہوں کی وجہ سے خوفزدہ بھی ہوں۔ ارشاد فرمایا: اس موقع پر اگر بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی امید کے مطابق عطا فرماتا ہے اور جس سے بندہ خوفزدہ تھا اس سے حفاظت بھی فرماتا ہے۔[2]

دو امن اور دو خوف

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کروں گا اور نہ ہی اُس پر دو اَمن جمع کروں گا۔ جو مجھ سے دنیا میں خوف رکھے گا میں اسے آخرت میں امن عطا فرماؤں گا اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا میں اسے آخرت میں خوفزدہ کر دوں گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: جب تم کسی کو قریب المرگ دیکھو تو اسے خوشی کی خبر دو تاکہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے اور زندگی میں اُسے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈراؤ۔[4]

جنت کی قیمت

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ

---

1 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/ ۵۰، حدیث: ۴

2 ...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ۱۱، ۲/ ۲۹۶، حدیث: ۹۸۵

3 ...الزھد لابن مبارک، باب ما جاء فی الخشوع والخوف، ص ۵۰، حدیث: ۱۵۷، بتقدم وتأخر

4 ...الزھد لابن مبارک، باب بشری المؤمن عند الموت، ص ۱۴۸، حدیث: ۴۴۱

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھتے ہوئے مرے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ ظن جنت کی قیمت ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین اس بات کو پسند رکھتے تھے کہ وہ بندے کو حالتِ نزع میں اس کے اچھے اعمال یاد دلائیں تاکہ وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھے۔[2]

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھو

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اس خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ویسا ہی نوازتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا واثِلہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:) میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اب وہ جو چاہے گمان رکھے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اب وہ جو چاہے گمان رکھے، اگر اچھا رکھے تو اس کے لیے اچھا اور اگر برا رکھے تو اس کے لیے برا ہے۔[5]

ربّ تعالیٰ سے حُسنِ ظن کا انعام

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ کل قیامت میں مؤمنین کو سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۱۴۷۶، الحسن بن ھانیء، ۱۳/ ۴۰۹

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/ ۶۱، حدیث: ۳۰

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/ ۹۳، حدیث: ۸۲

4 ...مسند امام احمد، حدیث واثلۃ بن الاسقع، ۵/ ۴۲۱، حدیث: ۱۶۰۱۶

5 ...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/ ۳۴۴، حدیث: ۹۰۸۷

کیا فرمائے گا اور مؤمنین سب سے پہلے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے کیا کہیں گے ؟ہم نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا: ربّ تعالٰی مؤمنین سے ارشاد فرمائے گا: کیا تم نے مجھ سے ملنے کو پسند کیا؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ !ہاں۔ ربّ تعالٰی پوچھے گا: کیوں؟ عرض کریں گے: ہمیں تیرے عفو ودرگزر کی امید تھی۔ ربّ تعالٰی ارشاد فرمائے گا: تمہارے لیے میری بخشش واجب ہوگئی۔[1]

حضرت سیِّدُنا عُقْبہ بن مُسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بندے کی سب سے زیادہ محبوب صفت یہ ہے کہ بندہ اس کی ملاقات کو پسند کرے۔[2]

ماں سے بڑھ کر مہربان

حضرت سیِّدُنا ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دوست حضرت سیِّدُنا ابوغالب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں شام گیا تو قبیلہ قیس کے ایک معزز شخص کے پاس ٹھہرا، اس کا ایک نافرمان بھتیجا تھا، وہ اپنے بھتیجے کو بہت سمجھاتا، مارتا، نیکی کا حکم دیتا، بُرائی سے منع کرتا لیکن وہ نہ مانتا، وہ لڑکا بیمار ہوگیا، اس نے اپنے چچا جان کو بلوایا لیکن چچا نے جانے سے انکار کردیا مگر میں اسے مجبور کرکے اس کے پاس لے گیا، جیسے ہی ہم وہاں پہنچے تو اس نے بھتیجے کو اس طرح بُرا بھلا کہنا شروع کردیا کہ اے دشمنِ خدا! کیا تو ایسا ایسا نہیں اور تو نے یہ یہ کرتوت نہیں کئے؟ لڑکے نے کہا: چچا جان! یہ تو بتائیے اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے میری ماں کے حوالے کردے تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ چچا کہنے لگا: وہ تو تجھے یقیناً جنت میں بھیج دے گی۔ نوجوان کہنے لگا: بخدا! میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ ضرور بِالضَّرور مجھ پر میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا اور چچا نے اسے دفنادیا۔ جب اس کی قبر پر اینٹیں رکھی جارہی تھیں تو ایک اینٹ قبر میں گر گئی، چچا چھلانگ لگا کر پیچھے ہٹ گیا، میں نے کہا: خیریت تو ہے؟ کہنے لگا: اس کی قبر نور سے مَعْمُور اور تاحدِّ نگاہ کُشادہ کردی گئی ہے۔[3]

---

1 ...مسند امام احمد، حدیث معاذ بن جبل، ۸/۲۴۸، حدیث: ۲۲۱۳۳

2 ...الزھد لابن مبارک، باب الذی یجزع من الموت، ص۹۴، حدیث: ۲۷۹

3 ...موسوعۃ ابن أبی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۰۷، حدیث: ۱۹

شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/۴۱۷، حدیث: ۷۱۱۵

حضرت سیِّدُنا حُمَید رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میرا ایک بگڑا ہوا بھانجا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو میری بہن نے مجھے بلوایا، جب میں وہاں پہنچا تو اس کی ماں (یعنی میری بہن) اس کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھی، میرا بھانجا مجھ سے پوچھنے لگا: ماموں جان! یہ کیوں رو رہی ہیں؟ میں نے کہا: تم نہیں جانتے یہ کیوں رو رہی ہیں؟ وہ بولا: کیا میری ماں مجھ پر مہربان نہیں ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو میرا بھانجا بولا: خدائے کریم مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم وکرم فرمانے والا ہے۔ پھر جب وہ مر گیا تو ہم نے اسے مل کر قبر میں اتارا، اینٹیں سیدھی کرتے ہوئے قبر میں اچانک نظر پڑی تو وہ تاحدِ نگاہ کشادہ کر دی گئی تھی، میں نے اپنے ساتھ والے سے کہا: کیا تم بھی وہی دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ کو خوشخبری ہو۔ بس میں سمجھ گیا کہ یہ اسی بات کی برکت ہے جو اس نے مرنے سے پہلے کہی تھی۔[1]

...

باب نمبر 9 موت کے ڈرانے والے قاصدوں کا بیان

مروی ہے کہ ایک نبی عَلَیۡہِ السَّلَام نے حضرت مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام سے پوچھا: تمہارا کوئی قاصد نہیں ہے جس کو اپنے آنے سے پہلے بھیج دیا کرو تاکہ لوگ موت سے ڈر جائیں؟ حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام نے جواب دیا: بخدا! میرے پاس کثیر قاصد ہیں مثلاً: بیماریاں، بالوں کی سفیدی، بڑھاپا، دیکھنے، سننے میں فرق آجانا، جب کوئی ان میں سے کسی میں مبتلا ہو کر نصیحت نہیں پکڑتا اور نہ ہی توبہ کرتا ہے تو میں اس کی روح قبض کرتے وقت اسے پکار کر کہتا ہوں: کیا میں نے یکے بعد دیگرے تیرے پاس قاصد اور ڈرانے والے نہیں بھیجے؟ بس اب میں آخری قاصد ہوں میرے بعد کوئی قاصد نہیں اور میں آخری ڈرانے والا ہوں میرے بعد کوئی ڈرانے والا نہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَاحِد فرماتے ہیں: جب آدمی کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام کا قاصد اس کے پاس ہوتا ہے حتّٰی کہ جب وہ مرضُ الموت میں مبتلا ہوتا ہے تو حضرت

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۰۸، حدیث: ۲۰

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی رسل ملک الموت، ص ۴۴

سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام خود اس کے پاس تشریف لاکر فرماتے ہیں: تمہارے پاس پے درپے قاصد اور ڈرانے والے آتے رہے لیکن تم نے ان کی کوئی پروانہ کی، اب تمہارے پاس ایسا قاصد آیا ہے جو دنیا سے تمہارا نام ونشان مٹادے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عذر کو قبول نہیں فرماتا جس کی وہ عمر دراز کردے یہاں تک کہ وہ 60 سال تک جا پہنچے۔[2]

باب نمبر 10 حُسنِ خاتمہ کی علامات کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لے لیتا ہے۔ عرض کی گئی: وہ کیسے کام لے لیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ بندے کو مرنے سے پہلے اچھے عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن حَمِق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب خدا تعالیٰ کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو اسے میٹھا بنادیتا ہے۔ عرض کی گئی: کیسے میٹھا بناتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اسے موت سے پہلے عملِ صالح کی توفیق بخش دیتا ہے حتّٰی کہ اس کے پڑوسی اس سے راضی ہوجاتے ہیں۔[4]

تقدیر کا لکھا ہو کر رہتا ہے

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ ربّ تعالیٰ جب کسی

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، مجاھد بن جبر، ۳/۳۳۳، حدیث: ۴۱۶۲، دون قولہ: نذیر بعد نذیر
2 ...بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ...الخ، ۴/۲۲۴، حدیث: ۶۴۱۹
3 ...ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ...الخ، ۴/۵۶، حدیث: ۲۱۴۹
4 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب خیارکم اطولکم اعمارا احسنکم عملا، ۱/۶۵۸، حدیث: ۱۲۹۸

بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ اس پر مقرر کر دیتا ہے جو اسے راہِ راست پر لگاتا رہتا ہے حتّٰی کہ وہ شخص بھلائی پر مر جاتا ہے، لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں: فلاں بندے نے بھلائی پر موت پائی۔ جب ایسا بندہ مرنے لگتا ہے تو اپنے اُخروی انعامات دیکھ کر اس کی روح نکلنے میں جلدی کرتی ہے پس اس وقت وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالٰی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کسی کے لیے برائی مقدر ہو چکی ہوتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مرنے سے ایک سال پہلے اس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتا ہے جو اسے مسلسل گمراہ کرتا اور بھٹکاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بدترین حالت میں مر جاتا ہے۔ جب وہ موت کے وقت اپنے لیے تیار عذاب دیکھتا ہے تو اس کی روح اسے ناپسند کرتے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگتی ہے، اس وقت وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔[1]

صاحِبُ الاِفْصاح نے اس حدیث کی وضاحت میں فرمایا: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کا روح کو پکارنا عام ہے، سانپ کو اس کے بل میں بھی آپ کی پکار پہنچتی ہے، آپ کی پکار کے وقت دو جسموں سے ایک ساتھ روح کا نکلنا ایسا ہی ہے گویا ایک ہی روح کو نکال رہے ہوں، مومن کی روح نکلنے میں جلدی کرتی ہے جبکہ کافر کی روح واپس جسم میں پلٹنے کی کوشش کرتی ہے۔

فائدہ: بُرے خاتمے کے اسباب

بعض علما نے فرمایا: بُرے خاتمے کے چار اسباب ہیں: (۱)... نماز میں سُستی کرنا (۲)... شراب پینا (۳)... والدین کی نافرمانی کرنا اور (۴)... مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا۔

...

شفا حاصل ہو

یَا سَلَامُ 111 بار پڑھ کر بیمار پر دم کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شفا حاصل ہو گی۔

(مدنی پنج سورہ، ص۲۴۷)

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب علامۃ خاتمۃ الخیر، ۵/ ۴۴۳، حدیث: ۱۵۷

باب نمبر11

حالتِ نزع اور اس کی شدت کا بیان

حالتِ نزع کے متعلق چار فرامین باری تعالیٰ

﴿1﴾...

وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ (پ۲۶،قٓ:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ۔

﴿2﴾...

وَلَوۡ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِىۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلٰۤئِكَةُ بَاسِطُوۡۤا اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمُ ؕ اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ وَكُنۡتُمۡ عَنۡ اٰيٰتِهٖ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾ (پ۸،الانعام:۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔

﴿3﴾...

فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ۙ﴿۸۳﴾ (پ۲۷،الواقعۃ:۸۳)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے۔

﴿4﴾...

كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ ۙ﴿۲۶﴾ وَقِيۡلَ مَنۡ ٜ رَاقٍ ۙ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الۡفِرَاقُ ۙ﴿۲۸﴾ وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۙ﴿۲۹﴾

(پ۲۹،القیامۃ:۲۶تا۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جو جھاڑ پھونک کرے اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ جُدائی کی گھڑی ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ بوقتِ وصال سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک پیالہ پانی کا تھا، جس میں دستِ مبارک ڈال کر اپنے چہرۂ اقدس پر مَس کرتے اور پڑھتے: ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے شک

موت کے لیے سختیاں ہیں۔"[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میرے سرتاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر موت کی شدت دیکھنے کے بعد میں کسی کے آسانی سے مرجانے پر رشک نہیں کرتی[2]۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کی بھی شدتِ موت کو ناپسند نہیں کرتی۔[4]

حضرت سیّدُنا ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے موت کی تکلیف کا مشاہدہ کرتے وقت ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم صرف موت ہی کے لیے عمل کرے تو یقیناً اسے اسی کے لیے عمل کرنا چاہیے۔

حضرت سیّدُنا لُقمان حَنَفی اور حضرت سیّدُنا یُوسُف بن یَعْقُوب حَنَفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت سیّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس خوشخبری دینے والا فرشتہ آیا تو اس نے کہا: میں آج آپ کے پاس صرف اس لیے آیا ہوں کہ خدائے بزرگ و برتر آپ پر موت کی سختی آسان فرمادے۔[5]

مومن کے گناہ کا کفارہ اور کافر کی نیکی کا بدلہ

حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمتِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی جان پسینے کی طرح بہہ کر نکلتی ہے اور کافر کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے گدھے کی جان نکلتی ہے۔ مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو بوقتِ موت اس پر سختی کی جاتی ہے تاکہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے اور

1 ...بخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، ۴/ ۲۵۰، حدیث: ۶۵۱۰

2 ...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی التشدید عند الموت، ۲/ ۲۹۵، حدیث: ۹۸۱

3 ...حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں کسی کی جانکنی آسان دیکھتی تو رشک کرتی اور چاہتی تھی کہ میری موت بھی ایسی ہی آسان ہو، سمجھتی تھی کہ آسانیِ نزع مرنے والے کی نیکی و مقبولیت کی علامت ہے، مگر جب حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شدتِ نزع دیکھی تو یہ خیال و رشک دونوں جاتے رہے سمجھ گئی کہ سختیِ جانکنی اچھی چیز ہے بُری نہیں۔(مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۴۲۱)

4 ...بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، ۳/ ۱۵۶، حدیث: ۴۴۴۶

5 ...تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ یوسف، تحت الآیۃ: ۹۶، الجزء ۷، ص ۲۱۹۹، حدیث: ۱۱۹۷۹

کافر زندگی میں نیکی کرتا ہے تو بوقتِ موت اس پر آسانی کی جاتی ہے تاکہ نیکی کا بدلہ (دنیا میں ہی) ہو جائے۔[1]

حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرد رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ الله عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں کسی بندے پر رحم فرمانے کا ارادہ کروں تو اس بندے کو اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اس کی ہر بُرائی کا بدلہ نہ دے دوں کبھی بیماری، کبھی گھریلو مصیبت اور کبھی معاشی تنگی کے ذریعے، یہاں تک کہ ذرات کے وزن کا بھی پورا بدلہ دیتا ہوں پھر بھی اگر اس پر کچھ گناہ باقی ہو تو بوقتِ موت سختی کرتا ہوں حتّٰی کہ وہ مجھ تک اس حال میں پہنچتا ہے جیسا کہ اُس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جَنا تھا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں جس بندے کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کو اس کی ہر نیکی کا پورا پورا بدلہ دے دیتا ہوں، کبھی جسمانی صحت، کبھی رزق کی وُسعت، کبھی اہل و عیال کی خوشحالی اور کبھی اطمینانِ قلبی کی صورت میں حتّٰی کہ ذرات برابر نیکی کا بھی، پھر بھی اگر کچھ نیکی رہ جائے تو بوقتِ موت اس پر آسانی کر دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ مجھ تک اس حال میں پہنچتا ہے کہ اس کے پلے کوئی نیکی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے دوزخ سے بچ سکے۔[2]

حضرت سیِّدُنا زید بن اَسْلَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: جب مومن پر کوئی ایسا گناہ بچ جاتا ہے جس کے بدلے نیک عمل نہیں ہوتا تو اس پر موت کی سختیاں کی جاتی ہیں تاکہ یہ سختیاں اس گناہ کا بدل ہو جائیں اور مومن کی تکالیف جنت میں اس کے درجات ہیں، جبکہ کافر دنیا میں کوئی نیک عمل کرے تو اس پر موت آسان کر دی جاتی ہے تاکہ اسے اس کی نیکی کا اجر دنیا ہی میں پورا پورا مل جائے پھر یقیناً اسے دوزخ کی طرف جانا ہے۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ سرکارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کو ہر چیز میں اجر دیا جاتا ہے حتّٰی کہ موت کے وقت ہونے والی گھٹن میں بھی۔

حضرت سیِّدُنا بُرَیدہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ یَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِیْنِ یعنی مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔[4]

---

1 ...معجم کبیر، ۱۰/ ۷۹، حدیث: ۱۰۰۱۵

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب الموت کفارۃ لکل مسلم، ص ۳۱

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب الموت کفارۃ لکل مسلم، ص ۳۲

4 ...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ۱۰، ۲/ ۲۹۵، حدیث: ۹۸۴

رحمتِ الٰہی اور عذابِ الٰہی کی علامات

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے رحمتِ کونین، شاہِ دارین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: مرنے والے کی تین باتیں دیکھو: اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آجائے، آنکھوں میں آنسو بھر آئیں اور نتھنے پھولیں تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہے جو اس پر نازل ہو رہی ہے اور اگر جوان اونٹ کے گلا گھٹنے کی سی آواز نکلے، رنگ پھیکا پڑ جائے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔[1]

موت کے وقت پسینہ آنے کا سبب

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مومن پر اُس کی کچھ خطائیں باقی رہ جائیں تو موت کے وقت ان کا بدلہ دیا جاتا ہے اسی وجہ سے اس کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَلْقَمَہ بن قَیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے چچازاد بھائی کے آخری وقت میں ان کے پاس گئے تو ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا، دیکھا تو پسینہ نکل رہا تھا، آپ نے اَللہُ اَکْبَر کی صدا بلند کی اور کہنے لگے: حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ حدیث پاک بیان کی ہے کہ "مومن کو پیشانی کے پسینے کے ساتھ موت آتی ہے، جس مومن کے گناہ باقی ہوں دنیا ہی میں اسے ان کا بدلہ دے دیا جاتا ہے پھر بھی اگر کچھ بچ جائے تو وقتِ مرگ اس گناہ کے بدلے اس پر شدت کر دی جاتی ہے۔"[3]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مجھے گدھے کی موت مرنا پسند نہیں۔[4]

مومن و کافر کی موت

حضرت سیِّدُنا عَلْقَمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے بھتیجے کی موت کے وقت ان کے پاس گئے تو دیکھا بھتیجے کی

---

1 ...نوادر الاصول، الاصل السادس والثمانون، ۱/۳۷۲، حدیث: ۵۴۳

2 ...نوادر الاصول، الاصل السادس والثمانون، ۱/۳۷۳، حدیث: ۵۴۴

3 ...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/۲۵۴، حدیث: ۱۰۲۱۵

4 ...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/۲۵۴، حدیث: ۱۰۲۱۵

پیشانی سے پسینہ نکل رہا ہے، آپ مسکرا دیئے، کسی نے پوچھا: کس وجہ سے مسکرائے؟ فرمانے لگے: میں نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فرماتے سنا ہے کہ ''مومن کی روح (پسینے کی صورت میں) بہہ کر نکلتی ہے اور کافر یا فاجر کی روح اس کے جبڑوں سے گدھے کے مرنے کی طرح نکلتی ہے، مومن نے کوئی گناہ کیا ہو تو موت کے وقت اس پر سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ گناہ کا کفارہ ہو جائے اور کافر یا فاجر نے کوئی نیکی کی ہو تو موت کے وقت اُس پر آسانی کی جاتی ہے تاکہ اس کا بدلہ یہیں مل جائے۔''[1]

حضرت سیِّدُنا عَلْقَمَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا اَسْوَد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کو وصیت فرمائی کہ وقتِ نزع میرے پاس رہنا اور مجھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرتے رہنا اور اگر میری پیشانی پر پسینہ دیکھو تو مجھے خوشخبری دینا۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: بزرگانِ دین مرنے والے کی پیشانی کے پسینے کو پسند کرتے تھے۔[2] عُلَمائے کرام نے فرمایا: پیشانی پر پسینہ آجانا اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کی وجہ سے ہے کہ بندے نے اس کی نافرمانیاں کی تھیں، کیونکہ اس کا نچلا دھڑ تو بے جان ہو چکا اور اوپری دھڑ میں ہی زندگی کی کچھ رمق اور حرکت باقی رہ گئی اور چونکہ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے اور کافر اس سب (یعنی اپنی نافرمانیوں کو دیکھنے) سے اندھا ہوتا ہے جبکہ گناہ گار مسلمان جو عذاب میں مبتلا ہو اس پر بھی یہ علامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ وہ اپنے اوپر نازل ہونے عذاب کی وجہ سے اس حالت سے غافل ہوتا ہے۔[3]

موت کی گرمی و تکلیف

حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی باتیں کیا کرو کیونکہ ان کے بہت عجیب واقعات ہیں، پھر خود ہی ہمیں ایک واقعہ بیان فرمانے لگے کہ ''بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان گئی تو مشورہ کیا کہ کیوں نہ ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کسی مردہ کو زندہ کردے تاکہ ہم اس سے موت کے بارے

1 ...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/ ۲۵۵، حدیث: ۱۰۲۱۶

2 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب فی الرجل یرشح جبینہ عند موتہ، ۳/ ۲۴۸، حدیث: ۱

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب المؤمن یموت بعرق الجبین، ص ۲۲

میں پوچھ سکیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اچانک ان کے سامنے ایک کالے رنگ والا شخص نمودار ہوا جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے، اس نے کہا: تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ مجھے مرے 100 سال ہو چکے ہیں مگر آج بھی موت کی گرمی مجھ سے دور نہیں ہوئی لہٰذا تم دعا کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے میری پہلی حالت پر لوٹا دے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن حبیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُجِیْب فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے دو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ تھک گئے اور کہنے لگے: ہم قبرستان چلتے ہیں اور وہیں اپنا پڑاؤ کر لیتے ہیں، شاید وہیں موت آجائے۔ چنانچہ وہ قبرستان کے پاس رہنے لگے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے لگے، اچانک ان کے سامنے ایک مردہ ظاہر ہوا اور کہنے لگا: مجھے مرے ہوئے 80 سال ہو چکے ہیں مگر اب بھی موت کی تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے فرمایا: مردہ جب تک قبر میں رہتا ہے موت کی تکلیف اُس سے جدا نہیں ہوتی، یہ مومن کو پیش آنے والی سب سے سخت اور کافر کو پہنچنے والی سب سے آسان تکلیف ہے۔[2]

موت کی سختی

حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مومن موت کی سختی قبر سے اٹھنے تک پائے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے موت کی تکلیف اور اس کی شدت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: موت کی سختی تلوار کے 300 وار کے برابر ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ضَحّاک بن حُمْرَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے موت کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: موت کا سب سے ہلکا جھٹکا تلوار کی 100 ضربوں کے برابر ہے۔[5]

1 ...مسند عبد بن حمید، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، ص ۳۴۹، حدیث: ۱۱۵۶، بتغیرٍ قلیلٍ

2 ...حلیۃ الاولیاء، تکملۃ کعب الاحبار، ۶/ ۴۳، رقم: ۷۷۳۰

3 ...اھوال القبور، فصل المیت یجد الم الموت مادام فی قبرہ، ص ۱۱۹

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللّٰہ، ۵/ ۴۵۳، حدیث: ۱۹۲

5 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللّٰہ، ۵/ ۴۵۳، حدیث: ۱۹۳

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کا روح قبض کرنا تلوار کے ہزار وار سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔"[1]

بستر پر موت آنے سے زیادہ آسان

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تلوار کی ہزار ضربیں بستر پر موت آنے سے زیادہ آسان ہیں۔[2]

موت کو کیسا پایا؟

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ الله عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پوچھا گیا: آپ نے موت کو کیسا پایا؟ جواب دیا: اس شاخ کی مانند جس کے ساتھ بہت سے کانٹے ہوں اور اُسے میرے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹے کے ساتھ میری آنتیں اُلجھ گئی ہوں پھر اسے کھینچ کر میرے پیٹ سے نکالا گیا ہو۔ فرمایا گیا: یقیناً ہم نے آپ پر نرمی کی ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو اِسحاق عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ الله عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا گیا: آپ نے موت کے ذائقہ کو کیسا پایا؟ کہا: اس کانٹے دار شاخ کی مانند جسے روئی میں ڈال کر دبا کر کھینچا جائے۔ (الله عَزَّوَجَلَّ) نے ارشاد فرمایا: اے موسٰی! یقیناً ہم نے آپ پر نرمی کی ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبدُ الله بن ابُو مُلَیکہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ الله عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے الله عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کی تو آپ سے پوچھا گیا: آپ نے موت کو کیسا پایا؟ عرض کی: گویا کہ وہ ایک جھلی تھی جسے کھینچا گیا۔ ارشاد ہوا: یقیناً ہم نے آپ پر موت کو آسان کر دیا۔[5]

1 ...تاریخ بغداد، رقم: ۱۶۵۹، محمد بن منصور بن حیان، ۴/۱۶

2 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من الله، ۵/۴۵۱، حدیث: ۱۸۷

3 ...کتاب العظمة، باب صفة ملک الموت، ص۱۶۹، حدیث: ۴۷۶

4 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من الله، ۵/۴۴۶، حدیث: ۱۷۱

5 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من الله، ۵/۴۴۷، حدیث: ۱۷۴

زندہ چڑیا کی مانند

مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام کی مبارک روح بار گاہِ الٰہی میں پہنچی تو ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! آپ نے موت کی تکلیف کو کیسا پایا؟ عرض کی: ''میں نے خود کو اس زندہ چڑیا کی طرح پایا جسے کھولتے تیل کی کڑھائی میں ڈال دیا گیا اور وہ نہ مرتی ہو کہ آرام پائے اور نہ اس سے نکل پاتی ہو کہ اُڑ جائے۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''میں نے خود کو اس زندہ بکری کی طرح پایا قصائی جس کی کھال اتار رہا ہو۔''[1]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بوقتِ موت فرشتے بندے کو گھیر کر روک لیتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ موت کی سختیوں کی وجہ سے ضرور جنگلوں اور صحراؤں میں بھاگتا پھرتا۔[2]

حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا وجہ ہے کہ میت کی روح نکالی جاتی ہے اور وہ ساکت رہتا ہے حالانکہ انسان تو ایک ڈنک لگنے سے ہی بے قرار ہو جاتا ہے؟ فرمایا: فرشتے اسے باندھ دیتے ہیں۔[3]

موت کی آسان تر تکلیف

حضرت سیِّدُنا شَہر بن حَوْشَب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے موت اور اس کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: موت کی آسان تر تکلیف اس کانٹے دار شاخ کی طرح ہے جو اُون میں ہو پس جب اس شاخ کو کھینچا جائے گا اس کے ساتھ اون ضرور آئے گی۔[4]

موت کا ایک قطرہ

حضرت سیِّدُنا مَیْسَرَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ بھی آسمان وزمین

---

1. ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء ان الموت سکرات...الخ، ص ۲۴
2. ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء ان الموت سکرات...الخ، ص ۲۴
3. ...کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص ۱۵۷، حدیث: ۴۳۸
4. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/ ۴۵۳، حدیث: ۱۹۴

والوں پر ڈال دیا جائے تو سبھی مر جائیں جبکہ محشر کی ایک گھڑی کی تکلیف اس تکلیف سے 70 گنا زیادہ ہو گی۔"[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبدُ اللہ بن بجیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[2] بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے عرض کی: بابا جان! آپ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں کسی دانشمند شخص کو اس کے عالَمِ نزع میں ملوں تاکہ وہ مجھے موت کے حالات بیان کرے اور اب آپ ہی اس حالت میں ہیں تو اب آپ مجھے موت کی کیفیت بیان فرما دیجئے۔ فرمایا: بیٹا! خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدموں کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔[3]

بھاری بھرکم پہاڑ

حضرت سیِّدُنا عَوانہ بن حَکَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: تعجب ہے اس شخص پر جسے موت آ رہی ہو اور اس کی عقل بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر وہ کیسے اس کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب خود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر نزع کا وقت آیا تو آپ کے صاحبزادے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: بابا جان! آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے اس شخص پر جسے موت آ رہی ہو اور اس کی عقل بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر وہ کیسے اس کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا، لہٰذا مجھے موت کی کیفیت بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! موت کی تکلیف بیان سے باہر ہے البتہ میں تمہیں کچھ بیان کئے دیتا ہوں: میں نے اسے یوں پایا جیسے میرے کاندھوں پر بھاری بھرکم پہاڑ رکھ دیا گیا ہو اور گویا میرے پیٹ میں کانٹے دار شاخ پیوَسْت کر دی گئی ہو اور میں سوئی کے ناکہ سے سانس لے رہا ہوں۔[4]

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۵۲، حدیث: ۱۹۰

2... متن میں اس مقام پر "محمد بن عبدُ اللہ بن یساف" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "محمد بن عبدُ اللہ بن بجیر" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۲۹، حدیث: ۱۰۳

4... طبقات ابن سعد، رقم: ۴۴۶، عمرو بن العاص، ۴/۱۹۶

کثیر کانٹوں والی شاخ

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن ابُومُلَیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے فرمایا: مجھے موت کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے عرض کی: امیر المؤمنین! وہ کانٹوں سے بھرپور درخت کی مانند ہے جو کہ انسان کے پیٹ میں پیوست ہے اور کوئی بھی ایسی رَگ اور جوڑ نہیں جس میں کانٹا نہ ہو اور ایک مضبوط بازوؤں والا شخص اسے کھینچ رہا ہے۔[1]

اِبْنِ اَبِی شَیْبَہ کی روایت میں ہے کہ ”گویا کثیر کانٹوں والی شاخ آدمی کے پیٹ میں پیوست کر دی گئی ہے اور ہر کانٹے سے آنتیں اُلجھ چکی ہیں پھر ایک شخص نے شدید جھٹکے سے اسے کھینچا ہے پس جو باہر آنا تھا وہ آگیا اور جو باقی رہنا تھا باقی رہا۔“[2]

دنیا و آخرت کی شدید ترین ہولناکی

حضرت سیِّدُنا شَدّاد بن اَوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: موت مؤمنین پر دنیا و آخرت کی شدید ترین ہولناکی ہے، موت آروں کے چیرنے، قینچیوں کے کاٹنے اور ہانڈیوں میں اُبالنے سے بڑھ کر ہے، اگر کوئی مُردہ زندہ ہو کر لوگوں کو موت کی سختیاں بتا دیتا تو لوگ زندگی سے نفع اٹھاتے نہ نیند کی لذت پاتے۔[3]

مومن کی آخری اور کافر کی پہلی تکلیف

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: موت تلوار کے وار، آروں کے چیرنے اور ہانڈیوں میں اُبالنے سے سخت تر ہے، اگر میت کی رگوں میں سے ایک رگ کا درد تمام زمین والوں میں بانٹ دیا جائے تو سب تکلیف میں مبتلا ہو جائیں، موت کافر کی پہلی اور مومن کی آخری تکلیف ہے۔[4]

---

1 ...حلیة الاولیاء، تکملة کعب الاحبار، ۶/۴۳، حدیث: ۷۷۴۸

2 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، باب ما قالوا فی البکاء من خشیة اللہ، ۸/۳۱۲، حدیث: ۱۲۲

3 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۴۶، حدیث: ۱۷۰

4 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۵۰، حدیث: ۱۸۲

ہر بُردبار مرد و عورت حیرت میں مبتلا ہے

حضرت سیِّدُنا واثِلَہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم، شفیعِ مُعظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اپنے مردوں کے پاس حاضر رہو اور ان کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تلقین کیا کرو اور جنت کی بشارت دیا کرو کیونکہ اس اکھاڑے میں ہر بردبار مرد و عورت حیرت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! موت کے فرشتے کو دیکھنا تلوار کے ہزار وار سے سخت تر ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جب کوئی مرتا ہے تو اس کی ہر ہر رگ الگ الگ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا طُعْمَہ بن غَیلان جُعْفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَاْخُذُ الرُّوْحَ مِنْ بَیْنِ الْعَصَبِ وَالْقَصَبِ وَالْاَنَامِلِ، اَللّٰھُمَّ فَاَعِنِّیْ عَلَی الْمَوْتِ وَھَوِّنْہُ عَلَیَّ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو پٹھوں، رگوں اور پوروں کے درمیان سے روح نکالتا ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! موت پر میری مدد فرما اور اسے مجھ پر آسان فرما۔[2]

تلوار کے ہزار وار سے زیادہ سخت

حضرت سیِّدُنا عَطاء بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: موت کے فرشتے کا معاملہ تلوار کے ہزار وار سے زیادہ شدید ہے اور کوئی بھی مومن جب مرتا ہے تو اس کی ہر رگ علیحدہ علیحدہ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن (شیطان) اس وقت بندے کے قریب تر ہوتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مریض کی عیادت کی تو ارشاد فرمایا: اس کی ہر رگ تکلیف میں مبتلا تھی، اس کے پاس اس

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، مکحول الشامی، ۵/ ۲۱۱، حدیث: ۶۸۶۸

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/ ۴۵۲، حدیث: ۱۸۹

3 ... حلیۃ الاولیاء، عبد العزیز بن ابی داود، ۸/ ۲۱۸، حدیث: ۱۱۹۳۴

کے ربّ کی طرف سے ایک آنے والے نے آکر خوشخبری دی کہ اس کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔

ثواب کی امید اور عذاب کا خوف

ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے ایک بیمار صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: خود کو کس حال میں پاتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں خود کو ثواب کی امید اور عذاب کا خوف رکھنے والا پاتا ہوں۔ آقائے نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت جس شخص میں یہ دونوں باتیں پائی جائیں گی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی امید کے مطابق دے گا اور جس سے خوف رکھے گا خدا تعالیٰ اس سے بے خوف کر دے گا۔[1]

مومن کی آخری اور سب سے شدید تکلیف

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے فرمایا: آخری تکلیف جو بندہ مومن کو پہنچتی ہے وہ موت ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عَبْدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھ پر موت کی سختیاں آسان ہو جائیں کیونکہ یہ آخری تکالیف ہیں جن کے بدلے مسلمان کو ثواب دیا جاتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جب سے انسان پیدا ہوا ہے اس وقت سے اس نے کبھی موت سے بڑی تکلیف کا سامنا نہیں کیا۔[4]

حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: امورِ آخرت میں سے سب سے شدید موت ہے۔

مرضِ موت کی دوا

حضرت سیِّدُنا زید بن اَسْلَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے دریافت کیا کہ وہ کون سا مرض ہے جو لاعلاج ہے؟ فرمایا: موت۔ حضرت سیِّدُنا زید بن اَسْلَم

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المرض والکفارات، ۴/ ۲۵۳، حدیث: ۱۰۸
2 ...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۴۷۹، حدیث: ۱۹۴۶
3 ...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/ ۲۵۵، حدیث: ۱۰۲۱۷
4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/ ۴۵۱، حدیث: ۱۸۸

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے فرمایا: موت ایک مرض ہے جس کی دوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے۔[1]

اعضائے بدن کی گفتگو

حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندے پر موت اوراس کی سختیاں طاری ہوتی ہیں تو اعضائے بدن ایک دوسرے سے کہتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ تُفَارِقُنِیْ وَاُفَارِقُكَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی تجھ پر سلامتی ہو تو مجھ سے اور میں تجھ سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔[2]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: انسان کو حالتِ موت میں سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب اس کی روح حلق تک پہنچتی ہے، اس وقت وہ بے چین ہو جاتا ہے اور اس کی ناک اوپر کو اُٹھ جاتی ہے۔[3]

علامہ جلالُ الدین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں شہید کی یہ خصوصیت ہے موت کی جو تکلیف غیر شہید پاتا ہے وہ یہ نہیں پاتا۔

شہید اور موت کی تکلیف

حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شہید موت کی اتنی ہی تکلیف پاتا ہے جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی بھرنے سے ہوتی ہے۔[4]

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات

حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب قُرَظِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سب سے آخر میں مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام وفات پائیں گے، ان سے فرمایا جائے گا: اے مَلَکُ الموت! مر جایئے تو اس وقت وہ ایسی

---

1. ...حلیۃ الاولیاء، تکملۃ کعب الاحبار، ۴۳/۶، رقم: ۷۷۳۱
2. ...رسالۃ قشیریۃ، باب احوالھم عند الخروج من الدنیا، ص ۳۳۴
3. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۴۵۱/۵، حدیث: ۱۸۴
4. ...معجم الاوسط، ۹۳/۱، حدیث: ۲۸۰

چیخ ماریں گے جسے زمین اور آسمانوں کی مخلوق سن لے تو خوف سے سب کا دم نکل جائے پھر حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْهِ السَّلَام وفات پا جائیں گے۔[1]

حضرت سیِّدُنا زِیاد نُمَیْری عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ مَلَکُ الموت پر موت کی سختی ساری مخلوق کی سختی سے زیادہ ہوگی۔[2]

تنبیہ: انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام پر موت کی سختی کے دو فائدے

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام پر موت کی سختی کے دو فائدے ہیں: **پہلا فائدہ:** اِس میں ان کے فضائل کی تکمیل اور درجات کی بلندی ہے۔ یہ سختی کسی قسم کا نقص ہے نہ عذاب بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بڑھ کر آزمائشیں نبیوں کو ہوئیں پھر ان کے بعد جو مرتبے والے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ۔

دوسرا فائدہ: مخلوق موت کی تکلیف کا اندازہ لگا سکے اور یہ ایک باطنی چیز ہے، بعض اوقات انسان کسی کو مرتے دیکھتا ہے تو اس پر کسی قسم کی حرکت اور رنج نظر نہ آنے کی صورت میں گمان کرتا ہے کہ اس کی روح آسانی سے نکل رہی ہے لہٰذا وہ موت کے معاملے کو آسان سمجھتا ہے اور یہ نہیں جان پاتا کہ میت پر کیا گزر رہی ہے، لہٰذا جب انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام نے باوجود مقربِ بارگاہِ الٰہی ہونے کے اپنے متعلق موت کی سختی کو بیان کیا تو امت کے گناہ گاروں کے لیے یہ چیز باعث تسلی ہوگئی۔ البتہ کفار کے ہاتھوں شہید ہونے والے پر یہ تکالیف نازل نہیں ہوتیں۔[3]

فوائد: نزع میں آسانی

عُلَمائے کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ مسواک کا استعمال نزع میں آسانی پیدا کرتا ہے اور اس پر انہوں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کی اس حدیث کو دلیل بنایا ہے کہ وقت

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۴۵، حدیث: ۱۶۷

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۴۶، حدیث: ۱۶۸

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء ان الموت سکرات... الخ، ص ۲۷، ۲۸، ملخصًا

وصالِ سرکارِ نامدار، رسولوں کے سالار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسواک استعمال کی تھی۔[1]

حضرت سیِّدُنا مَیمُون بن مِہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے فرمایا: تم ہمیشہ کسی نہ کسی نیک عمل کو یاد رکھو کہ یہ بوقتِ موت مردے پر آسانی کا باعث ہے یا پھر مرنے والا اپنے اس نیک عمل کو یاد کرے جو اس نے آگے بھیجا ہے۔[2]

چت کبرا مینڈھا اور گھوڑا

حضرت سیِّدُنا قَتَادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ (پ۲۹، الملک: ۲) ترجمۂ کنز الایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَلْحَیٰوۃ سے حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کا گھوڑا اور اَلْمَوْت سے چِت کَبرا مینڈھا مراد ہے۔[3]

مُقاتِل اور کَلْبِی کہتے ہیں: موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا گیا وہ جس چیز پر گزر جائے تو وہ مر جاتی ہے اور حیات کو گھوڑے کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے وہ جس چیز پر گزر جائے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔[4]

چار بازوؤں والا چت کبرا مینڈھا

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خدائے بزرگ و برتر نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا، اس کے چار بازو ہیں ایک عرش کے نیچے، دوسرا تَحْتَ الثَّرٰی میں، تیسرا مغرب اور چوتھا مشرق میں، اس سے کہا گیا: ہو جا تو وہ ہو گیا۔ پھر حکم ہوا: ظاہر ہو جا تو وہ بصورتِ موت حضرت سیِّدُنا عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے ظاہر ہو گیا۔[5]

ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ موت ایک جسم ہے جو مینڈھے کی شکل میں ہے، وہ کوئی صفت نہیں

---

1 ...بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ووفاتہ، ۳/۱۵۷، حدیث: ۴۴۴۹

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۷۸۰۶، میمون بن مہران، ۶۱/۳۵۴

3 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۳۰، الملک، تحت الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۳۶۳

4 ...فتح الباری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ۱۱/۳۵۸، تحت الحدیث: ۶۵۴۲

5 ...کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۵۷، حدیث: ۴۴۱، ملتقطاً

ہے اور اس کی مزید وضاحت صحیحین کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ " قیامت میں موت کو چِت کَبرے مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا، پھر (مخلوق سے) پوچھا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہاں یہ موت ہے۔ کیونکہ ہر ایک اسے دیکھ چکا ہو گا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔"[1]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی روایت میں ہے: "موت کو بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔"[2]

کیا موت بُری ہے؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُبَید بن عُمَیر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے موت کے اچانک آجانے کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ بُری ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کیونکر بُری ہے، میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: موت مومن کے لئے راحت اور گناہ گار کے لیے افسوس ناک پکڑ ہے۔[3]

...◈...

باب نمبر 12 مرضِ موت، بوقتِ موت اور بعدِ موت مرنے والے کے پاس کہے جانے والے کلمات اور پڑھی جانے والی دعاؤں اور سورتوں کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، شہنشاہِ اَبرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس مرنے والے کے سرہانے سورۂ یٰسین شریف تلاوت کی جاتی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر آسانی فرماتا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا مَعقِل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

1...مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمھا، باب النار یدخلھا الجبارون، ص ۱۵۲۶، حدیث: ۲۸۴۹

2...مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۷۱، حدیث: ۲۸۹۱

3...شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/۲۵۵، حدیث: ۱۰۲۱۸

4...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مایقال عند الموت...الخ، ۵/۴۵۴، حدیث: ۱۹۵

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھو۔[1]

حضرت سیِّدُنا اِبنِ حِبّان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جو بندہ مرنے لگے اس کے پاس پڑھو کیونکہ مردے پر نہیں پڑھا جاتا۔[2]

مرنے والے کے پاس سورۂ رعد پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا جابِر بن زید رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مرنے والے کے پاس سورۂ رعد کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے میت پر تخفیف ہوتی ہے اور روح کا نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں مرنے والے کے پاس یہ کہا جاتا تھا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! فلاں بن فلاں کی مغفرت فرما، اس کی قبر کو ٹھنڈی اور وسیع کر دے، مرنے کے بعد اسے چین عطا فرما، پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب نصیب کر، اسے دوست رکھ اور اس کی روح کو نیکوں کی ارواح کی طرف بلند فرما، ہمیں اس کے ساتھ ایسے گھر میں جمع فرما جس میں صحت باقی رہے، دکھ اور تھکاوٹ دور ہو۔ نیز بارگاہِ رسالت میں مسلسل درود پڑھا جاتا، یہاں تک کہ اس کی روح قبض ہو جاتی۔[3]

حضرت سیِّدُنا امام شَعْبِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: انصاری صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مرنے والے کے پاس سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔[4]

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ (پ۲۸، الطلاق: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی دنیاوی شُبہات سے، موت کی سختی سے اور بروزِ قیامت حساب کتاب کے

---

1 ...ابو داود، کتاب الجنائز، باب القراءة عند المیت، ۳/۲۵۶، حدیث: ۳۱۲۱

2 ...الاحسان، کتاب الجنائز، فصل فی المحتضر، ۵/۳، تحت الحدیث: ۲۹۹۱، بتغیرٍ

3 ... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض اذا حضر، ۳/۱۲۳، حدیث: ۲

4 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض اذا حضر، ۳/۱۲۳، حدیث: ۲

لئے کھڑے ہونے سے نجات کی راہ نکال دے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ یعنی اپنے مُردوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرو۔[2]

سیِّدُنا ابنِ حِبّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جب بندہ حالتِ نزع میں ہو تو اسے تلقین کرو۔[3]

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مُبَشِّرِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنی جس کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔[4]

بچوں کی تربیت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سب سے پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بولنا سکھاؤ اور انہیں موت کے وقت بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تلقین کرو کیونکہ جس کا پہلا اور آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہو اور پھر وہ ہزار برس بھی زندگی گزارے تو اس سے ایک گناہ کے بارے میں بھی نہیں پوچھا جائے گا۔[5]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "جب مریض پر مرض شدید ہو جائے تو اس کو کلمہ طیبہ زبردستی نہ پڑھاؤ بلکہ اسے تلقین کرو (یعنی اس کے پاس پڑھتے رہو) کیونکہ کبھی کسی منافق کا خاتمہ کلمہ طیبہ پر نہیں ہوا۔"[6]

---

1. ...حلیۃ الاولیاء، قتادۃ بن دعامۃ، ۲/۳۸۷، حدیث: ۲۶۶۴
2. ...مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی، ص۴۵۶، حدیث: ۹۱۶
3. ...الاحسان، کتاب الجنائز، فصل فی المحتضر، ۵/۳، تحت الحدیث: ۲۹۹۱
4. ...ابو داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، ۳/۲۵۵، حدیث: ۳۱۱۶
5. ...شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۳۹۷، حدیث: ۸۶۴۹
6. ...تلخیص الحبیر، کتاب الجنائز، ۲/۲۴۱، تحت الحدیث: ۷۳۰

ماں کی نافرمانی کا وبال

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن ابو اَوفیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ایک آدمی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یہاں ایک نوجوان کی موت کا وقت قریب ہے اسے کلمہ پڑھنے کا کہا گیا لیکن وہ نہیں پڑھ پا رہا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: کیا وہ اپنی زندگی میں کلمہ نہیں پڑھتا تھا؟ لوگوں نے عرض کی: کیوں نہیں، ضرور پڑھتا تھا۔ ارشاد فرمایا: تو پھر کس چیز نے اسے وقتِ مرگ کلمہ پڑھنے سے روک دیا؟ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: نوجوان! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو۔ اس نے عرض کی: میں یہ نہیں کہہ پا رہا۔ ارشاد فرمایا: کیوں؟ عرض کی: میں ماں کا نافرمان رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا: ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ (چنانچہ اس کی والدہ کو بارگاہِ نبوی میں حاضر کیا گیا) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا: یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: اگر ایک زبردست آگ جلائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ اگر تم راضی نہ ہوئیں تو اس نوجوان کو آگ میں ڈال دیں گے تو تم کیا کرو گی؟ وہ عرض گزار ہوئی: پھر تو میں اسے معاف کر دوں گی۔ ارشاد فرمایا: پھر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور ہمیں گواہ بنا کر کہو کہ تم اس سے راضی ہو۔ اس نے عرض کی: میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ پھر سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس نوجوان سے فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو۔ اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد ان الفاظ کے ساتھ بیان کی: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ یعنی تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے میرے طفیل اسے جہنم سے بچالیا۔[1]

بُری صحبت کا وبال

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن مُحارِبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ایک آدمی کو وقتِ وفات کلمہ پڑھنے کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میری نِشَسْت و بَرخاست ایسے بُرے لوگوں کے ساتھ تھی جو مجھے حضرت سیِّدُنا ابو بکر و حضرت سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بُرا بھلا کہنے کا کہتے تھے۔[2]

1 ...شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۱۹۷، حدیث: ۷۸۹۲

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۳۳۹۸، عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان، ۳۰/۴۰۳

نزعِ روح میں آسانی

حضرت سیِّدُنا طلحہ اور حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں: ہم نے حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جب مرنے والا اسے پڑھ لے تو اس کی روح اس کے جسم سے نہایت سکون سے جدا ہوتی ہے اور کل قیامت میں اس کے لیے نور ہو گا اور وہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے خوشحال کر دے گا اور اس کے رنگ کو روشن فرما دے گا اور وہ بندہ وہ کچھ دیکھے گا جو اسے خوش کر دے (وہ کلمہ) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔"[1]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے قبضِ روح کے وقت ایک شخص کے اَعضا چیر کر دیکھے لیکن کوئی نیک عمل نہ پایا پھر اس کا دل چیر کر دیکھا تو اس میں بھی کوئی بھلائی نہ پائی، پھر جبڑے چیرے تو اس کی زبان کی نوک تالو سے چمٹی ہوئی پائی گویا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ رہا تھا بس اس کلمۂ توحید کی بدولت اس کی مغفرت کر دی گئی۔[2]

حضرت سیِّدُنا فَرْقَد سَبَخِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے سے کہتا ہے: نرمی کر۔ دائیں جانب والا کہتا ہے: نہیں کروں گا ہو سکتا ہے یہ (سختی دیکھ کر) کلمہ طیبہ پڑھ لے تو میں اسے لکھ لوں۔[3]

جہنم کی آگ کبھی نہ جلائے

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ اور حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے وقتِ وفات یہ کلمات کہہ لئے آگ اُسے کبھی نہ جلائے گی: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے اور نیکی کی قوت

1 ...مسند ابی یعلی، مسند طلحۃ بن عبید اللہ، ۱/ ۲۷۸، ۲۸۲، حدیث: ۶۳۶، ۶۵۱

2 ...شعب الایمان، باب فی عیادۃ المریض، ۶/ ۵۴۵، حدیث: ۹۲۳۵

3 ...حلیۃ الاولیاء، فرقد السبخی، ۳/ ۵۵، حدیث: ۳۱۴۶

اور گناہ سے بچنے کی طاقت بلند عظمت والے ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔[1]

اِسْمِ اَعظم

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اسم اعظم نہ بتاؤں، حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَام کی یہ دعا: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ“[2] اسم اعظم ہے جس شخص نے مرض وفات میں اسے 40 مرتبہ پڑھ لیا اور پھر اسی میں وفات پا گیا تو اسے شہید کا اجر دیا جائے گا اور صحت یاب ہو گیا تو ایسا ہوا کہ گناہوں سے بھی پاک صاف ہو چکا ہو گا۔[3]

عذابِ جہنم سے نجات کی دعا

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! کیا تمہیں ایسی سچی بات نہ بتاؤں جس کو بندہ اپنے مرض وفات کے آغاز پر پڑھ لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ میں نے عرض کی: کیوں نہیں ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَكًا فِیْهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ كِبْرِیَاءُهٗ وَجَلَالُهٗ وَقُدْرَتُهٗ بِكُلِّ مَكَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ اَمْرَضْتَنِیْ لِتَقْبِضَ رُوْحِیْ فِیْ مَرَضِیْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِیْ فِیْ اَرْوَاحِ مَنْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْكَ الْحُسْنٰی وَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعَذْتَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْكَ الْحُسْنٰی یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر نقص وعیب سے پاک، بندوں اور شہروں کا مالک ہے، ہر حال میں پاکیزہ، برکت والی اور بہت زیادہ تعریف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لیے ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے اس کی کبریائی، عظمت وجلالت اور قدرت ہر جگہ ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے اس مرض میں میری روح قبض کرنے کے لیے مبتلا کیا ہے

---

1 ...معجم اوسط، ۲/ ۱۸۴، حدیث: ۲۹۵۸

2 ...ترجمۂ کنزالایمان: کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پ۱۷، الانبیاء: ۸۷)

3 ...مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، باب ایما مسلم دعا بدعوة...الخ، ۲/ ۱۸۳، حدیث: ۱۹۰۸

تو میری روح کو ان لوگوں کی ارواح میں شامل فرما جن کے لیے تیری طرف سے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور مجھے جہنم سے پناہ دے جس طرح تو نے ان کو پناہ دی جن کے لیے تیری طرف سے بھلائی کا وعدہ ہو چکا۔ (اے ابوہریرہ) اگر تم ایسے مرض میں انتقال کر گئے تو رضائے الٰہی اور جنت تمہارا مقدر ہو گا اور اگر تم نے گناہ کئے ہوں گے تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں معاف فرما دے گا۔**[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے چند کلمات سنے ہیں، جو شخص وقتِ وفات یہ کلمات پڑھ لے داخل جنت ہو گا، تین مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْم، تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔[2]

مومن کی روح نکلنے کی حالت

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: مومن بندہ میرے نزدیک ہر لحاظ سے خیر پر ہے، وہ میری حمد میں مشغول ہوتا ہے اور میں اس کے پہلوؤں سے اس کی روح قبض کر لیتا ہوں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابنِ عَبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی روح اس حال میں اس کے پہلوؤں سے نکلتی ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کر رہا ہوتا ہے۔[4]

کسی کی روح نکل رہی ہو تو یہ کہو

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں: میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بیٹھی تھی، کسی نے آکر بتایا کہ فلاں شخص مرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور جب اُس کی روح

1 ...الکامل لابن عدی، رقم: ۱۲۶۲، عامر بن عبد اللہ، ۶/ ۱۵۸، موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المرض والکفارات، ۴/ ۲۷۰، حدیث: ۱۵۹

2 ...کنز العمال، کتاب الصحبۃ من قسم الاقوال، الباب الرابع، ۹/ ۴۱، حدیث: ۲۵۱۵۴، بحوالہ ابن عساکر

3 ...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/ ۲۴۵، حدیث: ۸۵۰۰

4 ...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۵۷۵، حدیث: ۲۴۱۲

نکلنے لگے تو تم یوں کہنا: سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔[1]

نظر روح کا تعاقب کرتی ہے

حضرت سیِّدُنا ابو بَکْرَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وقتِ وفات حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس تشریف لائے، روح قبض ہونے کے بعد ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا کر انہیں بند کر دیا، تمام گھر والے رونے لگے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے اور ملائکہ موجود ہوتے ہیں، اہلِ خانہ جو بھی کہیں ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ابو سلمہ کا درجہ بلند فرما کر اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں پہنچا دے اور اِن باقی رہنے والوں میں اس کا صحیح جانشین مقرر فرما اور اسے اور ہمیں قیامت میں بخش دے۔[2]

حضرت سیِّدُنا شَدَّاد بن اَوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میت کے پاس موجود ہو تو اس کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ نگاہ روح کا تعاقب کرتی ہے اور اچھی بات کرو کیونکہ اہلِ خانہ کی باتوں پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔[3]

مرتبۂ شہادت

حضرت سیِّدُنا مُجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے مجھ سے فرمایا: بغیر وضو کے ہر گز نہ سونا کیونکہ ارواح جس حالت میں جسم سے جدا ہوتی ہیں اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔[4]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مُعَلِّمِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ

---

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب منہ وما یقال عند التمغیض، ص۳۸

2 ...مسند بزار، حدیث ابی بکرۃ، ۹/۱۲۰، حدیث: ۳۶۶۹

3 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب تغمیض بصر المیت، ۱/۶۷۵، حدیث: ۱۳۴۱

4 ...مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب ذکر اللہ فی المضاجع، ۱۰/۹۴، حدیث: ۲۰۰۱۳

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی روح بحالتِ وضو قبض کی گئی اسے مرتبۂ شہادت عطا کیا گیا۔[1]

مردے کی آنکھیں بند کرتے وقت کی دعا

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم مُردے کی آنکھیں بند کرو تو یوں کہو: بِسۡمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کے ساتھ اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ملت پر۔[2]

...۞...

باب نمبر 13 مَلَکُ الْمَوت اور ان کے مددگاروں کا بیان

دو فرامینِ باری تعالیٰ

...﴿1﴾

قُلۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ (پ۲۱، السجدۃ:۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

...﴿2﴾

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡہُ رُسُلُنَا وَ ہُمۡ لَا یُفَرِّطُوۡنَ ﴿۶۱﴾ (پ۷، الانعام:۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

تَوَفَّتۡہُ رُسُلُنَا (پ۷، الانعام:۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے مددگار ہیں۔[3]

---

1 ...معجم صغیر، جزء۲، ص۳۲، حدیث:۸۵۷

2 ...سنن کبری للبیہقی، کتاب الجنائز، باب مایستحب من اغماض عینیہ، ۳/۵۴۰، حدیث:۶۶۰۹

3 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابن عباس، ۸/۱۹۷، حدیث:۱۳

جبکہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی یہی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ پھر ان کے بعد ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام خود روح قبض کرتے ہیں۔ (1)

افسر اور ماتحت

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جو فرشتے آدمیوں کو موت دینے آتے ہیں وہی ان کے اوقاتِ موت بھی لکھتے ہیں اور جب کسی کو وفات دے دیتے ہیں تو اسے ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ملَکُ الموت گویا افسر ہیں اور ماتحت فرشتے انہیں ارواح سپرد کرتے ہیں۔ (2)

تخلیق آدم اور ملک الموت

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب خدائے بُزرگ و بَرتر نے حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو حامِلانِ عرش میں سے ایک فرشتے کو زمین کی مٹی لانے کا حکم دیا، جب فرشتہ مٹی لینے نیچے اُترا تو زمین نے عرض کی: جس نے تجھے بھیجا ہے میں اسی کا واسطہ دیتی ہوں آج مجھ سے کچھ مت لے کہ کل وہ آگ کا حصہ بن جائے گا، فرشتہ اسے چھوڑ کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو ربُّ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: تجھے میرا حکم پورا کرنے سے کس چیز نے روکا؟ فرشتے نے عرض کی: زمین نے تیرا واسطہ دیا تو مجھے یہ معاملہ بہت بڑا معلوم ہوا کہ میں اس کام کو کرنے سے نہ رکوں جس میں مجھے تیرا واسطہ دیا گیا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک اور فرشتے کو بھیج دیا، اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا حتّٰی کہ ربّ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے تمام حامِلانِ عرش فرشتوں کو بھیجا بالآخر جب ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی وہی کچھ کہا جو تمام فرشتوں سے کہا تھا۔ ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: جس نے مجھے بھیجا ہے وہ تجھ سے زیادہ فرمانبرداری کا حق دار ہے۔ چنانچہ ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے پوری زمین سے اچھی بُری مٹی لی اور بارگاہِ ربُّ العزت میں حاضر کر دی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر جنت کا پانی ڈالا تو وہ سیاہ گارا بن گئی پھر اس سے حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی تخلیق فرمائی۔

(1) ... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۶۵، حدیث: ۴۵۶

(2) ... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۶۷، حدیث: ۴۷۰

حضرت سیِّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے بھی اسی کی مثل مروی ہے، انہوں نے پہلے بھیجے جانے والے فرشتے کا نام اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام اور دوسرے کا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام بیان کیا ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود اور بعض دیگر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی روایت میں پہلے کا نام جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور دوسرے کا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام بتایا گیا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن خالد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: پہلے فرشتے جبریل اور دوسرے میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام تھے[2] اور آخری کے بارے میں فرمایا: ان کو مَلَکُ الموت کہا جاتا ہے اور موت کا مُعاملہ انہی کے سپُرد ہے۔[3]

چار مقرب فرشتے اور ان کی ذمہ داریاں

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ سابِط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: نظامِ کائنات کی تدبیر ان چار فرشتوں کے سپرد کی گئی ہے حضرت سیِّدُنا جبرائیل، حضرت سیِّدُنا میکائیل، حضرت سیِّدُنا اِسرافیل اور حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِمُ السَّلَام۔ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام لشکروں اور ہواؤں پر مقرر ہیں، میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام بارش برسانے اور نباتات اُگانے پر مقرر ہیں، ملک الموت یعنی عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اَرواح قبض کرنے پر مقرر ہیں اور اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام ان تینوں فرشتوں تک احکامِ الٰہی پہنچاتے ہیں۔[4]

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی رفتار

حضرت سیِّدُنا رَبیع بن اَنَس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام تَنِ تنہا اَرواح قبض کرتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: روحوں کا معاملہ ان کے سپُرد ہے اور دیگر کئی فرشتے اس کام پر ان کے مددگار ہیں اور وہ خود سب فرشتوں کے قائد ہیں، ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام مشرق سے مغرب تک ایک قدم

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۵۷۸، آدم نبی اللہ، ۷/۳۷۷
2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۵۷۸، آدم نبی اللہ، ۷/۳۷۸
3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۵۷۸، آدم نبی اللہ، ۷/۳۷۹
4 ...شعب الایمان، باب فی الایمان بالملائکۃ، ۱/۱۷۷، حدیث: ۱۵۸
کتاب العظمۃ، باب ذکر میکائیل، ص ۱۳۴، حدیث: ۳۷۸

میں پہنچ جاتے ہیں۔ عرض کی گئی: مؤمنین کے روحیں کہاں ہوتی ہیں؟ فرمایا: سدرہ کے پاس۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس فرمانِ باری تعالیٰ:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۟ (پ۳۰، النزعت: ۵) ترجمۂ کنزالایمان: پھر کام کی تدبیر کریں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ ہوتے ہیں اور اَرواح قبض کرنے کے وقت مُردوں کے پاس جاتے ہیں، کوئی روح لے کر اوپر چڑھتا ہے، کوئی دعا پر آمین کہتا ہے، کوئی (مسلمان) میت کے لیے استغفار کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ نمازِ جنازہ کے بعد اسے قبر میں اُتار دیا جائے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَقِیْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ۟ (پ۲۹، القیامۃ: ۲۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے مُعاوِن فرشتے ہیں جو ایک دوسرے سے کہتے ہیں: اس شخص کی روح قدم کے تلوے سے نکلنے کی جگہ (یعنی ناک) تک کون چڑھائے گا؟[3]

یہ مومن ہے اس پر نرمی کر

حضرت سیِّدُنا خَزرَج انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک قَرِیبُ المرگ اَنصاری صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس دیکھا، آپ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھ کر فرما رہے تھے: اے مَلَکُ الموت! میرے صحابی کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ یہ مومن ہے۔ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: حضور! آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور قلب مقدس خوش و خرم ہو، میں تو ہر مومن پر نرمی ہی کرتا ہوں، یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں جب آدمی کی روح قبض کر لیتا ہوں تو چیخنے والے چیختے ہیں میں روح لے کر کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں: یہ چیخنا چلانا کیسا! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، نہ اسے وقت سے

---

1 ...کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۵۵، حدیث: ۴۳۳

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۳، حدیث: ۲۲۶

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۳، حدیث: ۲۲۷

پہلے موت دی اور ہم نے اسے موت دے کر کوئی گناہ بھی نہیں کیا، اگر تم لوگ خدا عَزَّوَجَلَّ کے کئے پر راضی رہے تو اجر پاؤ گے، اگر ناراضی کا اظہار کیا تو گناہ گار ہو گے اور ہمیں تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے، اس لیے تم ڈرتے رہو، خیموں والے ہوں یا کچے مکانوں والے، نیک ہوں یا بد، پہاڑی علاقوں والے ہوں یا میدانی علاقوں والے، میں ہر دن رات انہیں غور سے دیکھتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے بڑوں کو ان سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں، بخدا! اگر میں مچھر کی جان لینا چاہوں تو جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ حکم نہ دے میں نہیں لے سکتا[1]۔

پابند نماز اور ملک الموت

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نمازِ پنجگانہ کے وقت غور سے دیکھتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو جو پانچوں نمازوں کی پابندی کرنے والا ہوتا ہے ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کے قریب ہو جاتے ہیں اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور اس انتہائی کٹھن وقت میں ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں۔[2]

ہر دن ہر گھر میں تین مرتبہ نظر

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ہر دن ہر گھر میں تین مرتبہ غور سے دیکھتے ہیں، ان میں سے جن کا رزق پورا ہو چکا ہو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں، جب روح قبض ہوتی ہے تو بندے کے اہل خانہ رونا دھونا شروع کر دیتے ہیں، ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام دروازے کے پٹ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: میں نے تمہارا کوئی قُصور نہیں کیا، میں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مقرر ہوں، بخدا! نہ میں نے اس کا رزق کھایا، نہ اس کی عمر گھٹائی اور نہ ہی وقتِ مقرر میں کوئی کمی کی ہے مجھے تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی نہ بچے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر لوگ موت کے فرشتے کا مقام دیکھ لیں

---

1 ...معجم کبیر، ۴/ ۲۲۰، حدیث: ۴۱۸۸

2 ...معجم کبیر، ۴/ ۲۲۰، حدیث: ۴۱۸۸، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، رقم: ۸۶۷، خزرج، ۲/ ۲۳۱، حدیث: ۲۵۷۲

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت و اعوانہ، ۵/ ۴۶۰، حدیث: ۲۱۹

اور اس کا کلام سن لیں تو میت کو بھول کر خود پر رونا شروع کر دیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا سَلم بن عَطِیّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے ایک دوست کی مرض وفات میں اس کی عیادت کو گئے تو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو مخاطب کر کے کہا: اے مَلَکُ الموت! اس پر نرمی کرنا کیونکہ یہ مومن ہے۔ بیمار دوست نے کہا: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام فرما رہے ہیں: میں ہر مومن پر نرمی ہی کرتا ہوں۔[2]

سخاوت کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا مَعْیُوف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا حَکَم بن مُطَّلِب بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے وقت ان کے قریب تھا، وہ تکلیف کے عالَم میں تھے ایک شخص نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر آسانی فرما کیونکہ یہ بہت سخی تھے۔ وہ حضرت کی تعریف کرنے لگا۔ آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو پوچھا: وہ شخص کون ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں ہے۔ پھر اس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام تم سے فرما رہے ہیں: میں ہر سخی مومن پر نرمی ہی کرتا ہوں۔ اتنا کہا اور انتقال فرما گئے۔[3]

سیِّدُنا ابراہیم اور ملک الموت عَلَیْہِمَا السَّلَام

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک خوبصورت جوان اندر آیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: اے بندۂ خدا! تجھے کس نے میرے گھر میں آنے دیا؟ اس نے کہا: خود گھر والے نے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: بے شک گھر والا اس کا حق دار ہے پر تم ہو کون؟ اس نے عرض کی: موت کا فرشتہ۔ ارشاد فرمایا: مجھے تمہاری چند علامتیں بتائی گئی تھیں مگر تم میں ایک بھی نظر نہیں آرہی، لہٰذا پیٹھ پھیرو۔ چنانچہ فرشتے نے پیٹھ پھیری تو اس کے آگے پیچھے آنکھیں تھیں اور جسم کا ہر بال نوک دار تیر کی طرح کھڑا تھا،

1 ...احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت، باب بیان الحسرۃ...الخ، ۵/ ۲۱۵

2 ...اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض وفضلھا، ۳/ ۱۷۱، حدیث: ۲۴۶۷

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب مکارم الاخلاق، باب الجود واعطاء السائل، ۳/ ۵۳۱، حدیث: ۴۸۲

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ دیکھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگی اور ارشاد فرمایا: اپنی پہلی شکل میں آجاؤ، یہ سن کر موت کے فرشتے نے کہا: اے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام! جب خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنے اس بندے کی طرف بھیجتا ہے جس کی ملاقات کو وہ پسند کرتا ہے تو اس خوبصورت شکل میں بھیجتا ہے جس میں آپ نے مجھے پہلے دیکھا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے گھر میں ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں مَلَکُ الموت ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے کوئی نشانی دکھاؤ تاکہ میں تمہاری بات مان سکوں۔ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: آپ اپنا چہرہ پھیر لیجئے، آپ نے چہرہ پھیر لیا پھر مڑ کر دیکھا تو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ صورت دیکھی جس پر وہ مؤمنین کی روح قبض کرتے ہیں یعنی ایسی نورانیت اور خوبصورتی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔ انہوں نے پھر کہا: اپنا چہرہ پھیر لیجئے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے چہرہ پھیر لیا پھر مڑ کر دیکھا تو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ صورت دیکھی جس پر وہ کُفّار اور فُجّار کی روح نکالتے ہیں، آپ عَلَیْہِ السَّلَام شدید خوف زدہ ہو گئے حتّٰی کہ آپ کا جوڑ جوڑ ہلنے لگا اور آپ نے اپنا پیٹ زمین سے یوں ملا دیا گویا ابھی روح پرواز کر جائے گی۔[2]

یہی کافی ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود اور حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خلیل بنایا تو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے رب عَزَّوَجَلَّ سے اجازت چاہی کہ وہ یہ خوشخبری ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دے دیں تو رب تعالٰی نے اجازت دے دی۔ چنانچہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خوشخبری دی تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی پھر ارشاد فرمایا: اے مَلَکُ الموت! مجھے دکھاؤ کہ تم کس شکل میں کفار کی روح قبض کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: حضور! آپ اس کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ ارشاد فرمایا: کیوں نہیں (تم دکھاؤ)۔ انہوں نے عرض کی: اپنا چہرہ

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/۴۴۷، حدیث: ۱۷۴

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۸، حدیث: ۲۴۳، عن کعب الاحبار

پھیر لیجئے۔ جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے چہرہ پھیر کر دوبارہ دیکھا تو ایک انتہائی کالا شخص ہے جس کا سر آسمان کو چھو رہا ہے اور منہ سے شُعلے نکل رہے ہیں اور اس کے جسم پر جتنے بھی بال ہیں سب انسانی صورت میں ہیں اور ان کے بھی مونہوں اور کانوں سے آگ لَپٹیں مار رہی ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر غَشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو دیکھا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اپنی پہلی صورت پر تھے۔ فرمانے لگے: اے ملک الموت! اگر کافر کو سب رنج و غم اور تکلیف سے قطع نظر محض تمہاری یہ خوفناک شکل ہی دکھا دی جائے تو اس کے لیے کافی ہے۔ اب وہ صورت دکھاؤ جس میں مومن کی روح قبض کرتے ہو۔ اس نے عرض کی: ذرا رُخ دوسری طرف کیجئے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے چہرہ پھیر کر جب دوبارہ دیکھا تو ایک حسین و جمیل نوجوان کھڑا ہے اور اس کا جسم سفید کپڑوں میں ملبوس خوشبو سے مہک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر فرمانے لگے: اے ملَکُ الموت! اگر مومن بوقْتِ وفات دیگر اعزاز و اکرام سے قطع نظر صرف تمہاری یہ صورت ہی دیکھ لے تو یقیناً یہ اسے کافی ہے۔[1]

ملک الموت کا علم و مشاہدہ

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ساری زمین ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے طَشت کی مثل کر دی گئی کہ جہاں سے چاہیں اٹھالیں اور ان کے لیے کچھ مدد گار فرشتے بنا دیئے گئے ہیں جو اَرواح قبض کرتے ہیں پھر ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ان سے لے لیتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا حَکَم بن عُتَیْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے دنیا ایسے ہے جیسے کسی شخص کے سامنے طشت ہوتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَشْعَث بن جابر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[4] فرماتے ہیں: ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام جن کا نام عزرائیل ہے ان کی دو آنکھیں چہرے پر ہیں اور دو گُدّی کی جانب، حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت و اعوانہ، ۵/۴۶۷، حدیث: ۲۴۲

2... تفسیر طبری، سورۃ الانعام، تحت الآیۃ: ۶۱، ۵/۲۱۵، الرقم: ۱۳۳۳۷

3... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۶۷، حدیث: ۴۷۱

4... متن میں اس مقام پر "اشعث بن سلیم" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "اشعث بن جابر" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

سے پوچھا: ایک جان مشرق میں اور ایک مغرب میں ہو، زمین پر وبا پھیلی ہو اور دو لشکر آپس میں جنگ کر رہے ہوں تو اس وقت آپ روح کیسے قبض کرتے ہیں؟ عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے ارواح کو بلاتا ہوں تو وہ میری دو انگلیوں کے درمیان آجاتی ہیں۔ پھر حضرت سیِّدُنا اشعث رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ساری زمین حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے طشت کی مانند کر دی گئی ہے وہ جہاں سے چاہتے ہیں اٹھا لیتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا حَکَم بن عُتَیْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام نے ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: کیا ہر جاندار کی روح تم قبض کرتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: یہ کیسے جب کہ اس وقت تم میرے پاس ہو اور مخلوق جہاں میں پھیلی ہوئی ہے؟ عرض کی؟ میرے لئے ساری دنیا اس طشت کی مثل مُسَخَّر کر دی گئی ہے جو آپ میں سے کسی کے سامنے رکھا ہو تو وہ جہاں سے جو چاہے کھائے دنیا میرے لیے ایسے ہی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو قَیْس اَزدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا گیا: آپ اَرواح کیسے قبض کرتے ہیں؟ فرمایا: میں انہیں بلاتا ہوں تو وہ میرے پاس آجاتی ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا شَہر بن حَوشَب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام بیٹھے ہوئے ہیں اور ساری دنیا ان کے دونوں گھٹنوں کے آگے موجود ہے اور وہ لوح (تختی) جس میں انسانوں کی عُمریں درج ہیں وہ ان کے قبضے میں ہے، مُعاوِن فرشتے سامنے کھڑے ہیں، ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نظر جمائے اس تختی کو دیکھ رہے ہیں جیسے ہی کسی بندے کا وقت پورا ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں: اس کی روح قبض کر لو۔[4]

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی قدرت و طاقت

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا: دو شخص ہیں، ایک مشرق میں اور دوسرا

---

1 ... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص ۱۲۰، حدیث: ۴۴۵

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۹، حدیث: ۲۴۶

3 ... المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الخامس، ۱/۲۸۴، حدیث: ۷۰۴

4 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۹، حدیث: ۲۴۸

مغرب میں دونوں کو ایک ساتھ ایسے موت آتی ہے جیسے دونوں پلکیں ساتھ جھپکتی ہیں تو مَلَکُ الموت کو دونوں پر کیسے قدرت ہے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی قدرت مشرق و مغرب میں، اندھیرے و روشنی میں اور خشکی و تری میں رہنے والوں پر ایسے ہے جیسے کسی شخص کے سامنے دستر خوان بچھا ہو اور وہ جہاں سے جو چاہے لے لے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ہی ہر جان کی روح قبض کرتے ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اس پر انہیں ایسا تسلُّط دیا گیا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنی ہتھیلی میں موجود چیز پر مسلّط ہوتا ہے، ان کے ساتھ رحمت کے فرشتوں سے کچھ فرشتے اور عذاب کے فرشتوں سے کچھ فرشتے ہوتے ہیں، جب وہ کوئی نیک روح قبض کرتے ہیں تو اسے رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور جب کوئی خبیث روح قبض کرتے ہیں تو اسے عذاب کے فرشتوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو المُثَنّٰی حِمْصی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: دنیا کا آسان و سخت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے رانوں کے سامنے ہے اور ان کے ساتھ رحمت و عذاب کے فرشتے ہیں، مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام روحیں قبض کر کے ملائکۂ رحمت اور ملائکۂ عذاب کے حوالے دیتے ہیں۔ عرض کی گئی: جب گھمسان کی جنگ ہو اور تلوار بجلی کی مانند چل رہی ہو تو؟ فرمایا: وہ روحوں کو بلاتے ہیں تو وہ حاضر ہو جاتی ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا زُہَیر بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: موت کا فرشتہ تو ایک ہے حالانکہ مشرق و مغرب سے دو گروہ آپس میں جنگ کرتے ہیں تو ان میں ایک ساتھ کئی ہلاکتیں ہوتی ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مَلَکُ الموت کے لیے دنیا کو سمیٹ دیا ہے حتّٰی کہ اسے ایسے کر دیا ہے جیسے تم میں سے کسی کے سامنے طَشت ہو تو بھلا اس میں سے کوئی شے اس سے دور ہو سکتی ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا

1. ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۴، حدیث: ۲۳۴
2. ...در منثور، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۶/ ۵۴۱
3. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۳، حدیث: ۲۲۵
4. ...در منثور، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۶/ ۵۴۰

سُلَیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے دوست تھے ایک دن آپ کے پاس آئے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے پوچھا: آخر یہ کیا معاملہ ہے کہ تم ایک گھر میں آتے ہو تو تمام اہلِ خانہ کی روح قبض کر لیتے ہو جبکہ ان کے پڑوس میں کسی ایک کی جان بھی نہیں لیتے؟ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: مجھے ذاتی طور پر کسی کے مارنے کا علم نہیں ہوتا میں تو عرش کے نیچے ہوتا ہوں وہاں مجھے مرنے والوں کے ناموں کی فہرست دے دی جاتی ہے۔[1]

ملک الموت اور سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کا ہم نشیں

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا سُلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے دربار میں آئے تو آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے، جب واپس ہوئے تو اس شخص نے بارگاہِ سُلیمانی میں عرض کی: حضور یہ کون تھے؟ فرمایا: یہ موت کا فرشتہ تھا۔ اس نے عرض کی: وہ تو مجھے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے میری روح قبض کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا اِرادہ ہے؟ اس نے عرض کی: آپ مجھے ہوا پر سوار فرمادیں تا کہ وہ مجھے ہندوستان پہنچادے۔ آپ نے ہوا کو بلا کر اسے اس پر سوار کر دیا اور ہوا نے اس شخص کو ہند کی سر زمین پر پہنچادیا۔ جب دوبارہ مَلَکُ الموت، حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم میرے ایک ہم نشین کو گھور کیوں رہے تھے؟ عرض کی: میں متعجب ہو رہا تھا کہ مجھے اس کی روح ہند میں قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا خیثمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: جب تم میری روح قبض کرنے آؤ تو مجھے پہلے سے اس کی خبر دے دینا۔ عرض کی: میں آپ سے زیادہ اس بات کو نہیں جانتا۔ بس ایک رُقعہ میری طرف گرایا جاتا ہے جس میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں۔[3]

سیِّدُنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام کا وصال

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ایک فرشتے نے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے حضرت

❶...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام سلیمان بن داود، ۸/۱۱۷، حدیث: ۲

❷...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام سلیمان بن داود، ۸/۱۱۸، حدیث: ۳

❸...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۲۶۶۲، سلیمان بن داود نبی اللہ، ۲۲/۲۹۵

سیِّدُنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی۔ چنانچہ اس نے زمین پر آکر حضرت کو سلام کیا، حضرت سیِّدُنا اِدْرِیس عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے بھی کوئی واسطہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں وہ فرشتوں میں میرے بھائی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ان سے مجھے کوئی نفع دِلواسکتے ہو؟ اس نے عرض کی: اگر آپ یہ چاہیں کہ کوئی چیز اپنے وقت سے آگے پیچھے ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا البتہ میں ان سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ بوقتِ وفات آپ پر نرمی کریں، پھر کہنے لگا: میرے پروں پر سوار ہو جایئے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس کے پروں پر سوار ہو گئے اور وہ آپ کو آسمانوں کی طرف لے گیا، وہاں دونوں فرشتوں کی ملاقات ہوئی تو اس فرشتے نے ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے گزارش کی مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: مجھے تمہاری غرض معلوم ہے، تم حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں مجھ سے بات کرنا چاہتے ہو، لیکن ان کا نام زندوں سے مٹ چکا ہے اور ان کی زندگی کا آدھا لمحہ ہی باقی ہے۔ چنانچہ اس فرشتے کے پروں میں ہی حضرت سیِّدُنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام وصال فرما گئے[1]۔[2]

---

1 ...زاد المسیر، سورۃ مریم، تحت الآیۃ: ۵۷، ۵/ ۲۴۲

2 ...چار نبی زندہ ہیں کہ اُن کو وعدۂ الٰہیہ آیا ہی نہیں اِن چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ خضر والیاس عَلَیْہِمَا السَّلَام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسٰی (عَلَیْہِمَا السَّلَام) آسمان پر (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۴۸۴، ملتقطاً) **حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام کے آسمان پر جانے کا واقعہ:** آپ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام) کے واقعہ میں علماء کو اختلاف ہے، اِتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ قرآنِ عظیم میں ہے: وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا(۵۷) ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔ (پ۱۶، مریم: ۵۷) بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ بعدِ موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ (تفسیر البغوی، مریم: ۵۷، ج۳، ص۱۶۷) ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لیے جا رہے تھے، دوپہر کا وقت تھا، آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر مؤکل (یعنی مقرر) ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہو گی؟ عرض کی: اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اُس فرشتہ پر تخفیف (یعنی آسانی) فرما۔ فوراً دعا قبول ہوئی اور اُس پر تخفیف ہو گئی۔ اس فرشتہ نے عرض کیا: یا اللہ! مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی؟ ارشاد ہوا: ''میرے بندے ادریس (عَلَیْہِ السَّلَام) نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول کی۔'' عرض کی: مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اجازت ملنے پر حاضر ہوا۔ تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ ''حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔'' فرمایا: ایک مرتبہ جنت میں لے چلو۔ عرض کی: یہ تو میرے قبضے سے باہر ہے لیکن عزرائیل مَلَکُ الْمَوْت سے میرا دوستانہ ہے، ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے۔ غرض عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے، آپ نے اُن سے فرمایا: انہوں نے عرض کیا: حضور! بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:.....☜

حضرت سیِّدُنا مَعْمَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب تک ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو کسی کی روح قبض کرنے کا حکم نہ دیا جائے تب تک وہ نہیں جانتے کہ کس کا وقت پورا ہو چکا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابنِ جُرَیج رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا جاتا ہے: فلاں دن اور فلاں وقت میں فلاں شخص کی روح قبض کر لو۔[2]

بیماریوں کی پیدائش کا سبب

حضرت سیِّدُنا ابو شَعْثَاء جابر بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کو بغیر کسی درد و مرض کے موت دیتے تھے تو لوگ انہیں بُرا بھلا کہتے تھے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں اس کے بارے میں عرض کی: تو باری تعالیٰ نے بیماریاں پیدا فرما دیں، لہٰذا لوگ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو بھول گئے اور یوں کہنے لگے: فلاں شخص فلاں بیماری کی وجہ سے مر گیا۔[3]

......روح قبض کرلو۔ انہوں نے بحکم خدا ایک آن کے لیے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی۔ آپ نے فرمایا: مجھ کو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ۔ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام دوزخ پر لائے، طبقاتِ جہنم کھلوائے، آپ دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام وہاں سے لے آئے۔ جب ہوش ہوا تو عرض کیا: یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی۔ پھر جنت میں لے گئے، وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے چلنے کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے اِلتفات نہ فرمایا۔ پھر دوبارہ عرض کیا: آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر جب انہوں نے عرض کیا تو فرمایا: "اب چلنا کیسا، جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے؟ **اللہ** تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو اِن دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا۔ اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے سارا واقعہ سُنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے؟ ارشاد فرمایا: **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۸۵) اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں۔ اور فرماتا ہے: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا۔ (پ۱۶، مریم: ۷۱) اور میں جہنم کی سیر بھی کر آیا ہوں۔ اور فرماتا ہے: وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکالے جائیں گے۔ (پ۱۴، الحجر: ۴۸) اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں؟ حکم ہوا "میرا بندہ ادریس (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) سچا ہے اس کو چھوڑ دو۔
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۸۵)

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۴، حدیث: ۲۳۳، عن معمر

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۴، حدیث: ۲۳۲

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۰، حدیث: ۲۱۷
کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص ۱۵۶، حدیث: ۴۳۹

حضرت سیِّدُنا امام اَعمش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے تھے جب وہ کسی شخص کے پاس آتے تو فرماتے: اپنی حاجت پوری کر لو کیونکہ میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ (وہ بُرا بھلا کہنے لگ جاتا)، چنانچہ آپ نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیماری نازل فرمادی اور موت کو پوشیدہ کر دیا۔[1]

ملک الموت بارگاہِ موسیٰ میں

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پہلے پہل ملکُ الموت کھلم کھلا لوگوں کے پاس تشریف لاتے، جب وہ حضرت موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئے تو انہوں نے طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ نکل گئی، وہ اپنی آنکھ لے کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: مولا! تیرے بندے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے میری آنکھ نکال دی ہے، اگر تیری بارگاہ میں ان کے لئے بُزرگی نہ ہوتی تو میں ضرور ان پر سختی کرتا۔ ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جاؤ میرے بندے سے کہو: "وہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھ دے، ان کے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے ایک سال عُمر بڑھادوں گا۔" جب ملکُ الموت نے انہیں یہ پیغام سنایا تو انہوں نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کی: موت۔ ارشاد فرمایا: تو ابھی روح قبض کر لو۔ چنانچہ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے ان کو سونگھا تو ان کی روح قبض ہوگئی۔ حضرت یونس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی آنکھ انہیں واپس عطا فرمادی، اسی دن سے ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام پوشیدہ طور پر تشریف لانے لگے۔[2]

سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا وصال

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یاربّ عَزَّوَجَلَّ! تیرے بندے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام موت سے ڈرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ان سے کہہ دو جب دوست سے ملاقات کئے لمبا عرصہ گُزر جائے تو ملاقات کا شوق بڑھ جاتا ہے۔

1 ...حلیۃ الاولیاء، سلیمان بن الاعمش، ۵/ ۲۰، رقم: ۶۳۲۳

2 ...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/ ۲۳۴، حدیث: ۱۰۹۰۴

آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس یہ پیغام پہنچا تو عرض کی: اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کو ایک پھول دیا، آپ نے وہ سونگھا تو اسی دوران انہوں نے آپ کی روح قبض کرلی۔(1)

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ الله عَلَیْہِ السَّلَام سے عرض کی: میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آج تک میں نے جتنے بھی مؤمنوں کی اَرواح قبض کی ہیں سب سے زیادہ آسانی سے آپ کی روح قبض کروں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تجھے اس کا واسطہ جس نے تجھے بھیجا ہے تو اس سے میرے حق میں رُجُوع کر۔ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے الله عَزَّوَجَلَّ! تیرے خلیل نے مجھے تجھ سے رجوع کرنے کا کہا ہے۔ ربّ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور کہو: آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”دوست دوست سے ملنا چاہتا ہے۔“ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے واپس آکر یہ پیغام دیا تو حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تمہیں جو حکم دیا گیا ہے وہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا: اے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام! کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔ چنانچہ آپ کو خوشبو سونگھائی گئی تو وہیں آپ کی روح قبض کرلی گئی۔(2)

سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کا وصال

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ مُنَوَّرہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام بہت غیرت مند تھے، جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو دروازوں کو اچھی طرح بند کر دیتے، ان کے واپس آنے تک کوئی بھی گھر میں داخل نہ ہو سکتا تھا، ایک دن اسی طرح گھر سے نکلے، پیچھے آپ کی زوجہ گھر کے کام میں مشغول تھیں کہ گھر میں ایک شخص نظر آیا کہنے لگیں: دروازہ تو بند ہے پھر یہ کون ہے اور کیسے اندر آیا ہے، حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام ضرور خبر لیں گے۔ چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام جب واپس آئے تو گھر میں اس شخص کو کھڑے دیکھ کر پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے عرض

1... تاریخ ابن عساکر، رقم: ۳۵۱، ابراھیم بن آزر، ۶/۲۵۵، ملخصاً

2... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص ۱۶۲، حدیث: ۴۵۰

کی: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور نہ کوئی رُکاوٹ مجھے روک سکتی ہے۔ حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ملَکُ الموت ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم لانے پر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسی وقت آپ نے کمبل اوڑھا اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔ (1)

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رسالت میں

حضرت سیِّدُنا امام زَیْنُ العابدین علی بن حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنا کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے روز جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! بے چینی میں ہوں۔ اتنے میں ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ ملَکُ الموت ہیں اور آپ سے اجازت کے طلب گار ہیں، انہوں نے آپ سے پہلے نہ کبھی کسی سے اجازت مانگی، نہ آپ کے بعد کسی سے مانگیں گے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انہیں اجازت ہے۔ چنانچہ ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام آپ کے سامنے باادب کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں، اگر آپ مجھے اپنی روح لے جانے کی اجازت دیں گے تو میں ایسا کروں گا، اگر ناپسند فرمائیں گے تو نہیں کروں گا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ملَکُ الموت! تم ایسا ہی کرو گے۔ عرض کی: جی ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ محبوب رب العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ملَکُ الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تم وہ کر لو۔ (2)

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی نگاہ

حضرت سیِّدُنا عطاء بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: موت کا فرشتہ ہر گھر کے ہر فرد کو روزانہ پانچ

---

(1)...مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۴۰۰، حدیث: ۹۴۳۲، بتغیرٍ

(2)...معجم کبیر، ۳/۱۲۸، حدیث: ۲۸۹۰

مرتبہ غور سے دیکھتا ہے کہ آیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جس کی رُوح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: موت کا فرشتہ ہر گھر کے دروازے سے روزانہ سات مرتبہ دیکھتا ہے کہ یہاں کوئی ایسا تو نہیں جس کی روح قبض کرنے حکم دیا گیا ہو۔[2]

حضرت سیِّدُنا مُجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: زمین پر کوئی کچا پکا گھر ایسا نہیں جہاں ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام روزانہ دو مرتبہ نہ آتے ہوں۔[3]

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الْاَعْلٰی تَیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہر گھر کے ہر فرد کو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام دن میں دو مرتبہ غور سے دیکھتے ہیں۔[4]

اَجل آ کے سر پہ کھڑی ہے

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: دن رات کے 24 گھنٹوں میں سے کوئی گھنٹہ ایسا نہیں ہوتا جس میں ہر ذی روح کے سر پر ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نہ کھڑے ہوں اگر حکم ہو تو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں ورنہ واپس لوٹ جاتے ہیں۔[5]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام بندوں کے چہروں کو روزانہ 70 بار دیکھتے ہیں، جب کوئی ایسا بندہ ہنس رہا ہو جس کی روح قبض کرنے انہیں بھیجا گیا ہو تو وہ کہتے ہیں: کتنے تعجب کی بات ہے مجھے اس کی روح قبض کرنے بھیجا گیا ہے اور یہ ہنس رہا ہے۔"[6]

حضرت سیِّدُنا زید بن اَسْلَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام روزانہ پانچ مرتبہ گھروں کو غور سے دیکھتے ہیں اور روزانہ ہر آدمی کے چہرے کو ایک بار دیکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے

❶...درمنثور، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۶/ ۵۴۲

❷...تفسیر ابن کثیر، سورۃ السجدۃ، تحت الایۃ: ۱۱، ۶/ ۳۲۳

❸...تفسیر عبد الرزاق، سورۃ الانعام، ۲/ ۵۲، حدیث: ۸۱۲

❹...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عبد الاعلی، ۱۹/ ۴۱۰، حدیث: ۳۶۵۰۹

❺...حلیۃ الاولیاء، ثابت البنانی، ۲/ ۳۷۰، رقم: ۲۶۰۳

❻...فردوس الاخبار، ۱/ ۱۳۹، حدیث: ۸۹۳

انسان کو جھر جھری آتی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعض کے بقول حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام روزانہ لوگوں کی کتابِ حیات میں تین باراور بعض کے بقول پانچ بار نظر فرماتے ہیں۔[2]

جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کی روحیں

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جانوروں اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی رُوحیں تسبیح میں مشغول ہیں، جب ان کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی اَرواح قبض فرمالیتا ہے، ان کی موت حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے قبضے میں نہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابنِ عَطِیّہ اور حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے اس کی وضاحت یوں کی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی زندگی کو ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے واسطے کے بغیر ختم کر دیتا ہے اور اِبنِ آدم کو ربّ تعالٰی نے شَرف بخشا کہ ان کے لیے ایک موت کا فرشتہ اور اس کے مددگار بنائے اور قبضِ روح کا معاملہ اس فرشتے کے سپرد کیا۔[4]

حضرت سیِّدُنا سُلیمان بن مُعْتَمِر کلابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا مالک بن انس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا پِسُّوؤں کی روح بھی حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام قبض کرتے ہیں؟ آپ کافی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: کیا پِسُّوؤں میں جان ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: بس ان کی جان بھی وہی نکالتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جانوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔[5]

---

1. ...کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۶۱، حدیث: ۴۴۷
2. ...کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۵۵، حدیث: ۴۳۲
3. ...کتاب العظمۃ، باب ذکر ساعات اللیل...الخ، ص۴۵۰، حدیث: ۱۲۲۵
4. ...المحرر الوجیز، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴/ ۳۶۰
5. ...التذکرۃ للقرطبی، باب کیفیۃ التوفی للموتی...الخ، ص۶۷

موت کے چار فرشتے

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو انسانوں کی روح قبض کرنے پر مقرر کیا گیا ہے وہی ان کی روح قبض کرتے ہیں، ایک فرشہ جنات، ایک شیطانوں پر اور ایک پرندوں، درندوں، چوپایوں، مچھلیوں، چیونٹیوں اور کیڑوں مکوڑوں پر مقرر ہے یہ چار فرشتے ہیں تمام فرشتے خود صَعقِہ اولیٰ میں (یعنی پہلی بار صور پھونکنے کے وقت) مر جائیں گے اور حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ان سب کی اَرواح قبض کرنے کے بعد وفات پائیں گے اور سمندری جہاد میں جامِ شہادت نوش کرنے والوں کی روحیں بطور عزت وکرامت خود خدائے بُزرگ بَرتر قبض فرماتا ہے کیونکہ وہ راہِ خدا میں سمندر کی موجوں پر سوار ہو گئے۔[1]

خوش نصیب شہدا

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سمندری شہیدوں کے سوا تمام ارواح ملکُ الموت کے سپرد کی ہیں، سمندری شہیدوں کی اَرواح رب تعالیٰ خود قبض فرماتا ہے۔[2]

ایک عبادت گزار کی موت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: پہلی اُمّتوں میں ایک شخص تھا جس نے 40 برس خشکی پر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، پھر اس نے دعا کی کہ اے مولا! مجھے سمندر میں تیری عبادت کرنے کا شوق ہے۔ چنانچہ وہ ساحِلِ سمندر پر آیا اور لوگوں سے کہا: مجھے بھی کشتی میں بٹھا لو، لوگوں نے بٹھا لیا اور جیسے ربّ تعالیٰ نے چاہا کشتی چلتی رہی پھر خود ہی رُک گئی تو اس نے دیکھا کہ سمندر کنارے ایک درخت ہے، اس نے لوگوں سے کہا: مجھے اس درخت پر چڑھا دو، لوگ اسے اُس درخت پر چڑھا کر چل دیئے، اب ایک فرشتے نے آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا اور وہ کلمات کہے جنہیں کہہ کر وہ بلند ہوتا تھا لیکن وہ بلند نہ ہو سکا تو جان گیا کہ

---

1 ... درمنثور، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۶/ ۵۴۲

2 ... ابن ماجہ، کتاب الجھاد، باب فضل غزو البحر، ۳/ ۳۴۸، حدیث: ۲۷۷۸

مجھ سے کوئی کمی واقع ہوئی ہے لہٰذا وہ درخت والے عبادت گزار کے پاس آیا اور کہا: تم میری سفارش کرو، اس عابد نے نماز پڑھ کر فرشتے کے حق میں دعا کی اور بارگاہِ خداوندی میں یہ بھی عرض کی کہ میری موت کے وقت قبضِ روح کے لیے اسی فرشتے کو بھیج تاکہ یہ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے زیادہ نرمی کرے، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو وہی فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے کہا: جس طرح تم نے میری سفارش کی تھی اسی طرح میں نے بھی تمہاری سفارش کی ہے، اب میں تمہاری روح قبض کروں گا مگر اُس طرح جیسے تم چاہو۔ یہ سن کر اُس عابد نے سجدہ کیا، اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا اور اسی لمحے اس کی روح قبض ہوگئی۔[1]

فائدہ

حضرت سیِّدُنا ابوزُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا نَجِیب بن ابوعُبَیْد بزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے مجھ سے کہا: میں نے حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے: اپنے والد سے کہو وہ مجھ پر درود پڑھیں تاکہ میں قبضِ روح کے وقت اُن پر نرمی کروں۔ میں نے یہ خواب اپنے والد کو بتایا تو وہ فرمانے لگے: بیٹا! یہ اس لئے ہے کہ تمہاری ماں سے زیادہ میں ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے مانوس ہوں۔[2]

جہنم سے نجات کا پروانہ

حضرت سیِّدُنا اَسلَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الاَکْرَم فرماتے ہیں: مجھے ایک بار حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت کردہ یہ حدیث یاد آئی کہ ”مسلمان کو مناسب نہیں کہ وہ اپنی وصیت سرہانے رکھے بغیر تین راتیں گزار دے۔“ چنانچہ میں نے وصیت لکھنے کے لیے قلم دوات منگوائی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، خواب میں دیکھا کہ سفید لباس، خوبصورت چہرے اور خوشبو میں رچی بسی ایک ہستی گھر میں داخل ہوئی ہے، میں نے پوچھا: آپ کس کی اجازت سے میرے گھر میں داخل ہوئے؟ فرمانے لگے: گھر والے کی اجازت سے۔ میں نے پوچھا: آپ ہیں کون؟ فرمایا: ملکُ الموت۔ میں ان سے خوفزدہ ہوا تو فرمانے لگے: مجھ سے خوفزدہ مت ہو میں تمہاری رُوح قبض کرنے نہیں آیا۔ میں نے کہا: میرے لیے نارِ جہنم سے نجات کا پروانہ لکھ دیجئے۔

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، باب یحیی بن جعدة، ۱۹/۳۰۷، حدیث: ۳۶۱۳۸

2 ...تاریخ ابن عساکر، ۶۲۰۶ محمد بن حسان الغسانی، ۵۲/۲۸۹

انہوں نے فرمایا: قلم دوات لاؤ، جو قلم دوات میں سرہانے رکھ کر سویا تھا وہ اٹھا کر انہیں دی۔ انہوں نے لکھا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَسْتَغْفِرُ الله، اَسْتَغْفِرُ الله، حتّٰی کہ کاغذ کی دونوں طرف یہ لکھ کر بھر دیا پھر فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، یہ لو یہ تمہارا جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔ میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگوا کر دیکھا تو وہ کاغذ میرے سرہانے رکھا تھا اور اس کی دونوں طرف اَسْتَغْفِرُ الله لکھا ہوا تھا۔[1]

چار فرامین باری تعالیٰ:

﴿1﴾...

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (پ۲۱، السجدۃ: ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

﴿2﴾...

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (پ۷، الانعام: ۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

﴿3﴾...

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ (پ۱۴، النحل: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں۔

﴿4﴾...

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام قُرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ان آیات میں کوئی تعارُض نہیں کیونکہ وفات کی نسبت حضرت سیِّدُنا ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف اس لیے ہے کہ وہ واسطہ ہیں اور دیگر فرشتوں کی طرف اس لئے ہے کہ وہ ان کے مددگار ہیں، جسم سے روح نکال کر انہیں دیتے ہیں، روح پر قبضہ حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کرتے ہیں اور روح نکالنے کا معاملہ ان کے مددگار کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف نسبت اس لیے ہے کہ وہ فاعلِ حقیقی ہے۔

1...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۶۹۴، اسلم مولی عمر بن الخطاب، ۸/۳۴۹

کَلْبِی نے کہا: جسم سے روح حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ہی نکالتے ہیں پھر اسے رحمت یا عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں[1]، جبکہ مومن اور کافر کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی صورت بدلنے کا جو تعلُّق ہے وہ بالکل واضح ہے کیونکہ فرشتوں کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر لیں۔

...

باب نمبر 14 ہر برس عُمریں ختم ہونے کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شَعْبان سے شَعْبان تک عُمریں مُنْقَطِع ہوتی ہیں یہاں تک کہ آدمی نکاح کرتا اور اس کے ہاں اولاد بھی ہو جاتی ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں شامل ہو چکا ہوتا ہے۔[2]

مرنے والوں کی فہرست بنانے کا مہینہ

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میرے سرتاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پورا شَعْبان روزے رکھتے تھے، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مہینے میں اس سال مرنے والی ہر جان کو لکھ دیتا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا وقتِ رُخصت آئے تو میں روزے سے ہوؤں۔[3]

مرنے والوں کی فہرست

حضرت سیِّدُنا عطا بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک صحیفہ دے کر فرمایا جاتا ہے: اس میں جن کے نام ہیں (اس سال) ان کی روحیں قبض کرو پس انسان درخت لگاتا، نکاح کرتا اور گھر بناتا ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب کیفیۃ التوفی للموتی...الخ، ص ٦٤

2 ...فردوس الاخبار، ۱/۳۰٦، حدیث: ۲۲۲۸، عن عثمان بن احنز

3 ...مسند ابی یعلی، مسند عائشۃ، ۴/۲۷۷، حدیث: ۴۸۹۰

لکھا جاچکا ہوتا ہے۔[1]

غُفْرہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُنا عُمَر رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ایک شَبِ قدر سے دوسری شَبِ قدر تک مرنے والوں کے نام مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ پس انسان اپنی شادی بیاہ اور کھیتی باڑی میں مصروف ہوتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔[2]

نازک رات

حضرت سیِّدُنا عِکرِمہ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرھویں شب میں سال بھر کے معاملات طے کر دیئے جاتے ہیں، مرنے والوں کے نام زندوں کی فہرست سے مٹا دیئے جاتے ہیں اور حاجیوں کی فہرست تیار کر دی جاتی ہے جس میں ایک شخص بھی کم یا زیادہ نہیں کیا جاتا۔[3]

حضرت سیِّدُنا راشد بن سعد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡاَحَد سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پندرھویں شعبان کی رات اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سال مرنے والوں کے نام مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام کو وحی فرما دیتا ہے۔[4]

محافظ فرشتہ اور موت کا علم

حضرت سیِّدُنا عُقْبَہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے فرمایا: بندے کی موت کا علم سب سے پہلے محافظ فرشتے کو ہوتا ہے کیونکہ وہی بندے کا عمل لے کر چڑھتا اور رزق لے کر اُترتا ہے لہٰذا جب اس کے لئے کچھ بھی رزق نہیں پاتا تو جان لیتا ہے کہ اب یہ مرنے والا ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا محمد بن حَمّاد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡجَوَاد روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش تلے ایک درخت

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب قطع الآجال، ۵/۴۷۱، حدیث: ۲۵۱

2 ...تفسیر طبری، الدخان، تحت الآیۃ: ۳، ۱۱/۲۲۲، حدیث: ۳۱۰۳۱

3 ...تفسیر طبری، الدخان، تحت الآیۃ: ۴، ۱۱/۲۲۳، حدیث: ۳۱۰۳۹

4 ...المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء السابع، ۱/۳۶۶، حدیث: ۹۴۴

5 ...مستدرک حاکم، کتاب التوبۃ والانابۃ، باب فضیلۃ ذکر اللّٰہ، ۵/۳۶۹، حدیث: ۷۷۴۳

ہے اس میں ہر مخلوق کا ایک پتّا ہے، جس بندے کا پتّا گر جاتا ہے اس کی روح جسم سے نکل جاتی ہے۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ سے یہی مراد ہے:

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا (پ۷، الانعام: ۵۹)   ترجمۂ کنزالایمان: اور جو پتّا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے۔[1]

باب نمبر 15 میت کے پاس ملائکہ وغیرہ کے آنے، مرنے والے کا مختلف چیزیں دیکھنے نیز بوقتِ موت مومن کو خوشخبری دینے اور کافر کو ڈرانے والی چیزوں کا بیان

مومن اور کافر کا سفر آخرت

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم محبوب خدا، تاجدار انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک انصاری شخص کے جنازے میں شریک ہوئے، قبر ابھی تیار نہ تھی، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد یوں بیٹھے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کُریدنے لگے پھر سرِ اقدس اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا: ”اِسْتَعِیْذُوْا بِاللہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی عذابِ قبر سے خُدا کی پناہ مانگو۔“ پھر ارشاد فرمایا: بندۂ مومن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہیں، ان کے پاس جنتی کفن اور جنتی خوشبوئیں ہوتی ہیں، وہ میت کی حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کے سرہانے آکر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی بخشش اور رضا کی طرف نکل۔ تو وہ یوں بہہ کر نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے قطرہ بہتا ہے، اگرچہ تمہیں کچھ اور نظر آتا ہو بہرحال مَلَکُ الموت اس کی رُوح لے لیتے ہیں اور جیسے ہی لیتے ہیں مُعاوِن فرشتے پل بھر بھی

[1] ...طبقات المحدثین لابی الشیخ، الطبقۃ الخامسۃ، رقم: ۹۸، ابو عبد اللہ محمد بن ابراھیم المدنی، ۲/ ۷۷

ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے اور ان سے لے کر اس کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں، اس سے روئے زمین کی بہترین مُشک جیسی خوشبو نکلتی ہے۔ پھر فرشتے اس کو لے کر مَلاءِ اعلیٰ کی جانب بلند ہوتے ہیں تو فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ گروہ پوچھتا ہے: یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ فرشتے اس کے دنیاوی ناموں میں سے بہترین نام کے ساتھ بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمانِ دنیا پر پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں تو کھول دیا جاتا ہے، ہر آسمان کے مُقرَّب فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچانے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں، تو ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کا نامۂ اَعمال عِلِّیِّیْن میں رکھ دو اور اسے واپس زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے انہیں زمین سے ہی پیدا کیا، وہاں ہی لوٹاؤں گا اور وہاں سے ہی دوبارہ نکالوں گا، پھر اس کی روح اُس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے۔ پھر دو فرشتے آ کر اُسے بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں: مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: رَبِّیَ اللهُ میرا رب الله ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: دِیْنِیَ الْاِسْلَام میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: یہ صاحب جو تم میں بھیجے گئے کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: هُوَ رَسُوْلُ اللهِ یہ الله کے رسول ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں: وَمَا عِلْمُكَ تمہارا علم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے کتابُ الله پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اسے سچا مانا۔ پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنتی بچھونا بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اس کی طرف جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور اس کی قبر تاحدِّ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے، پھر اس کے پاس حسین و جمیل چہرے، بہترین کپڑوں اور عمدہ خوشبو والا ایک مرد آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے خوشخبری ہو اس ثواب کی جو تجھے خوش کرے گا یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا: مردہ پوچھتا ہے: تیرا چہرہ بھلائی لایا تو ہے کون؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ مردہ کہتا ہے: اے ربّ عَزَّوَجَلَّ! قیامت قائم کر، اے ربّ! قیامت قائم کر تاکہ میں اپنے گھر بار اور مال میں پہنچوں۔

اس کے برعکس جب کافر دنیا سے سفرِ آخرت پر جانے لگتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے ٹاٹ لے کر نزول کرتے ہیں اور حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملکُ الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں: اے

خبیث جان! خدا عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور غضب کی طرف نکل۔ اس کی روح اس کے جسم میں چھپتی پھرتی ہے۔ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح ایسے کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ بھیگی اُون سے کھینچی جاتی ہے، جب وہ روح لیتے ہیں تو مُعاوِن فرشتے فوراً اس روح کو لے کر ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کے بدترین مردار کی سی بدبو نکلتی ہے، پھر فرشتے اسے لے کر اوپر کی طرف چڑھتے ہیں تو فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ پوچھتا ہے: یہ خبیث روح کون ہے؟ فلاں بن فلاں ہے فرشتے اس کا وہ بدترین نام لیتے ہیں جس سے وہ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے آسمانِ دنیا تک لے جاتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (پ۸، الاعراف: ۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔

پس ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اس کا نامۂ اَعمال سب سے نچلی زمین سِجّین میں رکھو۔ چنانچہ اس کی روح پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔

پس اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے پھر دو فرشتے اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں: یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ تب آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے: یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر بچھاؤ، اسے آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس اسے دوزخ کی گرمی اور لُو پہنچتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتّٰی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں پھر اس کے پاس ایک بدشکل، بدلباس بدبودار شخص آکر کہتا ہے: تجھے غم میں ڈالنے والے عذاب کی خوشخبری ہو، یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا۔ وہ کہتا ہے: تو کون

ہے کہ تیرا چہرہ بُرائی لے کر آیا؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ مُردہ کہتا ہے: الٰہی! قیامت قائم نہ کر۔[1]

حضرت سیِّدُنا تَمِیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرماتا ہے: میرے ولی کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ کیونکہ میں نے اسے رنج وراحت دونوں ہی کے ذریعے آزمایا ہے اور اُسے اپنی رِضا کے مطابق پایا تو میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے چھٹکارا دوں۔ چنانچہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ہمراہ 500 فرشتوں کی جماعت لے کر اس کی طرف روانہ ہوتے ہیں، ان کے پاس جنتی کفن، جنتی خوشبوئیں اور خوشبودار گلدستہ ہوتا ہے اس کی جڑ ایک ہی ہوتی ہے جبکہ اس کے سرے پر 10 رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں دوسرے سے جُدا خوشبو ہوتی ہے، ان کے پاس مُشک میں بسا ہوا سفید ریشم بھی ہوتا ہے، مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس ولی کے سر کے پاس اور مُعاوِن فرشتے اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے ہیں اور ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے ایک ایک عضو پر رکھتا ہے، سفید ریشم کو بچھا دیا جاتا، مشک اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا جاتا اور ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اب اس کا دل کبھی اس کی پاکیزہ بیویوں (حوروں) کے ذریعے، کبھی جنتی لباس سے اور کبھی اس کے پھلوں سے ایسے بہلایا جاتا ہے جیسے گھر والے روتے ہوئے بچے کا دل بہلاتے ہیں، اس وقت اس کی جنتی بیویاں خوب خوش ہو رہی ہوتی ہیں، اس کی رُوح جوش مارتی ہے اور مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کہتے ہیں: اے ستھری روح نکل، بے کانٹوں کی بیریوں میں، کیلے کے گچھوں میں، ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں۔ مَلَکُ الموت اس خوش نصیب پر ایک ماں سے بھی بڑھ کر لُطف وکرم اور شفقت کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ رُوحِ مُقدَّس اپنے ربّ تعالٰی کی محبوب اور اس کے نزدیک مُعَزز ہے تو وہ اس روح پر نرمی فرما کر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا چاہتے ہیں، پس اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح آٹے سے بال۔ جب اس کی روح نکلتی ہے تو ملائکہ اس کے گرد یہ کہہ رہے ہوتے ہیں: اپنے اچھے اَعمال کی بدولت جنت میں داخل ہو جاؤ، اس فرمانِ باری تعالٰی میں یہی بیان ہوا ہے:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَیِّبِیْنَۙ یَقُوْلُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے سُتھرے

1 ...مسند امام احمد، حدیث البراء بن عازب، ۶/ ۴۱۳، حدیث: ۱۸۵۵۹، مسند ابی داود الطیالسی، البراء بن عازب، ص ۱۰۲، حدیث: ۷۵۳

سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ (پ۱۴، النحل: ۳۲)

یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا۔

ربّ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے:

فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوۡحٌ وَّرَيۡحَانٌ ۙ۬ وَّجَنَّتُ نَعِيۡمٍ ﴿۸۹﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۸۸، ۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مُقرَّبوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔

حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یعنی راحت ہے موت کی کشمکش سے اور رَیحان یعنی پھول اسے روح نکلتے وقت ملتے ہیں اور جنّتِ نَعیم یعنی چین کے باغ اس کے سامنے ہوتے ہیں، جب مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح قبض فرماتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے میری طرف سے بہترین بدلہ دے تو مجھے رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور اس کی نافرمانی سے بچتا تھا، پھر جسم بھی روح سے ایسا ہی کہتا ہے، زمین کے وہ تمام ٹکڑے جن پر یہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا تھا، آسمان کا ہر وہ دروازہ جس سے اس کا عمل اوپر چڑھتا اور رزق اُترتا تھا یہ سب 40 راتوں تک اس پر روتے ہیں، جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو 500 فرشتے اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان اسے جس بھی کروٹ پر کرتے ہیں فرشتے ان سے پہلے ہی اسے اس کروٹ کر دیتے ہیں، ان کے کفن پہنانے سے پہلے کفن پہنا دیتے اور ان کے خوشبو لگانے سے پہلے خوشبو لگا دیتے ہیں، پھر اس کے گھر کے دروازے سے اس کی قبر تک فرشتے دو صفیں بنا کر کھڑے ہو جاتے اور اِستغفار کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں، اس وقت ابلیس لعین اتنے زور کی چیخ مارتا ہے کہ اس کی کچھ ہڈیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں، وہ اپنے لشکر سے کہتا ہے: تمہاری ہلاکت ہو یہ بندہ تم سے کیسے بچ گیا؟ وہ کہتے ہیں: بے شک یہ بچایا گیا تھا۔ جب مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی رُوح لے کر آسمان پر پہنچتے ہیں تو جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام 70 ہزار فرشتوں میں اس کا استقبال کرتے ہیں اور ہر فرشتہ اس شخص کو رب عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے خوشخبری سناتا ہے۔ جب اس کی روح کو لے کر عرش تک پہنچتے ہیں تو وہ روح بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو لے جاؤ اور بے کانٹے کی بیریوں، کیلے کے گچھوں، ہمیشہ کے سائے اور ہمیشہ جاری

پانی میں رکھ دو۔ جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو نماز اس کی دائیں جانب، روزہ بائیں جانب، ذکر اور تلاوتِ قرآن سر کے پاس اور نماز کے لیے چلنا قدموں کے پاس ہوتا ہے جبکہ صبر قبر کے ایک کنارے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عذاب بھیجتا ہے تو جب وہ دائیں جانب سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے: پیچھے ہٹ، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے اپنی پوری زندگی میری حفاظت کی ہے اب جبکہ اسے قبر میں رکھ دیا گیا ہے تو یہ اس کی راحت کا وقت ہے، عذاب بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ بھی نماز والی بات کہتا ہے، سر کی جانب سے آتا ہے تو وہاں بھی یہی سننے کو ملتا ہے، عذاب کسی جانب سے بھی اس کے قریب نہیں پہنچ پاتا، جس راہ سے بھی جانا چاہتا ہے وَلِیُّ اللہ کی عبادت اسے بچالیتی ہے۔ چنانچہ جب عذاب کوئی راہ نہیں پاتا تو وہاں سے نکل جاتا ہے۔ اب صبر تمام اَعمالِ صالحہ سے کہتا ہے: میں بھی سامنے آسکتا تھا لیکن میں تمہیں دیکھ رہا تھا اگر تم سب عاجز آجاتے تو میں سامنا کرتا، اب چونکہ تم نے اس بندے کی طرف سے دفاع کر لیا ہے تو میں پُل صراط اور میزانِ عمل پر اس کے لئے ذخیرہ ہوں گا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ دو فرشتوں کو روانہ فرماتا ہے جن کی نگاہیں اُچک لینے والی بجلی کی مانند، آواز زوردار کڑک و گرج کی طرح، دانت سینگوں جیسے اور سانسیں شُعلوں کی طرح ہوتی ہیں اپنے لمبے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں، ان دونوں کے کاندھوں کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوتا ہے، مؤمنوں کے علاوہ ان کے دل کسی کے لیے مہربان نہیں ہوتے، ان کا نام منکر اور نکیر ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ہتھوڑا ہوگا، اگر جن و اِنس بھی اِکٹھے ہو جائیں تو اس ہتھوڑے کو نہ اٹھا پائیں، اُس نیک بندے سے کہتے ہیں: اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ وہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کی دونوں جانب سے گر جاتا ہے۔ منکر نکیر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہیں اور وہ سب سے آخری نبی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا۔ چنانچہ وہ قبر کو اس کے دائیں بائیں، سر پاؤں چاروں طرف سے کشادہ کر دیتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں: اوپر دیکھو۔ وہ اوپر دیکھتا ہے جنت تک سب کھلا ہوا ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تیرا یہ مقام تیری اِطاعَتِ الٰہی کا بدلہ ہے۔

حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جان ہے! اس کے دل کو ایسی خوشی پہنچتی ہے کہ پھر کبھی غمگین نہ ہو گا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: اپنے نیچے دیکھو وہ نیچے دیکھتا ہے تو جہنم تک سب کھلا ہوتا، منکر نکیر اس سے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تونے اس سے نجات پالی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس کے دل کو ایسی خوشی پہنچتی ہے کہ پھر کبھی غمگین نہ ہو گا، اس کے لیے جنت کی جانب 77 دروازے کھولے جاتے ہیں جن سے جنت کی ٹھنڈک اور خوشبوئیں آتی ہیں یہاں تک کہ اسے حشر کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔

پھر ارشاد فرمایا: اِسی طرح خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ میں نے اس کے رزق میں کشادگی کی اور نعمتوں سے سرفراز کیا لیکن اس نے ناشکری ونافرمانی کی اسے میرے پاس لے آؤ تاکہ آج میں اس سے انتقام لوں۔'' پس مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کے پاس ایسی خوف ناک شکل میں پہنچتے ہیں جو کبھی کسی نے نہیں دیکھی، ان کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اوران کے پاس کثیر کانٹوں والی جہنمی سلاخ ہوتی ہے، ان کے ساتھ 500 فرشتے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس بے لپٹ کا دھواں، انگارے اور بھڑکتے ہوئے کوڑے ہوتے ہیں، مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام یہ خاردار سلاخ اس طرح مارتے ہیں کہ ہر کانٹا جڑ تک اس شخص کے ہر رگ وپے میں داخل ہو جاتا ہے، پھر اس سلاخ کو سختی سے موڑتے ہیں تو اس کی روح اس کے قدموں کے ناخنوں سے نکلتی ہے، اس وقت دشمنِ خدا پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے اور فرشتے اس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہیں، اس وقت اس کا گلا گھٹتا ہے اور مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح کو ٹخنوں سے کھینچ کر گھٹنوں تک لاتے ہیں تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اسی طرح روح شانوں تک پھر سینے تک اور پھر حلق تک آجاتی ہے پھر وہ بے لپٹ کا دھواں اور جہنمی انگارے اس کی ٹھوڑی کے نیچے پھیلا دیئے جاتے ہیں، پھر مَلَکُ الموت فرماتے ہیں: اے لعنتی جان! نکل جلتی ہَوا اور کھولتے پانی کی طرف اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں جو نہ ٹھنڈی ہے نہ عزت والی۔ جب مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام روح قبض کرتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے: خدا تجھ کو میری طرف سے بدترین سزا دے کیونکہ تو مجھے گناہ کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا، تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی

ہلاکت میں ڈالا، جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے، زمین کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کرتا تھا اس کو لعنت کرتے ہیں، ابلیس لَعِین کے لشکری اس کے پاس جاکر مُبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو جہنم میں پہنچادیا۔ جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں میں اور بائیں پسلیاں دائیں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس کی طرف کالے سانپ بھیجے جاتے ہیں جو اسے انگلیوں کے پوروں اور پاؤں کے انگھوٹھوں سے ڈستے ہوئے درمیان تک آجاتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے وہ آکر اس سے پوچھتے ہیں: مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: لَا اَدْرِیْ یعنی میں نہیں جانتا۔ فرشتے کہتے ہیں: تو نے جاننے کی کوشش ہی کب کی تھی یہ کہہ کر اس کو ایسا گُرز مارتے ہیں کہ قبر میں شعلے بھڑک اٹھتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں: اوپر دیکھ، وہ اوپر دیکھتا ہے تو جنت تک ایک دروازہ کھلا ہوا نظر آتا ہے۔ فرشتے اسے کہتے ہیں: اللہ کے دشمن! اگر تو نے خدا عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کی ہوتی تو تیرا یہ مقام ہوتا۔

سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس وقت اس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی، پھر جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول کر اس سے کہا جاتا ہے: اے دشمنِ خدا! نافرمانیوں کی وجہ سے اب تیرا مقام یہ ہے اور 77 دروازے جہنم کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں جن سے آگ کی تپش اور جُھلسانے والی ہوا آتی رہتی ہے یہاں تک کہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی قبر سے اٹھا کر دوزخ کی طرف بھیجے گا۔[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ[2] سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی ارواح نکالتے ہیں، وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۲) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی روحوں کو ناخنوں اور کھال کے درمیان سے کھینچ کر نکالتے ہیں[3]، وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ[4] سے مراد وہ

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المومن وانذار الکافر، ۵/۴۷۲، حدیث: ۲۵۴

2... قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں۔ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۱)

3... تفسیر قرطبی، سورۃ النازعات، تحت الآیۃ: ۱، ۲، جزء ۱۹، ۱۰/ ۱۳۵، ۱۳۶

4... اور آسانی سے پیریں (چلیں)۔ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۳)

فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی اَرواح کے ساتھ زمین وآسمان کے درمیان چلتے ہیں اور فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ (۴)[1] سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی ارواح کو لے کر بارگاہِ الٰہی کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا، وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ (۱) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سے مراد کفار کی روحیں ہیں جو کھینچ کر نکالی جاتی ہیں پھر نارِ دوزخ میں غرق کی جاتی ہیں۔[3]

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ (۱) کی ایک تفسیر حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے یوں مروی ہے کہ یہ کفار کی اَرواح ہیں جب وہ مَلَکُ الموت کو دیکھتی ہیں تو وہ ان کو خدا کی ناراضی کی خبر دیتے ہیں تو وہ غم میں ڈوب جاتی ہیں اور مَلَکُ الموت ان روحوں کو گوشت اور پٹھوں سے کھینچ لیتے ہیں اور وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ (۳) سے مراد مؤمنین کی اَرواح ہیں، جب وہ مَلَکُ الموت کو دیکھتی ہیں تو وہ فرماتے ہیں: اے پاک روح! راحت اور پھولوں اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف نکل جو تجھ سے راضی ہے تو اَرواحِ مؤمنین یہ سن کر پانی میں تیرنے والے کی طرح جنت کی طرف خوشی اور شوق سے مچلنے لگتی ہیں اور فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ (۴) سے مراد ہے وہ روحیں ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بزرگی کی طرف چلتی ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا رَبیع بن اَنَس رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ (۱) وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ (۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان دو آیات میں کفار کا وقتِ نزع بیان کیا گیا ہے کہ ان کی اَرواح ایسے کھینچی جاتی ہیں جیسے گرم سیخ کو اُون میں رکھ کر سختی سے کھینچا جائے اور یہ فُجّار کے حق میں نازل ہوئیں یعنی نزع کے وقت فرشتے ان کی روحیں سختی سے کھینچتے ہیں اور وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ (۳) فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ (۴) یہ دونوں آیات مؤمنین کے لیے ہیں۔[5]

مفسر سُدِّی کہتے ہیں: وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ (۱) سے مراد وہ وقت ہے جب جان سینے میں ڈوب جاتی ہے اور وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ (۲) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انگلیوں اور قدموں سے روح کو کھینچتے ہیں اور وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ (۳)

1... پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں۔ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۴)

2... کنز العمال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، باب فی القرن، فصل فی التفسیر، ۲/ ۲۳۰، حدیث: ۴۶۸۳

3... تفسیر ابن ابی حاتم، پ۳۰، النازعات، تحت الایۃ: ۱، ۱۰/ ۳۳۹۷

4... درمنثور، سورۃ النازعات، تحت الآیۃ: ۱، ۸/ ۴۰۴

5... تفسیر ابن ابی حاتم، پ۳۰، النازعات، تحت الایۃ: ۳، ۱۰/ ۳۳۹۷

سے موت کے وقت جان کا پیٹ میں تیرنا اور کشمکش میں مبتلا ہونا مراد ہے۔[1]

ہر شے کی اِنتہا کا مقام

حضرت سیِّدُنا امام ضَحّاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوَھَّاب فرماتے ہیں: جب بندۂ مومن کی روح قبض کر کے آسمان کی طرف لے جائی جاتی ہے تو مُقَرَّبِین اس کے ساتھ چلتے ہیں، پوچھا گیا: مقربین کون ہیں؟ فرمایا: جو دوسرے آسمان کے قریب ہیں۔ پھر وہ روح دوسرے پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں یہاں تک کہ سدرۃُ المنتہیٰ تک پہنچادی جاتی ہے۔ پوچھا گیا: اسے سدرۃُ المنتہیٰ کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ بحکمِ الٰہی ہر شے کی انتہا وہاں ہوتی ہے اس سے آگے کچھ نہیں بڑھتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: الٰہی! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ حالانکہ وہ بخوبی جانتا ہے۔ چنانچہ اس بندے کو جہنم کے عذاب سے چھٹکارے کا پروانہ دیا جاتا ہے، اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ۳۰، المطففین: ۱۸تا۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل علیین میں ہے اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے کہ مقرب جس کی زیارت کرتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: شَبِ معراج جب شَبِ اَسراء کے دولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سدرۃُ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں ٹھہر گئے اور وہیں تمام اَرواح کی انتہا ہوتی ہے۔[3] جبکہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں تک پہنچے تو بتایا گیا: یہ سِدْرَہ ہے آپ کی اُمَّت میں سے ہر ایک کی یہیں انتہا ہوتی ہے سوائے ان کے جو آپ کے نقشِ قدم پر ہوں۔[4]

---

1 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۳۰، النازعات، تحت الایۃ: ۳، ۱۰/۳۳۹۷، حدیث: ۱۹۱۱۳

2 ...تفسیر طبری، المطففین، تحت الآیۃ: ۱۸، ۱۲/۴۹۴، حدیث: ۳۶۶۵۹، بتغیرٍ

3 ...مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی، ص۱۰۶، حدیث: ۱۷۳

4 ...تفسیر طبری، الاسراء، تحت الآیۃ: ۱، ۸/۱۰، حدیث: ۲۲۰۲۱

جنتی کفن اور خوشبو

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلطان دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندۂ مومن دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کی طرف بڑھنے لگتا ہے تو سورج کی طرح چمکتے دمکتے چہروں والے فرشتے اس کا جنتی کفن اور خوشبو لے کر اُترتے ہیں اور اس کی حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو زمین اور آسمان کے مابین ہر فرشتہ اس کے لئے دعائے رحمت کرتا ہے۔[1]

پاک اور خبیث روح

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب روحِ مومن پرواز کرتی ہے تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس روح کی خوشبو اور مشکبار ہوا کا تذکرہ کیا پھر فرمایا: وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو اہلِ آسمان کہتے ہیں: یہ پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اے روح! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر اور اس جسم پر رحم فرمائے جس میں تو رہی۔ پھر فرشتے اسے بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے ہیں، خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اسے لے جاؤ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس کے بدن سے بدبو نکلتی ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اہلِ آسمان کہتے ہیں: یہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: اسے بھی قیامت تک کے لیے واپس لے جاؤ۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ نبی غیب داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: اے روحِ مومن! راضی بِرضا ہو کر رحمتِ خدا، راحت اور پھولوں اور راضی رب کی طرف نکل تو وہ ایسے نکلتی ہے جیسے کہ بہترین خوشبو مہکتی ہو، یہاں تک کہ فرشتے اسے ایک دوسرے سے لے کر سونگھتے ہیں، پھر اسے آسمانوں پر لے جاتے ہیں، آسمان والے کہتے ہیں: زمین کی طرف سے یہ کتنی ہی پیاری خوشبو آئی ہے، جس آسمان پر سے گزر ہوتا وہاں کے فرشتے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے دوسری

1 ...مسند بزار، مسند ابی ھریرۃ، ۱۷/ ۱۱، حدیث: ۹۵۱۸

2 ...مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ...الخ، ص ۱۵۳۶، حدیث: ۲۸۷۲

اَرواحِ مؤمنین کے پاس پہنچاتے ہیں تو ان کو کسی گمشدہ رشتہ دار کے واپس آجانے سے بھی بڑھ کر خوشی ہوتی ہے، وہ روحیں اس سے پوچھتی ہیں: فلاں بن فلاں کا کیا حال ہے؟ ایک روح کہتی ہے: اسے آرام کرنے دو یہ دنیا کے غم سے نکل کر آرہا ہے جب وہ روح ان سے کسی کے بارے میں پوچھتی ہے کہ فلاں بن فلاں مر گیا تھا کیا تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ وہ اَرواح جواب دیتی ہیں: وہ تو جہنم میں گیا۔ جبکہ کافر کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: اے روح! اپنے رب کے عذاب اور ناراضی کی طرف اس حال میں نکل کہ وہ تجھ سے ناراض اور تو اس سے ناراض۔ چنانچہ وہ انتہائی بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے۔ فرشتے اسے زمین کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں تو وہاں مقرر فرشتے کہتے ہیں: یہ کتنی بدبودار ہے الغرض ہر دروازے پر یہی کہا جاتا ہے حتّٰی کہ فرشتے اسے کافروں کی روحوں سے ملا دیتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات، شاہ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی نیکوکار ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آکر کہتے ہیں: اے پاک جسم میں رہنے والی قابل تعریف پاک روح! نکل آ، تجھے راحت و پھولوں اور رضائے الٰہی کی خوشخبری ہو، جسم سے مکمل روح جُدا ہونے تک فرشتے یہی کہتے رہتے ہیں، پھر اسے آسمان کی جانب لے جاتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ کھول کر پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: فلاں بن فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے: اے پاک جسم میں رہنے والی قابل تعریف پاک روح! خوش آمدید، اندر آجا تجھے راحت و پھولوں اور رضائے الٰہی کی خوشخبری ہو حتّٰی کہ ساتویں آسمان تک یہی سلسلہ چلتا ہے اور اگر آدمی گناہ گار ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اے خبیث جسم میں رہنے والی قابل مذمت خبیث روح! نکل، تجھے کھولتے پانی، جلتے پیپ اور اس جیسے عذابوں کی خوشخبری ہو، جسم سے مکمل روح جُدا ہونے تک ایسا کہتے رہتے ہیں پھر اسے لے کر آسمان کی جانب جاتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ جواب ملتا ہے: فلاں ہے۔ اندر سے جواب آتا ہے: خبیث جسم میں رہنے والی قابل مذمت خبیث روح کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، چل واپس ہو جا۔ چنانچہ اس کے لیے

---

[1] ...مسند بزار، قسامۃ بن زھیر، ۱۷/ ۳۰، حدیث: ۹۵۴۲

الاحسان، کتاب الجنائز، فصل فی الموت وما یتعلق...الخ، ۵/ ۸، حدیث: ۳۰۰۳

نسائی، کتاب الجنائز، باب ما یلقی بہ المؤمن...الخ، ص ۳۱۳، حدیث: ۱۸۳۰

آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور اسے واپس اس کی قبر میں لوٹا دیا جاتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے خوشبودار ریشم اور مختلف پھولوں کے گلدستے لے کر حاضر ہوتے ہیں اور اس کی روح ایسے نکلتی ہے جیسے آٹے سے بال۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں: اے پاک جان! اپنے رب کی عزت وراحت کی طرف نکل اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ جب روح نکل جاتی ہے تو فرشتے اسے خوشبو اور پھولوں پر رکھ دیتے ہیں اور اُسے ریشم میں لپیٹ کر اَعْلٰی عِلِّیِّیْن کی جانب لے جایا جاتا ہے۔ اس کے بَرعکس جب کافر کا وقتِ آخر آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس انگاروں سے بھرا ٹاٹ لے کر آتے ہیں، اس کی روح کو شدّت کے ساتھ کھینچا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اے خبیث روح! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور ناراضی کی طرف نکل اس حال میں کہ تو اس سے ناراض اور وہ تجھ سے ناراض۔ جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو اسے بھڑکتے انگاروں پر ڈال کر اس ٹاٹ میں لپیٹ دیا جاتا ہے اور پھر اسے سجّین میں لے جایا جاتا ہے۔[2]

شُہَدا، مچھلی اور بیل

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب کوئی شخص راہِ خدا میں قتل کیا جاتا ہے تو اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے، پھر جنت سے ایک چادر بھیجتا ہے جس میں اس کی روح کو لپیٹا جاتا ہے اور ایک جنتی جسم میں اس کی روح کو رکھ دیا جاتا ہے پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اسے بلند کیا جاتا ہے گویا ہمیشہ یہ ان ہی فرشتوں کے ہمراہ رہتا تھا یہاں تک کہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے تو وہ فرشتوں سے بھی پہلے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کے بعد سجدہ کرتے ہیں، پس اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے پاک کر دیا جاتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے شُہَدا کے پاس لے جاؤ، وہ شُہَدا کو سبزہ زاروں اور ریشمی قباؤں میں پاتا ہے، ان کے پاس بیل اور مچھلی ہوتے ہیں جنہیں وہ ہر روز نئے ذائقے کے ساتھ تناوُل کرتے ہیں، مچھلی جنت کی نہروں میں تیرتی اور تمام جنتی نہروں

---

1 ...ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ۴/۴۹۷، حديث: ۴۲۶۲

2 ...مسند بزار، قسامة بن زهير، ۱۷/۲۹، حديث: ۹۵۴۱، بتغيرٍ

کی خوشبو میں رَچ بَس جاتی ہے جب شام ہوتی ہے تو بیل اپنے سینگوں سے اسے شکار کرتا ہے اور شہدا اس کا گوشت کھاتے اور اس میں جنتی نہروں کی ہر خوشبو پاتے ہیں جبکہ بیل رات بھر جنت میں گھوم کر پھل چرتا رہتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اپنی دُم مار کر اسے ذبح کر ڈالتی ہے شہدا اسے کھاتے اور اس میں ہر جنتی پھل کا مزہ پاتے ہیں، وہ اپنے جنتی مقامات کو دیکھتے ہیں تو قیامت قائم ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

مومن کی موت

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ مومن بندے کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس جنتی کفن اور پھول ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے پاک روح! اپنے مہربان رب اور اس کی راحت و رحمت کی طرف نکل، تیرے اعمال بڑے ستھرے ہیں، وہ بہترین مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح نکلتی ہے، ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں: سُبْحٰنَ اللہ! آج زمین سے ستھری روح آئی ہے وہ جس دروازے سے گزرتی ہے وہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزر ہوتا ہے وہ اس کے لیے بخشش طلب کرتا ہے حتّٰی کہ اس روح کو بارگاہِ خداوندی میں حاضر کیا جاتا ہے اور اس کے سجدہ ریز ہونے سے پہلے فرشتے سجدہ ریز ہو کر عرض گزار ہوتے ہیں: اے مولا! تیرے اس بندے کو ہم نے وفات دی اور تو خوب جانتا ہے۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اسے سجدے کا کہو۔ پس وہ جان سجدہ ریز ہو جاتی ہے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا کر ارشاد فرماتا ہے: اس جان کو مؤمنین کی جانوں کے ساتھ شامل کر دو حتّٰی کہ قیامت کے دن میں تم سے اس کے بارے میں پوچھوں گا۔ چنانچہ اسے قبر میں لوٹا کر قبر کو 70 ہاتھ لمبائی اور 70 ہاتھ چوڑائی میں وسعت دے دی جاتی ہے، اس میں پھول بکھیر دیئے جاتے اور ریشم بچھا دیا جاتا ہے اور اگر اسے کچھ قرآن یاد ہوتا ہے تو وہی اس کے لیے قبر میں نور بن جاتا ہے ورنہ اس کو سورج کی مانند نور دیا جاتا ہے، پھر ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے اور وہ صبح و شام اپنا جنتی ٹھکانا دیکھتا ہے۔

کافر کی موت

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کافر کو موت دیتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس ٹاٹ کا ایک انتہائی بدبودار اور کُھردَرا ٹکڑا ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: اے ناپاک روح! اپنے ربّ کی ناراضی اور دردناک عذاب

اور جہنم کی طرف نکل، تیرے کرتوت بڑے بُرے تھے، وہ نہایت بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے، ہر ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پاک ہے، زمین سے کیسی بدبودار خبیث روح آرہی ہے اس کے لیے آسمانی دروازے نہیں کھولے جاتے، پھر اس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ قبر میں بھر دیئے جاتے ہیں جو اس کی ہڈیوں سے گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں، پھر اس پر ایسے فرشتے بھیجے جاتے ہیں جن کے پاس لوہے کے گُرز ہوتے ہیں جو دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں کہ اس کی بدحالی کو دیکھ کر یا اس کی دردناک آوازیں سن کر رحم کھائیں۔ وہ ان گُرزوں سے انتہائی زور کے ساتھ اسے مارتے ہیں پھر اس کی قبر میں دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ صبح شام اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھتا ہے، وہ جہنم کو دیکھ کر خدا تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ مجھے اسی قبر میں رہنے دے تاکہ بعدِ قیامت جہنم کے عذاب میں مبتلا نہ ہوؤں۔[1]

سورج کی مثل روشن چہرہ

حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مومن کی جان اس حال میں نکلتی ہے کہ وہ مشک سے بڑھ کر خوشبودار ہوتی ہے، موت دینے والے فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمانِ دنیا سے دوسرے فرشتوں کی ایک جماعت ملتی ہے اور پوچھتی ہے: تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ فرشتے اس جان کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ فلاں ہے۔ یہ سن کر وہ فرشتے کہتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اور تمہارے ساتھ والے کو سلامت رکھے اور آسمان کے دروازے کھول دیتے ہیں پس اس شخص کا چہرہ چمک جاتا ہے، اب وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے اور اس کا چہرہ سورج کی مثل روشن دلیل ہوتا ہے اور جب کافر کی جان نکلتی ہے تو وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے، اسے بھی مُعاوِن فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں، راستے میں فرشتوں کی ایک دوسری جماعت سے ملاقات ہوتی ہے وہ پوچھتے ہیں: یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے اور اس کے بدترین اَعمال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: اسے واپس زمین پر لے جاؤ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

---

1 ...الزھد لھناد، باب منازل الشھداء، ۱۲۹/۱، حدیث: ۱۶۸، عن عبد اللہ بن عمر
مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی موت المؤمن وغیرہ، ۷۲/۳، حدیث: ۳۹۳۲

نے کوئی ظلم نہیں کیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ طیبہ تلاوت کی:

وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ (پ۸، الاعراف: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ نہ داخل ہو۔

جبکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ جس دروازے سے اس کا عمل چڑھتا تھا اسے وہیں سے لے جایا جاتا ہے اور روایت کے آخر میں ہے کہ اسے سب سے نچلی زمین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔[1]

عِلِّیِّیْن اور سِجِّیْن

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار سے اس فرمانِ باری تعالیٰ:

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ﴿ؕ۱۸﴾ (پ۳۰، المطففین: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل علیین میں ہے۔

کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا: جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہے، اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے اور فرشتے خوشخبری کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں حتّٰی کہ اسے عرش تک لے جایا جاتا ہے پھر فرشتے عرش کے نیچے سے ایک کتاب لاتے ہیں، اس پر مہر لگا کر کچھ لکھا جاتا ہے اور عرش کے نیچے ہی اسے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ بروزِ قیامت اس کے حساب کے لیے ذریعہ نجات ہو اِسی بات کو اس فرمانِ باری تعالیٰ میں بیان کیا گیا ہے:

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ﴿ؕ۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ ﴿ؕ۱۹﴾ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿ۙ۲۰﴾ (پ۳۰، المطففین: ۱۸تا۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل عِلِّیِّیْن میں ہے اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مُہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے۔

اور اس آیت مبارکہ:

---

[1]... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، کلام ابی موسی، ۸/ ۲۰۳، حدیث: ۵
شرح اصول اعتقاد اھل السنة، باب شفاعة لاھل الکبائر، ۲/ ۹۷۹، حدیث: ۲۱۶۳

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ؕ﴿۷﴾ (پ۳۰، المطففين: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سِجّین میں ہے۔

سے مراد یہ ہے کہ گناہ گار کی روح آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہے تو آسمان اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ اسے زمین پر اتار دیا جاتا ہے تو زمین بھی اسے قبول نہیں کرتی بالآخر اسے ساتوں زمین کے نیچے سجین تک پہنچا دیا جاتا ہے وہ ابلیس کا جبڑا ہے، اس جبڑے کے نیچے سے ایک کتاب نکال کر اسے مہر لگا کر واپس وہیں رکھ دیا جاتا ہے اس میں روزِ حساب کے لیے اس کی ہلاکت لکھی ہوتی ہے اور اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ﴿۹﴾ (پ۳۰، المطففين: ۸، ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے وہ لکھت ایک مُہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ العزیز بن رفیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَدِیْع فرماتے ہیں: جب روحِ مومن کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندے کو شیطان سے نجات دلائی، واہ کیسی نجات پائی۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَقِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ۙ﴿۲۷﴾ (پ۲۹، القیامۃ: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ کہا جائے گا: کون اس کی روح کو لے کر چڑھے؟ رحمت کے فرشتے یا عذاب کے فرشتے۔[3]

جبکہ حضرت سیِّدُنا یزید رَقَّاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کچھ فرشتے دوسرے فرشتوں سے پوچھیں گے کہ اس کے عمل کو کس دروازے سے لے جایا جاتا تھا تاکہ اس کی روح کو بھی وہیں سے لے

1 ...الزہد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللّٰہ، ص ۴۳۴، حدیث: ۱۲۲۳

2 ...ذم الھوی، الباب الثالث والعشرون فی التخویف من الفتن، ص ۱۴۳، رقم: ۵۰۳

3 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۲۹، القیامۃ، تحت الآیۃ: ۲۷، ۱۰/ ۳۳۸۸

جایا جائے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ضحّاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ (پ۲۹، القیامۃ:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لوگ مردے کے جسم کو اور فرشتے اس کی روح کو تیار کر رہے ہوتے ہیں۔[2]

100 قتل کرنے والے کی توبہ

حضرتِ سیِّدُنا مُعاویہ بن ابو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ایک بندہ مسلسل گناہ کرتا رہا اور اس نے 97 بندے ناحق قتل کئے پھر ایک کَنِیْسہ (یعنی گرجا) میں پہنچا اور راہب (پادری) سے کہا: اے راہب! ایک شخص نے 97 ناحق قتل کئے ہیں کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں۔ اس نے یہ سن کر راہب کو بھی مار ڈالا، پھر دوسرے راہب کے پاس پہنچ کر یہی سوال کیا تو اس نے بھی کہا: توبہ قبول نہیں ہو گی یہ سن کر اس نے اسے بھی قتل کر ڈالا پھر تیسرے راہب کے پاس آیا تو وہاں بھی یہی معاملہ ہوا پھر ایک اور کے پاس آیا اور کہا: ایک شخص نے ہر بُرائی کی ہے اور 100 ناحق قتل کئے ہیں کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: بخدا! اگر میں یہ کہوں کہ خدا اپنے بندے کی توبہ قبول نہیں کرتا تو یہ جھوٹ ہو گا، یہاں ایک عبادت گزاروں کی بستی ہے تم وہاں چلے جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ شخص سچی توبہ کے ارادے سے اس بستی کی طرف چلا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتے کو بھیجا جس نے راستے ہی میں اس کی روح قبض کر لی، وہاں رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے اور اسے لے جانے میں اختلاف ہو گیا۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتہ کو مُنْصِف بنا کر بھیجا تو اس نے آکر کہا: یہ شخص جن لوگوں کی بستی کے قریب ہو گا ان ہی میں سے ہو گا۔ جب دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپا گیا تو وہ ایک پَورے کی مقدار عبادت گزاروں کی بستی سے زیادہ قریب پایا گیا لہٰذا اس کی مغفرت کر دی گئی۔[3]

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب شھادات، ۵/۵۴۴، حدیث: ۴۶۶

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۴، حدیث: ۲۲۹

3 ...حلیۃ الاولیاء، عبیدۃ بن مھاجر، ۵/۱۸۶، حدیث: ۶۷۷۴

اصل حدیث حضرتِ سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی ہے جس میں ہے کہ ”جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے آرہا تھا اسے پرے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔“[1]

بُری گود

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب مومن بندے کی وفات کا وقت قریب ہوتا ہے تو 500 فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور اسے آسمانِ دنیا کی طرف لے جاتے ہیں، راستے میں گزرتے ہوئے اَرواحِ مؤمنین سے اس کی ملاقات ہوتی ہے اور وہ ارواح اس کی خبر گیری چاہتی ہیں تو فرشتے فرماتے ہیں: یہ بڑی بے چینی سے نجات پاکر آرہی ہے، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ پھر وہ روحیں اس سے باتیں کرتی ہیں یہاں تک کہ اس سے اپنے بھائیوں اور دوستوں کے متعلق پوچھتی ہیں، وہ روحِ مومن جواب دیتی ہے: وہ لوگ اسی طرح ہیں جس طرح تم انہیں چھوڑ آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسے بندے کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے، وہ روحِ مومن کہتی ہے: کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ روحیں کہتی ہیں: کیا وہ واقعی مر چکا ہے؟ روحِ مومن جواب دیتی ہے: ہاں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ تو مر چکا ہے۔ وہ روحیں کہتی ہیں: پھر تو وہ نیچا دکھانے والی گود (جہنم) میں ڈال دیا گیا ہوگا، کیا ہی بُری گود اور کیا ہی بُرا گود والا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم نَخَعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ موت کے وقت مومن کو جنتی پھول اور خوشبو پیش کی جاتی ہے پھر اس کی روح قبض ہوتی ہے پھر اسے جنتی ریشم میں رکھ کر اس پر خوشبو چھڑکی جاتی اور جنتی پھولوں میں لپیٹا جاتا ہے پھر رحمت کے فرشتے اسے لے کر عِلِّیِّیْن میں پہنچا دیتے ہیں۔[3]

قبر پھولوں سے بھر دی جاتی ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: مومن مرنے سے پہلے ہی خوشخبری پا لیتا ہے جب

1 ...بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ٥٦، ٢/٤٦٦، حدیث ٣٤٧٠
2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المومن وانذار الکافر، ٥/٤٧٩، حدیث: ٢٦٩
3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المومن وانذار الکافر، ٥/٤٧٩، حدیث: ٢٦٧

اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو وہ پکارتا ہے جسے جن وانس کے علاوہ گھر میں موجود ہر جاندار سنتا ہے وہ کہتا ہے: مجھے جلدی جلدی تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ذات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف لے چلو۔ جب اسے تخت پر رکھا جاتا ہے تو کہتا ہے: تم سُست کیوں چلتے ہو جلدی چلو۔ جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنا جنتی ٹھکانا اور دیگر وعدہ کی گئی نعمتیں دیکھتا ہے۔ اس کی قبر پھولوں اور خوشبوؤں سے بھر دی جاتی ہے، وہ عرض کرتا ہے: یاربّ عَزَّوَجَلَّ! مجھے آگے بھیج دے۔ ارشاد ہوتا ہے: ابھی تیرا وقت نہیں ہوا، تیرے بہت سے بہن بھائی ابھی تیرے پاس نہیں آئے ہاں! ٹھنڈی آنکھیں لیے سو جا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا میں اتنی مختصر اور میٹھی نیند کبھی کوئی پیٹ بھرا آسودہ حال نوجوان بھی نہیں سویا ہو گا جتنی میٹھی نیند اس بندے کو نصیب ہوتی ہے یہاں تک کہ بروزِ قیامت خوشخبری سننے کے لیے بیدار ہو گا۔[1]

خوش آمدید

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص جنت یا دوزخ میں اپنا مقام دیکھے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ پھر ارشاد فرمایا: جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو فرشتوں کی دو صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح چمکتے دمکتے ہیں، صرف وہی شخص انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے اگرچہ تم یہی سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ان میں سے ہر فرشتے کے پاس جنتی کفن اور خوشبو ہوتی ہے، اگر مرنے والا مومن ہے تو فرشتے اسے جنت کی خوشخبری سنا کر کہتے ہیں: اے ستھری جان! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل، خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے تیرے لیے وہ اِنعامات واِعزازات تیار کر رکھے ہیں جو دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہیں۔ فرشتے نہایت نرمی سے اسے یہ خوشخبری سناتے رہتے ہیں اور ان کی مہربانی و نرمی ماں سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ اس کے ہر ناخن اور جوڑ سے روح نکالتے ہیں، ایک کے بعد ایک انگ مردہ ہوتا رہتا ہے اور یہ سب بڑی نرمی سے رونما ہوتا ہے اگرچہ تمہیں سخت سمجھ آتا ہے یہاں تک

1 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی ھریرۃ، ۸/۱۸۶، حدیث: ۲

کہ اس کی روح ٹھوڑی تک پہنچ جاتی ہے، اب وہ روح جسمِ مومن سے نکلنے کو اتنا سخت ناپسند کرتی ہے جتنا بچہ رحمِ مادر سے باہر نکلنے کو بُرا جانتا ہے، فرشتے اس کی روح لینے کو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں بالآخر حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اسے لے لیتے ہیں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مقدسہ تلاوت فرمائی:

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ　ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

(پ۲۱، السجدۃ:۱۱)

پھر حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اسے سفید کپڑوں میں لے کر اپنی گود میں اس قدر پیار سے دباتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچے کو اتنے پیار سے نہیں دباتی، پھر اس سے مشک سے بہتر خوشبو نکلتی ہے جسے فرشتے سونگھتے اور یوں خوشخبری دیتے ہیں: اے خوشبو دار و پاکیزہ روح! خوش آمدید۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس روح پر اور اس جسم پر جس سے یہ نکلی ہے رحمت فرما۔ پھر اسے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، ہوا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایسی مخلوق ہے جن کی تعداد وہی جانتا ہے اُس روح سے مشک سے بہتر خوشبو پھیلتی ہے تو وہ اس کو سونگھتے ہیں اور اسے خوشخبری سناتے ہیں، پھر آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور ہر آسمان کا ہر فرشتہ اس کے لئے دعائے رحمت کرتا ہے یہاں تک کہ اسے بارگاہ الٰہی میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اے ستھرے جسم سے نکلنے والی ستھری روح! خوش آمدید۔ جب خدائے رحمٰن کسی کو خوش آمدید فرمائے تو کائنات کی ہر چیز اسے خوش آمدید کہتی ہے اور اس کی تمام تنگی دور کر دی جاتی ہے، پھر اس پاکیزہ جان کے لیے حکم آتا ہے: اسے جنت میں لے جا کر اس کا مقام دکھاؤ اور اس پر وہ تمام نعمتیں پیش کرو جو ہم نے اس کے لیے تیار کی ہیں، پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ، کیونکہ میں فیصلہ فرما چکا ہوں کہ انسانوں کو زمین سے پیدا کروں گا اور اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! وہ روحِ مومن زمین کی طرف جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زیادہ بُرا جانتی ہے اور عرض کرتی ہے: کیا تم مجھے دوبارہ اسی جسم میں لوٹاؤ گے جس سے چھٹکارا پا کر آئی ہوں؟ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں اسی کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا یہ تمہارے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ فرشتے اسے اتنی دیر میں واپس جسم میں لے آتے ہیں جتنی دیر میں لوگ غسل و کفن سے فارغ ہوتے ہیں پھر اسے اس کے

جسم اور کفن میں داخل کر دیتے ہیں۔[1]

سُدّی نے کہا: جب کافر کی روح نکلتی ہے تو زمین کے فرشتے اسے مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان کی طرف بلند ہو جائے اور جب آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمانی فرشتے بھی اسے مارتے پیٹتے ہیں تو وہ زمین پر آجاتی ہے یہاں پھر زمینی فرشتے مارتے ہیں تو آسمان کو چڑھتی ہے اور وہاں سے دوبارہ مار پڑتی ہے تو سب سے نچلی زمین میں پہنچ جاتی ہے۔[2]

مرنے کے بعد گفتگو

حضرتِ سیِّدُنا رِبعی بن حراش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے اطلاع دی گئی کہ میرا بھائی فوت ہو چکا ہے، میں بھاگ کر گیا تو دیکھا کہ بھائی کو کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے، میں نے اس کے سرہانے پہنچ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور اس کے لیے استغفار کرنے لگا، اچانک اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ ہم نے کہا: وَعَلَیْکُمُ السَّلَام، سُبْحٰنَ اللہ۔ اس نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! میں تم سے جُدا ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوا تو میں نے پھول، خوشبو اور اپنے ربّ کو راضی پایا، اس نے مجھے باریک اور موٹے ریشم کا سبز لباس پہنایا اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا تم سمجھتے ہو، تم مایوس نہ ہونا، میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے تمہیں یہ بشارت سنانے کے لئے اجازت مانگی تھی، جلدی کرو اور مجھے بارگاہِ رسالت میں لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ اتنا کہہ کر وہ پھر سے اپنی جگہ لیٹ گئے۔[3]

حضرتِ سیِّدُنا رِبعی بن حراش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم چار بھائی تھے، ہمارے ایک بھائی ربیع ہم میں سب سے زیادہ نمازیں پڑھتے اور سخت گرمیوں میں ہم میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو ہم ان کے گرد جمع ہو گئے، اچانک ہی بھائی ربیع نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔

1 ...درمنثور، سورۃ الانعام، تحت الآیۃ: ۹۳، ۳/ ۳۱۸

2 ...تفسیر طبری، الاعراف، تحت الآیۃ: ۴۰، ۵/ ۴۸۵، حدیث: ۱۴۶۱۱

3 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، یحیی بن جعدۃ، ۸/ ۲۲۶، حدیث: ۲

لوگوں نے کہا: وَعَلَيْكُمُ السَّلَام! کیا تم مرنے کے بعد کلام کر رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں تمہارے بعد اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے بہت اچھی حالت میں ملا، میرا رب ناراض نہیں تھا، اس نے راحت، پھول اور ریشم سے میرا استقبال کیا، سنو! حضرت سیِّدُنا ابو القاسم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میری نمازِ جنازہ کا انتظار فرما رہے ہیں لہٰذا میری نمازِ جنازہ میں جلدی کرو، دیر نہ کرو۔ ہم نے اس بات کو اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے آقائے دوعالم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''میری اُمَّت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔''(1)

سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا اَبان بن ابو عَیّاش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مورق عجلی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِى کی وفات کے وقت ہم وہاں موجود تھے، جب انہیں کفن دے دیا گیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کو چیرتا ہوا نکل گیا، پھر ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ایک نور پاؤں کی طرف سے بلند ہوا، پھر جسم کے درمیانی حصے سے ایک نور نکلتے دیکھا، ابھی ہم ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے کہ انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا: کیا تم نے کچھ دیکھا؟ ہم نے کہا: جی ہاں اور جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا۔ انہوں نے فرمایا: یہ سورۂ سجدہ ہے جو میں ہر رات پڑھتا تھا اور جو نور تم نے میرے سر کی طرف دیکھا یہ اس کی ابتدائی 14 آیات تھیں اور جو قدموں کی طرف دیکھا یہ اس کی آخری چودہ آیات کا نور تھا اور جو درمیانی حصے سے دیکھا وہ تنہا آیتِ سجدہ تھی جو میری شفاعت کروانے کو بلند ہوئی ہے اور سورۂ ملک میری حفاظت کر رہی ہے۔ اتنا کہا اور پھر انتقال فرما گئے۔

حضرت سیِّدُنا مُوَرِّق عِجْلی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِى فرماتے ہیں: ہم ایک بے ہوش شخص کی تیمارداری کو گئے تو ہم نے ملاحظہ کیا کہ ایک نور اس کے سر سے نکلا اور چھت چیرتا ہوا باہر نکل گیا پھر ناف سے بھی یونہی ایک نور نکلا اور پھر قدموں سے بھی ایک نور نکل کر بلند ہوا، پھر وہ شخص ہوش میں آیا تو ہم نے پوچھا: تمہیں معلوم ہے تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اُس نے کہا: ہاں! جو نور میرے سر سے برآمد ہوا وہ الٓمّٓ تنزیل (یعنی سورۂ سجدہ)

1 ...حلية الاولياء، ربعی بن حراش، ۴/ ۴۰۸، رقم: ۶۰۳۰

کی ابتدائی 14 آیات تھیں اور جو نور میری ناف سے نکلا وہ آیتِ سجدہ تھی اور جو قدموں سے نکلا وہ سورۂ سجدہ کا آخر تھا، یہ سب آیات میری شفاعت کے لیے تشریف لے گئی ہیں اور سورۂ ملک یہاں میری حفاظت کر رہی ہے، میں یہ دونوں سورتیں (یعنی سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک) ہر رات پڑھتا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں ایک شخص کے ساتھ حضرت سیِّدُنا مُطرِّف بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عیادت کے لئے گیا تو ہم نے انہیں بے ہوش پایا، اتنے میں ان سے تین نور بلند ہوئے ایک سر سے، ایک درمیان سے اور ایک قدموں سے۔ ہمیں اس سے بہت حیرت ہوئی جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے عرض کی: ہم نے ایسی چیز دیکھی ہے جس نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا آخر معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے دیکھ لیا؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ فرمانے لگے: وہ سورۂ سجدہ تھی۔ جو میرے سر سے نکلا وہ اس کی ابتدائی 19 آیات تھیں، جو میرے درمیان سے نکلا وہ سورت کا درمیانی حصہ تھا اور جو قدموں سے بلند ہوا وہ اس سورت کے آخر کا نور تھا، پوری سورت میری شفاعت کرنے کو بلند ہوئی ہے اور یہ تَبَارَکَ الَّذِی (یعنی سورۂ ملک) میری حفاظت کر رہی ہے۔ اتنا کہنے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا مُطرِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ انتقال فرما گئے۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا ابنِ مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ساتھ نور دیکھا کرتے تھے، وقتِ وفات ان سے اس نور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے: وہ نور اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

وفات کے بعد مسکراتے رہے

حضرت سیِّدُنا حارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَارِث فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ربیع بن حراش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قسم کھائی کہ انہیں ہنستے ہوئے کوئی نہ دیکھے گا جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جان لیں، لہٰذا ایسا ہی ہوا حتّٰی کہ انہیں وفات کے بعد ہنستے ہوئے دیکھا گیا، اسی طرح ان کے بعد ان کے بھائی حضرت رِبعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے بھی قسم کھائی کہ میں اس وقت تک نہ ہنسوں گا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں جنتی ہوں یا جہنمی۔ چنانچہ ان کی وفات کے

1 ...موسوعة ابن ابي الدنيا، كتاب من عاش بعد الموت، ٦/٢٩٦، حديث: ٤٧

2 ...موسوعة ابن ابي الدنيا، كتاب من عاش بعد الموت، ٦/٢٩٥، حديث: ٤٦

بعد انہیں غسل دینے والے نے مجھے بتایا کہ ہم جب تک ان کو غسل دیتے رہے وہ مسکراتے رہے۔[1]

جنت میں داخلے سے محروم لوگ

حضرت سیِّدُنا مُغِیرہ بن حذف رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ[2] فرماتے ہیں: حضرت سیِّدَتُنا رُوبَہ بنْتِ ہَیجان رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کا انتقال ہوا تو انہیں غسل و کفن دیا گیا پھر دیکھا تو وہ حرکت کرتے ہوئے لوگوں سے کہہ رہی تھیں: خوش ہو جاؤ، کیونکہ جتنا تم مجھے ڈراتے تھے میں نے معاملہ اس سے آسان پایا ہے اور میں نے جانا ہے کہ رشتہ کاٹنے والا، شراب کا عادی اور مشرک جنت میں داخل نہ ہوگا۔[3]

صحابہ کو بُرا بھلا کہنے والوں پر فرشتوں کی لعنت

حضرت سیِّدُنا خَلَف بن حَوشَب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مدائن میں ایک شخص فوت ہوا، اسے کفن دے دیا گیا تو تھوڑی دیر بعد اس کے کفن میں حرکت دیکھی گئی، جب منہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ کہنے لگا: داڑھیوں کو خضاب لگائے ہوئے کچھ لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بُرا بھلا کہہ رہے اور لعن طعن کر رہے ہیں اور میری روح قبض کرنے کے لیے آنے والے ملائکہ ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کر رہے اور ان پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ یہ بتا کر وہ شخص دوبارہ انتقال کر گیا۔[4]

ابو خَصِیب بَشِیر بیان کرتے ہیں: میں مدائن میں ایک قریبُ المرگ شخص کے پاس گیا، اس نے چاک گریبان والی قمیض پہنی ہوئی تھی، ابھی ہم وہیں تھے کہ اچانک وہ ایسے اُچھلا جس سے اس کا پیٹ بھی ننگا ہو گیا اور وہ ”ہائے موت! ہائے ہلاکت!“ پکارنے لگا، اس کے ساتھی یہ حالت دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو میں اس شخص کے قریب ہوا اور پوچھا: یہ میں تمہاری کیسی حالت دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا: میں کوفہ کے ایسے لوگوں

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۷۴، حدیث: ۱۲

2 ... متن میں اس مقام پر ”مغیرہ بن خلف“ مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں ”مغیرہ بن حذف“ ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۷۴، حدیث: ۱۴

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۷۶، حدیث: ۱۷

کے ساتھ بیٹھتا تھا جنہوں نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) سے بیزاری ظاہر کرنے اور انہیں بُرا بھلا کہنے میں مجھے اپنا ہم خیال بنالیا تھا۔ میں نے کہا: تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگو اور دوبارہ اس عقیدے کی طرف مت لوٹنا۔ اس نے کہا: اب مجھے اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فرشتے ابھی مجھے میرے جہنمی ٹھکانے کی طرف لے گئے تھے جسے میں دیکھ چکا ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا اب تم اپنے دوستوں کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اپنے انجام کی خبر دو گے اور پھر تم دوبارہ مردہ ہو جاؤ گے۔ میں نہیں جانتا اس نے اپنی بات پوری کی یا وہ دوبارہ اپنی مردہ حالت پر لوٹ گیا۔[1]

عبدُ الملِک بن مروان اور حجاج بن یوسف

حضرت سیِّدُنا ابو معشَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص وفات پا گیا، نہلانے کے لئے جب اسے تختے پر لٹایا گیا تو وہ سیدھا بیٹھ گیا اور ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی جانب اشارہ کر کے تین مرتبہ کہا: میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ عبدُ الملِک بن مروان اور حجاج بن یوسف جہنم میں اپنی آنتیں کھینچ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ پہلی حالت پر لیٹ گیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو کہنے لگے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، حضرت عبدُ الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رفیقِ اعلیٰ میں ہیں اور عبدُ الملِک بن مَروان اور حجاج بن یوسف جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہے ہیں۔[3] یہ واقعہ عبدُ الملِک بن مروان اور حجاج بن یوسف کی باشاہت سے بہت پہلے کا ہے کیونکہ حضرتِ سیِّدُنا مِسور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات مکہ مکرمہ میں 64 ہجری میں ہوئی جس دن یزید بن مُعاویہ کے مرنے کی خبر آئی اور حجاج بن یوسف 70 ہجری کے بعد گورنر بنا تھا۔

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۲/۲۷۷، حدیث: ۱۹

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۱۲۱۷، الحجاج بن یوسف، ۱۲/۲۰۰

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۸۴، حدیث: ۳۵۷

نعمتوں والی سورت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے کسی مریض کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس پر کپڑا ڈال دیا اور ایک شخص کو کفن، خوشبو اور چارپائی لانے بھیج دیا، جب ہم اسے غسل دینے لگے تو وہ حرکت کرنے لگا، ہم نے تعجب سے کہا: سُبْحٰنَ اللّٰہ! ہم تو سمجھے تم مر گئے۔ اس نے کہا: ہاں میں مر گیا تھا اور ایک خوبصورت شخص نے مجھے قبر میں رکھ کر کاغذوں سے ڈھک بھی دیا مگر اچانک ایک بدبودار کالی عورت آئی اور اس نے اس بزرگ بندے کے سامنے میرے گناہ گنوانے شروع کر دیئے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے اس سے بڑی حیا آئی، میں نے اسے کہا: تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ میرا پیچھا چھوڑ دے اور ایسا مت کہہ۔ وہ بولی: چل ہم مقدمہ لڑتے ہیں۔ چنانچہ میں ایک کشادہ جگہ گیا جہاں ایک طرف چاندی کا چبوترا تھا اور ایک کنارے پر مسجد بنی ہوئی تھی اور ایک شخص اس میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، اس نے سورۂ نحل تلاوت کی تو اسے ایک جگہ شبہ لگا، میں نے لقمہ دیا تو وہ مجھے کہنے لگا: کیا تمہیں یہ سورت یاد ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: یہ تو بڑی نعمتوں والی سورت ہے اور قریب سے ایک تکیہ اٹھایا اور اس میں سے ایک صحیفہ نکال کر اسے دیکھنے لگا، اتنے میں وہ کالی عورت بھاگتی ہوئی آئی اور کہنے لگی: اس نے یہ گناہ کیا وہ گناہ کیا۔ اس کی بات سن کر خوبصورت چہرے والے شخص نے میری نیکیاں گنوانا شروع کر دیں، تو یہ سن کر نماز پڑھنے والے آدمی نے کہا: یہ شخص تھا تو گناہ گار مگر خدا تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا، اس کی موت کا وقت پیر کا دن ہے۔ یہ ساری بات بتا کر اس شخص نے ہمیں کہا: اگر میں پیر کو مروں تو سمجھ لینا جو کچھ میں نے دیکھا حق ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ درد و کرب کی وجہ سے میرا ہذیان ہے۔ پھر جب پیر کا دن آیا تو وہ بالکل صحت مند ہو گیا مگر جونہی دن ڈھلنے لگا وہ وفات پا گیا۔ [1]

بنی اسرائیل کا ایک قاضی

حضرت سیِّدُنا عَطاء خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک شخص 40 سال تک منصبِ

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۳۰۹، حدیث: ۶۴

قضا پر فائز رہا، جب اسے مرضِ موت لاحق ہوا تو اس نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ اسی مرض میں مر جاؤں گا، جب میں مر جاؤں تو مجھے چار پانچ دن اپنے پاس ہی رکھنا، اگر میری طرف سے کوئی چیز نظر آئے تو مجھے پکارنا۔ چنانچہ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے تابوت میں رکھ دیا، جب تین دن گزرے تو اس میں سے ایک ہوا چلی، ایک شخص نے اس کا نام لے کر پوچھا: یہ ہوا کیسی ہے؟ اُسے بولنے کی اجازت مل گئی اور اس نے کہا: اے لوگو! میں نے تم میں 40 سال تک عہدۂ قضا نبھایا، مجھے دو شخصوں کے علاوہ کسی نے شبہ میں نہ ڈالا، ان میں سے ایک شخص سے مجھے کچھ لگاؤ تھا تو میں اس کی بات اس کان سے زیادہ سنتا تھا جو اس کے قریب تھا، یہ ہوا اس سے آرہی ہے۔ ربّ تعالیٰ نے اس کے اسی کان پر مارا تو وہ مر گیا۔[1]

نیکو کار آیا

حضرت سیِّدُنا قُرّہ بن خالد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَاحِد بیان کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان کی ایک بی بی مر گئی لیکن ہم نے اسے سات دن تک دفن نہ کیا کیونکہ اس کی ایک رَگ حرکت میں تھی، پھر وہ بی بی بولنے لگیں کہ جعفر بن زبیر نے کیا کیا حالانکہ جعفر کا انتقال اس زمانے میں ہوا تھا جب یہ بی بی ناسمجھ تھیں۔ میں نے کہا: ان کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگیں: بخدا! میں نے انہیں ساتویں آسمان پر دیکھا ہے، فرشتے انہیں خوشخبری دے رہے ہیں، وہ کفن پہنے ہوئے ہیں اور میں انہیں پہچان رہی ہوں اور فرشتے کہہ رہے ہیں: نیکو کار آیا، نیکو کار آیا۔[2]

توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں

حضرت سیِّدُنا صالح بن یحییٰ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے ایک پڑوسی نے مجھے بتایا کہ ایک شخص کی روح پرواز کر گئی پھر اس پر اس کے اعمال پیش کیے گئے تو اس نے کہا: جن جن گناہوں سے میں سچی توبہ کر چکا تھا، وہ ختم ہوگئے اور جن سے توبہ نہ کی تھی وہ موجود رہے یہاں تک کہ اَنار کا ایک معمولی دانہ جو گر گیا تھا اسے اٹھا کر کھالینے کی نیکی بھی لکھی گئی تھی اور ایک رات با آواز بلند نماز پڑھ رہا تھا کہ سن کر پڑوسی جاگا اور اس نے بھی نماز پڑھ لی، وہ نیکی بھی لکھی گئی، اسی طرح ایک دن میں کچھ لوگوں کے پاس موجود تھا، ایک مسکین آیا جسے میں

[1]...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۸۸، حدیث: ۳۵

[2]...مختصر تاریخ دمشق، رقم: ۳۱، جعفر بن الزبیر الحنفی، ۶/ ۶۰

نے ان لوگوں کی وجہ سے ایک درہم دے دیا تھا لیکن اس عمل نے مجھے کوئی نفع دیا نہ نقصان۔[1]

حق کا پرچار کرنے کا انعام

حضرت سیِّدُنا ماجِشُون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو ہم نے غسل دینے کے لیے انہیں تخت پر رکھ دیا اور سب لوگ باہر نکل گئے، غسل دینے والا اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ ان کے تلوے کی ایک رَگ حرکت کر رہی ہے۔ چنانچہ ہم نے انہیں دفن نہ کیا، جب تین دن گزر گئے تو وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا: مجھے ستو لا کر دو۔ ہم نے ستو پیش کیا تو انہوں نے نوش کر لیا۔ ہم نے عرض کی: جو آپ پر بیتی ہے ہمیں اس سے مطلع کیجئے۔ فرمایا: میری روح کو لے کر ایک فرشتہ آسمانِ دنیا پر پہنچا اور اس نے دروازہ کھلوایا تو کھول دیا گیا اسی طرح ہوتے ہوئے جب ہم دیگر آسمانوں سے ساتویں آسمان پر پہنچے تو فرشتے سے پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرشتے نے کہا: ماجِشُون۔ ان سے کہا گیا: ابھی تو اس کی اتنی عُمُر باقی ہے۔ پھر میں نیچے آیا تو حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا، حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کی دائیں اور حضرتِ سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بائیں جانب تشریف فرما تھے اور حضرتِ سیِّدُنا عُمَر بن عَبْدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز سامنے موجود تھے، میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: تم انہیں نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا: میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے بتایا: یہ عُمَر بن عَبْدُ العزیز ہیں۔ میں نے کہا: یہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بہت قریب ہیں۔ فرشتے نے جواب دیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ظلم و ستم کے زمانے میں بھی انصاف اور حق کا بول بالا کیا اور شَیْخَیْن کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حق کے زمانے میں حق پر عمل کیا۔[2]

صحابی کا خواب

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن عَبْدُ الرحمٰن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرتِ سیِّدُنا عَبْدُ الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید بیمار ہو گئے حتّٰی کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، لوگوں نے سمجھا

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۲۷۵، حدیث: ۱۵

2 ...وفیات الاعیان، رقم: ۸۲۳، الماجشون، ۵/ ۳۲۳

آپ کی وفات ہو چکی ہے، یہ سوچ کر سب لوگ آپ کے پاس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا پھر اچانک وہ ہوش میں آگئے اور فرمانے لگے: میرے پاس دو سخت طبیعت فرشتے آئے اور کہا: ہمارے ساتھ عزیز وامین ربّ تعالیٰ کے پاس چلو تاکہ تمہارا فیصلہ کراوئیں۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے تو راستے میں دو مہربان فرشتے ملے، انہوں نے دریافت کیا: تم اسے کہاں لے جارہے ہو؟ ان دونوں نے کہا: بارگاہِ خداوندی میں فیصلہ کروانے لے جارہے ہیں۔ ان دونوں مہربان فرشتوں نے کہا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اِن کے لیے خوش بختی کا فیصلہ اُسی وقت ہو چکا تھا جب یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ماہ تک زندہ رہے پھر واصِلِ بحق ہوئے۔[1]

ولی کا خواب

حضرتِ سیِّدُنا سَلام بن سَلْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[2] بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا فَضْل بن عَطِیّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہمراہ مکّہ مکرمہ گیا، جب ہم "فَیْد" نامی ایک شہر میں پہنچے تو آدھی رات کو مجھے انہوں نے جگادیا، میں نے کہا: کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں تمہیں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: حضرت آپ تو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ فرمانے لگے: میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے وہ کہہ رہے ہیں: ہمیں تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا: کیا ہی اچھا ہوتا تم مجھے پورا حج کرنے دیتے۔ فرشتوں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارا حج قبول کر لیا ہے، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: تم اپنی اُنگُشتِ شہادت اور درمیان والی انگلی کھولو، جب اس نے انگلیاں کھولیں تو ان میں سے دو سبز کپڑے نکلے جن کی سبزی آسمان وزمین کے درمیان پھیل گئی، پھر وہ دونوں کہنے لگے: یہ تمہارا جنتی کفن ہے۔ پھر اس فرشتے نے دوبارہ کفن لپیٹ کر اپنی انگلیوں میں رکھ لیا۔ ابھی ہم اپنی منزل پر بھی نہ پہنچے تھے کہ حضرت سیِّدُنا فَضْل بن عَطِیّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وفات پاگئے۔[3]

خوشبو کی اہمیت

حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سلمان بن رَبِیْعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کہیں

1... ابن عساکر، رقم: ۳۹۱۱، عبد الرحمن بن عوف، ۳۵/ ۲۹۶

2... متن میں اس مقام پر "سلام بن سلام" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "سلام بن سلم" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... کتاب الفوائد (الغیلانیات)، مجلس من املاء الشافعی، ۱/ ۶۷۰، رقم: ۹۱۶

سے مشک ملی تو انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ کے پاس رکھوادی، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو زوجہ سے پوچھا: میری دی ہوئی چیز کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: میرے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے پانی میں ملا کر میرے بستر کے ارد گرد چھڑک دو کیونکہ میرے ہاں مخلوقِ خدا میں سے وہ ہستیاں جلوہ گر ہونے والی ہیں جو نہ کھاتی ہیں نہ پیتی ہیں مگر خوشبو محسوس کرتی ہیں۔[1]

اَعمالِ صالحہ کی خوشبو

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب کسی کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا جاتا ہے: اس کے سر کو سونگھو۔ وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے سر میں قرآن مجید کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر کہا جاتا ہے: اس کے دل کو سونگھو۔ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے دل میں روزوں کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر کہا جاتا ہے: اس کے پاؤں کو سونگھو۔ وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے پاؤں میں (نماز کے لیے) قیام کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر ندا دی جاتی ہے کہ اس شخص نے اپنے نفس کی حفاظت کی تو خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی۔[2]

نیک اعمال کی اہمیت

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا داود بن ابو ہِند رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[3] مرضِ طاعون میں مبتلا ہوئے تو ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی، جب ہوش آیا تو فرمانے لگے: میرے پاس دو فرشتے تشریف لائے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے دریافت کیا کہ تم اس کے پاس کیا پاتے ہو؟ اس نے کہا: خدائے رحمٰن کی تسبیح و تکبیر، مسجد کی طرف جانا اور کچھ قرآن مجید پڑھنا۔ اس وقت تک آپ نے پورا قرآن پاک حفظ نہیں کیا تھا (جب اس بیماری سے صحت یاب ہوئے تو حفظ مکمل فرمالیا)۔[4]

1. ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب التاریخ، باب فی بلنجر، ۸/ ۲۶، حدیث: ۴
2. ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب شهادات، ۵/ ۵۷۷، حدیث: ۵۷۷، عن ابی مکین
3. ... متن میں اس مقام پر "داود بن ہند" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "داود بن ابو ہند" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔
4. ...حلیة الاولیاء، داود بن ابی هند، ۳/ ۱۱۰، رقم: ۳۳۶۵

حضرتِ سیِّدُنا داوٗد بن ابو ہِند رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شدید بیمار ہوگئے، صحت یابی کے بعد فرمایا: میں نے دیکھا کہ بڑے سر اور چوڑے کاندھوں والا ایک آدمی آرہا ہے گویا ایک پہاڑ ہے، میں اسے دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے لگا اور اس سے کہا: کیا تم مجھے مارنا چاہتے ہو، کیا (مَعَاذَ اللہ) میں کافر ہوں؟ کیونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ کفار کی روح کالے رنگ کا فرشتہ نکالتا ہے، ابھی میں یہی کہہ رہا تھا کہ اچانک چھت پھٹی اور پھر کھل گئی، مجھے آسمان نظر آنے لگا پھر سفید لباس میں ملبوس ایک شخص میری طرف اترا پھر اس کے پیچھے دوسرا اترا، دونوں مل کر اس کالے آدمی پر جھپٹے تو وہ بھاگا اور دور جاکر مجھے دیکھنے لگا، وہ دونوں اسے ڈانٹتے رہے، پھر ان میں سے ایک میرے سر اور دوسرا قدموں کے پاس بیٹھ گیا، سر کے پاس بیٹھنے والے نے پاؤں والے سے کہا: اسے چھو کر دیکھو۔ اس نے میری انگلیوں کو چھوا اور کہنے لگا: ان کے ذریعے یہ شخص نمازوں کے لیے کثرت سے جاتا رہا ہے۔ پھر اس نے سر والے سے کہا: تم بھی چھو کر دیکھو۔ اس نے میرے جبڑے چھوئے تو کہا: اس کا جبڑا ذکرِ خدا سے تر ہے۔[1]

ربّ تعالیٰ کی رحمت

حضرت سیِّدُنا قاسم بن مُخَیْمِرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ جَرَمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایک بھتیجا تھا جو گناہوں کا عادی تھا، اس کی موت کے وقت گدھ سے مشابہ دو پرندے آئے اور گھر کے روشندان میں بیٹھ گئے، ایک پرندے نے دوسرے سے کہا: اُتر کر اس کی چھان بین کرو۔ اس نے اپنی چونچ مُردے کے پیٹ میں گاڑ دی، یہ سب حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سامنے ہو رہا تھا، پھر پرندے نے کہا: اَللّٰہُ اَکْبَر! اے میرے ساتھی! نیچے اترو کیونکہ میں نے اس کے پیٹ میں "تکبیر" پائی ہے، جو اس نے راہِ خدا میں "اَنْطاکیہ" کی دیوار پر کہی تھی، دوسرے پرندے نے یہ سن کر سفید پاکیزہ کپڑا نکالا اور دونوں نے اس کی روح کو اس میں لپیٹ کر اٹھالیا پھر دونوں پرندوں نے کہا: اے ابو قِلابہ! اٹھو اور اپنے بھتیجے کو دفن کر دو کیونکہ یہ جنتی ہے۔ ابو قلابہ بہت معزز شخصیت تھے، وہ باہر نکلے اور لوگوں سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں: اس لڑکے کے جنازے میں اس قدر بڑا مجمع تھا کہ میں نے آج تک اتنا مجمع کبھی نہ دیکھا۔[2]

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۲۸۹/۶، حدیث: ۳۷

2 ...شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ، سیاق ما روی عن النبی فی ان المسلمین لاتضرھم... الخ، ۹۱۶/۲، حدیث: ۲۰۲۵

اُمَّتِ محمدیہ کے خصائل

حضرت سیِّدُنا نضر بن معبد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو قلابہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایک آزاد خیال بھتیجا تھا، وہ شدید بیمار ہوا مگر حضرت اس کی عیادت کو نہ گئے، ایک دن بازار میں جارہے تھے کہ خیال آیا وہ میرا بھتیجا ہے اس کا جو بھی معاملہ ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ رات اپنے بھتیجے کے پاس گزاری، رات کے کسی پہر آپ نے دیکھا کہ چھت سے دو سیاہ آدمی اترے ہیں اور ان کے پاس ایک کُدال (زمین کھودنے کا ایک نوکدار آلہ) بھی ہے، ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کے پاس جاکر دیکھو کہ کوئی بھلائی کی چیز ملتی ہے؟ چنانچہ ایک نے میرے بھتیجے کے قریب ہوکر اس کا سر سونگھا پھر پیٹ سونگھا پھر قدم سونگھے اور اپنے ساتھی کے پاس جاکر کہا: میں نے اس کا سر سونگھا لیکن قرآن کی خوشبو نہ پائی، پیٹ سونگھا اس میں روزوں کی خوشبو نہ پائی، قدم سونگھے لیکن رات کے قیام کی خوشبو نہ پائی۔ پھر اس کا دوسرا ساتھی آگیا اور اس نے بھی سر، کُہنیاں، پیٹ اور قدم سونگھے اور کہا: بڑی حیرانی کی بات ہے کہ اس کا نام اُمَّتِ محمدیہ میں لکھا ہوا ہے مگر ان خصلتوں میں سے کوئی بھی خصلت اس میں نہیں پائی جاتی، پھر میں نے دیکھا کہ اس نے میرے بھتیجے کا منہ کھولا اور اس کی زبان پکڑ کر اس کو نچوڑا اور کہنے لگا: اَللّٰہُ اَکْبَر! میں نے اس میں ایک تکبیر پائی ہے جو اس نے مقامِ اَنطاکیہ پر اخلاص کے ساتھ کہی تھی۔ پھر میرے بھتیجے سے مشک کی خوشبو پھوٹی اور روح پرواز کرگئی، جب وہ دونوں سیاہ آدمی دروازے پر پہنچے تو میں نے سنا کہ کوئی انہیں کہہ رہا ہے: تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ، یہاں تمہارا کوئی کام نہیں۔ صبح کو حضرت سیِّدُنا ابو قلابہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سارا واقعہ لوگوں کو بتایا تو ان سے کہا گیا: حضور! تکبیر تو "ساکنہ" میں کہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے فرشتے کے منہ سے اِنطاکیہ کا سنا ہے۔ چنانچہ لوگ جوق در جوق اس کے جنازے میں شریک ہونے لگے۔

ایک کلمہ کام آگیا

حضرت سیِّدُنا مَیْمُون مرئی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی[1] فرماتے ہیں: ہمارے ہاں ایک بدکار بندہ مرگیا تو لوگوں نے اس کو بدکار جان کر راستے میں ڈال دیا اور اس سے دور بھاگ گئے، میں پریشان ہوکر اس کے بارے میں

1... متن میں اس مقام پر "میمون مرادی" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "میمون مرئی" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

سوچنے لگا، اتنے میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ دو سفید پرندے آئے ہیں اور ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے: دیکھو اس میں کوئی بھلائی موجود ہے یا نہیں؟ چنانچہ ایک پرندہ اس کی کھوپڑی سے داخل ہو کر پچھلی جانب سے نکلا اور کہا: میں نے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں پائی۔ پرندے نے کہا: جلدی نہ کرو، اب دوسرا پرندہ اس کے سر سے گھس کر قدموں سے نکلا اور کہنے لگا: اَللّٰہُ اَکْبَر کا کلمہ اس کے تالو سے چپکا ہوا ہے اور وہ: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ رہا ہے۔ پھر میں نے سب لوگوں کو کہا: آجاؤ۔[1]

ایک مرتبہ ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہنے کا انعام

حضرتِ سیِّدُنا شَہر بن حَوشَب رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرا ایک قَرِیْبُ الْبُلُوغ بھتیجا تھا، وہ میرے ساتھ سفر پر گیا تو بیمار ہو گیا، میں ایک عبادت گاہ میں داخل ہو کر نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو عبادت گاہ شَق ہو گئی، دو سفید اور دو کالے فرشتے اندر داخل ہوئے، سفید فرشتے میرے بھتیجے کے دائیں جانب اور کالے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ سفید فرشتوں نے اس کا ہاتھ چھوا تو کالے کہنے لگے: اسے ہم نے لے جانا ہے۔ سفید فرشتوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ یہ کہہ کر ایک نے اپنی انگلی میرے بھتیجے کے منہ میں ڈال کر زبان پلٹی تو نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا: اسے تو ہم ہی لے جائیں گے کیونکہ اس نے اَنْطاکیہ کی فتح کے دن ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہا تھا۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر لوگوں کو بتایا تو سب اس کے نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔[2]

جنبی کے پاس جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نہیں آتے

حضرت سیِّدَتُنا مَیْمُونہ بنتِ سَعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا غسل واجب ہونے کی حالت میں سونا جائز ہے؟ ارشاد فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی بلا غسل سوئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ اگر اسی حالت میں مر گیا تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اس کے پاس نہ آئیں گے۔[3]

1 ...شرح اصول اعتقاد اہل السنة، سیاق ما روی عن النبی فی ان المسلمین لاتضرھم... الخ، ۲/۹۱۷، حدیث: ۲۰۲۶، عن میمون المرئی

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۰۹، حدیث: ۲۵، بتغیرٍ

3 ...معجم کبیر، ۲۵/۳۷، حدیث: ۶۵، ”یغتسل“ بدلہ ”یتوضأ ویحسن الوضو“

تلقین کیوں کرتے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فارُوقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس رہ کر انہیں خدا عَزَّ وَجَلَّ کی یاد دلاؤ کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے[1]۔[2]

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تلقین کرو کیونکہ وہ سنتے دیکھتے ہیں۔[3]

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تلقین کرو اور نیکوکاروں سے جو باتیں سنو ان میں غور کرو کیونکہ ان کے لیے سچے مُعامَلات ظاہر ہوتے ہیں۔[4]

حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: زندوں سے بندے کی جان پہچان کب ختم ہوتی ہے؟ تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب وہ دیکھ لیتا ہے۔[5]

حضرتِ سیّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جب وہ مَلَکُ الموت یا فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔[6]

حضرت سیّدُنا لَیث بن ابُورُقیَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے اپنے مرضِ وفات میں سر اٹھا کر تیز نگاہوں سے دیکھا تو حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی۔

1 ... میّت (یعنی قریب المرگ) کو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ" کی تلقین کریں یوں کہ خود اس کے پاس پڑھیں کہ وہ سُن کر پڑھے، اور یوں نہ کہیں کہ کہہ، اور جب دونوں جُز کلمہ کے کہہ لے تو اُس سے دوبارہ کہنے کا اِصرار نہ کریں کہ کہیں اُکتا نہ جائے، ہاں کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات اس نے کی تو پھر تلقین کریں کہ آخر کلام "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ" ہو۔ (فتاوٰی رضویہ، ۹/ ۸۶)

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/ ۳۰۴، حدیث: ۸

3 ... تفسیر طبری، الصافات، تحت الآیۃ: ۳۵، ۱۰/ ۴۸۳، حدیث: ۲۹۳۳۷، "یقال لھم" بدلہ "یسمعون"

4 ... کنز العمال، کتاب الموت من قسم الافعال، المحتضر، ۱۵/ ۲۹۶، حدیث: ۴۲۷۹۸

5 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی مومن یؤجر فی النزع، ۲/ ۱۹۷، حدیث: ۱۴۵۳

6 ... التذکرۃ للقرطبی، باب متی تنقطع معرفۃ العبد... الخ، ص ۴۹

فرمایا: میں ایسی مخلوق دیکھ رہا ہوں جو انسان ہیں نہ جن۔ اس کے بعد واصل بحق ہو گئے۔[1]

حضرت سیِّدُنا فَضالَہ بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے وقت میں ان کے پاس موجود تھا، وہ کہہ رہے تھے: اے میرے ربّ کے فرشتو! خوش آمدید! نیکی کی قوت اور بدی سے بچنے کی طاقت خدا کی توفیق سے ہی ہے۔ اس کے بعد ایسی خوشبو پھیلی جس کی مثل میں نے آج تک نہ سونگھی تھی، پھر ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں اور وہ وفات پا گئے۔[2]

اِنعام یافتہ اَفراد

حضرت سیِّدُنا حسن بن صالح ہَمْدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی[3] فرماتے ہیں: جس رات میرے بھائی علی بن صالح کا انتقال ہوا اس رات میں نماز میں مشغول تھا کہ بھائی نے کہا: مجھے پانی پلاؤ۔ میں نماز پوری کر کے پانی لایا اور کہا: پانی پی لیجئے۔ انہوں نے کہا: میں نے ابھی پیا ہے۔ میں نے کہا: میرے اور آپ کے علاوہ کمرے میں کوئی نہیں پھر آپ کو پانی کس نے پلا دیا؟ کہا: ابھی حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام پانی لائے اور مجھے پلایا اور مجھ سے فرمایا: تم، تمہارا بھائی اور تمہاری والدہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا، صدیقین، شُہَدا اور صالحین۔ اتنا کہا اور بھائی کی روح پرواز کر گئی۔[4]

عمل کرنے والوں کا ثواب

حضرت سیِّدُنا عبدُالرحمٰن بن غَنْم اَشْعَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے کو عَمْواس کے سال نیزہ لگا اور وہ شہید ہو گئے تو حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صبر کیا پھر جب خود کے ہاتھ میں نیزہ لگا تو فرمایا: موت بڑے انتظار کے بعد آئی تو اس پر غم کرنے والا فلاح نہیں پائے گا۔ میں نے عرض کی: اے معاذ! کیا آپ کچھ دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: میرے ربّ نے مجھے صبر

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/ ۳۲۶، حدیث: ۹۰

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/ ۳۴۹، حدیث: ۲۰۰

3... متن میں اس مقام پر "حسن بن صالح ساجی" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "حسن بن صالح ہمدانی" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

4... صفۃ الصفوۃ، رقم الترجمہ: ۴۴۶، علی والحسن ابنا صالح، جزء ۳، ۲/ ۱۰۰

جمیل پر اَجر عطا فرمایا ہے، میرے بیٹے کی روح میرے پاس حاضر ہوئی ہے اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ملائکہ کی 100صفوں میں شُہَدا اور صالحین کے ساتھ میرے لیے دعائے رحمت فرمارہے ہیں اور وہ مجھے سوئے جنت لے جائیں گے۔ یہ کہہ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ گویا وہ لوگوں سے ملاقات کررہے ہیں اور انہیں مرحبا مرحبا کہہ رہے ہیں۔ پس اس وقت آپ کا وصال ہو گیا۔ اس کے ایک سال بعد میں نے خواب میں ان کے گرد چِتکَبرے گھوڑں پر سوار سفید لباس میں ملبوس ایسا لشکر دیکھا جیسا ہمارا مَجمع ہوتا ہے اور وہ پکار رہے ہیں: اے تیروں اور نیزوں کے درمیان موجود سعد! تمام تعریفیں اس خدائے رحمٰن کے لیے ہیں جس نے ہمیں جنت عنایت کی جس میں ہم جہاں چاہیں رہیں، عمل کرنے والوں کا ثواب کتنا عُمدہ ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔[1]

اچھوں کی صحبت اپناؤ تاکہ۔۔۔!

حضرتِ سیِّدُنا مجاہد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس کے ساتھی اس پر پیش کیے جاتے ہیں، اگر وہ اہلِ ذکر سے ہوتا ہے تو ذکر والوں کو اور کھیل کود والا ہوتا ہے تو کھیل کود والوں کو پیش کیا جاتا ہے۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا یزید بن عُجْرَہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: ہر شخص پر مرتے وقت اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ کھیل کود والوں میں سے تھا تو کھیل کود والوں کو اور عبادت گزاروں میں سے تھا تو عبادت گزاروں کو پیش کیا جاتا ہے۔[3]

بُرے عمل کا وبال

بصرہ کے مشہور عبادت گزار حضرتِ سیِّدُنا رَبیع بن بَرّہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں: میں نے مُلکِ شام میں ایک شخص کو مرتے وقت دیکھا کہ اسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی تلقین کی گئی تو وہ کہنے لگا: مجھے شراب پلاؤ اور

---

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۷۴۸۱، معاذ بن جبل، ۵۸/ ۴۴۷

2 ...الزھد لابن المبارک، باب ذکر رحمة الله، ص۳۲۹، حدیث: ۹۳۹

3 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، کلام ابراھیم التیمی، ۸/ ۲۲۵، حدیث: ۸

خود بھی پیو۔ اسی طرح ''اَہواز'' نامی علاقے میں ایک شخص کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا: ''دہ یازدہ دہ دوازدہ'' یعنی دس گیارہ دس بارہ۔ اسی طرح بصرہ میں ایک مرنے والے کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کی گئی، تو وہ یہ شعر گنگنانے لگا:

یَارُبَّ قَائِلَةٍ یَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ   كَيْفَ الطَّرِيْقُ اِلٰى حَمَّامِ مِنْجَاب

ترجمہ: ہائے رے وہ تھکی ہوئی عورت جس نے ایک دن کہا منجاب کے حمام کا راستہ کس طرف ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کہتے ہیں: اِس شخص سے ایک عورت نے حمّام کا راستہ پوچھا تو اس ظالم نے اپنے گھر کا پتا بتا دیا تھا جبھی وہ موت کے وقت ایسا کہہ رہا ہے۔ [1]

اچھے بُرے عمل کی پیشی

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر محمد بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس کی اچھائیاں اور بُرائیاں شکلوں کی صورت میں اس کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، وہ اپنی نیکیاں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غور سے دیکھتا اور برائیاں دیکھ کر (شرم سے) سر جھکا لیتا ہے۔ [2]

حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس فرمانِ باری تعالیٰ:

یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿۱۳﴾ (پ۲۹، القیامۃ: ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: موت کے وقت بندے کی حفاظت کرنے والے فرشتے اترتے ہیں اور اس پر اس کی اچھائی اور بُرائی پیش کرتے ہیں، جب وہ اچھائی کو دیکھتا ہے تو خوشی سے چہرہ چمک اٹھتا ہے اور جب برائی کو دیکھتا ہے تو آنکھیں جھک جاتی اور چہرہ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ [3]

حضرت سیِّدُنا حَنْظَلَہ بن اَسْوَد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: میرے غلام کے مرنے کا وقت آیا تو کبھی وہ اپنا

---

1 ...شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، ۵/ ۲۴۶، حدیث: ۶۵۴۱

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مقام المیت، ۵/ ۴۹۴، حدیث: ۳۰۴

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مقام المیت، ۵/ ۴۹۴، حدیث: ۳۰۵

سر ڈھلکتا اور کبھی کھولتا، میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو اس کے اچھے بُرے اَعمال اس پر پیش کئے جاتے ہیں۔[1]

دعائے مصطفٰے کی برکت

حضرت سیِّدُنا سلمان فارِسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قریب المرگ انصاری شخص کی بیمار پُرسی کو تشریف لے گئے اور اس سے ارشاد فرمایا: کیا محسوس کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: اچھائی پاتا ہوں اور میرے پاس دو فرشتے جَلوہ گر ہوئے ہیں، ایک سفید دوسرا سیاہ۔ دریافت فرمایا: تمہارے قریب کون سا فرشتہ ہے؟ عرض کی: سیاہ فرشتہ۔ ارشاد فرمایا: بھلائی کم اور بُرائی زیادہ ہے۔ اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے اپنی رحمت بھری دعا سے نفع عطا فرمایئے۔ آپ نے یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرِ الْکَثِیْرَ وَاَنْمِ الْقَلِیْلَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کے کثیر معاف فرما اور تھوڑے کو بڑھا دے۔ پھر دریافت فرمایا: اب کیا دیکھتے ہو؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں دیکھ رہا ہوں کہ بھلائی بڑھ رہی اور بُرائی کم ہوتی جا رہی ہے اور میرے قریب سے سیاہ فرشتہ دور چلا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: تمہارا کون سا عمل امید افزا ہے؟ عرض کی: میں پیاسوں کو پانی پلاتا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ اس شخص کی ہر ہر رگ علیحدہ علیحدہ موت کی تکلیف میں مبتلا ہے۔[2]

عمل کی حفاظت کرنے والے فرشتے

حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ہر مرنے والے کے پاس اس کے عمل کی حفاظت کرنے والے فرشتے کراماً کاتبین جَلوہ گر ہو جاتے ہیں، اگر اس نے ان کی صحبت میں خدا عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کی ہے تو کہتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کیونکہ بہت سی سچی محفلوں میں تو ہمیں لے گیا اور بہت سے اچھے کاموں میں تو نے ہمیں شامل رکھا اور ہمیں اچھی اچھی باتیں سنائیں، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اگر مرنے والے نے

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مقام المیت، ۵/۴۹۴، حدیث: ۳۰۶، دون قولہ: حنظلۃ... اخری

2 ...معجم کبیر، ابو الازھر مدنی، ۶/۲۶۹، حدیث: ۶۱۸۵، دون قولہ: وھو فی الموت

ان دونوں محافظ فرشتوں کے ساتھ اس کے علاوہ ایسے کاموں میں وقت گزارا جن میں رضائے الٰہی نہ تھی تو بجائے تعریف کے اس کی بُرائی ہوتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر عطا نہ فرمائے! تو نے ہمیں بہت سی بُری محفلوں میں بٹھایا، گناہ کے کاموں پر پیش کیا اور بُری گفتگو سنائی، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے جزائے خیر نہ دے۔ مرنے والا ان دونوں فرشتوں کو پھٹی نگاہوں سے تکتا رہتا ہے۔ اب اس نے کبھی پلٹ کر دنیا کی طرف نہیں آنا۔[1]

حضرت سیِّدُنا سُفیان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: جب مومن کا وقتِ وفات آتا ہے تو زندگی میں اس کے ساتھ رہنے والے دونوں محافظ فرشتے اس کے گھر والوں کی آہ و بُکا کے وقت فرماتے ہیں: ہمیں اس شخص کی اپنے علم کے مطابق تعریف کرنے دو پھر کہتے ہیں: خدا تجھ پر رَحم کرے اور جزائے خیر بخشے کیونکہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری میں جلدی کرنے والا اور اس کی نافرمانی سے پیچھے ہٹنے والا تھا اور تیری جدائی پر ہم مطمئن ہیں لہٰذا اب ہم چلتے ہیں، تو ملائکہ کے جُھرمَٹ میں ہمیں بھول نہ جانا۔ اس کے برعکس جب بدکار بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور گھر والے چیختے چلاتے ہیں تو دونوں فرشتے یہ کہہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں: ہمیں اس شخص کے لئے اپنے علم کے مطابق کچھ اظہار کرنے دو پھر کہتے ہیں: خدا تجھے بُرا بدلہ دے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری میں سُستی کرنے والا اور نافرمانی میں جلدی کرنے والا تھا اور تیری جدائی پر ہم مطمئن نہیں ہیں پھر وہ دونوں آسمان کی طرف بلند ہو جاتے ہیں۔[2]

موت کو ناپسند کرنے کا مطلب

حضرتِ سیِّدُنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کا یہ مطلب

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/۴۶۶، حدیث: ۲۳۹

2 ...الحبائک فی اخبار الملائک، باب ماجاء فی الحافظین الکرام، ص ۱۰۴، حدیث: ۳۸۱

نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جب مومن مرنے لگتا ہے تو اسے رِضائے الٰہی اور عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اسے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی، چنانچہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات پسند کرتا ہے اور ربّ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جب کافر مرنے لگتا ہے تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور پکڑ کی نوید سنائی جاتی ہے اب وہ اپنے انجام کو سب سے بڑھ کر بُرا جانتا ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اور ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔(1)

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان آیاتِ مُبارَکہ کی تلاوت فرمائی:

فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْ لَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿۹۴﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۸۳تا ۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ اور اگر دہنی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہنی طرف والوں سے اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔

پھر فرمایا: جب بندہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس سے یہی کہا جاتا ہے پھر اگر وہ دائیں طرف والوں میں سے ہو تو خدا تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اور خدائے رحمٰن بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور اگر بائیں طرف والوں میں سے ہو تو خدا عَزَّوَجَلَّ سے ملنا پسند نہیں کرتا اور ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔(2)

1 ...بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء اللہ...الخ، ۴/۲۴۹، حدیث: ۶۵۰۷

2 ...اھوال القبور، الباب السادس، ص۷۷

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ایک مرتبہ کسی جنازے کے پیچھے چلتے ہوئے بیان کیا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات پسند کرتا ہے ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو ربّ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے ربّ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات پسند نہیں فرماتا۔ یہ سن کر لوگ رونے لگے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض گزار ہوئے: ہم تو موت کو ناپسند رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو اگر بندہ مُقَرَّبِین بارگاہِ الٰہی میں سے ہو تو اس کے لئے رحمت، خوشبوئیں اور چین کے باغ ہیں، پس جب اسے ان بشارتوں سے نوازا جاتا ہے تو وہ ملاقاتِ الٰہی کو محبوب رکھتا ہے اور ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور اگر بندہ گمراہوں، جھٹلانے والوں میں سے ہو تو کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا اس کی مہمان نوازی ہوتی ہے، پس جب اسے اس کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اور ربّ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ [1]

دنیا میں لوٹنے کی تمنا

حضرت سیِّدُنا ابنِ جُرَیج رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے ارشاد فرمایا: جب مومن فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: ہم تمہیں دنیا میں لوٹا دیں گے۔ وہ کہتا ہے: "کیا غموں اور مصیبتوں کے گھر کی طرف لوٹاؤ گے، مجھے بارگاہ الٰہی میں لے چلو۔" اور جب کافر کو دنیا میں لوٹائے جانے کی خبر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے: میرے ربّ مجھے واپس پھیر دے شاید جو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کچھ بھلائی کما سکوں۔ [2]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا نے فرمایا: جس شخص کے پاس اتنا مال ہو جو اسے حجِ بیتُ اللہ تک پہنچا دے یا اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو اور اس نے یہ کام نہ کئے ہوں تو وہ موت کے وقت دنیا میں واپس ہونے کا سوال کرے گا۔ ایک شخص نے کہا: اے ابنِ عباس! خدا سے ڈریئے، دنیا میں پلٹنے کا سوال تو کافر کریں

---

1 ...مسند امام احمد، مسند الکوفیین، ۶/۳۵۷، حدیث: ۱۸۳۱۱

2 ...تفسیر طبری، المؤمنون، تحت الآیۃ: ۹۹، ۹/۲۴۲، حدیث: ۲۵۶۵۲

گے۔ فرمایا: میں تمہارے سامنے اس کے متعلق قرآن پڑھتا ہوں پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۟ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۟ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۟ (پ۲۸، المنٰفقون: ۹تا۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔[1]

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ جب کسی شخص کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو ہر وہ شے جمع ہو کر اس کی آنکھوں کے درمیان آجاتی ہے جو اسے حق سے باز رکھتی ہے تو اس وقت وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے: اے میرے ربّ! مجھے واپس پھیر دے جو میں چھوڑ آیا ہوں شاید اس میں کوئی بھلائی کما سکوں۔[2]

روحِ مومن نکلنے کی کیفیت

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: روحِ مومن ایک خوشبودار پھول میں نکلتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیتِ طیّبہ تلاوت کی:

فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۟ۙ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ۬ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۟ (پ۲۷، الواقعۃ: ۸۸، ۸۹)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔[3]

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو مومن

1 ...ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المنافقین، ۵/۲۰۸، حدیث: ۳۳۲۷

2 ...معجم ابن المقرئ، باب الجیم، ص۱۵۸، حدیث: ۸۶۵

3 ...تفسیر طبری، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۸۹، ۱۱/۶۶۲، حدیث: ۳۳۵۸۱

کی روح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ جنت سے پھول لاتے ہیں، انہیں حکم ہوتا ہے اس کی روح ان پھولوں میں سجا کر لے آؤ۔ اس کے برعکس جب کافر کی روح قبض کرنے لگتے ہیں تو دوزخ سے ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی روح اس میں لپیٹ کر لاؤ۔(1)

حضرت سیِّدُنا ابو عمران جَونی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن کو موت آتی ہے تو جنت سے خوشبو دار پھولوں والی ٹہنیاں لائی جاتی ہیں اور اس کی روح کو ان میں رکھا جاتا ہے۔(2)

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: مومن کی روح جنتی ریشم میں سجائی جاتی ہے۔(3)

حضرت سیِّدُنا ابو العالیہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه بیان کرتے ہیں: جو بھی مُقَرَّب بندہ دنیا سے جانے لگتا ہے اس کے پاس جنتی پھولوں کی ٹہنی لائی جاتی ہیں، وہ اسے سونگھتا ہے پھر اس کی روح قبض ہو جاتی ہے۔(4)

مومن اور کافر کا اخروی ٹھکانا

حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه اس فرمانِ باری تعالیٰ:

فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ (پ۲۷، الواقعة: ۸۸، ۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول۔

کے تحت فرماتے ہیں: یہ مومن کے لیے موت کے وقت ہے اور آخرت میں اس کے لیے جنت ہے اور اگر مرنے والا جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو تو اس کے لیے موت کے وقت یہ وعید ہے:

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿۹۴﴾ (پ۲۷، الواقعة: ۹۳، ۹۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔

اور آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔(5)

1... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المؤمن وانذار الکافر، ۵/۴۷۸، حدیث: ۲۶۵

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المؤمن وانذار الکافر، ۵/۴۷۹، حدیث: ۲۶۸

3... ذکر الموت لابن ابی الدنیا، باب کیفیة الموت وشدته، ص ۹۰، حدیث: ۱۲۰

4... تفسیر طبری، الواقعة، تحت الآیة: ۸۹، ۱۱/۶۶۶، حدیث: ۳۳۵۸۲

5... الزھد للامام احمد، زھد محمد بن سیرین، ص ۳۴۱، حدیث: ۲۰۰۰

شانِ ذُوالنُّورَین

حضرت سیِّدُنا عَدی بن حاتِم طائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا گیا اس دن میں نے یہ آواز سنی: اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّان بِرَوْحٍ وَّرَیْحَان، اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّان بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَان، اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّان بِرِضْوَانٍ وَّ غُفْرَان یعنی اے ابنِ عفان! راحت و پھول کی خوشخبری ہو، اے ابنِ عفان! رِضائے الٰہی کی خوشخبری ہو، اے ابنِ عفان! مغفرت اور جنت کی خوشخبری ہو۔ جب میں نے آواز کی سمت توجہ کی تو کسی کو بھی نہ پایا۔[1]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس فرمان باری تعالیٰ:

فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ (پ۲۷، الواقعۃ: ۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو راحت ہے اور پھول۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: خدا کی قسم! مؤمنین کو موت کے وقت یہ خوشخبری دی جاتی ہے۔[2]

مومن کو قبر میں ملنے والی پہلی خوشخبری

حضرت سیِّدُنا سَلمان فارِسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کو بوقتِ وفات سب سے پہلی خوشخبری رحمت و راحت اور چین کے باغات کی سنائی جاتی ہے اور قبر میں اسے سب سے پہلے خوشخبری یوں دی جاتی ہے کہ تمہیں رِضائے الٰہی اور جنت کی خوشخبری ہو، تم بہت اچھے آئے، جو تمہیں قبر تک چھوڑنے آئے وہ بخش دیئے گئے، جنہوں نے تمہارے حق میں گواہی دی ان کی گواہی قبول ہوئی اور جنہوں نے تمہارے لیے استغفار کیا وہ بھی قبول ہوا۔[3]

روحِ کافر قبض کرنے کی کیفیت

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا "فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۹۳﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۹۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی

❶...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۶۱۹، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۴۲

❷...درمنثور، سورۃ الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۸۹، ۸/۳۷

❸...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الاوائل، باب ما فعل و من فعلہ، ۸/۳۶۱، حدیث: ۳۱۳، دون بعض الفاظ

مہمانی کھولتاپانی۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کافر دنیا سے جانے سے پہلے اس کھولتے پانی کا پیالہ ضرور پیئے گا۔[1]

جبکہ حضرتِ سیِّدُنا ضحّاک عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جو بھی شرابی مرتا ہے اس کے چہرے پر جہنم کا کھولتا پانی ڈالا جاتا ہے۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا ابو عمران جَونی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: کفار وفجار دنیا سے پیاسے جائیں گے، اپنی قبروں میں پیاسے داخل ہوں گے، قیامت کے دن پیاسے حاضر ہوں گے اور جہنم میں پیاسے ڈالے جائیں گے۔

رب تعالیٰ کا سلام

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ مومن کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم ارشاد فرماتا ہے: اسے میرا سلام کہنا۔ جب حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں: تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے۔[3]

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں: تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: ان کے لیے ملتے وقت کی دعا سلام ہے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی جس دن وہ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے ملیں گے کیونکہ وہ جس مومن کی بھی روح قبض کرتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں۔[5]

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن کعب قُرَظی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جب مومن کی روح نکلنے کے لیے اس کے

---

1 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۲۷، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۹۳، ۱۰/ ۳۳۳۵، حدیث: ۱۸۸۱۲

2 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۲۷، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۹۳، ۱۰/ ۳۳۳۵، حدیث: ۱۸۸۱۳

3 ...ذکر الموت لابن ابی الدنیا، باب ماجاء فی تسلیم الملائکۃ...الخ، ص۱۶۳، حدیث: ۲۹۲

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب تسلیم الملائکۃ علی المؤمن، ۵/ ۴۸۹، حدیث: ۲۹۲

5 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام البراء، ۸/ ۱۹۵، حدیث: ۱

منہ میں جمع ہوتی ہے تو حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی تم پر سلام ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بطورِ دلیل یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُۙ (پ۱۴، النحل: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ محبوبِ خدا، شفیعِ روزِ جزا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے پاس جلوہ گر ہوتے ہیں تو اسے یوں سلام کرتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی تم پر سلام ہو۔ اس مکان (دنیا) سے اٹھو جسے تم نے ویران کیا اور اپنے اس گھر (جنت) کی طرف چلو جسے تم نے آباد کیا اور اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی نہ ہو تو اس سے فرماتے ہیں: اٹھ اور نکل جا! اپنے اس جہان سے جسے تو نے آباد کر رکھا تھا، اس جہان کی طرف جسے تو نے ویران کر رکھا ہے۔[2]

وقتِ موت مومن کے لئے بشارت

حضرتِ سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: مومن کو بعد وفات اولاد کے نیک ہونے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔[3]

حضرتِ سیِّدُنا ضحاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق اس فرمانِ باری تعالیٰ:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِؕ (پ۱۱، یونس: ۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی وہ مرنے سے پہلے ہی جان لیتا ہے کہ کہاں ہوگا۔[4]

---

1 ... کتاب العظمۃ، باب صفۃ ملک الموت، ص۱۵۷، حدیث: ۴۴۰

2 ... طبقات الحنابلۃ، الطبقۃ الثالثۃ، ۲/ ۱۴۵، رقم: ۶۳۷، عثمان بن عیسی الباقلانی

3 ... التذکرۃ للقرطبی، باب لا تخرج روح عبد... الخ، ص۵۴

4 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عکرمۃ، ۸/ ۲۹۳، حدیث: ۳۷

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ہر جان پر اس وقت تک دنیا سے نکلنا حرام ہے جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہے۔[1]

دنیا و آخرت میں خوشخبری سے مراد

حضرتِ سیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ دیہات کے رہنے والے ایک شخص نے حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق پوچھا:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِؕ (پ۱۱، یونس: ۶۴)

ترجمۂ کنز الایمان: انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی زندگی میں خوشخبری سے مراد وہ اچھے خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے لہٰذا ان کے ذریعے اسے دنیا میں خوشخبری دی جاتی ہے اور آخرت میں خوشخبری سے مراد مومن کو بوقت موت بشارت دینا ہے، مرتے وقت اسے کہا جائے گا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری اور تجھے قبر تک اٹھا کر لانے والوں کی مغفرت فرما دی ہے۔[2]

تین بشارتیں

حضرت سیِّدُنا مُجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد اس فرمانِ باری تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ موت کے وقت کہا جائے گا۔[3]

جبکہ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: تین بشارتیں دی جائیں گی ایک موت کے

---

1. ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ماقالوا فی البکاء، ۸/۳۲۰، حدیث: ۱۸۱
2. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المومن و انذار الکافر، ۵/۴۷۵، حدیث: ۲۵۵
3. ...الاعتقاد للبیھقی، باب الایمان بعذاب القبر...الخ، ص۲۱۹

وقت، دوسری قبر سے اٹھتے وقت اور تیسری جب آخری صور پھونکا جائے گا۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: اَلَّا تَخَافُوْا سے مراد ہے کہ موت اور آخرت کے معاملے کا ڈر نہ کرو اور وَلَا تَحْزَنُوْا سے مراد ہے کہ جو تم دنیا کے معاملات پیچھے چھوڑے جا رہے ہو ان کا غم نہ کرو یعنی اولاد، خاندان اور قرض کیونکہ ان تمام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کو تمہارا نائب بنا دے گا۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اسے موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت بشارت دی جائے گی کہ وہ جنتی ہے لہٰذا اس بشارت کی خوشی اس کے دل میں گھر کرلے گی۔[3]

مزید فرماتے ہیں: موت کے وقت مومن سے کہا جائے گا: جہاں تو جانے والا ہے اس کا خوف نہ کر۔ چنانچہ وہ بے خوف ہو جائے گا اور کہا جائے گا: دنیا اور دنیا والوں پر غمگین نہ ہو، تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔[4] پس وہ اس حال میں مرے گا کہ ربّ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کی ہوں گی۔

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے خادم حضرتِ سیِّدُنا کَثیر بن کَثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: ہر جنتی شخص پر ایک فرشتہ مقرر ہے جب اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو فرشتہ اس کے دل پر ہاتھ رکھ لیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس کا دل خوشی کے مارے اچھل کر سر سے باہر آجائے۔[5]

شانِ صدیق اکبر

حضرت سیِّدُنا سعید بن جُبَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت کی گئیں:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی

1 ...اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص ۲۶، حدیث: ۷۵

2 ...تفسیر طبری، سورۃ فصلت، تحت الآیۃ: ۳۰، ۱۱/ ۱۰۸، حدیث: ۳۰۵۳۵

3 ...جامع العلوم والحکم، تحت الحدیث: التاسع عشر، ص ۲۴۲، مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ۸/ ۲۶۲، حدیث: ۷۰

4 ...احکام القرآن للجصاص، ومن سورۃ حم السجدۃ، ۳/ ۵۰۸

5 ...صفۃ الجنۃ لابی نعیم، ذکر ما یعطون من شدۃ السرور...الخ، الجزء الثانی، ص ۱۳۵، حدیث: ۲۸۶

رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿٢٩﴾ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿٣٠﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰)

طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

تو حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: یہ کتنا اچھا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری موت کے وقت فرشتہ ضرور یہ کہے گا۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مذکورہ آیت مبارکہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جب بندۂ مومن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو جانِ مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مطمئن ہوتی ہے اور خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ بندۂ مومن سے مطمئن ہوتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسن واعظ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ مَلَکُ الموت کے ہاتھ پر نورانی خط سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ظاہر فرمائے گا پھر فرشتے کو حکم ہو گا کہ عارف کی وفات کے وقت اپنا یہ ہاتھ پھیلا دے اور لکھا ہوا اُسے دکھا دے، عارف کی روح اسے دیکھے گی تو پلک جھپکنے سے بھی زیادہ جلدی حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف پرواز کرے گی۔[3]

جبکہ مُسْنَدِ فِردوس میں حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو میری امت کے ان گناہ گاروں کی اَرواح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے جن پر جہنم واجب ہو چکا تو ارشاد فرماتا ہے: انہیں جہنم میں اتنا اتنا عرصہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جانے کی خوشخبری سناؤ۔[4]

حضرت سیِّدُنا ربیع بن ابو راشد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد[5] فرماتے ہیں: مؤمنین کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے موت کے بعد جو عزت و کرامت رکھی ہے اگر اس کی امید نہ ہوتی تو دنیا میں ہی ان کی رگیں پھٹ جاتیں اور پیٹ

1 ...تفسیر طبری، الفجر، تحت الآیۃ: ۲۷، ۱۲/ ۵۸۱، حدیث: ۳۷۲۱۳

2 ...تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفجر، تحت الآیۃ: ۲۷، ۱۰/ ۳۴۳۰، حدیث: ۱۹۲۹۴

3 ...المشیخۃ البغدادیۃ، الجزء السادس والعشرون، من فوائد ھناد، ص ۴۶، تحت الحدیث: ۴۰

4 ...فردوس الاخبار، ۱/ ۱۵۲، حدیث: ۹۸۴، عن ابن عمر

5 ... متن میں اس مقام پر "ربیع بن راشد" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ربیع بن ابو راشد" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

شَق ہو جاتے۔[1]

روزِ جمعہ دُرود پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''مَنْ صَلّٰی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَلْفَ مَرَّۃٍ عَلَیَّ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ'' یعنی جو جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا وہ مرے گا نہیں جب تک جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔[2]

نبی سے نفرت کی سزا

حضرت سیِّدُنا شَہر بن حَوشب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ (پ٦، النسآء: ١٥٩)

ترجمۂ کنز الایمان: کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ان میں سے جب کسی کی روح قبض کرتے ہیں تو قبضِ روح سے پہلے ایک فرشتہ آگ کا شُعلہ لے کر آتا اور یہودی کے چہرے اور پیٹھ پر مار کر کہتا ہے: کیا تو اقرار کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں؟ فرشتہ اسے مارتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اقرار کر لیتا ہے اور جب وہ اقرار کر لیتا ہے تو حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔[3]

موت کے وقت آنکھ کھلی رہنے کی وجہ

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، الربیع بن ابی راشد، ٥/٨٩، رقم: ٦٤٢٩

2 ...الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی اکثار الصلاۃ...الخ، ٢/٣٢٨، حدیث: ٢٢

3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ٥٥١٩، عیسی بن مریم روح اللہ، ٤٧/٥١٤

رہ جاتی ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: یہ اس وجہ سے ہے کہ اس وقت نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا قُبَیصہ بن ذُوَیب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو نگاہیں اسے تکتی رہتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا حصین عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللهِ الۡمُبِیۡن نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام جب انسان کی شہ رگ کو دباتے ہیں تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں اور وہ لوگوں سے غافل ہو جاتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللهِ الۡوَلِی نے فرمایا: جب حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام انسان کی شہ رَگ دباتے ہیں تو اس شدت کی وجہ سے انسان کی پہچاننے اور کلام کرنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے اور وہ دنیاومافیہا سے بیگانہ ہو جاتا ہے، اگر سکراتِ موت طاری نہ ہوں تو اُسے پیش آنے معاملے کی شدت کے سبب اپنے ارد گرد والوں کو تلوار مارنے لگے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عِکرِمہ رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے پوچھا گیا کہ کیا اندھا مرتے وقت حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام کو دیکھتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔[5]

حضرت سیِّدُنا زُہَیر بن محمد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللهِ الصَّمَد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام آسمان و زمین کے درمیان ایک سیڑھی پر جلوہ گر ہیں اور کچھ فرشتے ان کے قاصد ہیں، جب مرنے والے کی جان اٹک کر گلے میں آجاتی ہے اور ملک الموت عَلَیۡہِ السَّلَام اپنی سیڑھی سے دیکھتے ہیں تو اس کی آنکھ ان کی جانب اُٹھ جاتی ہے پس سب سے آخر میں آنکھ کو موت آتی ہے۔[6]

---

1 ...مسلم کتاب الجنائز، باب فی شخوص بصر المیت...الخ، ص ۴۵۹، حدیث: ۹۲۱

2 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۵۱، ابو سلمۃ بن عبد الاسد، ۳/ ۱۸۲

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵/ ۴۴۹، حدیث: ۱۷۷

4 ...المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء السابع، ۱/ ۳۶۵، حدیث: ۹۴۰

5 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، ۵/ ۴۶۱، حدیث: ۲۲۰

6 ...تفسیر بغوی، سورۃ السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۳/ ۴۳۰

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کا نیزہ

حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس ایک نیزہ ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہر جگہ پہنچتا ہے، جب کسی شخص کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو وہ اس نیزے کو اس کے سر پر مار کر فرماتے ہیں: اب تم سے مُردوں کے لشکر میں اضافہ ہو گا۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس ایک زہریلا نیزہ ہے جس کا ایک کنارہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے وہ اسی نیزے سے شہ رگ کاٹتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابن عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اس کا مرفوع ہونا قبول نہیں جبکہ حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے عِلْمِ آخرت کے کشف کے بیان میں اس پر اعتماد کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اس پر عدمِ واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اسے صرف اثرِ معاذ میں پایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: انسان کی جان اس کے ہر ہر عضو سے اس کی مقدار برابر نکلتی ہے اور جسم کی مثال اس قمیص کی سی ہے جسے انسان اتار دیتا ہے بس قمیص کو جتنا کسی چیز کا احساس ہوتا ہے اتنا ہی جسم کو بھی ہوتا ہے، اصل راحت اور تکلیف روح محسوس کرتی ہے۔[3]

...

ضمنی فصل: توبہ کے متعلق

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا(۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے

1 ... کتاب العظمة، باب صفة ملک الموت، ص۱۶۸، حدیث: ۴۷۴

2 ... تاریخ ابن عساکر، رقم: ۳۶۰۲، عبد اللہ بن نصر ابو محمد، ۳۳/۲۶۲

3 ... تفسیر عبد الرزاق، سورة الزمر، ۳/۱۳۲، حدیث: ۲۶۳۰

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ (پ۴، النساء: ۱۷، ۱۸)

رجوع کرتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ میں قریب سے مراد گناہ کرنے اور حضرت سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھنے کے درمیان کا وقت ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آخری دم تک بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: بندے کے لیے توبہ پھیلا دی گئی ہے جب تک اسے ہانکا نہ جائے پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی:

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ (پ۴، النساء: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پھر فرمایا: موت کا وقت قریب آنا ہی اسے ہانکنا ہے۔[3]

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بندے کے لیے اس وقت تک توبہ کشادہ کر دی گئی ہے جب تک نزع میں مبتلا نہ ہو جائے۔[4]

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی اس فرمانِ باری تعالیٰ:

---

1 ...تفسیر طبری، سورۃ النساء، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳/ ۶۴۲، حدیث: ۸۸۴۷

2 ...ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار، ۵/ ۳۱۷، حدیث: ۳۵۴۸

3 ...تفسیر عبد الرزاق، سورۃ النساء، ۱/ ۴۴۰، حدیث: ۵۳۰

4 ...تفسیر طبری، سورۃ النساء، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳/ ۶۴۵، حدیث: ۸۸۶۵

حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ (پ۴، النساء:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی موت کو دیکھ لے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو مجلز رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: بندے کی توبہ اس وقت تک قابلِ قبول ہے جب تک فرشتوں کو نہ دیکھ لے۔[2]

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبداللہ مُزنی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی نے فرمایا: موت کے فرشتے کے آنے تک توبہ کا در کھلا رہتا ہے جب بندہ فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے تو اس کی معرفت ختم ہو جاتی ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ بیان کرتے ہیں: میں نے پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جسے توبہ کی توفیق دی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا کیونکہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ قبولیت نشان ہے:

وَهُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِهٖ (پ۲۵، الشورٰی: ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا(ہے)۔[4]

...﴿﴾...

زہر اثر نہ کرے

یَاوَاسِعُ جس کو بچھو کاٹ لے وہ 70 بار پڑھ کر دم کرے اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ زہر اثر نہ کرے گا۔

(مدنی پنج سورہ، ص ۲۵۲)

---

1 ...تفسیر ابن ابی حاتم، پ۴، النساء، تحت الآیة: ۱۸، ۳/۹۰۰، حدیث: ۵۰۱۸

2 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵/۴۲۷، حدیث: ۱۱۵

3 ...لطائف المعارف، المجلس فی ذکر التوبة...الخ، ص ۵۷۳

4 ...نوادر الاصول، الاصل الخامس والخمسون والمائة، ۱/۲۲۵، حدیث: ۸۷۹، عن ابی ھریرة

باب نمبر16 ارواح کا نئی روح سے ملنے اور اس کے پاس جمع ہو کر سوالات کرنے کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب اَنصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات، شاہ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مہربان بندے اسے ایسے ملتے ہیں جیسے دنیا میں کسی خوشخبری دینے والے سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں: ارے دیکھو! تمہارا ساتھی شدید غموں میں تھا، اب چھٹکارا پا کر پر سکون ہوا ہے۔ پھر اس روح سے پوچھتے ہیں: فلاں نے کیا کیا؟ کیا فلانی نے شادی کر لی؟ پھر ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے، وہ روح کہتی ہے: وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا تھا۔ اب یہ مہربان بندے کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) وہ نیچا دکھانے والی گود (یعنی جہنم) میں چلا گیا، کتنی بُری گود اور کتنا بُرا اس کا گود والا، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اعمال تمہارے مرحوم رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اگر کوئی نیک کام ہوتا ہے تو وہ خوش ہو کر کہتے ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے، اس پر اپنی نعمت مکمل فرما اور حُسنِ اعمال پر اس کا خاتمہ فرما۔ یونہی گناہ گار کے اعمال دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے ایسے اعمال کی طرف لگا دے جن سے تو راضی ہو اور وہ اسے تیری بارگاہ کے قریب کر دیں۔[1]

فوت شدگان کو سلام

حضرتِ سیِّدُنا ابو لبیبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرتِ سیِّدُنا بشر بن براء بن معرور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا تو ان کی ماں بہت غمزدہ ہو گئیں اور عرض کرنے لگیں: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قبیلہ بنو سَلِمَہ میں سے آئے دن کوئی نہ کوئی شخص مرتا رہتا ہے، یہ فرمایئے کیا اَرواح آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں کیونکہ میں بشر کو سلام بھجوانا چاہتی ہوں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! ہاں وہ ایک دوسرے کو ایسے پہچانتی ہیں

1 ...معجم اوسط، ۱/۵۶، حدیث: ۱۴۸

جیسے درختوں کی بلندیوں پر پرندے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد جب بھی بنو سَلَمہ میں سے کوئی فوت ہونے لگتا تو حضرت سیِّدُنا بِشْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ اس کے پاس پہنچ جاتیں اور کہتیں: اے فلاں! تجھ پر سلام ہو۔ وہ سلام کا جواب دے لیتا تو آپ فرماتیں: میرے بیٹے بشر کو میرا سلام کہنا۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُنْکَدِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وقتِ وصال ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: بارگاہِ مصطفٰے میں میرا اسلام پیش کر دیجئے گا[2]۔[3]

حضرت سیِّدَتُنا خالدہ بنتِ عبدُ اللہ بن اُنَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ اُمُّ الْبَنِیْن بنتِ ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اپنے والد کی وفات کے آدھے مہینے بعد میرے والد حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن اُنَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئیں، اس وقت والد محترم بیمار تھے کہنے لگیں: چچا جان! میرے بابا جان کو میرا اسلام کہنا۔[4]

اَرواحِ مؤمنین کی ملاقات

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جنت سورج کے سینگوں سے لپٹ کر لٹکادی گئی ہے[5] اور ہر سال ایک مرتبہ پھیلائی جاتی ہے اور اَرواحِ مؤمنین چڑیوں کی طرح پرندوں کے پپوٹوں میں ہوتی ہیں اور باہم ایک دوسرے کو جانتی ہیں اور انہیں جنتی پھلوں سے رزق دیا جاتا ہے۔[6]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۲۵، حدیث: ۱۴

2 ... مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد2، صفحہ 460** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہاری قبر میں تشریف لائیں گے، تم سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اسی موقعہ پر میرا اسلام بھی عرض کر دینا، اس سے معلوم ہوا کہ مومن حساب و کتاب کے بعد حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض و معروض بھی کر لیتا ہے عُشّاق تو اٹھ کر فدا ہو جاتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم بَرزَخ میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہی رہو گے مجھے بھی وہاں یاد کر لینا۔

3 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیما یقال عند المریض، ۲/۱۹۲، حدیث: ۱۴۵۰

4 ...تاریخ کبیر، رقم: ۲۰۹۲، عبد اللہ بن انیس، ۴/۳۳۴

5 ... اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

6 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنۃ، باب ماذکر فی الجنۃ وما فیھا، ۸/۷۰، حدیث: ۲۵، عن عبد اللہ بن عمر

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مؤمنوں کی روحیں ایک دن کی مسافت سے ایک دوسرے سے ملتی ہیں حالانکہ دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا نہیں ہوتا۔(1)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ ایسی چیزیں دیکھتا ہے جنہیں دیکھ کر وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! ابھی روح نکل جائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے۔ جب مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے تو اَرواحِ مؤمنین اس کے پاس جمع ہو کر اپنے جاننے والوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں، جب وہ کہتی ہے: میں فلاں کو دنیا میں (اچھے حال میں) چھوڑ آئی ہوں۔ تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ کہتی ہے: فلاں کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ تو اَرواح کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا۔(2)

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مرتا ہے تو اس کی روح سے مؤمنین کی روحیں ملاقات کرتی اور پوچھتی ہیں: فلاں فلاں نے کیا کیا؟ جب وہ کہتی ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا تھا تو روحیں کہتی ہیں: اسے نیچا دکھانے والی گود (یعنی جہنم) میں لے جایا گیا پس کتنی بُری گود لینے والی اور کتنا بُرا گود والا۔(3)

مُردے کا استقبال کرنے والے

حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جُبَیْر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کی (فوت شدہ) اولاد اس کا استقبال یوں کرتی ہے جیسے کسی بچھڑے ہوئے کا کیا جاتا ہے۔(4)

حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے فوت شدہ رشتہ دار اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور وہ لوگ بھی اس سے

❶...فردوس الاخبار، ۱/۱۴۲، حدیث: ۹۱۳

❷...مسند بزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، ۱۷/۱۵۴، حدیث: ۹۷۶۰

❸...مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ القارعۃ، ۳/۳۹۱، حدیث: ۴۰۲۱

❹...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۲۶، حدیث: ۱۵

مل کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کسی مسافر کے اہلِ خانہ اس کے گھر آنے پر خوش ہوتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اہلِ قبور آپس میں یوں ملتے ہیں جیسے کسی مسافر کو لوگ ملتے ہیں۔ جب آنے والی نئی روح سے وہ کسی ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہو تو وہ کہتا ہے: کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) وہ ہماری راہ پر نہیں لایا گیا بلکہ اسے نیچا دکھانے والی گود (یعنی جہنم) میں لے جایا گیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ موت کے وقت روحوں کی ملاقات ہوتی ہے اور فوت شدہ روحیں نئی نکلنے والی روح سے پوچھتی ہیں: اپنے پیچھے کیسا معاملہ چھوڑ آئی ہو؟ اور تم پاکیزہ جسم میں تھیں یا خبیث میں؟[3]

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جب کوئی مرتا ہے تو روحیں اس سے ملاقات کر کے ایسے حال احوال پوچھتی ہیں جیسے مسافر سے پوچھا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کا کیا حال ہے؟[4]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی اسی کی مثل ایک روایت ہے البتہ اس کے آخر میں یوں ہے: یہاں تک کہ وہ روحیں گھر کی بلی کے بارے میں بھی پوچھتی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِس فرمان "روحیں مخلوط لشکر ہیں جو ان میں سے جان پہچان رکھتی ہیں وہ محبت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہ چکی ہیں وہ الگ رہتی ہیں۔"[5] کے تحت فرماتے ہیں: کہا گیا ہے کہ اس سے مراد باہمی ملاقات ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ سوئے ہوؤں اور مردوں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔[6]

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المومن وانذار الکافر، ۵/۴۷۶، حدیث: ۲۵۹

2 ...شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، فصل فی زیارۃ القبور، ۷/۲۱، حدیث: ۹۳۱۶

مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عبید بن عمیر، ۸/۲۲۹، حدیث: ۱۶

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملاقاۃ الارواح، ۵/۴۸۱، حدیث: ۲۷۳

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملاقاۃ الارواح، ۵/۴۸۲، حدیث: ۲۷۶

5 ...بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب الارواح جنود مجندۃ، ۲/۴۱۳، حدیث: ۳۳۳۶

6 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی تلاقی الارواح... الخ، ص۵۹

حضرت سیِّدُنا عُبَیْد بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر مجھے اپنے فوت شدہ اقارب سے ملنے کی امید نہ ہوتی تو میں بوجہ افسوس مر چکا ہوتا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن مَہدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا سُفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مرض میں شدت ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو گئے، مرحوم بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے ابوعبدُ اللہ! یہ گھبراہٹ کیسی؟ آپ اپنے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جارہے ہیں جس کی آپ نے 60 سال عبادت کی، اس کے لیے آپ نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور حج کئے۔ آپ غور کیجئے اگر آپ کا کسی شخص پر احسان ہو تو کیا آپ اس سے ملاقات کرنے میں خوشی محسوس نہیں کریں گے تاکہ وہ آپ کو پورا پورا بدلہ دے[2]؟ چنانچہ ان سے غم دور ہو گیا۔

عظیم ہستیاں

حضرت سیِّدُنا ابو جَعْفَر دارمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے یہ سند بیان کی اور فرمایا کہ ہم حضرت سیِّدُنا ابو نُعَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں: جب حضرتِ سیِّدُنا حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر تکلیف کی شدت ہوئی تو آپ کو کچھ گھبراہٹ ہوئی اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا: اے ابو محمد! یہ گھبراہٹ کیسی؟ ادھر جسم سے روح جدا ہو گی اُدھر آپ اپنے والدین کَرِیْمَیْن حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی و حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا ءرَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، کریم نانا جان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، پیاری نانی اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ، عظیم چچاؤں حضرت سیِّدُنا حمزہ و حضرت سیِّدُنا جعفر، اپنے ماموؤں حضرت سیِّدُنا قاسم، حضرت سیِّدُنا طیِّب، حضرت سیِّدُنا طاہر اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم اور مقدس خالاؤں حضرت سیِّدَتُنا رُقَیَّہ، حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کُلْثُوم اور حضرت سیِّدَتُنا زینب عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے جاملیں گے۔ یہ سنتے ہی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی ساری گھبراہٹ کافور ہو گئی۔[3]

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملاقاۃ الارواح، ۵/ ۴۸۳، تحت الحدیث: ۲۷۶

2 ...عبادت کر کے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر احسان نہیں کرتا یہ گفتگو بطورِ مثال سمجھانے کے لئے ہے کہ جس طرح کسی پر کوئی احسان کیا جائے تو وہ احسان کا پورا پورا بدلہ دیتا ہے اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و کرم سے بندے کو عمل کی پوری پوری جزا دیتا ہے۔

3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۱۳۸۳، الحسن بن علی بن ابی طالب، ۱۳/ ۲۸۶

امیر المؤمنین کا استقبال

حضرت سیِّدُنالَیث بن سَعد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاَحَد فرماتے ہیں: ایک شامی شخص شہید ہوگیا تو وہ ہر جمعہ کی رات اپنے والد کے خواب میں آتا اور وہ اپنے بیٹے سے گفتگو کرتے اور انسیت پاتے لیکن ایک جمعہ کی رات خواب میں نہ آیا اور پھر اگلے جمعہ کی رات آیا تو والد نے کہا: بیٹا تم نے نہ آکر مجھے غمگین کر دیا تھا اور مجھے تم سے جدائی کا خوف ہونے لگا تھا۔ بیٹے نے عرض کی: تمام شُہدا کو حکم دیا گیا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ العَزِیز سے ملاقات کرو لہٰذا ہم وہاں مصروف تھے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ العَزِیز کا وصال ہوا۔[1]

دو مومن اور دو کافر دوست

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: دو مومن دوست تھے اور دو کافر دوست تھے، مؤمنوں میں سے ایک فوت ہوگیا اور اسے جنت کی بشارت دی گئی تو اسے اپنے مومن دوست کی یاد آئی، اس نے بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کی: اے مولیٰ! میرا فلاں دوست مجھے تیری اور تیرے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کا حکم دیتا، نیکیوں کی ترغیب دلاتا، بُرائی سے منع کرتا اور مجھے بتاتا رہتا تھا کہ مجھے تجھ سے ضرور ملنا ہے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے بعد اس کو ہرگز گمراہ نہ کرنا یہاں تک کہ تو اسے بھی وہ دکھائے جو مجھے دکھایا ہے اور اس سے راضی ہو جانا جیسا تو مجھ سے راضی ہوا ہے۔ پھر دوسرے مومن کا بھی انتقال ہوا تو دونوں کی روحیں ایک ساتھ کر دی گئیں اور حکم ہوا کہ تم ایک دوسرے کی تعریف کرو۔ چنانچہ دونوں نے ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہوئے کہا: کتنا اچھا بھائی، کتنا اچھا رفیق، اور کتنا اچھا دوست ہے۔ اس کے برعکس جب کافر دوستوں میں سے ایک مر گیا اور اسے جہنم کی خبر دی گئی تو وہ اپنے بدکار دوست کو یاد کرکے کہنے لگا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا دوست مجھے تیری اور تیرے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کا حکم دیتا، بُرائی کا حکم کرتا، بھلائی سے روکتا اور بتاتا تھا کہ میں نے تجھ سے کبھی نہیں ملنا۔ اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو اس کو میرے بعد کبھی ہدایت نہ دینا، جب تک تو اسے وہ نہ دکھا دے جو مجھے دکھایا ہے اور تو اس پر

1 ...حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/ ۳۷۵، رقم: ۷۴۵۹

اسی طرح ناراض رہنا جس طرح تو مجھ سے ناراض ہوا، جب دوسرا بھی مر جاتا ہے تو دونوں کی روحوں کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے: اب ہر ایک دوسرے کا حال بیان کرے۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں: تو کتنا بُرا بھائی اور کتنا بُرا ساتھی ہے۔[1]

...۞...

باب نمبر 17 مُردے کا غسّال کو پہچاننے اور لوگوں کی گفتگو سننے کا بیان

حضرت سیّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردہ اپنے غسل دینے والوں، جنازہ اٹھانے والوں، کفن دینے والوں اور قبر میں اُتارنے والوں کو پہچانتا ہے۔[2]

حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردہ اپنے غسل دینے والوں کو پہچانتا ہے اور اگر اسے راحت و پھول اور چین کے باغات کی خوشخبری دی گئی ہو تو جنازہ اٹھا کر چلنے والوں کو قسم دے کر کہتا ہے کہ "جلدی چلو۔" اور اگر کھولتے پانی اور بھڑکتی آگ کی خبر دی گئی ہو تو انہیں رُک جانے کی قسم دیتا ہے۔[3]

حضرت سیّدُنا مُجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد نے فرمایا: فرشتہ جب بندے کی روح قبض کر لیتا ہے تو مردہ غسل دینے، جنازہ اٹھانے حتّٰی کہ قبر میں پہنچائے جانے تک کے تمام اَحوال دیکھ رہا ہوتا ہے۔[4]

حضرت سیّدُنا عبدُ الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو فرشتہ اسے بھی وہاں چھوڑ دیتا ہے۔[5]

1 ...شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار، ۷/۵۶، حدیث: ۹۴۴۳
2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۸، حدیث: ۶
3 ...اھوال القبور، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص۷۸
4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/۴۸۴، حدیث: ۲۷۹
5 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، عبد الرحمٰن بن ابی لیلی، ۸/۲۲۲، حدیث: ۱

حضرتِ سیِّدُنا عَمْرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جو بھی مر جاتا ہے اس کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے جسم کو کیسے غسل دیا جارہا ہے، کیسے کفن دیا جارہا ہے اور اسے کیسے لے جایا جارہا ہے اور جب وہ شخص اپنی چارپائی پر ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سن۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے فرمایا: ہر مرنے والا جانتا ہے کہ اس کے پیچھے خاندان میں کیا ہوتا ہے اور وہ انہیں خود کو غسل و کفن دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبدُ اللہ مُزَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بھی کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی روح حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے ہاتھ میں ہوتی ہے، لوگ اسے غسل و کفن دے رہے ہوتے ہیں اور وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے اہل خانہ اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں، اگر وہ بات کرنے پر قادر ہوتا تو انہیں رونے دھونے اور واویلا کرنے سے ضرور منع کرتا۔[3]

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: مردہ ہر ہر چیز کو جانتا پہچانتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے غسل دینے والے کو قسم دے کر کہتا ہے: تمہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا واسطہ! مجھے آرام سے غسل دو اور جب وہ چارپائی پر ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سن۔[4]

حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: انسان کی روح فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے اور جسم کو غسل دیا جارہا ہوتا ہے اور فرشتہ قبر تک ساتھ چلتا ہے، جب قبر برابر کر دی جاتی ہے تو وہ اس میں داخل ہو کر مردے سے خطاب کرتا ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: روح ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے قبضے میں ہوتی ہے اور جسم

---

1. ...حلیۃ الاولیاء، عمرو بن دینار، ۳/ ۴۰۰، رقم: ۴۴۱۱
2. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/ ۴۸۶، حدیث: ۲۸۵
3. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/ ۴۸۴، حدیث: ۲۷۷
4. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/ ۴۸۶، حدیث: ۲۸۳
5. ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۱۹، حدیث: ۷

کو الٹ پلٹ کیا جارہا ہوتا ہے جب لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام ان کے پیچھے چلتے ہیں جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ روح کو بھی اس میں رکھ دیتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: روح ایک فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے جو جنازے کے ساتھ چلتا ہے اور مردے سے کہتا ہے: اپنے بارے میں لوگوں کی باتیں سن، جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو فرشتہ روح کو اس کے ساتھ دفن کر دیتا ہے۔[2]

ابن ابو نجیح[3] کا بیان ہے کہ جو بھی مر جاتا ہے اس کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے جسم کو کیسے غسل دیا جارہا ہے، کیسے کفن دیا جارہا ہے اور اسے کیسے لے جایا جارہا ہے، پھر اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو وہ قبر میں بیٹھ جاتا ہے۔[4]

کیا مردے سنتے ہیں؟

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، شہنشاہِ اَبرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مقتولینِ بدر کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے کو پورا پالیا جب کہ میں نے تو اپنے رب کے سچے وعدے کو پایا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرمارہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں؟ ارشاد فرمایا: جو میں نے کہا ہے وہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔[5]

حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن مرزوق[6] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ایک عورت مدینہ منورہ میں مسجد کی

1... اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص ۵۳، حدیث: ۴۵

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/۴۸۶، حدیث: ۲۸۴

3... متن میں اس مقام پر "ابو نجیح" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابن ابو نجیح" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، ۵/۴۸۵، حدیث: ۲۸۲

5... مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ، ص ۱۵۳۶، حدیث: ۲۸۷۳

سنن کبری للنسائی، کتاب، الجنائز، باب ارواح المومنین، ۱/۶۶۵، حدیث: ۲۲۰۱، ۲۲۰۳

6... متن میں اس مقام پر "عبید بن مرزوق" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "عُبَیْدُ اللہ بن مرزوق" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

صفائی کرتی تھی، وہ وفات پا گئی مگر حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر نہ دی گئی، ایک دن آپ کا گزر اس کی قبر کے قریب سے ہوا تو پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کی گئی: اُمِّ مِحْجَن کی۔ ارشاد فرمایا: وہی مسجد کا کام کرنے والی؟ عرض کی گئی: جی ہاں۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لوگوں کی صف بنائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اس سے ارشاد فرمایا: تو نے کون سا عمل بہتر پایا؟ صحابۂ کرام نے عرض کی: کیا یہ سن سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ تم سے زیادہ سنتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اس نے جواب دیا ہے کہ "مسجد کی صفائی کرنا۔"[1]

مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب لوگ جنازے کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: جلدی چلو۔ اور اگر بُرا ہوتا ہے تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لیے جاتے ہو۔ انسان کے علاوہ ہر شے اس کی آواز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو یقیناً بے ہوش ہو جائے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنازے کو جلدی جلدی لے چلو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو خیر کی طرف اسے بڑھا دو اور اگر نیک نہیں ہے تو اس بُرائی کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دو۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم دیا کہ مردے کو جلدی قبر تک پہنچا دو کیونکہ یہ وہ ٹھکانا ہے جس سے کسی کو فرار نہیں لہٰذا اسے جلدی وہاں لے چلو تاکہ وہ اپنا اچھا بُرا دیکھ لے۔

حضرت سیِّدُنا بکر مُزنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ میت قبرستان میں جلد پہنچنے پر خوش ہوتی ہے۔[4]

---

1 ...الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، باب الترغیب فی تنظیف المساجد...الخ، ۱/۱۲۲، حدیث: ۴

2 ...بخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازۃ، ۱/۴۴۴، حدیث: ۱۳۱۴، ۱۳۱۶

3 ...بخاری، کتاب الجنائز، باب السرعۃ بالجنازۃ، ۱/۴۴۴، حدیث: ۱۳۱۵

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب دفن المیت وتحسین کفنہ، ۵/۴۹۸، حدیث: ۳۱۴

اہلِ خانہ پر میت کا ایک حق

حضرت سیِّدُنا ایوب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: منقول ہے کہ اہْلِ خانہ پر میت کا ایک حق یہ ہے کہ اسے قبر تک جلد پہنچا دیں۔[1]

مُردے کی پکار

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مردے کو چارپائی پر رکھ کر لوگ تین قدم چلتے ہیں تو وہ کلام کرتا ہے جسے انسانوں اور جنوں کے سوا ہر وہ مخلوق سنتی ہے جسے ربّ تعالٰی سنانا چاہے، مردہ کہتا ہے: اے بھائیو! اے میری نعش کو اٹھا کر لے جانے والو! دنیا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جیسے مجھے دھوکے میں ڈالا اور زمانہ تم سے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلا، جو کچھ میرے پاس تھا وارثوں کے لیے چھوڑ دیا جبکہ فیصلہ کرنے والا (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) قیامت کے دن مجھ سے حساب اور بدلہ لے گا اور تم بھی میری طرح ہو اور مجھے چھوڑے جا رہے ہو۔[2]

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب مردے کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ پکار کر کہتا ہے: اے میرے گھر والو! اے میرے پڑوسیو! اے میرا جنازہ اٹھانے والو! دنیا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جیسے مجھے دھوکے میں ڈالا اور تم سے نہ کھیلے جیسا اس نے مجھ سے کھیلا، یقیناً میرے اہْلِ خانہ میرے بوجھ (گناہوں) سے کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو محمد بخاری[4] عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: میں ایک مردے کو غسل دے رہا تھا کہ اس نے اچانک آنکھیں کھولیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو محمد! اس اَکھاڑے کے لیے اچھی تیاری کر لو۔[5]

---

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب دفن المیت وتحسین کفنہ، ۵/۴۹۸، حدیث: ۳۱۳

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، باب الموعظۃ بالجنازۃ والاعتبار بہا، ۶/۶۱، حدیث: ۲۵

3 ... الزھد للامام احمد، زھد عائشۃ، ص۱۸۶، حدیث: ۹۲۰

4 ... متن میں اس مقام پر "ابو محمد بن نجار" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابو محمد بخاری" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

5 ... طبقات حنابلۃ، رقم: ۶۱۴، ابراھیم بن احمد بن عمر، ۲/۱۲۰

باب نمبر18

جنازے میں فرشتوں کے چلنے اور گفتگو کرنے کا بیان

حضرت سیِّدُنا اِبنِ غَفَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: فرشتے جنازے کے آگے آگے چلتے ہیں اور کہتے ہیں: اِس شخص نے آگے کیا بھیجا۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں: اس نے پیچھے کیا چھوڑا؟[1]

جنازے میں فرشتوں کی شرکت

حضرت سیِّدُنا ابو جلد[2] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام نے ربّ تعالیٰ سے عرض کی: الٰہی! جو تیری رضا کے لیے جنازے کے ساتھ چلے اس کا کیا اجر ہے؟ ارشاد ہوا: جس دن وہ مرے گا میرے فرشتے اس کے ساتھ چلیں گے اور میں روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت بھیجوں گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: الٰہی! جو تیری رضا کی خاطر قبر تک جنازے کے ساتھ جائے اس کی جزا کیا ہے؟ ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے فرشتے اس کے ساتھ چلیں گے اور روحوں کے مابین اس کی روح پر درود پڑھیں گے۔[4]

نوری اور خاکی مخلوق کی سوچ میں فرق

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اس نے آگے کیا بھیجا۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں: اس نے پیچھے کیا چھوڑا۔[5]

1 ... صفۃ الصفوۃ، رقم: ۳۷۸، سوید بن غفلۃ، جزء ۳، ۲/۱۳

2 ... متن میں اس مقام پر "ابو خالد" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابو جلد" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3 ... الزھد لابن المبارک، باب توبۃ داود وذکر الانبیاء، ص ۱۶۴، حدیث: ۴۷۷

4 ... مختصر تاریخ دمشق، ۸/ ۱۲۵، رقم: ۷۰، داود نبی اللہ

5 ... شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/۳۲۸، حدیث: ۱۰۴۷۵

مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی ھریرۃ، ۸/۱۸۷، حدیث: ۸

باب نمبر19 وفاتِ مومن پر زمین وآسمان کے رونے کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پ۲۵،الدخان:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان پر آسمان وزمین نہ روئے۔

مومن کی موت پر رونے والے دروازے

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کے دو آسمانی دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عملِ بلند ہوتا ہے اور دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اُترتا ہے، جب مومن مرتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔(1)

مومن پر رونے والا زمین کا حصہ

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے اس فرمانِ باری تعالیٰ:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پ۲۵،الدخان:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان پر آسمان وزمین نہ روئے۔

کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا زمین وآسمان بھی کسی پر روتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، کیونکہ مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کے لیے آسمان میں دروازہ نہ ہو، اسی سے اس کا رزق اترتا ہے اور اسی سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے، پس جب مومن وفات پاتا ہے تو آسمان میں اس کا وہ دروازہ بند کر دیا جاتا ہے جس سے اس کا عمل بلند ہوتا اور رزق اُترتا تھا، چنانچہ وہ دروازہ اس پر روتا ہے اور اس کے بچھڑنے پر زمین کا وہ حصہ روتا ہے جہاں وہ مومن نماز پڑھتا اور ذکرِ الٰہی کرتا تھا اور قومِ فرعون کے زمین پر کوئی بھی نیک آثار نہیں تھے اور نہ ہی ان کی طرف سے بارگاہِ الٰہی میں کوئی بھلائی پہنچی تھی لہٰذا ان پر آسمان وزمین نہیں روئے۔(2)

حضرت سیِّدُنا شُرَیح بن عُبَید حَضْرَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مومن حالتِ سفر میں انتقال کر جائے جہاں اس پر رونے والے نہ ہوں تو اس

(1)...ترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ الدخان، ۵/۱۷۱، حدیث: ۳۲۶۶
حلیۃ الاولیاء، یزید بن ابان، ۳/۶۲، حدیث: ۳۱۷۰

(2)...تفسیر طبری، سورۃ الدخان، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۱/۲۳۷، حدیث: ۳۱۱۲۲

پر زمین وآسمان روتے ہیں پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مقدسہ تلاوت فرمائی:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پ۲۵، الدخان: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان پر آسمان وزمین نہ روئے۔

پھر ارشاد فرمایا: زمین وآسمان کافر پر نہیں روتے۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد نے فرمایا: ہر مومن کی موت پر زمین 40 دن روتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عطا خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: بندہ زمین کے جس ٹکڑے پر بھی سجدہ کرتا ہے وہ قیامت میں اس کی گواہی دے گا اور جس دن وہ مرتا ہے زمین کا ٹکڑا اس پر روتا ہے۔[3]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: جب مومن کا وصال ہوتا ہے تو زمین میں اس کی جائے نماز اور آسمان میں اس کا عمل چڑھنے کا دروازہ اس پر روتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیتِ طیبہ تلاوت فرمائی:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پ۲۵، الدخان: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان پر آسمان وزمین نہ روئے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: زمین 40 دن تک مومن پر روتی ہے۔[5]

آسمان وزمین کیوں روتے ہیں؟

سلیمان بن عبدُ الملک کے دربان حضرت سیِّدُنا اَبُو عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ جب مومن بندہ مرتا ہے تو زمین کے مختلف گوشے پکار اُٹھتے ہیں: اے اللہ مومن بندہ فوت ہوگیا، پس آسمان وزمین اس پر روتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان دونوں سے ارشاد فرماتا ہے: تم میرے بندے پر کس وجہ سے روئے؟ وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! وہ بندہ ہمارے جس گوشے سے بھی گزرا تیرا ذکر کرتے ہوئے گزرا۔[6]

1 ...تفسیر طبری، سورۃ الدخان، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۱/۲۳۸، حدیث: ۳۱۱۲۹

2 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام مجاھد، ۸/۲۸۷، حدیث: ۱۹

3 ...الزھد لابن المبارک، باب فخر الارض بعضھا علی بعض، ص ۱۱۵، حدیث: ۳۴۰

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بکاء السماء والارض، ۵/۴۸۷، حدیث: ۲۸۷

5 ...الزھد لوکیع، باب فضل المؤمن، ص ۳۰۹، حدیث: ۸۳

6 ...الزھد لابن المبارک مارواہ نعیم بن حماد، باب ما یبشر بہ المیت عند الموت، وثناء الملکین علیہ، ص ۴۱، حدیث: ۱۶۱

حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: زمین کسی پر محبت کی وجہ سے روتی ہے اور کسی پر افسوس کے سبب، محبت کی وجہ سے اس پر روتی ہے جو زمین پر ربّ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تھا اور بطورِ افسوس اس پر روتی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آسمان و زمین مومن پر روتے ہیں، آسمان کہتا ہے: اس کی بھلائی مسلسل آتی رہتی تھی اور زمین کہتی ہے: یہ مجھ پر مسلسل بھلائی کرتا رہتا تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ضحّاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: نیک مومن کی وفات پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اس کی عبادت کے نشانات ہوتے ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے عملِ خیر بلند ہوتا تھا۔[3]

آسمان کے رونے کی دلیل

حضرت سیِّدُنا عطا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: آسمان کا رونا اُس کے کناروں کا سرخ ہونا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: آسمان کی سرخی اس کا رونا ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ آسمان کی یہ سرخی وفاتِ مومن پر اس کے رونے کی وجہ سے ہے۔[6]

فرشتوں کو رونے کا حکم

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی مومن کو بحالتِ سفر وفات دیتا ہے تو اس کی تنہائی کی وجہ سے رحمت کرتے ہوئے اسے عذاب نہیں دیتا اور فرشتوں کو اُس پر رونے کا حکم دیتا ہے کیونکہ اُس کے رونے والے دُور ہوتے ہیں۔[7]

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب شھادات، ۵/۵۷۷، حدیث: ۵۸۰

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب شھادات، ۵/۵۷۷، حدیث: ۵۷۹

3 ...تفسیر طبری، سورۃ الدخان، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۱/۲۳۸، حدیث: ۳۱۱۳۲

4 ...تفسیر طبری، سورۃ الدخان، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۱/۲۳۷، حدیث: ۳۱۱۲۱

5 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بکاء السماء والارض، ۵/۴۸۸، حدیث: ۲۸۹

6 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بکاء السماء والارض، ۵/۴۸۸، حدیث: ۲۹۰

7 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب شھادات، ۵/۵۷۷، حدیث: ۵۷۸

باب نمبر 20

جس مٹی سے تخلیق ہوئی وہیں دفن ہونے کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں ایک جگہ سے گزرے تو چند لوگوں کو قبر کھودتے ملاحظہ فرمایا، دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک حبشی یہاں آکر فوت ہو گیا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس (حبشی) کو اس کی اپنی زمین (حبشہ) سے نکال کر اس مٹی تک لایا جس سے یہ پیدا کیا گیا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ایک حبشی مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا تو سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس مٹی سے پیدا ہوا اسی میں دفن ہوا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم قبر کھود رہے تھے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری ہوئی اور ارشاد فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: اس حبشی مردے کے لیے قبر کھود رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کی موت اسے اسی کی مٹی تک لے آئی۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہر مدینہ کے اَطراف میں دورہ فرمارہے تھے کہ ایک کھدی ہوئی قبر سامنے آگئی آپ اس کے پاس جا کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ کس کے لیے ہے؟ بتایا گیا کہ ایک حبشی شخص کی ہے۔ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اِسے اپنی زمین و آسمان سے لا کر اسی مٹی میں دفنایا گیا جس سے یہ پیدا ہوا تھا۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر نومولود پر اس کی قبر کی مٹی سے تھوڑا سا حصہ چھڑکا جاتا ہے۔[5]

1. ...مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب کل احد یدفن فی التربۃ التی خلق منھا، ۳/۱۵۷، حدیث: ۴۲۲۶
2. ...مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب کل احد یدفن فی التربۃ التی خلق منھا، ۳/۱۵۸، حدیث: ۴۲۲۸
3. ...معجم اوسط، ۴/۳۶، حدیث: ۵۱۲۶
4. ...نوادر الاصول، الاصل الثانی والخمسون، ۱/۲۱۳، حدیث: ۳۰۵
5. ...حلیۃ الاولیاء، محمد بن سیرین، ۲/۳۱۸، حدیث: ۲۳۸۹

رحم پر مقرر فرشتہ

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: رحم پر مقرر فرشتہ رحم سے نطفے کو لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھتا اور عرض کرتا ہے: اے باری تعالیٰ! اسے پیدا کیا جائے گا یا نہیں؟ اگر ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے کہ پیدا کیا جائے گا تو فرشتہ عرض کرتا ہے: الٰہی! اس کا رزق کیا ہے؟ باقیات کیا ہیں؟ موت کا وقت کیا ہے؟ اور عمل کیا ہے؟ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لوحِ محفوظ میں دیکھو۔ وہ فرشتہ لوحِ محفوظ میں دیکھتا ہے تو اس میں اس کا رزق، باقیات، موت اور عمل سب جان لیتا ہے پھر اس کے جائے مدفن کی مٹی لے کر نطفے کو اس میں گوندھتا ہے ربّ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (پ۱۶، طٰہٰ: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ہلال بن یَساف عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ہر پیدا ہونے والے کی ناف میں اس کے جائے مدفن کی مٹی ہوتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا مطر بن عکامس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کو جب کسی جگہ وفات دینے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس جگہ بندے کی کوئی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔[3]

مولا! یہ تیری امانت ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی موت جس زمین میں ہونا ہوتی ہے وہاں اس کے لیے کوئی حاجت پیدا کر دی جاتی ہے، چنانچہ وہ وہاں جاتا ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے، قیامت کے دن زمین عرض

1 ...نوادر الاصول، الاصل الثانی والخمسون، ۱/۲۱۳، تحت الحدیث: ۳۰۵

2 ...المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الثانی، ۱/۱۰۷، حدیث: ۱۹۱

3 ...ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان النفس تموت حیث ما کتب لھا، ۴/۵۸، حدیث: ۲۱۵۳

کرے گی: مولا! یہ تیری امانت ہے۔[1]

نطفے سے گفتگو

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: نُطفہ جب رحم میں قرار پکڑ لیتا ہے تو فرشتہ اسے اپنی ہتھیلی میں اٹھا کر عرض کرتا ہے: یاالٰہی! اس نے پیدا ہونا ہے یا نہیں؟ اگر فرمایا جائے کہ نہیں ہونا تو اس کے لیے کوئی روح نہیں ہوتی اور رحم اسے خون کی صورت میں باہر ڈال دیتا ہے اور اگر فرمایا جائے کہ پیدا ہونا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے: یہ مذکر ہے یا مونث؟ خوش بخت ہے یا بدبخت؟ اس نے مرنا کب ہے؟ باقیات کیا ہیں؟ رزق کیا ہے؟ اور کس جگہ مرے گا؟ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لوحِ محفوظ کو دیکھو اس میں تمہیں اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔ اس نطفے سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: **اللہ**۔ پھر پوچھا جاتا ہے: تجھے رزق دینے والا کون ہے؟ وہ کہتا ہے: **اللہ**۔ چنانچہ وہ پیدا کیا جاتا ہے اور اپنے اَہلِ خانہ میں زندگی بسر کرتا ہے، اپنا رزق کھاتا ہے، اپنی باقیات چھوڑتا ہے اور جب اس کی موت آتی ہے تو مر جاتا ہے اور اسی جگہ دفن کر دیا جاتا ہے۔[2]

دنیا و آخرت میں نفع مند اور نقصان دہ پڑوسی

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَاَذّٰى بِجَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَاَذّٰى الْحَيُّ بِجَارِ السُّوْءِ یعنی تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مُردے کو بھی بُرے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَاَذّٰى بِجَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَاَذّٰى

1 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب اذا اراد اللّٰہ قبض عبد...الخ، ۱/۶۹۷، حدیث: ۱۳۹۸

2 ...نوادر الاصول، الاصل الثانی والخمسون، ۱/۲۱۴، حدیث: ۳۰۷

3 ...حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، ۶/۳۹۰، حدیث: ۹۰۴۲

اَلْحَیُّ بِجَارِ السُّوْءِ یعنی تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مُردے کو بھی بُرے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے۔[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ہمیں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ ہم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے بیچ دفن کریں کیونکہ زندوں کی طرح مردوں کو بھی بُرے پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے اچھا کفن دو، اس کی وصیت جلد پوری کرو، اس کے لیے قبر گہری کھودو اور اسے بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا نیک پڑوسی آخرت میں بھی نفع دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: کیا دنیا میں نفع دیتا ہے؟ عرض کی گئی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اور چِلاّ چِلاّ کر، ان کی خوبیاں بیان کر کے، وصیت پوری کرنے میں تاخیر کر کے اور قطع رحمی کے سبب انہیں تکلیف مت دو، ان کا قرض ادا کرنے میں جلدی کرو اور اسے بُرے پڑوسیوں سے بچاؤ۔[4]

نیک پڑوسی کی برکت

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن نافع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو بعدِ دفن اسے کسی نے خواب میں جہنم میں دیکھا جس سے وہ غمگین ہو گیا، پھر سات یا آٹھ دن بعد اسی شخص نے اسے جنت میں دیکھا تو اِس کا سبب پوچھا، مرنے والے نے بتایا کہ ہمارے ساتھ ایک نیک شخص کو دفن کیا

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۷۴۷۳، المظفر بن الحسن بن المھند، ۵۸/۳۷۷

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۲۹۵، عبد المؤمن بن خلف، ۳۷/۱۹۷

3 ...التذکرة للقرطبی، باب یختار للمیت قوم صالحون، ص ۹۴

4 ...فردوس الاخبار، ۱/۶۶، حدیث: ۳۱۷

گیا تو اس نے اپنے 40 پڑوسیوں کی شفاعت کی جن میں، میں بھی شامل تھا۔[1]

زمین کا بہترین اور بدترین حصہ

حضرت سیِّدُنا مُعاویہ بن صالح رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْعَزِیْز کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر گہری نہ کھودنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر والا اور بدترین حصہ نیچے والا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مُہاجِر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَادِر فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْعَزِیْز کے بھائی حضرت سیِّدُنا سَہل بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْعَزِیْز کا انتقال ہوا تو امیر المؤمنین نے مجھے قبر کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا: اپنے قد یا پھر کاندھوں کے برابر تک کھودنا، زیادہ گہری نہ کرنا کیونکہ زمین کا اوپر اس کے نیچے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔[3]

قبرستان کی روشنی اور تاریکی

حضرت سیِّدُنا عبدُ الله بن عُمَر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن مرتا ہے تو اس کی موت سے قبرستان جگمگا اٹھتا ہے اور اس کا ہر ٹکڑا یہ خواہش کرتا ہے کہ اسے میرے اندر دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو قبرستان میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور اس کا ہر ٹکڑا خدا کی پناہ مانگتا ہے کہ اسے اس کے اندر دفن نہ کیا جائے۔[4]

زیادہ مہربان فرشتے

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد الله اَسَدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبدُ الصَّمَد بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کے اہلِ خانہ میں سے کسی شخص کے جنازے میں شریک ہوا تو وہ لوگوں کو جلدی کرنے پر

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۶، حدیث: ۱۳۹

2 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۹۹۵، عُمَرُ بنُ عبد العزیز، ۵/ ۳۲۰

3 ...مختصر تاریخ دمشق، ۱۰/ ۲۲۳، رقم: ۱۲۹، سھل بن عبد العزیز بن مروان

4 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۸۳۰۴، یزید بن عبد الله بن ابی یزید، ۶۵/ ۲۷۷، حدیث: ۱۳۲۷۴

ابھار رہے تھے اور فرمار ہے تھے: شام ہونے سے پہلے اِسے راحت پہنچاؤ۔ پوچھا گیا: کیا اس بارے میں آپ کے پاس کوئی روایت ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ میرے والد نے میرے دادا حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ مہربان ہیں۔[1]

فائدہ

حضرت سیِّدُنا سفیان بن وَہب خَولانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہمراہ پہاڑ کے دامن میں چل رہے تھے، (والیِ مصر) مُقَوقَس بھی ہمارے ساتھ تھا، حضرت سیِّدُنا عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے فرمایا: مقوقس! تمہارے ملک کے پہاڑ ملک شام کے پہاڑوں کی طرح گنجے کیوں ہیں؟ ان پر ہریالی ہے نہ کوئی درخت؟ اس نے عرض کی: یہ تو میں نہیں جانتا البتہ یہاں والوں کو خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے دریائے نیل کے ذریعے ان پہاڑوں سے بے پروا کر دیا ہے۔ لیکن اس پہاڑ کے نیچے ایک ایسی چیز ہے جو اس نیل سے بھی بہتر ہے۔ پوچھا: وہ کیا؟ مُقَوقَس نے کہا: وہ یہ کہ اس کے نیچے ایسے لوگ دفن کئے جائیں گے جن پر قیامت کے روز حساب کتاب نہ ہو گا۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دعا مانگی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔

حضرت سیِّدُنا حَرمَلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے وہاں پر حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر دیکھی ہے اور وہیں حضرت سیِّدُنا ابو نَضرہ غِفاری اور حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی قبریں ہیں۔[2]

کالے سانپ کا طوق یا زنجیروں کی آواز

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے، پھر ایک کپڑا منگوا کر قبر پر پھیلا دیا اور ارشاد فرمایا: قبر میں مت جھانکنا

1 ...ناسخ الحدیث ومنسوخہ لابن شاھین، کتاب الجنائز، باب فی دفن اللیل، ص۳۷۹، حدیث: ۳۱۷

2 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۷۲۶، عقبۃ بن عامر بن عبس، ۴۰/ ۵۰۲

کیونکہ یہ امانت ہے۔ ہوسکتا ہے گرہ کُھلے تو اس کی گردن میں کالے سانپ کا طوق نظر آئے یا اُسے جکڑنے کا حکم دیا گیا ہو تو زنجیروں کی آواز سنائی دے۔[1]

اپنے مردوں کو بھول جاؤ

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جنازے کے ساتھ چلنے والوں پر خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے، لوگ قبر تک غم میں مبتلا رہتے ہیں اور جب مردے کو قبر کے سپرد کر کے لوٹتے ہیں تو فرشتہ ایک مٹھی مٹی اٹھا کر ان پر پھینک کر کہتا ہے: جاؤ اپنی دنیا کی طرف، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں تمہارا مردہ بُھلا دے۔ چنانچہ لوگ اپنے مردے کو بھول کر اپنی خرید و فروخت میں مشغول ہو جاتے ہیں، گویا نہ ان کا اس سے کوئی تعلق ہے نہ اس کا ان سے کوئی تعلق تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک فرشتہ قبروں پر مقرر ہے، میت کو دفن کر کے مٹی برابر کی جاتی ہے اور لوگ واپس جانے کے لیے پلٹتے ہیں تو وہ فرشتہ مٹی کی ایک مٹھی بھر کے ان پر پھینکتا ہے اور کہتا ہے: جاؤ اپنی دنیا کی طرف اور اپنے مردوں کو بھول جاؤ۔[3]

درد سر دور ہو

یامُجِیْبُ جو کوئی 3 بار پڑھ کر دم کرے گا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ درد سر دور ہو گا۔

(مدنی پنج سورہ، ص ۲۵۲)

---

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب بسط الثوب علی القبر عند الدفن، ص ۷۵

اخرجہ ابن الجوزی فی الموضوعات، ۳/ ۲۳۵، فیہ: ابراھیم بن ھدبۃ کذاب

2 ...فردوس الاخبار، ۱/ ۱۴۲، حدیث: ۹۰۹

3 ...فردوس الاخبار، ۴/ ۱۶۶، حدیث: ۶۵۱۷

باب نمبر 21 بوقتِ تدفین پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: جب جنازہ قبر کے پاس پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ قبر کے کنارے کھڑے ہو جاؤ اور جب میت کو قبر میں اتارا جائے تو تم یوں کہو: بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ، خَلَّفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَھْرِہٖ، فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَلَّفَ، فَاِنَّكَ قُلْتَ: مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اور رسولِ خدا کے دین پر اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا بندہ تیرے پاس حاضر ہوتا ہے اور تو بہترین مہمان نوازی فرمانے والا ہے، یہ دنیا کو اپنے پسِ پُشت چھوڑ آیا ہے، اس کے آنے والے پیچھے چھوڑے ہوئے سے بہتر فرما دے کیونکہ تیرا فرمان ہے: ”جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے بھلا۔“[1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے روکے مت رکھو بلکہ اسے اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ اور اس کے سر کی جانب کلام پاک کی ابتدائی آیات اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھو۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن علاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے میرے والدِ گرامی نے وصیت کی کہ بیٹا! جب تم مجھے لحد میں اُتار دو تو یوں کہنا: خدا کے نام کے ساتھ اور رسولِ خدا کے دین پر، پھر مجھ پر مٹی ڈال کر سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات تلاوت کرنا کیونکہ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا ہی فرماتے سنا ہے۔[3]

---

1 ...مسند بزار، ابو سعید الخدری عن علی، ۲/۱۲۳، حدیث: ۴۸۰

2 ...معجم کبیر، ۱۲/۳۴۰، حدیث: ۱۳۶۱۳

مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث، ۱/۳۲۵، حدیث: ۱۷۱۷

3 ...معجم کبیر، ۱۹/۲۲۱، حدیث: ۴۹۱

تدفین کے وقت اور بعد کی دعائیں

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے اپنے بیٹے کی تدفین کے بعد یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِہٖ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو کشادہ کر دے، اس کی روح کے لیے جنت کے دروازے کھول دے اور اسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔[1]

حضرت سیِّدُنا سعید بن منصور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفُوْر روایت کرتے ہیں: جب مُردے کو دفن کیا جاتا تو حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه یہ دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ جَافِ الْقَبْرَعَنْ جَنْبَیْہِ وَصَعِّدْ رُوْحَہٗ وَتَقَبَّلْہُ وَتَلَقَّہُ مِنْكَ بِرَوْحٍ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کے پہلوؤں سے قبر کو کشادہ فرما، اس کی روح کو بلند فرما کر قبول فرما اور اپنی بارگاہ سے اسے راحت نصیب فرما۔[2]

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی صاحبزادی کے جنازے میں حاضر ہوا تو انہوں نے اپنی بیٹی کو قبر میں رکھ کر کہا: بِسْمِ اللهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللهِ یعنی اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں۔ پھر اس پر اینٹیں برابر کیں تو کہا: اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے شیطان اور عذابِ قبر سے محفوظ فرما۔ جب مٹی ڈال چکے تو ایک طرف کھڑے ہو گئے اور یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْكَ رِضْوَانًا یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کے پہلوؤں سے قبر کو کشادہ فرما، اس کی روح کو بلند فرما اور اپنی رضا کی دولت عطا فرما۔ پھر فرمانے لگے: یہ سب میں نے سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَاحِد یوں دعا کیا کرتے تھے: بِسْمِ اللهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَللّٰھُمَّ افْسَحْ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْلَہٗ فِیْہِ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ یعنی اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں، الٰہی! اس کی قبر کشادہ فرما، اس کی قبر روشن

1 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، باب ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ، ۳/۲۱۱، حدیث: ۹

2 ...شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات...الخ، ۷/۸، حدیث: ۹۲۶۲، بتغیر قلیل

3 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ادخال المیت القبر، ۲/۲۴۳، حدیث: ۱۵۵۳

سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب ما یقال اذا ادخل المیت قبرہ، ۴/۹۱، حدیث: ۷۰۶۱

کر دے اور اسے اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس عطا فرما۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مُرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بزرگوں کا طریقہ رہا ہے کہ جب وہ میت کو لَحَد میں رکھ دیتے تو یوں کہتے: اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم یعنی اے خدا! اسے شیطان مردود سے بچا۔[2]

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بزرگانِ دین مردے کو قبر میں اُتارتے وقت یوں کہنا پسند فرماتے تھے: بِسْمِ اللہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم یعنی خدا کے نام سے اور خدا کی راہ میں اور رسولِ خدا کے دین پر، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے عذابِ قبر، عذابِ دوزخ اور شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھ۔[3]

دفن کے بعد تلقین

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو تم میں سے کوئی ایک قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور یوں کہے: اے فلاں بن فلانہ۔ مردہ سن لے گا مگر جواب نہیں دے گا، وہ پھر کہے: اے فلاں بن فلانہ تو مردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا، پھر اسے تیسری مرتبہ پکارے تو مردہ بول اٹھے گا: اے پکارنے والے! خدا تجھ پر رحم فرمائے، ہماری رہنمائی کر، لیکن تم اس مردے کی آواز نہیں سن سکو گے، چنانچہ پکارنے والا کہے: اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّكَ رَضِیْتَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا یعنی اسی گواہی کو یاد کرو جس پر دنیا سے نکلے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے اور قرآن کے پیشوا ہونے پر راضی ہو۔ اب نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں: چلو ایسے شخص

1 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل اذا وضع المیت فی قبرہ، ۷/۱۳۷، حدیث: ۵

2 ...نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/۱۰۱۹، حدیث: ۱۳۲۵

3 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ، ۳/۲۱۱، حدیث: ۵

کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے جسے اس کی حجت بتا دی گئی۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اس سے دور فرما دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: اسے حضرت حوا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف منسوب کر کے یوں کہے: اے فلاں بن حوا۔[1]

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بزرگانِ دین مردے کو قبر میں اتارنے کے وقت یوں کہنا پسند فرماتے تھے: خدا کے نام سے اور خدا کی راہ میں اور رسولِ خدا کے دین پر، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے عذابِ قبر، عذابِ دوزخ اور شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھ۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر دی جاتی تو حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرماتے: الٰہی! ہمارا ساتھی تیرے حضور آیا ہے، یہ دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! سوالات کے وقت اس کی قوّتِ گویائی سلامت رکھ اور اسے قبر میں ایسی آزمائش میں نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ باہِلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے دفن کر کے ایک شخص میرے سرہانے کھڑا ہو جائے اور یوں کہے: اے صُدَی بن عَجلان! اس گواہی کو یاد کرو جس پر تم دنیا میں قائم تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[4]

قبر پر ذکر کے لئے ٹھہرنا مستحب ہے

حضرت سیِّدُنا راشد بن سعد، حضرت سیِّدُنا ضَمُرہ بن حبیب اور حضرت سیِّدُنا حَکیم بن عُمَیر رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی ڈال دی جائے اور لوگ چلے جائیں تو مستحب ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر یوں کہا جائے: اے فلاں! کہو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ تین مرتبہ کہا جائے پھر یوں مخاطب ہو: اے فلاں! کہو:

1 ...معجم کبیر، ۸/ ۲۴۹، حدیث: ۷۹۷۹

2 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، باب ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ، ۳/ ۲۱۱، حدیث: ۵

3 ...القول البدیع، الصلاۃ علیہ فی الصلاۃ فی الصلاۃ، ص ۳۹۳

4 ...معجم کبیر، ۸/ ۲۴۹، حدیث: ۷۹۷۹

میرا رب **اللہ** ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ اس کے بعد وہاں سے واپس ہو جائے۔[1]

تنبیہ

حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر آجری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: دفن میت کے بعد کچھ دیر ٹھہرنا اور اس کے چہرے کی طرف رُخ کر کے اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرنا مستحب ہے۔ پس یوں دعا کرے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرا بندہ ہے اور تو اسے ہم سے زیادہ جانتا ہے ہم نے تو اسے نیک ہی پایا ہے، تو نے اسے سوال جواب کے لیے بٹھا دیا ہے، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اسے آخرت میں حق بات پر ثابت قدم فرما جیسا تو نے دنیا میں ثابت قدم فرمایا، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس پر رحم فرما اور اسے اپنے نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا پڑوس عطا فرما، ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ فرما اور نہ ہی اس کے اجر سے محروم رکھ۔[2]

مُردے کے سفارشی

حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: قبر کے پاس کھڑے ہونا اور وقتِ دفن اس کی ثابت قدمی کی دعا کرنا یہ نمازِ جنازہ کے بعد میت کی مدد ہے کیونکہ مؤمنین کا نمازِ جنازہ پڑھنا میت کے لیے اس لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر کھڑا ہو کر اس کی سفارش کر رہا ہے اور قبر پر کھڑے ہونا اور ثابت قدمی کی دعا کرنا اس لشکر کی مدد ہے، اس وقت مُردہ پریشان حال ہوتا ہے کیونکہ ایک گھبراہٹ اور منکر نکیر اس کے سامنے ہوتے ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ضحّاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا نزال بن سَبْرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ سے کہا: جب آپ مجھے قبر میں اُتار دیں تو یہ دعا کیجئے گا: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ ھٰذَا الْقَبْرِ وَفِیْ دَاخِلِہٖ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس قبر اور قبر والے کو برکت عطا فرما۔[4]

---

1 ...تلخیص الحبیر، کتاب الجنائز، ۲/ ۳۱۰، تحت الحدیث: ۷۹۶

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب الوقوف عن القبر قلیلا بعد الدفن، ص ۱۰۴

3 ...نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/ ۱۰۱۹، تحت الحدیث: ۱۳۲۳

4 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۱۹۷۹، النزال بن سبرة، ۶/ ۱۴۶

باب نمبر22 قبر کے ہر ایک کو دبانے کا بیان

حضرت سیِّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے جب ہم قبر تک پہنچے تو آپ اس کی ایک جانب بیٹھ گئے اور قبر میں بار بار دیکھنے لگے پھر ارشاد فرمایا: اس میں مومن کو اس طرح دبایا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں اپنی جگہ چھوڑ دیتی ہیں اور کافر کے لیے یہ دوزخ کی آگ سے بھر جاتی ہے۔[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر ہر ایک کو دباتی ہے اگر کوئی اس سے نجات پانے والا ہوا تو سَعد بن مُعاذ اس سے ضرور نجات پائیں گے۔[2]

قبر پر ذِکْرُ اللہ کرنے کی بَرَکت

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفن کیا گیا تو سرکار نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیر تک تسبیح کی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تسبیح کی، پھر آپ نے تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی تکبیر کہی، پھر لوگوں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے تسبیح کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: اس نیک بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی یہاں تک کہ (تسبیح کی برکت سے) خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے اسے کشادہ کر دیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفن کیا گیا تو حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی قبر کے پاس تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو سعد بن معاذ ضرور بچ جاتے اور انہیں قبر نے ایک بار دبایا پھر چھوڑ دیا۔[4]

---

1 ...مسند امام احمد، حدیث حذیفۃ بن الیمان، ۹/۱۲۰، حدیث: ۲۳۵۱۷

2 ...مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/۳۱۶، حدیث: ۲۴۳۳۷

3 ...مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/۱۷۵، حدیث: ۱۵۰۳۳

4 ...معجم کبیر، ۱۰/۳۳۴، حدیث: ۱۰۸۲۷، ''ضمۃ القبر'' بدلہ ''فتنۃ القبر''

عرش الٰہی جھوم اٹھا

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق ارشاد فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے لیے عرش نے جنبش کی، آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور 70 ہزار ملائکہ حاضر ہوئے ہیں۔ پہلے قبر نے انہیں دبایا پھر چھوڑ دیا۔[1]

حضرت حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عرش ان کی روح کی آمد پر خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر میں داخل ہو کر کچھ دیر ٹھہرے رہے، جب باہر تشریف لائے تو عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کو کس چیز نے روکا؟ ارشاد فرمایا: سعد کو قبر نے دبایا تھا تو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ اسے کشادہ فرما دے۔[3]

حضرت سیِّدُنا اُمَیَّہ بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر والوں سے پوچھا: تمہیں قبر کے اس دبانے کے بارے میں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کوئی بات پہنچی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس بارے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا: یہ کبھی کبھار پیشاب سے طہارت میں بے توجُّہی برتتے تھے[4]۔[5]

---

1 ...نسائی، کتاب الجنائز، باب ضمة القبر وضغطته، ص ۳۴۶، حدیث: ۲۰۵۲

2 ...دلائل النبوۃ للبیہقی، باب دعاء سعد بن معاذ... الخ، ۴/ ۲۸

3 ...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب تحرک العرش لسعد، ۴/ ۲۱۴، حدیث: ۴۹۷۷

4 ...شعب الایمان، باب فی ان دار المؤمنین، ۱/ ۳۵۸، تحت الحدیث: ۳۹۶

التذکرۃ للقرطبی، باب ما یکون منه عذاب القبر... الخ، ص ۱۳۳

5 ... حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان کہ "پھر اسے کشادہ کر دیا گیا" یہ دلیل ہے کہ ان کی بے توجہی کا بدلا مل گیا تھا اب ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد بھی انہیں قبر میں عذاب ہوتا رہے، اس کا قائل وہی ہو گا جو ان کے فضل، کردار اور صحابیت میں شک کرے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عرشِ الٰہی جس کے لیے جُنْبِش کرے، معزز فرشتے اس کی روح کو خوش آمدید کہیں اور اپنے ملنے والے دوسرے فرشتوں کو خوشخبری دیں تو اس کی قبر کشادہ ہونے کے بعد بھلا اسے عذاب کیسے...

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اَقْدَس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہزادی حضرت سیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا وصال ہو گیا تو ہم حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنازہ میں شریک ہوئے، ہم نے دیکھا کہ آپ بہت غمگین ہیں، آپ قبر کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے آسمان کو دیکھتے رہے پھر قبر میں اُتر گئے ہم نے دیکھا کہ آپ کا غم زیادہ ہو گیا ہے پھر جب باہر تشریف لائے تو ہم نے آپ کو خوش اور مسکراتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں قبر کی تنگی اور تکلیف اور زینب کی کمزوری کو یاد کر کے غمگین ہو گیا تھا پھر میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زینب پر نرمی کی دعا کی تو وہ قبول ہوئی لیکن قبر نے اسے ایک بار ضرور دبایا جسے انسانوں اور جنوں کے سوا مشرق و مغرب کی ہر شے نے سنا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک بچہ دفن کیا گیا تو حضور نبی مکرم، شفیعِ معظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔[2]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بچے یا بچی کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی شہزادی حضرت سیِّدَتُنا رُقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دفنایا تو قبر کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ مُتَغَیِّر ہو گیا پھر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے، آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: مجھے اپنی بیٹی کی کمزوری اور قبر کا دبانا یاد آ گیا تھا چنانچہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تو اس نے قبر کو کشادہ فرما دیا اور بخدا! قبر نے اسے ایسا دبایا ہے جس کی آواز مشرق و مغرب کے مابین مخلوق نے سنی ہے۔[4]

......ہو سکتا ہے؟ افسوس! یہ گمان تو وہی رکھے گا جس کی عقل پر جہالت کے پردے ہوں گے اور وہ ان کی عظمت و شان سے غافل ہو گا۔ (التذکرۃ للقرطبی، باب مایکون منہ عذاب القبر... الخ، ص ۱۳۴)

1 ...معجم کبیر، ۱/۲۵۷، حدیث: ۷۴۵

2 ...معجم کبیر، ۴/۱۲۱، حدیث: ۳۸۵۸

3 ...معجم اوسط، ۲/۱۲۶، حدیث: ۲۷۵۳

4 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی ضغط القبر... الخ، ص ۹۹

حضرت سیِّدُنا ابنِ ابو مُلَیکہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: قبر کے دبانے سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا اور وہ سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی نہ بچ سکے جن کا ایک رومال دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفن کیا گیا تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سعد کو قبر میں اس طرح دبایا گیا کہ وہ بال کی مثل ہو گئے پس میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ اس تکلیف کو ان سے دور فرمادے (تو وہ دور ہو گئی) اور یہ دبانا اس وجہ سے تھا کہ وہ بعض اوقات پیشاب سے نہ بچتے تھے۔[2]

حضرت سیِّدُنا سَعید مَقْبُرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جب حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفنایا تو ارشاد فرمایا: اگر قبر کے بھینچنے سے کوئی بچتا تو سعد ضرور بچ جاتے لیکن قبر نے انہیں بھی ایک بار ایسا دبایا ہے کہ پسلیاں اِدھر اُدھر ہو گئیں اور یہ پیشاب کی وجہ سے ہوا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: مکی مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جو سب سے سخت حدیث ہم نے سنی وہ حضرت سیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور قبر کے معاملے کے متعلق ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم غَنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تھا کہ وہاں سے ایک چھوٹے بچے کا جنازہ گزرا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا رو پڑیں، میں نے عرض کی: آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمانے لگیں: اس بچے پر شفقت کے سبب روتی ہوں کہ اسے قبر دبائے گی۔[5]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ بنتِ اسد کے سوا قبر کے دبانے سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔ عرض کی گئی: یا رسولَ

---

1 ...الزھد لھناد، باب فی قولہ تعالی معیشۃ ضنکا، ۱/۲۱۵، حدیث: ۳۵۶

2 ...الزھد لھناد، باب فی قولہ تعالی معیشۃ ضنکا، ۱/۲۱۵، حدیث: ۳۵۷

3 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۸۷، سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، ۳/۳۲۹

4 ...مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یغزو و ابوہ کارہ لہ، ۵/۱۲۲، حدیث: ۹۳۵۷

5 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی ضغط القبر...الخ، ص۹۹

اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے شہزادے قاسم بھی نہیں؟ ارشاد فرمایا: بلکہ ابراہیم بھی نہیں حالانکہ وہ ان دونوں (فاطمہ و قاسم) سے چھوٹے تھے[1]۔

حضرت سیِّدُنا جعفر بن بُرقان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: یقیناً ان کو ایک بار دبایا گیا اگر کسی عمل کے سبب کوئی قبر کے دبانے سے نجات پاتا تو سعد ضرور نجات پاتے۔[2]

عبدُ المجید بن عبدُ العزیز کے والد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُنا نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وقتِ وفات قریب آیا تو رونے لگے: پوچھا گیا: کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: مجھے حضرت سیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور قبر کا ان کو دبانا یاد آ گیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو ہم سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ شرکت کر کے واپس ہوئے چلتے چلتے اچانک پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھہر گئے، صحابۂ کرام بھی آگے جا کر رُک گئے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو عرض کی گئی: یانبیَّ اللہ! آپ پیچھے کیوں رک گئے؟ ارشاد فرمایا: جب سَعد بن مُعاذ کو قبر میں دبایا گیا تو میں نے وہ آواز سنی۔ صحابہ نے عرض کی: انہیں بھی قبر نے دبایا ہے حالانکہ ان کی وفات پر تو عرش جھوم اٹھا تھا؟ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں سعد کا زیادہ مرتبہ ہے یا حضرت یحیٰی بن زَکَرِیا عَلَیْہِمَا السَّلَام کا؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! حضرت یحیٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو بھی دبایا گیا کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ جو کی روٹی پیٹ بھر کے کھائی تھی۔

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو قبر نہیں دباتی

(مُصنِّفِ کتاب) حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ایک لحاظ سے منکر ہے اوراس کی سند معضل ہے جبکہ درست یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام

---

1 ...تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، قبر فاطمۃ بنت اسد، ۱/۱۲۴، عن محمد بن علی بن ابی طالب

2 ...طبقات ابن سعد، رقم: ۸۷، سعد بن معاذ، ۳/۳۲۹

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۵۸، حدیث: ۲۳۷

عَلَیْهِمُ السَّلَام کو قبر نہیں دباتی۔

قبر کا مسلمان اور کافر کو دبانے میں فرق

حضرت سیِّدُنا ابو القاسم سعدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی اپنی تصنیف ''کتابُ الرُّوح'' میں فرماتے ہیں: کوئی بھی نیک و بد قبر کے دبانے سے نجات نہیں پائے گا البتہ مسلمان اور کافر میں فرق ہے، کافر کو ہمیشہ دباتی رہے گی اور مسلمان پر یہ حالت صرف اس وقت ہو گی جب اسے قبر میں اتارا جائے گا پھر قبر کشادہ کر دی جائے گی اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے دونوں کنارے میت کے جسم پر باہم مل جائیں گے۔[1]

قبر کا مومن کو دبانا کسی خطا کا بدلہ ہوتا ہے

حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمِذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس دبانے کا سبب یہ ہے کہ ہر کوئی کسی نہ کسی خطا کا مُرتکِب ہو جاتا ہے چاہے وہ نیک ہی کیوں نہ ہو، یہ دبانا اس کا بدلہ ہوتا ہے پھر اسے رحمت گھیر لیتی ہے اور حضرت سیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دبانے کا سبب بھی یہی تھا کہ وہ کبھی کبھار پیشاب سے پاکی میں بے توَجُّہی بَرَتتے تھے، جہاں تک انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی بات ہے تو ہم ان کی عصمت کی وجہ سے یہ یقین نہیں رکھتے کہ انہیں قبر دبائے گی اور ان سے سوالاتِ قبر ہوں گے۔[2]

قبر کا مسلمان کو دبانے کا ایک سبب

حضرت سیِّدُنا امام نَسَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ''بَحْرُ الْکَلَام'' میں فرمایا: فرمانبردار مسلمان کو عذابِ قبر نہیں ہو گا لیکن اسے قبر دبائے گی اور وہ اس کی تکلیف اور خوف کو محسوس بھی کرے گا اس کی وجہ یہ ہے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں رہا لیکن کَمَا حَقُّہٗ ان کا شکر ادا نہ کر سکا۔[3]

قبر ماں کی مثل ہے

حضرت سیِّدُنا محمد تَیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: منقول ہے کہ قبر کے دبانے کی اصل یہ ہے کہ وہ

---

1 ...لوامع الانوار، سبب الضغطة وهل تنال الانبياء، ۲/ ۱۶

2 ...نوادر الاصول، الاصل السادس والعشرون والمائة، ص ۵۰۴ تا ۵۰۷، ملخصًا

3 ...بحر الکلام، المبحث الاول سوال القبر وعذابه، ص ۲۵۰

بندوں کی ماں ہے کیونکہ بندے اسی سے پیدا کیے گئے پھر ایک لمبے عرصے تک اس سے دور رہے اور اب اس کی طرف اس کی اولاد کو لوٹایا گیا تو اس نے ایسے دبایا جیسے ماں اپنے گمشدہ بچے کے ملنے پر اسے ساتھ چمٹا لیتی ہے، پس جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار ہو اسے قبر نرمی وشفقت سے بھینچتی ہے اور جو گناہ گار ہو اسے سختی کے ساتھ دباتی ہے کیونکہ اس کا ربّ عَزَّوَجَلَّ اس سے ناراض ہوتا ہے۔(1)

قبر کا فرمانبردار اور نافرمان کو دبانا

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس دن سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا مجھے بتایا ہے اس دن سے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ ارشاد فرمایا: عائشہ! مؤمنین کے کانوں میں تو منکر نکیر کی آواز ایسے آئے گی جیسے آنکھ میں اِثْمِد (سُرمہ) اور مومن کو قبر ایسے دبائے گی جیسے مہربان ماں سے بچہ درد کی شکایت کرے تو وہ اس کے سر کو بڑے پیار سے اپنے ساتھ چمٹا لیتی ہے لیکن اے عائشہ! ہلاکت ہے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے کہ وہ اپنی قبروں میں ایسے دبوچے جائیں گے جیسے انڈے کو چٹان سے کچل دیا جائے۔(2)

گناہ کے عذاب سے چھٹکارا

فائدہ: بعض علما نے فرمایا: اگر کوئی شخص گناہ کرے تو وہ 10 چیزوں کے ذریعے اس کے عذاب سے بچ سکتا ہے: (۱)...توبہ کرے تو قبول کی جائے گی یا (۲)...استغفار کرے تو بخشا جائے یا (۳)...نیکیاں کرے تو وہ اس بُرائی کو مٹادیں گی کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں یا (۴)...دُنیاوی مَصائِب میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس بُرائی کا کفارہ بن جائیں گے یا (۵)...(مرنے کے بعد) قبر کے دبانے اور فتنے میں مبتلا ہو تو یہ اس کے لئے کفارہ بن جائے گا یا (۶)...اس کے مسلمان بھائی اس کے لیے دعا واستغفار کریں یا (۷)...اپنے اعمالِ صالحہ کا ثواب اُسے ایصال کریں جو اسے نفع دے یا (۸)...قیامت کی ہولناکیوں میں مبتلا کیا جائے تو یہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے گا یا (۹)... اسے

1...اھوال القبور، الباب السادس، فصل انواع عذاب القبر، ص ۱۰۴

2...اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص ۸۵، حدیث: ۱۱۶

اس کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی شفاعت نصیب ہو جائے یا پھر (۱۰)...ربّ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادے۔

قبر کے فتنے سے حفاظت

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن شِخِّیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مرضِ موت میں قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ (پوری سورت) پڑھ لے وہ قبر کے فتنے میں مبتلا نہ ہو گا اور قبر کے دبانے سے محفوظ رہے گا، فرشتے بروزِ قیامت اسے اپنے پروں پر اٹھا لیں گے اور پل صراط پار کروا کر جنت کے دروازے تک لے جائیں گے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ولید بن عَمْرو بن وَسّاج رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مردے کو قبر میں سب سے پہلے اپنے پاؤں کے پاس ایک حرکت محسوس ہوتی ہے، وہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ جواب ملتا ہے: میں تیرا عمل ہوں۔[2]

قبر کے مونس و غمخوار

حضرت سیِّدُنا یزید رَقاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اعمال اسے گھیر لیتے ہیں پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں قوت گویائی دیتا ہے تو وہ یوں گویا ہوتے ہیں: اے قبر میں تنہا رہ جانے والے بندے! تیرے اہل و عیال اور دوست احباب تجھ سے جدا ہو گئے اور آج ہمارے سوا تیرا کوئی غمخوار نہیں ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عطا بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا عمل اس کے پاس آتا ہے اور اس کی بائیں ران کو حرکت دے کر کہتا ہے: میں تیرا عمل ہوں۔ مردہ پوچھتا ہے: میرے اہل و عیال اور کُنْبہ کہاں ہے؟ میرے تابعدار کہاں ہیں؟ عمل کہتا ہے: تو اپنی آل اولاد، کنبہ اور غلام اپنے پیچھے چھوڑ آیا اور میرے سوا تیری قبر میں کوئی بھی داخل نہیں ہوا۔ مردہ کہتا ہے:

1...معجم اوسط، ۴/۲۲۲، حدیث: ۵۷۸۵، دون قولہ: باب

2...اھوال القبور، الباب الرابع، ص۵۹

3...اھوال القبور، الباب الرابع، ص۵۸

جب تو نے ہی میرے ساتھ داخل ہونا تھا تو کاش! میں اپنی آل اولاد اور کنبے وغیرہ پر تجھے ہی ترجیح دیتا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ملیح رَقّی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر وہ شے جس سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اسے قبر میں ڈرانے آجاتی ہے کیونکہ دنیا میں یہ خوفِ خدا کے سوا تھا۔[2]

باب نمبر 23 قبر کا مردوں کو خطاب کرنے کا بیان

قبر روزانہ کرتی ہے پکار

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ قبر روزانہ پکار کر کہتی ہے: میں اَجْنَبِیَّت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ جب مومن کو قبر میں دفنایا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: خوش آمدید تو میری پُشت پر چلنے والوں میں سے مجھے محبوب ترین تھا اور اب تو میرے اندر آگیا ہے اب تو میرا اُحْسنِ سلوک دیکھ، پھر قبر اس کے لیے حدِ نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب کوئی فاجر یا کافر شخص دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: تجھے کوئی مرحبا نہیں، تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک بدترین شخص تھا اور اب تو میرے اندر آگیا ہے لہٰذا اب اپنے ساتھ میرا برتاؤ دیکھ پھر قبر اس پر اپنا گھیرا تنگ کر دیتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ سرکار نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر اشارہ کر کے بتائی۔ پھر فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر 70 ہزار اژدھے مقرر فرما دیتا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک بھی زمین پر پھنکار دے تو رہتی دنیا تک کبھی کچھ بھی نہ اُگے، وہ اَژدھے اس مردے کو تا قیامِ قیامت ڈستے رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْحُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّار یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک

---

1 ...اھوال القبور، الباب الرابع، ص ۶۱

2 ...حلیۃ الاولیاء، احمد بن ابی الحواری، ۱۰/ ۱۲، حدیث: ۱۴۳۱۸، بتغیرٍ

باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ہم سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے تو آپ قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: قبر روزانہ بزبانِ فصیح پکارتی ہے: اے ابن آدم! تو نے مجھے کیسے بھلا دیا؟ کیا تو نہیں جانتا میں اَجْنَبِیَّت و وَحْشَت کا گھر ہوں، کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، تنگی کا گھر ہوں مگر جس کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے وسیع کر دے۔ پھر ارشاد فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔[2]

قبر کی مُردے سے گفتگو

حضرت سیِّدُنا ابو حَجاج ثُمالی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تیری خرابی ہو کیا تو نہیں جانتا تھا میں فتنے کا گھر ہوں، تاریکی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، تو اے انسان! کس چیز نے تجھے مجھ سے غافل رکھا کہ تو میرے اوپر اَکڑ کر چلتا تھا۔ اگر مُردہ نیکی کا حکم کرنے والا ہو تو قبر میں ایک جواب دینے والا قبر سے کہتا ہے: اگر یہ بندہ نیکی کا حکم کرنے والا اور بُرائی سے منع کرنے والا ہو تو پھر تیرا کیا خیال ہے؟ قبر کہتی ہے: تب تو میں اس شخص کے لیے سرسبز و شاداب ہو جاؤں گی۔ چنانچہ اس کے جسم کو نورانی کر دیا جاتا ہے اور اس کی روح بارگاہِ الٰہی کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔[3]

مومن کی وفات

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو ایک بہت خوبصورت اور خوشبودار فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے پھر دو فرشتے جنتی

1... ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ۹۱، ۴/۲۰۸، حدیث: ۲۴۶۸

2... معجم اوسط، ۶/۲۳۲، حدیث: ۸۶۱۳

3... معجم کبیر، ۲۲/۳۷۷، حدیث: ۹۴۲، بتغیرٍ

خوشبو اور کفن لاتے ہیں، وہ ابھی دور ہی ہوتے ہیں کہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام پسینہ بہنے کی صورت میں اس کے جسم سے روح نکال لیتے ہیں، پھر وہ فرشتے جلدی سے آتے اور ان سے روح لے کر اسے جنتی خوشبو اور کفن میں رکھ کر جنت کی طرف بلند ہو جاتے ہیں، اس کے لیے آسمانی دروازے کھل جاتے ہیں اور فرشتے خوشخبری دیتے ہوئے پوچھتے ہیں: یہ کس کی روح ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے؟ فرشتہ دنیا میں لیا جانے والا اس کا سب سے اچھا نام لے کر کہتا ہے: یہ فلاں کی روح ہے۔ پھر جب اسے آسمانوں کی طرف بلند کیا جاتا ہے تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے پیچھے ہو لیتے ہیں حتّٰی کے اسے عرش کے پاس ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مقرب فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس عمل والے کو بخش دیا ہے۔ چنانچہ اس کے اعمال نامے کو مہر لگا کر عِلِّیِّیْن میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر ربّ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں ہی لوٹاؤں گا۔ جب مومن کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے: تو مجھے اپنی پشت پر بھی محبوب تھا اور اب جب کہ تو میرے پیٹ میں آگیا ہے تو میں تجھے دکھاتی ہوں کہ تیرے ساتھ کیسا سلوک کروں گی۔ پھر وہ اس کے لیے حدِّ نگاہ تک وسیع ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کے پاس ایک جنتی دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ان نعمتوں کو دیکھ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ پھر ایک دروازہ سر کے پاس سے جہنم کی طرف کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اس عذاب کو دیکھ جس سے رب عَزَّوَجَلَّ نے تجھے بچایا اور اب تو ٹھنڈی آنکھیں لیے سو جا۔ پس اُس وقت اسے قیامت برپا ہونے سے بڑھ کر کچھ بھی محبوب نہیں ہوتا۔

تو نے میرے لئے کیا تیاری کی؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُبَیْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مُردے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ بیٹھ جاتا ہے اور جنازہ کے ساتھ آنے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے، سب سے پہلے اس کی قبر اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے: اے ابن آدم! تیرا بُرا ہو کیا تجھے مجھ سے ڈرایا نہیں گیا؟ کیا تجھے میری تنگی، بدبو، وَحْشَت، ہولناکی اور کیڑوں مکوڑوں کا خوف نہ دلایا گیا تھا؟ یہ میں نے آج کے دن کے لیے تیار ے کئے ہیں تُو

بتا تو نے میرے لیے کیا تیاری کی ہے؟[1]

تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: انسان کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی قبر کہتی ہے: اے ابن آدم! تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تنہائی، تاریکی اور خوف و گھبراہٹ کا گھر ہوں؟ تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا کہ تو میرے گرد اکڑ کر چلتا تھا۔ اگر مردہ مومن ہو تو اس کی قبر وسیع اور سرسبز و شاداب کر دی جاتی اور اس کی روح جنت کی طرف لے جائی جاتی ہے۔[2]

وحشت و تنگی کا گھر

جبکہ حضرت سیِّدُنا یَزِید بن شَجَرَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: قبر کافر و فاجر سے کہتی ہے: کیا تجھے میرا اندھیرا، میری وَحْشَت، میری تنہائی، میری تنگی اور میرا غم یاد نہیں تھا؟[3]

کیڑے مکوڑوں کا گھر

حضرت سیِّدُنا عُبَیْد بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: قبر یہ ضرور کہے گی کہ اے ابن آدم! تو نے میرے لیے کیا تیاری کی؟ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں مسافری، تنہائی، کیڑے مکوڑوں اور (جسموں کو) کھا جانے کا گھر ہوں؟[4]

نافرمان کے لئے عذاب

حضرت سیِّدُنا عُبَیْد بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر مرنے والے کی قبر اسے پکار کر کہتی ہے: میں اندھیری اور تنہائی کا گھر ہوں، اگر تو اپنی زندگی میں خدا عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار تھا تو آج میں تجھ پر رحمت کروں گی اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب ہوں، میں وہ گھر ہوں جس میں فرمانبردار داخل ہو تو خوش و

---

1 ...الزهد لابن المبارك ما رواه نعیم بن حماد، باب ما یبشر به المیت عند الموت، وثناء الملکین علیه، ص ۴۱، حدیث: ۱۶۳، لم یرفعه

2 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام عبد الله بن عمرو، ۸/۱۸۸، حدیث: ۲

3 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام ابراهیم التیمی، ۸/۲۲۵، حدیث: ۹، دون قوله: وحدتی

4 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام عبید بن عمیر، ۸/۲۲۹، حدیث: ۱۷

خرم نکلے گا اور گناہ گار داخل ہو تو تباہ وبرباد ہو کر نکلے گا۔[1]

تو نے مجھے کیسے بھلا دیا؟

حضرت سیِّدُنا جابِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قبر کی ایک زبان ہے، جس سے وہ کلام کرتے ہوئے کہتی ہے: اے ابنِ آدم! تو نے مجھے کیسے بھلا دیا؟ کیا تو نے نہ جانا کہ میں دوری و وَحشت کا گھر ہوں، کیڑے مکوڑوں اور تنگی کا گھر ہوں مگر جس کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے کشادہ فرما دے۔[2]

اَجْنَبِیَّت و تنہائی کا گھر

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم سرکارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوئے، قبرستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابھی قبر نہیں کھودی گئی۔ چنانچہ ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اردگرد بیٹھ گئے، آپ نے ارشاد فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھ کر اینٹیں برابر کر دی جاتی ہیں تو زمین (یعنی قبر) اسے پکار کر کہتی ہے: کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں اجنبیت، تنہائی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں؟ تو نے میرے لیے کیا تیاری کی؟[3]

قبر کا محبوب اور مبغوض بندہ

حضرت سیِّدُنا بِلال بن سَعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: قبر روزانہ پکار کر کہتی ہے: میں تنہائی، وَحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، میں جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ۔ جب مومن کو قبر میں اُتارا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: جب تو میری پُشت پر چلتا تھا تو مجھے بہت عزیز تھا اور اب جبکہ تو میرے پیٹ میں آ گیا ہے تو میرا حُسنِ سلوک دیکھ لے گا۔ چنانچہ قبر حدِ نگاہ تک وسیع ہو جاتی ہے اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: جب تو میری پشت پر چلتا تھا تب بھی مجھے انتہائی ناپسند تھا اور اب تو تجھے میرے حوالے کر دیا گیا ہے اب دیکھ میں تیرا کیا حال کرتی ہوں۔ پس قبر اسے ایسا دباتی ہے کہ

---

1 ...اھوال القبور، الباب الثانی، ص ۴۶

2 ...اھوال القبور، الباب الثانی، ص ۴۴

3 ...مصنف عبد الرزاق، باب المشی بالجنازۃ، ۳/ ۲۸۰، حدیث: ۶۲۸۱، بتغیرٍ وعن عبد الرحمن بن ابی لیلی

اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔[1]

اپنی زندگی میں خود پر رحم کر

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی قبر کے لیے خوب تیاری کر لو کیونکہ قبر روزانہ سات مرتبہ یہ پکارتی ہے: اے کمزور آدمی! مجھے ملنے سے پہلے ہی اپنی زندگی میں خود پر رحم کر، کیا تو اس وقت خود پر رحم کرے گا جب مجھ میں بوسیدہ ہو جائے گا؟[2]

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن ذَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو قبر اسے پکارتی ہے: فرمانبردار ہے یا نافرمان؟ اگر فرمانبردار ہو تو قبر کے کنارے سے ایک پکارنے والا قبر کو کہتا ہے: اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور رحمت بن جا کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بہترین بندہ تھا اور کتنا خوب ہے جو تیری طرف آیا ہے۔ قبر کہتی ہے: تب تو یہ عزت کے لائق ہے۔[3]

نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے

حضرت سیِّدُنا محمد بن صَبیح عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَدِیْع فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسے عذاب یا کوئی سزا پہنچتی ہے تو اس کے پڑوسی مردے پکار کر کہتے ہیں: اے اپنے بھائیوں کے بعد دنیا سے آنے والے! کیا تو نے ہم سے نصیحت نہ پکڑی؟ کیا ہمارے پہلے آجانے نے تجھے عبرت حاصل کرنے پر مجبور نہ کیا؟ کیا تو نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارے اعمال کا سلسلہ تو ختم ہو چکا ہے جبکہ تیرے پاس مہلت ہے؟ جو موقع تھا تو نے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ اور قبر کے گوشے پکار کر کہتے ہیں: اے زمین پر اترا کر چلنے والے! کیا تو نے اپنے خاندان کے ان لوگوں سے عبرت نہ پکڑی جنہیں تجھ سے پہلے دنیا نے دھوکے میں ڈالا اور پھر ان کی موت انہیں قبروں تک لے آئی اور تو انہیں کاندھوں پر اٹھائے دیکھ رہا

1... شعب الایمان، باب فی ان دار المؤمنین، ۱/ ۳۶۰، حدیث: ۴۰۱

2... کنز العمال، کتاب الموت من قسم الاقوال، الباب الاول فی ذکر الموت، ۱۵/ ۲۳۵، حدیث: ۴۲۱۳۷

3... اھوال القبور، الباب الثانی فی کلام القبر، ص ۴۶

تھا جبکہ محبت کرنے والے انہیں اس منزل کی طرف لے جارہے تھے جس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو قبر کو اکثر یاد کرے وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو اس کی یاد سے غافل رہا وہ اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا پائے گا۔[2]

حضرت سیِّدُنا یزید رَقاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ مردے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال اسے گھیر لیتے ہیں پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بولنے کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے قبر میں تنہا رہ جانے والے! تیرے دوست اور اہل و عیال تجھ سے جُدا ہو گئے، آج ہمارے سوا تیرا کوئی غمخوار نہیں۔ پھر مردہ رونے لگتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خوشخبری ہے اس کے لیے جس کا غمخوار نیک ہو اور افسوس ہے اس پر جس کا ساتھی اس کے لیے وبال ہو۔[3]

دو دن اور دو راتیں

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں تمہیں ایسے دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں جن کی مثل مخلوق نے نہ سنا ہو گا: ایک دن وہ جب تمہارے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے خوشخبری دینے والا آئے گا یا تو خدا تعالیٰ کی رضا کی یا ناراضی کی، دوسرا وہ دن جب تم بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہو گے اور اعمال نامہ تمہارے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک وہ رات جو قبر کی پہلی رات ہو گی اور اس کی مثل کبھی کوئی رات نہ آئی اور ایک وہ رات جس کی صبح قیامت قائم ہو گی اور اس رات کے بعد کوئی رات نہیں۔[4]

...

1 ...اھوال القبور، الباب الثانی فی کلام القبر، ص ۴۲

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی کلام القبر کل یوم... الخ، ص ۹۸

3 ...تاریخ بغداد، رقم: ۱۸۶۵، محمد بن یحیی بن عمر الواسطی، ۱۹۱/۴

4 ...شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الامل، ۳۸۸/۷، حدیث: ۱۰۶۹۷

باب نمبر 24 فتنۂ قبر اور فرشتوں کے سوالات کا بیان

اس سلسلے میں احادیثِ کریمہ مُتَواتِرہ ہیں جو درجِ ذیل صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مروی ہیں:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک، حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب، حضرت سیِّدُنا تمیم داری، حضرت سیِّدُنا بشیر بن کمال، حضرت سیِّدُنا ثَوبان، حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن رواحہ، حضرت سیِّدُنا عبادہ بن صامت، حضرت سیِّدُنا حُذیفہ، حضرت سیِّدُنا ضَمُرہ بن حبیب، حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس، حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر، حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفّان، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خطاب، حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص، حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل، حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ، حضرت سیِّدُنا ابو دارد، حضرت سیِّدُنا ابو رافع، حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری، حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ، حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ، حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَری، حضرت سیِّدَتُنا اَسماء اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان۔

حدیث انس

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں سے واپس پلٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تم اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟ جبکہ ابن مردویہ کی روایت میں یوں ہے کہ "تم اِن مرد کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے جو تمہارے درمیان ظاہر ہوئے اور جن کا نامِ نامی محمد تھا؟" مومن کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں۔ اسے کہا جائے گا: جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ جس کی جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے جنّتی ٹھکانا دے دیا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ ان دونوں ہی کو دیکھے گا۔ حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کی قبر 70 گز کشادہ کر دی جائے گی اور سبزے سے بھر دی جائے گی۔ جبکہ کافر اور منافق سے کہا جائے گا: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ اُس سے کہا جائے گا: تجھے تو کچھ بھی خبر نہیں، پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے کی ایک ضرب لگائی جائے گی تو وہ ایسی چیخ مارے گا

جسے انسان و جن کے سوا ساری مخلوق سنے گی۔[1]

ہتھوڑے کی ایک ضرب

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی، جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے: تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہدایت دی ہو تو وہ کہتا ہے: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا تھا۔ پھر پوچھا جاتا ہے: تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں۔ پس اس کے بعد اس سے کچھ نہیں پوچھا جاتا اور اسے اس کے جہنمی گھر کی طرف لے جایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: یہ جہنم میں تیرا ٹھکانا تھا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ پر رحم فرما کر تجھے بچایا اور اس کی جگہ تجھے جنتی گھر عطا فرما دیا ہے۔ وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے گھر جاؤں تاکہ اپنے گھر والوں کو یہ خوشخبری سناؤں۔ اس سے کہا جاتا ہے: تم یہیں ٹھہرے رہو۔ جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آ کر اسے جھڑکتا ہے اور کہتا ہے: تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ اس سے کہا جاتا ہے: اس شخصیت کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ بولتا ہے: میں نہیں جانتا، میں تو جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ چنانچہ فرشتے اسے لوہے کے ہتھوڑے سے دونوں کانوں کے درمیان ایک ضرب مارتے ہیں جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن و انس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔[2]

ایک کوڑا

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ منکر اور نکیر مردے کی قبر میں داخل ہو کر اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ پوچھتے

1 ...بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ۱/۴۶۳، حدیث: ۱۳۷۴

مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها، باب عرض مقعد المیت من الجنة او النار...الخ، ص۱۵۳۵، حدیث: ۲۸۷۰

2 ...ابو داود، کتاب السنة، باب فی مسألة فی القبر وعذاب القبر، ۴/۳۱۵، حدیث: ۴۷۵۱

مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۴۲۶، حدیث: ۱۳۴۴۷

ہیں: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا امام کون ہے؟ وہ کہتا ہے: قرآن۔ پس وہ اس کی قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں اور اگر وہ کافر ہو تو اس سے بھی پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پوچھتے ہیں: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا امام کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پس وہ ایک کوڑا مارتے ہیں جس سے قبر میں آگ بھڑک اٹھتی ہے اور قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے حتی کہ پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ (1)

سماعتِ مصطفٰے کا کمال

حضرت سیِّدُنا ایوب بن بَشیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: بنو اُمَیّہ میں کچھ اختلاف واقع ہوا تو حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لائے تو ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: لَا دَرَیْتَ یعنی تو کچھ بھی نہ جانے۔ آپ سے اس کے بارے میں عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: اس قبر والے سے میرے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا: لَا اَدْرِیْ یعنی میں نہیں جانتا۔ (2)

حدیث ثوبان

حضرت سیِّدُنا ثَوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن مرتا ہے تو (قبر میں) نماز اس کے سر کے پاس، صدقہ دائیں جانب اور روزہ سینے کے پاس ہوتا ہے۔ (3)

حدیث جابر

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قبر کے فتنوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے: میں نے حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے: بے شک یہ اُمَّت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی، جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب وہاں سے لوٹ جاتے ہیں تو اس

1...فردوس الاخبار، ۵/۵۰۹، حدیث: ۸۹۱۶

2...معجم کبیر، ۲/۴۶، حدیث: ۱۲۳۷

3...حلیۃ الاولیاء، ابو عمرو الاوزاعی، ۶/۱۵۸، حدیث: ۸۱۴۴

کے پاس شدت سے جھڑکنے والا ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے: تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ مومن کہتا ہے: میں کہتا تھا: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے: جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے بچایا ہے اور اس کے بدلے تجھے جنت میں ٹھکانا دیا ہے۔ پس مومن دونوں ٹھکانوں کو ایک ساتھ دیکھتا اور کہتا ہے: مجھے جانے دو تاکہ اپنے گھر والوں کو خوشخبری سناؤں۔ اس سے کہا جاتا ہے: یہیں ٹھہرے رہو۔ اور کافر کے اہل وعیال جب دفنا کر اس کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو وہ بیٹھ جاتا ہے اور اس سے بھی پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہتا تھا: وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے: جانا ہی نہیں، دیکھ یہ جنت میں تیرا ٹھکانا تھا لیکن اس کی جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنم میں تجھے ٹھکانا دے دیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مزید فرماتے ہیں: میں نے حضور پر نور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ہر شخص جس حالت پر دنیا سے جائے گا اسی پر قبر سے اٹھایا جائے گا، مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق پر۔[1]

قبر میں مومن کی حالت

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (مومن) مردے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے ایسا لگتا ہے گویا سورج غروب ہو رہا ہے، وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔[2]

موت سے لے کر قیامت تک

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: آدمی جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس سے غفلت میں ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب آدمی کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے سے ارشاد فرماتا ہے: اس کا رزق لکھ دو، اس کے اعمال لکھ دو،

1 ...مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/ ۱۱۴، حدیث: ۱۴۷۲۸

2 ...ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ۴/ ۵۰۳، حدیث: ۴۲۷۲

اس کی موت لکھ دو اور اس کی نیک بختی یا بدبختی بھی لکھ دو۔ پھر وہ فرشتہ چلا جاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک اور فرشتہ بھیج دیتا ہے جو اس لکھے ہوئے کو خوب اچھی طرح محفوظ کر لیتا ہے پھر وہ فرشتہ بھی چلا جاتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کی اچھائیاں اور بُرائیاں لکھتے ہیں اور جب اس کا وقتِ موت آتا ہے تو وہ فرشتے بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں اور ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح قبض کرنے آجاتے ہیں، جب اسے قبر میں رکھ دیا جائے تو اس کی روح جسم کی طرف واپس کی جاتی ہے اور قبر کے دو فرشتے (یعنی منکر نکیر) اس کا امتحان لینے آجاتے ہیں اور پھر وہ بھی چلے جاتے ہیں۔ پھر جب قیامت قائم ہو گی تو اچھائیاں بُرائیاں لکھنے والے فرشتے نیچے اتریں گے اور اس کی گردن میں گرہ لگائی گئی کتاب کھولیں گے پھر وہ اسے لے کر اس طرح حاضر ہوں گے کہ ایک قائد اور ایک سائق (چلانے والا) ہو گا۔ اس کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یقیناً تمہارے سامنے ایک بہت بڑا معاملہ ہے جس کی تم طاقت نہیں رکھتے لہٰذا خدائے بُزرگ و برتر سے مدد مانگو۔[1]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے جھڑکتے ہیں، وہ ایسے ہَڑ بَڑا کر اُٹھ جاتا ہے جیسے سونے والا ہڑبڑاتا ہے، اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ میرا رب ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے نبی ہیں۔ ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: اس نے سچ کہا، اس کے لیے جنتی بچھونا بچھا دو اور اسے جنتی لباس پہناؤ۔ مومن کہتا ہے: مجھے جانے دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو خوشخبری دوں۔ اس سے کہا جاتا ہے: یہیں آرام کرو۔[2]

حدیث حُذَیفہ: یہ حدیث "مُردے کے غسال کو پہچاننے کے بیان" میں گزر چکی۔

حدیث ضَمُرہ

حضرت سیِّدُنا ضمرہ بن حبیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُجِیْب فرماتے ہیں: قبر میں تین فرشتے آتے ہیں: انکر، ناکور اور

1 ...حلیۃ الاولیاء، محمد بن علی الباقر، ۳/۲۲۱، حدیث: ۳۷۷۵، بتغیرٍ

2 ...السنۃ لابن ابی عاصم، باب فی القبر وعذاب القبر، ص ۲۰۶، حدیث: ۸۹۲

ان کے سردار رومان۔[1]

آپ ہی کی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ وہ چار ہیں: منکر، نکیر، ناکور اور ان سب کے سردار رومان۔

حضرت سیِّدُنا علامہ اِبْنِ جَوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کہتے ہیں: اس حدیث کے مرفوع ہونے کی کوئی اصل نہیں ہے اور ضمرہ تابعی ہیں اور اس روایت کا ان پر موقوف ہونا زیادہ ثابت ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ حَجَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ کیا مردے کے پاس کوئی رومان نام کا فرشتہ بھی آتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس بارے میں سَنَد تو آئی ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے[3]۔[4]

حدیث عبادہ بن صامت

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی رات کو عبادت کرے تو بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کرے اس سے شیطان اور شریر جنات بھاگ جاتے ہیں، گھر اور فضاؤں میں رہنے والے فرشتے اس تلاوت کو بغور سنتے ہیں، جب یہ رات گزرنے لگتی ہے تو آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس بندے کو اس کے وقت پر جگا دینا اور اس کے لیے آسان ہو جانا۔ پھر جب اس عبادت گزار بندے کا انتقال ہو جاتا ہے اور لوگ اسے غسل دے رہے ہوتے ہیں تو قرآنِ پاک اس کے سر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے اور جب وہ غسل سے فارغ ہوتے ہیں تو قرآن مجید اس کے کفن کے نیچے سینے کے پاس آجاتا ہے، پھر جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور منکر نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو قرآن نکل کر بندے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، فرشتے اس سے کہتے ہیں: ہمارے درمیان سے ہٹ جا ہم اس سے کچھ پوچھ گچھ کر لیں۔ قرآنِ پاک کہتا ہے: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوؤں گا جب تک اسے

1...حلیة الاولیاء، ضمرة بن حبیب، ۶/ ۱۱۰، حدیث: ۷۹۹۲

2...الموضوعات لابن جوزی، باب ذکر فتان القبر، ۳/ ۲۳۴

3...ذکرہ الرافعی فی تاریخ قزوین عن الطوالات لابی الحسن القطان بسندہ برجال موثقین الی ضمرة بن حبیب قال: فتان القبر اربعة منکر ونکیر وناکور وسیدھم رومان۔ وھذا الوقف لہ حکم الرفع اذ لا یقال مثلہ من قبل الرأی فھو مرسل۔ (تنزیہ الشریعة المرفوعة، ۲/ ۳۷۲)

4...تنزیہ الشریعة، کتاب الموت والقبور، الفصل الثانی، ۲/ ۳۷۲، تحت الحدیث: ۲۷

داخِلِ جنت نہ کروادوں۔ ہاں، اگر تمہیں کچھ حکم دیا گیا ہے تو وہ پورا کرو۔ پھر بندے کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: کیا تو مجھے جانتا ہے؟ بندہ کہتا ہے: نہیں۔ قرآنِ پاک کہتا ہے: میں قرآن ہوں، میں ہی تجھے رات میں جگاتا اور دن میں پیاسا رکھتا تھا اور تجھے تیری آنکھ، کان وغیرہ کی شہوت پورا کرنے سے روکتا تھا، اب تو مجھے اپنے دوستوں میں سچا دوست اور بھائیوں میں سچا بھائی پائے گا، میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ منکر نکیر کے بعد تجھ پر کوئی رنج و غم نہیں۔ چنانچہ منکر نکیر وہاں سے چلے جاتے ہیں اور قرآنِ پاک بارگاہِ الٰہی کی طرف بلند ہو جاتا ہے اور بندے کے لیے چادر اور بچھونے کا سوال کرتا ہے، ربّ تعالٰی اس بندے کے لیے جنتی قندیل، جنتی چادر، جنتی بچھونے اور جنتی خوشبو کا حکم جاری فرماتا ہے تو آسمانِ دنیا کے ایک ہزار مُقرَّب فرشتے ان سب چیزوں کو اٹھاتے ہیں اور قرآن پاک ان سب سے پہلے بندے کے پاس پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے: میرے بعد کسی قسم کی وَحشَت تو نہیں ہوئی؟ میں تیرے پاس سے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تیرے لیے چادر، بچھونے اور روشنی کا سوال کرنے گیا تھا عنقریب یہ چیزیں تجھے مل جائیں گی۔ اتنے میں فرشتے وہ تمام چیزیں اٹھائے قبر میں داخل ہوتے ہیں، بچھونا بچھاتے ہیں، چادر اس کے قدموں کی جانب اور خوشبو سینے کے پاس رکھ کر بندے کو دائیں کروٹ پر لٹاتے ہیں اور خود آسمان کی طرف بلند ہو جاتے ہیں، بندہ انہیں مسلسل دیکھتا رہتا ہے حتّٰی کہ وہ آسمان میں داخل ہو جاتے ہیں اور قرآن پاک قبر میں جانب قبلہ چلا جاتا ہے پھر ربّ تعالٰی جتنا چاہے اس کی قبر کو کشادہ فرما دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کتاب میں ہے کہ اس کی قبر کو 400 سال کی مَسافت جتنی وُسعَت دی جاتی ہے اور یاسمین (خوشبو) اس کے سینے کے پاس رکھ دی جاتی ہے جسے وہ صور پھونکے جانے تک سونگھتا رہے گا، پھر وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ اپنے گھر والوں کے پاس آتا ہے انہیں حال احوال بتاتا اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے، اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن کی تعلیم حاصل کرتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر اس کے گھر والوں میں سے کوئی بُرائی میں مبتلا ہو تو وہ صبح و شام گھر آکر اُس پر روتا ہے اور یہ سلسلہ صور پھونکے جانے تک جاری رہے گا۔[1]

---

[1]...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب التھجد، باب الحث علی قیام اللیل، ۱/ ۲۵۰، حدیث: ۳۱

حدیث ابن عباس

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اے عُمَر! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم زمین کے اندر پہنچ جاؤ گے، تمہارے لیے تین ہاتھ ایک بالشت لمبا اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑا گڑھا کھودا جائے گا، پھر تمہارے پاس سیاہ رنگت والے فرشتے منکر نکیر اپنے لمبے بال گھسیٹتے اور دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے، ان کی آوازیں زوردار گَرَج کی مانند اور نگاہیں اُچکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی، وہ تمہیں جھڑک کر بٹھائیں گے اور خوب ڈرائیں گے۔ حضرت سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اس دن بھی میں اسی حال (یعنی ایمان و عقل کی مضبوطی) پر ہوں گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر تو بحکمِ خدا میں انہیں کافی ہو جاؤں گا۔[1]

مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھ کر لوگ پلٹتے ہیں تو مُردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے پھر جب بیٹھ جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ پھر سوال ہوتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: اسلام۔ پھر پوچھا جاتا ہے: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ پھر سوال ہوتا ہے: تو اِن کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے انہیں پہچانا اور جو کتاب وہ لے کر آئے میں نے اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ اس کی قبر کو حَدِّ نگاہ تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس کی روح مؤمنین کی اَرواح سے ملا دی جاتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا فرماتے ہیں: قبر میں آنے والے فرشتوں کے نام منکر اور نکیر ہیں۔[3]

---

1 ...اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۸۱، حدیث: ۱۰۴

2 ...اثبات عذاب القبر، باب مایکون علی من اعرض عن ذکر اللہ... الخ، ص۶۱، حدیث: ۶۷، عن ابی ھریرۃ مختصرًا
درمنثور، سورۃ ابراھیم، تحت الآیۃ: ۲۷، ۵/ ۳۵

3 ...معجم اوسط، ۲/ ۱۱۳، حدیث: ۲۷۰۳

قبر تا حدِ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آکر سلام کرتے اور جنت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جب وہ مر جاتا ہے تو اس کے جنازے کے ساتھ ساتھ چلتے اور لوگوں کے ہمراہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں اور جب اسے دفنا دیا جائے تو اسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے: تیرے رسول کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ پھر سوال ہوتا ہے: تیری شہادت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد **اللہ** کے رسول ہیں۔ یہ فرمانِ باری تعالیٰ اسی سے متعلق ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: **اللہ** ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

چنانچہ اس کی قبر تا حدِّ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ جبکہ کافر کے پاس فرشتے آتے ہیں تو اسے باندھ دیتے ہیں، اس کی پشت اور چہرے پر مارتے ہیں، اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ انہیں کوئی جواب نہیں دے پاتا کیونکہ ربّ تعالیٰ نے اسے بھلا دیا ہوتا ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے: وہ رسول کون ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے؟ اب بھی وہ کوئی جواب نہیں دے پاتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان اسی بارے میں ہے:

وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ﳜ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور **اللہ** ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور **اللہ** جو چاہے کرے۔[1]

جنتی تحائف

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک اَنصاری کے جنازے میں شریک ہوئے اور قبر تک ساتھ تشریف لے گئے اس وقت تک

[1] ...تفسیر ابن ابی حاتم، ابراھیم، تحت الآیۃ: ۲۷، ۷/ ۲۲۴۵، حدیث: ۱۲۲۶۷

قبر نہ کھودی گئی تھی لہٰذا آپ تشریف فرما ہو گئے اور لوگ بھی آپ کے پاس ایسے ساکن بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زمین کی طرف نظر فرمائی اور تنکے سے زمین کریدنے لگے پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین مرتبہ یوں دعا فرمائی: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی میں عذابِ قبر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا: جب مومن دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کی طرف بڑھتا ہے تو حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں، ان کے ساتھ دیگر فرشتے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس جنتی تحائف، خوشبو اور لباس ہوتا ہے، وہ تمام تاحد نگاہ صَف بہ صَف بیٹھ جاتے ہیں، پہلے حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اسے خوشخبری سناتے ہیں پھر دیگر فرشتے اسے خوشخبری دیتے ہیں تو اس کی روح حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی جانب سے دی جانے والی خوشخبری سے خوش ہو کر مشک سے قطرہ بہنے کی مثل بہہ کر نکلتی ہے، پھر ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کی روح لے کر پلک جھپکتے ہی دوسرے فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں وہ فوراً اسے جنتی تحائف میں لپیٹ لیتے ہیں اور اُس وقت زمین وآسمان کے مابین ایک خوشبو پھیل جاتی ہے، فرشتے کہتے ہیں: یہ خوشبو کتنی اچھی ہے۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں: یہ خوشبو آج قبض کی گئی فلاں مومن کی روح کی ہے، جب اسے آسمان تک لایا جاتا ہے تو آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں، ہر دروازہ یہ چاہتا ہے کہ اس روح کو مجھ سے گزارا جائے، چنانچہ اسے اس کے عمل کے دروازے سے گزارا جاتا ہے تو وہ رونے لگتا ہے اور جن جن آسمان والوں کے پاس سے وہ گزرتی ہے سب یہی کہتے ہیں کہ "خوش آمدید اس جان کو جس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا حکم مانا" حتّٰی کہ اسے سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی تک پہنچا دیا جاتا ہے، حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے مُعاوِن فرشتے عرض کرتے ہیں: الٰہی! ہم نے فلاں بن فلاں مومن کی روح قبض کی ہے۔ حالانکہ ربّ تعالیٰ ان سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اسے زمین کی طرف لوٹا دو، میں نے ان بندوں کو اسی سے پیدا کیا، اسی میں لوٹاؤں گا اور انہیں اسی سے دوبارہ اٹھاؤں گا۔ دفنانے والے جب واپس پلٹتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آہٹ اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز بھی سنتا ہے، پھر اس کے پاس تین فرشتے آتے ہیں، دو رحمت کے اور ایک عذاب کا، بندے کا عملِ صالح اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے، نماز قدموں کے پاس، روزہ سر کے پاس، زکوۃ دائیں طرف، صدقہ بائیں طرف

اور نیکی اور حُسنِ اَخلاق سینے کے پاس آجاتے ہیں، اب عذاب کا فرشتہ جس جانب سے بھی آتا ہے عملِ صالح اسے روک لیتا ہے، وہ فرشتہ اتناوَزنی ہتھوڑالے کر کھڑا ہوتا ہے کہ اگر منٰی میں جمع ہونے والے سب مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، پھر وہ کہتا ہے: اے نیک بندے! اگر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور صدقہ تیری حفاظت نہ کرتے تو میں اس ہتھوڑے سے تجھے ایسی مار مارتا جس سے قبر میں آگ بھڑک اٹھتی، وہ رحمت کے فرشتوں سے کہتا ہے: یہ تمہارے لیے اور تم اس کے لیے ہو۔ چنانچہ وہ وہاں سے رُخصت ہو جاتا ہے اور رحمت کا ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی سے نرمی کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی مصیبت سے آیا ہے۔ فرشتہ پوچھتا ہے: تیرا ربّ کون ہے۔ بندہ کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ مُردہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ فرشتہ پھر سوال کرتا ہے: تیرے نبی کون ہیں: بندہ کہتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ فرشتہ پوچھتا ہے: تو کیا جانتا ہے؟ بندہ کہتا ہے: میں نے کتابُ اللہ کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ یہ سوال فرشتے سختی سے پوچھتے ہیں اور یہ مومن کو پیش آنے والی سخت ترین آزمائش ہوتی ہے، پس آسمان سے ندا آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنتی بچھونا بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ اور جنتی خوشبو سے مُعَطَّر کر دو اور اس کی قبر کو حدِّ نِگاہ تک وسیع کر دو، ایک جنتی دروازہ اس کے سر کی جانب اور ایک قدموں کی جانب کھول دو۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں: دلہن کی طرح سو جا تجھے عذابِ قبر نہیں ہو گا۔ وہ کہتا ہے: یاالٰہی! قیامت قائم فرمادے تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف لوٹوں اور وہ کچھ پاؤں جو تو نے میرے لیے تیار کیا ہے۔ چنانچہ اسے بروزِ قیامت چمکتے چہرے کے ساتھ قبر سے اٹھایا جائے گا۔[1]

حدیث اِبنِ عُمَر

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ایک شخص سے کہا: اے بھائی! کیا تم جانتے ہو کہ موت تمہارے سامنے ہے اچانک آجائے گی، نہ جانے تمہارے پاس صبح آجائے یا شام، رات کو آجائے یا دن کو پھر ہولناک قبر اور منکر نکیر کا سامنا ہو گا اور پھر قیامت کا وہ دن جس میں باطل پرستوں کو خسارہ ہو گا۔[2]

1 ...اثبات عذاب القبر، باب اخبر المصطفی بان المؤمن والکافر جمیعا یسلان... الخ، ص۳۷، حدیث: ۲۰، بتغیر، عن البراء بن عازب

2 ...شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، ۴/۲۱۴، حدیث: ۴۸۳۴

زبان کو ان کلمات سے تر رکھو

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنی زبانوں کو ان کلمات کا عادی بناؤ: لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاللہُ رَبُّنَا وَالْاِسْلَامُ دِیْنُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ربّ، اسلام ہمارا دین اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے نبی ہیں۔ کیونکہ قبر میں تم سے ان باتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبر میں امتحان لینے والے فرشتوں کے بارے میں بتایا تو میرے والد ماجد حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہماری عقلیں ہمیں لوٹا دی جائیں گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں! جیسے آج ہو بالکل ویسے ہی۔ عرض کی: نافرمان کے لیے خسارہ ہے۔[2]

حدیث ابن مسعود

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب مومن انتقال کے بعد قبر میں پہنچ جائے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ چنانچہ اس کی قبر کو خوب کشادہ کر کے اس کے لیے راحت کا سامان کر دیا جاتا ہے پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ طیبہ تلاوت کی:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور جب کافر کو قبر میں رکھا جائے تو اسے بھی بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟

---

1 ...فردوس الاخبار، ۱/۶۹، حدیث: ۳۴۷

2 ...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو، ۲/۵۸۱، حدیث: ۶۶۱۴، عن عبد اللہ بن عمر

اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ چنانچہ اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے اور اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۴)　　ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ضرور تمہیں قبر میں سیدھا بٹھایا جائے گا اور پوچھا جائے گا: تو کون ہے؟ اگر وہ مومن ہوا تو کہے گا: میں زندہ و مردہ ہر دو حالت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ چنانچہ اس کی قبر میں کشادگی کر دی جاتی ہے اور وہ اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیتا ہے پھر جنت سے ایک لباس آتا ہے جسے وہ پہن لیتا ہے۔ جب کافر سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کون ہے تو وہ کہتا ہے؟ میں نہیں جانتا۔ اس سے تین مرتبہ کہا جاتا ہے: تو نے کبھی جانا ہی نہیں۔ چنانچہ اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں، قبر میں ہر طرف سے سانپ آجاتے ہیں جو اسے کاٹتے اور کھاتے ہیں وہ تکلیف سے چیختا ہے، اسے لوہے اور آگ کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے اور اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب بندہ مرتا ہے تو اس کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتے بھیجتا ہے، وہ اس کی روح قبض کر کے کفن میں رکھتے ہیں اور جب اسے قبر میں اتارا جاتا ہے تو ربّ تعالٰی اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے جو اسے جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میرے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ وہ کہتے ہیں: تو نے سچ کہا، تو ایسا ہی ہے۔ چنانچہ اس کے لیے جنتی بچھونا بچھایا جاتا، جنتی لباس پہنایا جاتا اور اسے اس کا جنتی ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، جبکہ کافر کو ایسی مار ماری جاتی ہے

---

1 ...معجم کبیر، ۹/۲۳۳، حدیث: ۹۱۴۵، اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص۲۹، حدیث: ۶

2 ...اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص۱۳۲، حدیث: ۲۲۵، ۲۲۶

جس سے اس کی قبر میں آگ بھڑک اٹھتی ہے، قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں اور اس پر اونٹ کی گردن جیسے سانپ مسلّط کر دیئے جاتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب مومن کا وقتِ موت آتا ہے تو حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام یوں ندا کرتے ہیں: اے پاکیزہ روح! پاکیزہ جسم سے نکل آ۔ جب روح نکلتی ہے تو اسے سرخ پاکیزہ کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں، جب غسل و کفن دے کر اسے چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو اس کی روح چارپائی کے اوپر آجاتی ہے اور جِدھر جِدھر چارپائی گھومتی ہے وہ بھی ساتھ گھومتی ہے یہاں تک کہ اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی روح اس کے جسم میں ڈال دی جاتی ہے اور اس سے سوالات ہوتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ، میرا دین اسلام اور میرے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے سچ کہا۔ پھر اس کی قبر تاحدِّ نِگاہ وسیع کر دی جاتی اور اس کی روح بلند ہو جاتی ہے اور اسے اَعلیٰ عِلِّیِّیْن میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ پھر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مقدسہ تلاوت کی:

اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾

(پ۳۰، المطففین: ۱۸تا۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل عِلِّیِّیْن میں ہے اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے۔[2]

پھر فرمایا: یہ ساتویں آسمان میں ہے پھر کافر کے بارے میں بتایا اور یہ آیتِ طیبہ تلاوت کی:

اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ﴿۷﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾

(پ۳۰، المطففین: ۷تا۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سِجِّیْن میں ہے اور تو کیا جانے سِجِّیْن کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے۔

پھر فرمایا: یہ ساتویں زمین میں ہے۔

1... کتاب الشریعۃ للآجری، کتاب الایمان بالحوض، باب ذکر الایمان والتصدیق بمسالۃ منکر ونکیر، ۳/۱۲۹۳، حدیث: ۸۶۳

2... اھوال القبور، الباب الثامن، ص۱۳۶

حدیث عثمان بن عفان

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان ذُوالنُّورَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور میت کی تدفین کے بعد فرمایا: اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ ابھی اس سے سوالات ہوں گے۔[1]

حدیث عمر فاروق

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عُمَر! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم چار ہاتھ لمبی دو ہاتھ چوڑی قبر میں ہوگے اور منکر نکیر کو دیکھو گے۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! منکر نکیر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: قبر کا امتحان لینے والے دو فرشتے جو اپنے دانتوں سے زمین چیرتے اور اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے۔ ان کی آوازیں زوردار گرج کی مانند اور نگاہیں اُچکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی۔ ان کے پاس ایسا ہتھوڑا ہو گا کہ اگر تمام اہلِ منٰی مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں لیکن منکر نکیر کے لیے وہ میری اس لاٹھی سے بھی زیادہ ہلکا ہو گا، وہ تمہارا امتحان لیں گے، اگر تم عاجز آ گئے یا مخالفت کی تو وہ تمہیں اس ہتھوڑے سے ایسی ضرب ماریں گے جس سے تم ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اس وقت بھی میری یہی حالت ہو گی (یعنی حواس سلامت ہوں گے)؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: تب تو میں ان دونوں کو کافی ہوں گا۔[2]

حضرت سیّدُنا عطاء بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اے عُمَر! جب لوگ تمہارے لیے تین گز ایک بالشت لمبی اور ایک گز ایک بالشت چوڑی قبر کھودیں گے پھر واپس آکر تمہیں غسل و کفن دے کر خوشبو لگائیں گے، تمہیں اٹھا کر قبر میں رکھ دیں گے اور پھر تم پر مٹی برابر کر دیں گے،

---

1 ...مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب الاستغفار وسوال التثبیت للمیت، ۱/۷۰۲، حدیث: ۱۴۱۲

2 ...اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص ۸۲، حدیث: ۱۰۵، فردوس الاخبار، ۲/۱۸۱، حدیث: ۴۹۱۴

جب وہ واپس چلے جائیں گے تو قبر کا امتحان لینے والے منکر نکیر تمہارے پاس آئیں گے جن کی آواز زوردار گرج کی مانند اور نگاہیں اُچکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی، وہ تمہیں خوب ڈرائیں گے تو اے عُمَر! اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی؟ عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میری عقل سلامت ہو گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: تب تو میں انہیں کافی ہوں گا۔(1)

حدیث عَمرو بن عاص

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا: جب تم مجھے دفن کرو تو مجھ پر مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے اُنسیت حاصل کروں اور دیکھوں کہ میں فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔(2)

حدیث مُعاذ

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں قرآنِ مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اس گھر پر نور کا ایک خیمہ ہوتا ہے جس سے آسمان والے راہنمائی حاصل کرتے ہیں جس طرح ٹھاٹھیں مارتے سمندر اور چٹیل میدانوں میں موتی جیسے تارے سے راہنمائی لی جاتی ہے، جب تلاوت کرنے والا فوت ہو جاتا ہے تو وہ نوری خیمہ اُٹھا لیا جاتا ہے، چنانچہ فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں تو انہیں وہ نور نظر نہیں آتا پھر فرشتے اسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر لے جاتے اور اس کی روح پر درود بھیجتے ہیں پھر قیامت تک اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جو بھی مومن کتابُ اللہ سیکھتا ہے اور پھر رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھتا ہے تو وہ رات اگلی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس مومن کو وقتِ مقررہ پر بیدار کر دینا اور اس کے لیے آسان ہو جانا، جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے گھر والے اس کے کفن کی تیاری میں مشغول ہوتے ہیں جبکہ قرآنِ کریم انتہائی حسین صورت میں اس کے سر کے پاس آکر ٹھہر جاتا ہے پھر کفن کے نیچے اور سینے کے اوپر آجاتا ہے اور جب اسے قبر میں رکھ کر اس پر مٹی

(1)...اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۸۱، حدیث: ۱۰۳، مسند الحارث، کتاب الجنائز، باب السؤال فی القبر، ۱/ ۳۷۹، حدیث: ۲۸۱

(2)...مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ، ص ۷۴، حدیث: ۱۹۲

برابر کر دی جاتی اور دوست احباب واپس چلے جاتے ہیں تو نکیرین آکر اسے قبر میں بٹھا دیتے ہیں اتنے میں قرآنِ مجید مومن اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: ایک طرف ہو جاؤ تا کہ ہم اس سے سوال کریں۔ وہ کہتا ہے: ربِّ کعبہ کی قسم! ایسا ہر گز نہ ہو گا کیونکہ یہ میرا مُصاحِب اور میرا دوست ہے میں اسے کسی حال میں اکیلا نہ چھوڑوں گا البتہ اگر تمہیں کسی بات کا حکم ہے تو تم اس پر عمل کرو اور مجھے میری جگہ پر رہنے دو کیونکہ میں اِسے جنت میں پہنچانے سے پہلے اس سے جُدا نہیں ہوں گا۔ پھر قرآنِ پاک اپنے دوست کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: میں وہی قرآن ہوں جسے تو کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ پڑھتا تھا اور مجھ سے محبت رکھتا تھا، پس مجھے تجھ سے محبت ہے اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اسے محبوب بنالیتا ہے، نکیرین کے سوالات کے بعد تجھ پر کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔ نکیرین سوالات کرنے کے بعد تشریف لے جاتے ہیں، اب مومن ہوتا ہے اور قرآنِ کریم، کلامِ مجید فرماتا ہے: میں تیرے لیے نرم و آرام دہ بستر بچھاؤں گا اور حسین و جمیل چادر عطا کروں گا کیونکہ تو رات بھر میرے لیے جاگتا اور دن بھر میرے لیے مَشَقَّت اٹھاتا تھا۔ پھر قرآنِ پاک پلک جھپکنے سے بھی جلدی آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ سے بستر اور چادر کا سوال کرتا ہے تو وہ اُسے عطا کر دیئے جاتے ہیں، پھر چھٹے آسمان کے ایک ہزار مقرب فرشتے اُس کے ساتھ اُترتے ہیں اور قرآنِ کریم مومن سے دریافت فرماتا ہے کہ تو میری عدم موجودگی میں وحشت زدہ تو نہیں ہوا میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کے پاس تیرے لیے بستر اور چادر لینے گیا تھا اور وہ لے بھی آیا ہوں لہٰذا کھڑا ہو جا تا کہ فرشتے بستر بچھا دیں، پھر فرشتے اسے انتہائی نرمی سے اٹھاتے ہیں اور اس کی قبر 400 سال کی مَسافَت تک وسیع کر دی جاتی ہے پھر اس کے لیے اَذْفَر خوشبو لگا سبز ریشم بچھایا جاتا ہے اور اس کے سر اور پاؤں کی جانب باریک اور موٹے ریشم کے تکیے لگائے جاتے ہیں، اس کے سر اور قدموں کی طرف جنّتی نور کے دو چراغ جلائے جاتے ہیں جو قیامت تک جلتے رہیں گے پھر فرشتے اسے دائیں پہلو پر قبلہ رو کر کے اور اسے جنّتی یاسمین دے کر پرواز کر جاتے ہیں اور پھر قیامت تک وہ اور قرآن رہ جاتے ہیں۔

قرآنِ مجید شب و روز اس کی خبر اس کے گھر والوں کو دیتا ہے اور اس کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جس طرح مہربان باپ اپنے بچے کے ساتھ رہتا ہے، اگر اس کی اولاد میں سے کسی نے قرآنِ پاک پڑھ لیا تو قرآنِ

کریم اس کو خوشخبری سناتا ہے اور اگر اس کے پیچھے اس کی اولاد میں سے کوئی بُرا ہو تو قرآن مجید اس کی اصلاح وبہتری کے لیے دعا کرتا ہے۔[1]

حدیث ابو امامہ: ان کی حدیث "مردے کو تلقین کے بیان" میں گزر چکی ہے۔

حدیث ابودرداء

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شخص نے عرض کی: مجھے ایسی بھلائی سکھائیں جس سے ربّ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ذرا یہ تصور کر کہ جب تیرے لیے زمین میں صرف چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ ہو گی، تیری جُدائی کو ناپسند کرنے والے تیرے گھر والے اور دوست اَحباب تجھے وہاں لے جائیں گے اور اپنے ہاتھوں سے اس میں ڈال دیں گے پھر تجھ پر اینٹیں رکھ کر خوب مٹی ڈال دیں گے، پھر تیرے پاس نیلی آنکھوں اور گھونگریالے لٹکتے بالوں والے دو فرشتے آئیں گے ایک کا نام مُنکَر اور دوسرے کا نکیر ہو گا، وہ پوچھیں گے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ اگر تو نے کہا: میرا ربّ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، میرا دین اسلام اور میرے نبی حضرت **محمد** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ تو خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یقیناً تو کامیاب ہو گیا اور اس خوف وگھبراہٹ کے عالَم میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی دی ہوئی ثابت قدمی ہی سے یہ جواب دینے کی طاقت ہو گی ورنہ اگر تو نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ تو بخدا! تو ناکام ونامراد ہو گیا۔[2]

حدیث ابو سعید خُدری

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی جب انسان دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ چلے جاتے ہیں تو ایک فرشتہ ہتھوڑا لئے ہوئے آتا ہے اور اس مردے کو بٹھا کر پوچھتا ہے: تو اِس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اگر مردہ مومن ہوا تو کہے گا:

1... مسند بزار، مسند اسامۃ بن زید، ۷/۹۷، حدیث: ۲۶۵۵

2... اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۱۳۳، حدیث: ۲۲۹

کتاب الشریعۃ للآجری، کتاب الایمان بالحوض، باب ذکر الایمان والتصدیق بمسالۃ منکر ونکیر، ۳/۱۲۹۰، حدیث: ۸۶۰

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتہ کہے گا: تونے سچ کہا۔ پھر اس کے لیے جہنم کا دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: اگر تو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کرتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا اب چونکہ تونے ایمان کا اقرار کیا ہے تو دیکھ تیرا ٹھکانا یہ ہے، اتنے میں اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کُھلے گا وہ اس کی طرف جانا چاہے گا تو اس سے کہا جائے گا: ابھی یہیں رہنا ہے۔ چنانچہ اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اگر مردہ کافر یا منافق ہوا تو اس سے پوچھا جائے گا: اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہے گا: میں نہیں جانتا بس لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا۔ فرشتہ کہے گا: تونے نہ جانا، نہ سیکھا اور نہ ہی ہدایت پائی۔ پھر اس کے لیے جنتی دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: اگر تو ایمان لاتا تو تیرا مقام یہ تھا لیکن تونے کفر کیا ہے تو بجائے جنت کے تیرا ٹھکانا یہ جہنم ہے۔ چنانچہ اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا اور فرشتہ لوہے کے گُرز سے اس کے سر پر اس زور سے ضرب لگائے گا کہ اس کی آواز اِنس و جن کے علاوہ ساری مخلوق سنے گی۔ کسی نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جب فرشتہ لوہے کا گُرز لے کر کھڑا ہوگا تو بھلا کون ہے جو ہیبت زدہ نہ ہو۔ آپ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔[1]

حدیث ابورافع

حضرت سیِّدُنا ابورافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: افسوس، افسوس، افسوس!۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے ساتھ میرے علاوہ اور کوئی نہیں تو کیا حضور مجھ پر افسوس فرما رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ اس قبر والے پر افسوس کر رہا ہوں کہ اس سے میرے متعلق پوچھا گیا تو یہ شک کرنے لگا۔[2]

---

1 ...مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۴/۸، حدیث: ۱۱۰۰۰

2 ...معجم کبیر، ۱/۳۲۲، حدیث: ۹۶۱

حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں ایک دن سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بقیعِ غَرقَد پہنچا، میں آپ کے پیچھے تھا کہ اتنے میں آپ نے ارشاد فرمایا: نہ تو نے ہدایت پائی نہ تجھے ہدایت ملی۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا یہ حکم میرے لیے ہے؟ ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں نہیں کہا بلکہ میری مراد یہ قبر والا ہے جس سے میرے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے گمان کیا کہ وہ مجھے نہیں جانتا۔ اس قبر والے کو دفنانے کے بعد جو پانی چھڑکا گیا تھا اس کا اثر موجود تھا۔[1]

حدیث ابو قتادہ

حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب مومن مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ سوال ہوتا ہے: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ یہ بات اس سے تین بار پوچھی جاتی ہے پھر جہنم کا دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے: اگر تم ناکام ہو جاتے تو دیکھو تمہارا یہ ٹھکانا تھا۔ پھر جنت کی طرف دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے: اپنا ٹھکانا دیکھو کیونکہ تم ثابت قدم رہے۔ جب کافر مرتا ہے تو اسے بھی قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تیرا ربّ کون ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ بس میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا وہی کہا۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے جانا ہی نہیں۔ پھر جنت کی طرف دروازہ کھول کر حکم ہوتا ہے: دیکھ اگر تو ثابت قدم رہتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا پھر جہنم کی جانب دروازہ کھول کر حکم ہوتا ہے: اپنا ٹھکانا دیکھ کیونکہ تو ناکام رہا۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے یہی قبر کا معاملہ مراد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

دنیا کی زندگی میں حق بات پر ثابت قدمی سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے اور آخرت میں حق بات پر ثابت قدمی سے مراد سوالاتِ قبر میں ثابت قدمی ہے۔[2]

1 ...مسند بزار، مسند ابی رافع مولی رسول اللہ، ۹/۳۲۰، حدیث: ۳۸۷۰

2 ...تفسیر ابن ابی حاتم، ابراھیم، تحت الآیۃ: ۲۷، ۷/۲۲۴۵، حدیث: ۱۲۲۶۸

حدیث ابو موسیٰ

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اپنی کتاب ''اِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْر''میں ما قبل صفحہ 197پر مذکور حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث کے بعد حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث ذکر کی مگر اس کے الفاظ ذکر کرنے کے بجائے فرمایا: یہ حدیث ما قبل حدیث کی مثل ہے۔

حدیث ابو ہریرہ

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس نیلی آنکھوں والے دو کالے فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ مردے سے کہتے ہیں: اس شخص کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا؟ وہ وہی کہتا ہے جو کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر 70 ہاتھ لمبی 70 ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے پھر اس میں نور بھر دیا جاتا ہے اور اس مومن سے کہا جاتا ہے: سو جا۔ وہ کہتا ہے: میں اپنے گھر والوں کو جا کر خبر دے دوں؟ فرشتے کہتے ہیں: سو جاؤ اس دُلہن کی طرح جسے اس کا محبوب ہی جگاتا ہے۔ (وہ سو جائے گا) یہاں تک کہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اٹھائے گا اور اگر مرنے والا منافق ہو تو کہتا ہے: میں لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا میں تو کچھ نہیں جانتا۔ منکر نکیر کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔ چنانچہ زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اسے جکڑ لے تو وہ اسے ایسا دباتی ہے جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ الغرض وہ قیامت کے دن تک عذابِ قبر میں مبتلا رہے گا۔[1]

زمین کبھی کچھ نہ اُگائے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں

1...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ۲/۳۳۷، حدیث: ۱۰۷۳

ایک جنازے میں حاضر ہوئے، جب اس کے دفن سے فارغ ہو کر لوگ جانے کے لیے پلٹے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے جوتوں کی آواز سن رہا ہے اس کے پاس مُنکَر ونکیر آئے ہیں جن کی آنکھیں تانبے کی ہنڈیا کی طرح، دانت گائے کے سینگوں کی طرح اور آواز زوردار گرج کی مثل ہے، وہ اسے بٹھا کر پوچھیں گے کہ وہ کس کی عبادت کرتا تھا اور اس کے نبی کون تھے اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والوں میں سے ہوا تو کہے گا: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا تھا اور میرے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جو روشن نشانیاں لائے تو ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اسے کہا جائے گا: تم نے سچ کہا، تم یقین پر مرے اور یقین ہی پر اٹھائے جاؤ گے پھر اس کے لیے جنت کی جانب دروازہ کھول کر قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اگر یہ مردہ شک کرنے والوں میں سے ہوا تو کہے گا: میں کچھ نہیں جانتا میں تو لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ اس سے کہا جائے گا: تو شک کے ساتھ آیا شک پر مرا اور شک پر ہی اٹھایا جائے گا پھر اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول کر اس کی قبر میں ایسے بچھو اور سانپ بھر دیئے جائیں گے کہ ان میں سے ایک بھی دنیا میں سانس لے لے تو زمین کبھی کچھ نہ اُگائے اور یہ اسے ڈسیں گے۔ زمین کو حکم ہو گا کہ اس پر تنگ ہو جا تو وہ ایسی تنگ ہو جائے گی جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔[1]

عذابِ قبر سے کیسے بچا جائے؟

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبی غیب داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اگر مومن ہو تو نماز اس کے سر کی جانب، زکوٰۃ دائیں، روزہ بائیں اور دیگر بھلائیاں، نیکیاں اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اس کے قدموں کی جانب

1...معجم اوسط، ۳/ ۲۹۲، حدیث: ۴۶۲۹

آجاتے ہیں، سر کی طرف سے عذاب آئے تو نماز کہتی ہے: یہاں تیرے لیے کوئی راہ نہیں۔ دائیں سے آئے تو زکوٰۃ کہتی ہے: میری جانب سے بھی تجھے راستہ نہیں ملے گا۔ بائیں سے آئے تو روزہ کہتا ہے: میں تجھے یہاں سے داخل نہیں ہونے دوں گا۔ پھر عذاب قدموں کی جانب سے آتا ہے تو بھلائیاں، نیکیاں اور لوگوں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کہتے ہیں: یہاں سے بھی تجھے کوئی راستہ نہیں ملنے والا۔ پھر مردے سے کہا جاتا ہے: بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے ایسا لگتا ہے گویا سورج غروب ہونے والا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: جو کچھ ہم پوچھیں اس کا ہمیں جواب دینا۔ وہ کہتا ہے: مجھے نماز پڑھنے دو۔ کہا جاتا ہے: تھوڑی دیر میں پڑھ لینا پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دو۔ وہ کہتا ہے: پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ پوچھا جاتا ہے: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارے درمیان بھیجا گیا؟ یعنی حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ مردہ کہتا ہے: وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں جو ہمارے ربّ کے ہاں سے روشن نشانیاں لائے تو ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔ اسے کہا جاتا ہے: تونے سچ کہا، تو اسی پر مرا اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ اسی پر اُٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اس کی قبر تاحدِّ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

حکم ہوتا ہے: جہنم کی طرف دروازہ کھولو۔ چنانچہ جہنم کی طرف دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: اگر تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا نافرمان ہوتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا۔ یوں اس کا رشک وسُرور بڑھ جاتا ہے (کہ میں اس سے بچ گیا) پھر حکم ہوتا ہے: اب اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا اور وہ نعمتیں ہیں جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے لیے تیار فرمائی ہیں۔ اب اس کا کیف وسرور اور بڑھ جاتا ہے۔ پس جسم کو وہیں رکھا جاتا ہے جہاں سے وہ بنا تھا یعنی مٹی میں اور روح کو پاکیزہ فضاؤں میں رکھا جاتا ہے اور وہ پاکیزہ فضا ایک سبز پرندہ ہے جو جنت کے درخت پر ہے۔ جبکہ کافر کی قبر میں عذاب سر اور پیروں کی جانب سے آتا ہے تو کوئی رُکاوٹ نہیں پاتا، کافر ڈرتا کانپتا بیٹھ جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارے درمیان بھیجا گیا؟ اسے نام معلوم نہیں ہوتا تو اسے بتایا جاتا ہے کہ حضرت

محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ کہتا ہے: میں لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا بس میں بھی وہی کہتا تھا۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے سچ کہا تو اسی پر مَرا اور اِنْ شَآءَ الله اسی پر اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ١٦، طٰہٰ: ١٢٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

حکم ہوتا ہے کہ جنت کا دروازہ کھولو۔ چنانچہ جنت کا دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: تیرا ٹھکانا یہ ہوتا اور اگر تو اطاعت گزار ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں تیرا مقدر ہوتیں۔ یہ دیکھ کر اسے حسرت وندامت اور زیادہ ہو جاتی ہے پھر حکم ہوتا ہے: اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: یہ اور اس کا عذاب تیرا ٹھکانا ہے۔ اب وہ حسرت وہلاکت میں مزید ڈوب جاتا ہے۔

ابو عُمَر ضَرِیر کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا حمّاد بن سَلَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: کیا یہ شخص اہلِ قبلہ میں سے ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گواہی تو دیتا ہے مگر قلبی یقین کے ساتھ نہیں، بس جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہہ دیتا تھا۔(1)

عذاب سے بچنے کے ذرائع

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ آدمی کی قبر میں عذاب آتا ہے پس جب وہ سر کی جانب سے آتا ہے تو تلاوتِ قرآن اسے دور بھگا دیتی ہے۔ جب ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے تو صدقہ روک لیتا ہے اور جب قدموں کی طرف سے آتا ہے تو اس کا مسجد کی طرف چلنا عذاب کو بھگا دیتا ہے اور صبر ایک کنارے پر موجود ہوتا ہے اور کہتا ہے: اگر میں کہیں سے عذاب کے آگے بڑھنے کی جگہ دیکھوں گا تو سامنے آجاؤں گا۔(2)

1 ...معجم اوسط، ٢/ ٩٢، حدیث: ٢٦٣٠

2 ...معجم اوسط، ٦/ ٤٧٠، حدیث: ٩٤٣٨

قبر میں فائدہ پہنچانے والی چیزیں

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جب مردے کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں، اگر عذاب مردے کے سر کی طرف بڑھتا ہے تو تلاوتِ قرآن رکاوٹ بنتی ہے، اگر عذاب پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو نماز کا قیام کام دیتا ہے، اگر ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتے ہیں: یہ ہمیں صدقہ اور دعا کے لیے پھیلاتا تھا ہماری طرف سے تو تیرے لیے کوئی راہ نہیں ہے۔ اگر عذاب منہ کی طرف رُخ کرتا ہے تو ذکر اور روزہ سامنے آجاتے ہیں یونہی نماز بھی اس کی حفاظت کرتی ہے جبکہ صبر ایک کونے میں موجود ہوتا ہے اور کہتا ہے: اگر میں کہیں سے عذاب کے آگے بڑھنے کی جگہ دیکھوں گا تو سامنے آجاؤں گا۔ اعمالِ صالحہ اس کی طرف سے ایسے دفاع کرتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنے بھائی، اولاد یا گھر والوں کی طرف سے دفاع کرتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیری آرام گاہ میں برکت دے! سو جا، تیرے بھائی اور تیرے دوست (یعنی اچھے اعمال) بہت ہی خوب ہیں۔[1]

نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب مومن کی روح جسم سے نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں: "پاکیزہ جسم سے برآمد ہونے والی پاکیزہ روح ہے۔" اور جب وہ روح اپنے گھر سے قبر کی طرف چلتی ہے تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اسے جلدی لے جایا جائے، جب اسے قبر میں رکھ دیتے ہیں تو اس کے سر کی طرف عذاب بڑھتا ہے تو اس کے سجدے رُکاوٹ بن جاتے ہیں، اس کے پیٹ کی طرف عذاب آتا ہے تو روزے ڈھال بن جاتے ہیں، جب اس کے ہاتھ کو عذاب پکڑنا چاہتا ہے تو اس کا صدقہ حائل ہو جاتا ہے، اس کے پاؤں کی طرف عذاب بڑھنے لگتا ہے تو اس مومن کا نماز میں قیام کرنا اور مسجد کی طرف چلنا عذاب اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اس کے بعد مومن کبھی خوفزدہ نہیں ہوتا، ہاں! جسے ربّ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو وہ ضرور خوفزدہ ہو گا، پھر جب وہ اپنا ٹھکانا اور اپنے لیے تیار انعامات دیکھتا ہے تو عرض کرتا ہے: الٰہی! مجھے میرے ٹھکانے تک پہنچا دے۔ اسے کہا جاتا ہے: تیرے کچھ بھائی اور بہنیں ہیں جو ابھی تجھ تک نہیں پہنچے لہٰذا

1...ملحق کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص ۲۲۲، حدیث: ۵۲

اطمینان سے سو جا۔ جبکہ کافر کی روح جب بدن سے خارج ہوتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں: گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے اور جب اسے اس کی قبر کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں تو وہ چاہتا ہے کہ یہ آہستہ چلیں اور پھر چیختے ہوئے کہتا ہے: مجھے کہاں لے جاتے ہو؟ پھر جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور وہ اپنے لیے تیار عذاب دیکھتا ہے تو کہتا ہے: میرے ربّ! مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں توبہ اور اچھے عمل کروں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے جتنی عُمُر گزارنی تھی گزار لی۔ چنانچہ اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں اور اس کی حالت انتہائی کمزور ہوتی ہے وہ خوفزدہ ہوتا ہے اور زمین کے سانپ بچھو اس پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے اور وہ اپنے آنے والے معاملات کو دیکھتا ہے تو شدت سے خواہش کرتا ہے کہ اس کی روح جلدی نکلے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اس کی روح کو آسمان کی بلندی پر لے جایا جاتا ہے اور اس کے پاس دیگر اروارِ مؤمنین آتی اور اپنے رشتہ داروں کے حالات پوچھتی ہیں، کسی کے بارے میں کہتا ہے: میں فلاں کو دنیا میں چھوڑ آیا ہوں تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب کسی کا بتاتا ہے کہ فلاں مر چکا ہے تو وہ اَرواح کہتی ہیں: اس کی روح تو ہمارے پاس نہیں آئی یقیناً وہ جہنمیوں کی روحوں کے ساتھ کر دی گئی ہوگی۔ مومن اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ سوال ہوتا ہے: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ پھر پوچھا جاتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس کی قبر میں ایک دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: اپنا ٹھکانا دیکھ اور اطمینان سے سو جا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اسے اٹھائے گا تو اسے ایسے لگے گا جیسے ابھی سویا تھا اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی دشمن کو موت آتی ہے تو وہ آنے والا عذاب دیکھتا ہے اور اس کی روح نکلنا پسند نہیں کرتی، اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات ناپسند فرماتا ہے، جب اسے قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا ربّ کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ اس سے کہا جاتا ہے: تو نے جانا ہی نہیں۔ سوال ہوتا ہے: تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا

[1] ...ملحق کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص ۲۲۲، حدیث: ۵۳

ہے: میں نہیں جانتا۔ کہا جاتا ہے: تو نے جانا ہی نہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: مجھے معلوم نہیں۔ کہا جاتا ہے: تو نے معلوم ہی نہیں کیا۔ چنانچہ اس کی قبر میں جہنم کا دروازہ کھولا جاتا ہے پھر اسے ایسی مار ماری جاتی ہے جسے انسان وجِنّات کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے پھر حکم ہوتا ہے مَنْھُوس کی طرح پڑا رہ۔ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: مَنْھُوس کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جسے کیڑے مکوڑے اور سانپوں نے ڈسا ہوا ہو۔ پھر اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ پسلیاں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ [1]

اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم منکر نکیر کو دیکھو گے؟ عرض کی: منکر نکیر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: قبر کا امتحان لینے والے دو فرشتے ہیں، ان کی آواز زوردار گرج کی مانند اور نگاہیں اُچکنے والی بجلی کی طرح ہیں، وہ اپنے بالوں کو گھسیٹتے اور اپنے اگلے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آئیں گے، ان کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ڈنڈا ہو گا جسے تمام مِنٰی والے مل کر بھی اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ [2]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردہ قبر تک لے جایا جاتا ہے اور نیک شخص کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ بے خوف اور مطمئن ہوتا ہے پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تم کس مذہب میں تھے؟ وہ کہتا ہے: میں اسلام میں تھا۔ سوال ہوتا ہے: یہ کون شخص ہیں؟ وہ کہتا ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جو ہمارے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے روشن نشانیاں لائے تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: کیا تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ چنانچہ جہنم کی طرف شِگاف ڈالا جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے اس کی آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہے اسے کہا جاتا ہے: اُس کی

1 ...مسند بزار، مسند ابو مالک الاشجعی، ۱۵۴/۱۷، حدیث: ۹۷۶۰، دون بعض الفاظ

2 ...ملحق کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص ۲۲۳، حدیث: ۵۴

طرف دیکھ جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے بچایا ہے۔ پھر جنت کی جانب ایک شگاف کیا جاتا ہے تو وہ اس کی خوبصورتی اور نعمتوں کو دیکھتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے، تو یقین پر مَرا اور اِنْ شَآءَ اللہ اسی پر اٹھایا جائے گا۔ جبکہ بُرے شخص کو خوف زدہ حالت میں قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے: تو کس دین میں تھا؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پھر سوال ہوتا ہے: یہ شخص کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میں تو جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ چنانچہ جنت کی جانب ایک شگاف ڈالا جاتا ہے وہ اس کی خوبصورتی اور نعمتیں دیکھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: دیکھ اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے پھیر دیا ہے۔ پھر دوزخ کی طرف ایک شگاف کیا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کی آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہے، اس سے کہا جاتا ہے: یہی تیرا ٹھکانا ہے، تو شک پر رہا، شک پر مرا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو شک پر ہی تجھے اٹھایا جائے گا۔[1]

حدیث اسماء

حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنتِ ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: بے شک میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے، پوچھا جائے گا: اس شخص کے بارے میں کیا جانتے ہو: مردہ مومن ہوا تو کہے گا: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جو ہمارے پاس روشن نشانیاں اور ہدایت لائے تو ہم نے قبول کیا اور پیروی کی۔ کہا جائے گا: ہم جانتے تھے کہ تو مومن ہے اب بخیر وعافیت سو جا۔ مردہ منافق یا شک کرنے والا ہوا تو کہے گا: میں نہیں جانتا، بس جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔[2]

بہرہ چوپایا

حضرت سیِّدَتُنا اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردہ اگر مومن ہو تو اس کی نماز، روزہ اسے گھیر لیتے ہیں، اب عذاب کا فرشتہ نماز کی جانب سے

1 ...ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ۴/۵۰۰، حدیث: ۴۲۶۸

2 ...بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل، ۱/۸۷، حدیث: ۱۸۴

مسند امام احمد، حدیث اسماء بنت ابی بکر، ۱۰/۲۶۷، حدیث: ۲۶۹۹۱

آئے تو وہ اُسے واپس لوٹا دیتی ہے اور روزے کی طرف سے آئے تو وہ بھی واپس کر دیتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟یعنی نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق۔ وہ پوچھتا ہے: کون؟ کہا جاتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ پوچھا جاتا ہے: تو نے کیسے پہچانا؟ وہ کہتا ہے: میں یہی گواہی دیتا تھا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ کہا جاتا ہے: تو اسی پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور اسی پر اُٹھایا جائے گا۔ اگر مردہ کافر یا فاجر ہو تو عذاب کے فرشتے کو روکنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی، اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ پوچھتا ہے: کون شخص؟ فرشتہ کہتا ہے: حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ مردہ کہتا ہے: بخدا! میں نہیں جانتا، میں تو لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ فرشتہ کہتا ہے: تو اسی پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور اسی پر اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اس کی قبر میں ایک چوپایا مُسَلَّط کر دیا جاتا ہے جس کے پاس ایک درہ ہوتا ہے جس کے دونوں طرف آگ کے ایسے شُعلے ہوتے ہیں جیسے اونٹ کی گردن پر بال، وہ اس دُرّے سے اسے مارے گا اور اس کی آواز بھی نہیں سن سکے گا کہ اس پر رحم آئے۔[1]

حدیث عائشہ

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک یہودیہ نے میرے دروازے پر آکر یوں کھانا مانگا: مجھے کھانا کھلاؤ خدا تمہیں دَجّال کے فتنے اور قبر کے فتنے سے بچائے۔ میں نے اسے اپنے سر تاج، صاحبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آنے تک روک لیا جب آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ یہودیہ کیا کہتی ہے؟ ارشاد فرمایا: کیا کہہ رہی ہے؟ میں نے عرض کی: یہ کہہ رہی ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں دجال اور عذابِ قبر کے فتنے سے بچائے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھ خوب بلند کیے اور دجال اور عذابِ قبر کے فتنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگی پھر ارشاد فرمایا: دجال کا فتنہ وہ ہے جس سے ہر نبی نے اپنی اُمَّت کو ڈرایا ہے اور میں تمہیں اس سے ایک ایسی

1 ...مسند امام احمد، حدیث اسماء بنت ابی بکر، ۱۰/۲۷۹، حدیث: ۲۷۰۴۴

بات کے ذریعے ڈراتا جس بات سے کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں ڈرایا، دجال کانا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسا نہیں ہے، دجال کی دونوں آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن پڑھ لے گا اور جہاں تک قبر کے فتنے کی بات ہے تو میرے ذریعے تمہارا امتحان ہو گا نیک شخص کو جب قبر میں بٹھایا جائے گا تو وہ بے خوف و پُر سکون ہو گا پھر اس سے کہا جائے گا: تم کس مذہب پر تھے؟ وہ کہے گا: اسلام پر۔ سوال ہو گا: یہ کون شخص ہیں جو تمہارے درمیان تھے؟ وہ کہے گا: اللہ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے ہمارے پاس روشن نشانیاں لائے تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ چنانچہ جانبِ دوزخ ایک شِگاف پڑے گا تو وہ دیکھے گا کہ وہاں آگ آگ کو کھا رہی ہے۔ کہا جائے گا: دیکھو! اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں بچایا ہے۔ پھر جنت کی طرف شِگاف ڈالا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ تمہارا ٹھکانا ہے، تم یقین پر رہے، یقین پر مرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو یقین پر ہی اٹھائے جاؤ گے۔ جبکہ گناہ گار اپنی قبر میں خوف و گھبراہٹ کی حالت میں بیٹھے گا، پوچھا جائے گا: کس مذہب میں تھے؟ بولے گا: میں نہیں جانتا۔ پھر سوال ہو گا: یہ کون شخص ہیں جو تمہارے درمیان مبعوث ہوئے؟ وہ کہے گا: میں لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ چنانچہ جنت کی طرف سے حجاب ہٹے گا اور وہ جنت کے سبزہ زار اور نعمتوں کو دیکھ رہا ہو گا کہ اس سے کہا جائے گا: دیکھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے اس سے پھیر دیا ہے۔ پھر دوزخ کی طرف شگاف ہو گا تو وہ دیکھے گا کہ آگ آگ کو کھا رہی ہے، اس سے کہا جائے گا: یہی تیرا ٹھکانا ہے، تو شک پر رہا، شک پر مرا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو شک ہی پر اٹھایا جائے گا۔ پھر اسے عذاب ہو گا۔[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائی گی میرا کیا بنے گا میں تو ایک کمزور عورت ہوں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔[2]

---

1 ...مسند امام احمد، مسند السیدة عائشة، ۹/۴۶۹، حدیث: ۲۵۱۴۳

2 ...مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب السؤال فی القبر، ۳/۱۷۶، حدیث: ۴۲۷۲

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا روایت کرتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے ذریعے قبر والوں کو آزمایا جاتا ہے اور اسی کے متعلق یہ آیتِ طیبہ نازل ہوئی ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷) ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسولِ خدا، شفیعِ روزِ جزا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کا جنازہ اٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے: تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ مجھے جلدی لے کر چلو۔ جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کا عمل اسے گھیر لیتا ہے، نماز اس کی دائیں اور روزہ بائیں جانب ہوتا ہے اور دیگر نیک اعمال قدموں کے پاس ہوتے ہیں، (عذاب کے فرشتے آتے ہیں تو) نماز کہتی ہے: میری طرف سے تمہیں راستہ نہیں ملے گا کیونکہ یہ مجھے ادا کرتا تھا۔ بائیں جانب سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے: یہ روزہ رکھ کر پیاسا رہا کرتا تھا لہٰذا یہاں بھی تمہارے لیے کوئی راستہ نہیں۔ قدموں کی طرف سے آتے ہیں تو نیک اعمال بندے کا دفاع کرتے ہوئے انہیں کوئی راستہ نہیں دیتے اور اگر مُعاملہ بر عکس ہو تو وہ (عذاب کے سبب) چِلّاتا ہے اور اس کی آواز سوائے انسان (وجنات) کے ہر چیز سنتی ہے کیونکہ اگر یہ اس کی آواز سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں یا گھبرا جائیں۔[2]

میت کی طرف سے کھانا کھلانے کا فائدہ

حضرت سیِّدُنا طاؤس بن کَیسان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائے جاتے ہیں لہٰذا وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ ان دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔[3]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ایک صحابی کی تدفین کے بعد قبر کے پاس یہ پڑھا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ یعنی ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم نے

1... اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص۳۲، حدیث: ۱۱

2... ملحق کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص۲۲۳، حدیث: ۵۵

3... حلیۃ الاولیاء، طاؤس بن کیسان، ۴/ ۱۲، رقم: ۴۵۹۳

اسی کی طرف لوٹتا ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرے پاس حاضر ہوا ہے اور تیری بارگاہ ہی سب سے بہترین منزل ہے، اس کی قبر کو کشادہ کر دے اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے اور اسے اچھی قبولیت سے سرفراز فرما اور سوالات کے وقت اس کی گویائی کو ثابت رکھ۔[1]

قبر میں شیطان لعین کا آنا

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جب مردے سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا ربّ کون ہے؟ تو شیطان لَعِین ایک شکل اختیار کر کے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے: میں تیرا ربّ ہوں۔

حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اس کی تائید دفنِ میت کے وقت حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس دعا سے ہوتی ہے: اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ الشَّیْطَان یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے شیطان سے بچا۔[2] یہ حدیث "دفنِ میت کے بیان" میں گزر چکی ہے اور اگر شیطان کی قبر تک رسائی نہ ہوتی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دعا نہ کرتے۔

قبر کے امتحان کی تیاری

حضرت سیِّدُنا راشد بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد سے مروی ہے کہ مُعَلِّمِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی دلیل سیکھو کیونکہ تم سے پوچھا جائے گا۔ اس فرمان کا ایسا اثر ہوا کہ انصار میں سے جب کسی کی موت قریب آتی تو وہ اسے نکیرین کے سوالوں کے جوابات سکھاتے اور بچہ جب عقل مند ہو جاتا تو اسے بھی کہتے کہ جب تم سے پوچھا جائے: تمہارا رب کون ہے؟ تو تم کہنا: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ پوچھا جائے: تمہارا دین کیا ہے؟ تو کہنا: میرا دین اسلام ہے اور یہ سوال ہو کہ تمہارے نبی کون ہیں؟ تو کہنا: میرے نبی محمد رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا سَہل بن عمّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

---

1 ...حلیة الاولیاء، عطاء بن میسرة، ۵/۲۲۸، حدیث: ۶۹۲۹

2 ...نوادر الاصول، الاصل التاسع والسبعون والمائتان، ۲/۱۲۱۹، تحت الحدیث: ۱۵۱۵

3 ...درمنثور، سورة ابراھیم، تحت الآیة: ۲۷، ۵/۳۸

کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: میری قبر میں دو سخت مزاج فرشتے آئے اور مجھ سے پوچھا: تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا رب کون ہے؟ اور تمہارے نبی کون ہیں؟ میں نے اپنی سفید داڑھی پکڑ کر کہا: مجھ جیسے سے ایسا کہا جائے گا حالانکہ میں نے 80 سال لوگوں کو تمہارے سوالات کے جوابات سکھائے ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور جاتے جاتے پوچھا: تم نے جَرِیْر بن عثمان سے روایت لکھی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: وہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بغض رکھتا تھا لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ناپسند فرماتا ہے[1]۔[2]

حضرت سَیِّدُنا حَوثَرہ بن محمد مِنْقَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سَیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو وہ کہہ رہے تھے: منکر نکیر میرے پاس آئے اور مجھے بٹھا کر پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے اور تمہارے نبی کون ہیں؟ میں نے اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑتے ہوئے کہا: مجھ جیسے سے پوچھا جا رہا ہے، میں یزید بن ہارون ہوں اور میں دنیا میں لوگوں کو 60 سال تک ان کے جوابات سکھاتا رہا ہوں۔ ایک فرشتے نے کہا: یہ سچ کہتا ہے۔ پھر کہنے لگے: دلہن کی طرح سو جاؤ آج کے بعد تم پر کوئی خوف نہیں ہے۔[3]

قبر کے امتحان میں کامیابی

حضرت سَیِّدُنا یزید بن طریف بَجَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میرے بھائی کی وفات ہوگئی تو ان کی تدفین کے بعد میں نے اپنا سر ان کی قبر پر رکھ دیا اسی اثنا میں ان کی آواز میرے بائیں کان میں پڑی وہ کہہ رہے تھے: اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ پھر کسی نے کہا: تمہارا دین کیا ہے؟ تو بھائی کی آواز آئی: اسلام۔[4]

1 ...شَرحُ الصُّدُور کے نسخوں میں "جریر بن عثمان اور حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ" مذکور ہے جبکہ کتب اعلام میں: جریر کی جگہ حریز اور حضرت عثمان کی جگہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مذکور ہے۔

(سیر اعلام النبلاء للذھبی، رقم: ۴۳۲ یزید بن ھارون، ۸/ ۲۳۲)

2 ...تفسیر قرطبی، سورۃ ابراھیم، تحت الایۃ: ۲۷، جز ۹، ۵/ ۲۵۶، جریر بدلہ حریز، عثمان بدلہ علی

3 ...شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ، سیاق ما روی عن النبی فی ان المسلمین... الخ، ۲/ ۹۷۰، حدیث: ۲۱۴۷

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۴، حدیث: ۱۳۳

حضرت سیِّدُنا علاء بن عبدُ الکریم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّحِیْم فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کی بینائی کافی کمزور تھی وہ کہتا ہے: میرے بھائی کا انتقال ہوا تو ہم نے اسے دفنا دیا، جب لوگ چلے گئے تو میں نے بھائی کی قبر پر سر رکھ دیا، اچانک مجھے قبر کے اندر سے آواز آئی: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرے نبی کون ہیں؟ میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی، اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ میرا ربّ ہے اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے نبی ہیں۔ اتنے میں قبر کے اندر سے سورج کی کرنوں جیسی روشنی میرے کانوں کی طرف بلند ہوئی تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں وہاں سے ہٹ گیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ضحّاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرا بھائی فوت ہو گیا تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی اسے دفن کر دیا گیا۔ چنانچہ میں اس کی قبر پر گیا اور کان لگا لیے اچانک اس کی آواز آئی: میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔[2]

صحابہ کا وسیلہ قبر میں کام آ گیا

مفسرِ قرآن حضرتِ سیِّدُنا ابو القاسم بن ہِبَۃُ اللہ بن سَلامہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ہمارے ایک استادِ محترم کے ایک شاگرد نے وفات پائی تو استاد صاحب نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: مجھے بخش دیا گیا ہے۔ استاد صاحب نے دریافت فرمایا: نکیرین کے ساتھ کیسی گزری؟ اس نے کہا: استاد صاحب! جب نکیرین نے مجھے بٹھا کر پوچھا کہ تمہارا ربّ کون ہے اور تمہارے نبی کون ہیں؟ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں ان سے کہوں: حضرت ابو بکر اور حضرت عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے وسیلے سے مجھے چھوڑ دو۔ پس ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: اس نے ہمیں بہت بڑی قسم دی ہے، لہٰذا اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔[3]

اہلسنت کا ہے بیڑا پار

حضرت سیِّدُنا محمد بن نصر صائغ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے والد گرامی کو نمازِ جنازہ پڑھنے کا بہت

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۴، حدیث: ۱۳۴

2 ...اھوال القبور، الباب الاول، ص۳۷

3 ...المنتظم لابن جوزی، رقم: ۳۰۹۲، ھبۃ اللہ بن سلامۃ، ۱۵/ ۱۳۸

شوق تھاحتّٰی کہ جسے نہ جانتے اس کی نماز جنازہ میں بھی شریک ہوتے، ایک دن مجھ سے فرمایا: بیٹا! میں ایک جنازے میں شریک ہوا تو اسے دفن کرنے دو شخص قبر میں اترے، ایک باہر نکل آیا اور دوسرا ابھی اندر ہی تھا کہ لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، میں نے کہا: تم لوگ مردہ کے ساتھ زندہ کو بھی دفن کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: قبر میں تو کوئی زندہ نہیں ہے۔ میں نے سوچا شاید مجھے کوئی شبہ ہوا ہے، جب میں واپس ہوا تو میرے دل نے کہا: یقیناً میں نے دو آدمیوں کو جاتے ہوئے اور ایک کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا ہے، میں چین سے نہیں رہوں گا جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس راز کو مجھ پر مُنْکَشِف نہ فرمادے۔ چنانچہ میں قبر کے پاس گیا اور 10 مرتبہ سورۂ یٰسٓ اور سورۂ مُلک تلاوت کر کے روتے ہوئے دعا کرنے لگا کہ اے ربّ عَزَّوَجَلَّ! جو کچھ میں نے دیکھا اسے مجھ پر واضح فرما کیونکہ میں اپنی عقل اور دین کے معاملے میں خوف کا شکار ہوں۔ اتنے میں قبر کھلی، ایک شخص باہر نکلا اور پیٹھ پھیر کر چل پڑا۔ میں نے کہا: او جانے والے! تجھے تیرے معبود کی قسم! ٹھہر جا، میں نے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے۔ وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا تو میں نے دوسری اور پھر تیسری مرتبہ بھی اسے یہی کہا، پس وہ میری طرف مڑا اور پوچھا: تم نصر صائغ ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: مجھے نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: ہم رحمت کے فرشتے ہیں اور ہمیں اہلِ سنت پر مقرر کیا گیا ہے کہ جب انہیں قبروں میں رکھا جاتا ہے تو ہم انہیں حُجَّت (یعنی سوالاتِ قبر کے جوابات) سکھاتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد وہ غائب ہو گیا۔[1]

ولی کی خدمت قبر میں کام آگئی

حضرت سیِّدُنا شیخ عبدُ الغفّار قُوصی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا شیخ ناصِرُ الدِّین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کے گھر کے پاس تھا کہ اتنے میں حضرت سیِّدُنا شیخ بہاؤُالدِّین اِخْمِیْمِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے، میں نے ان کی پوستین اپنے کاندھوں پر رکھ لی، انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کا خادم ان کی پوستین اپنے کاندھوں پر اٹھاتا تھا اور وہ ایک نیک شخص تھا، ایک مرتبہ منکر نکیر کے سوالات کی بات چلی تو اس مغربی خادم نے کہا: اگر مجھ سے نکیرین نے سوال کئے تو میں انہیں جواب دے لوں گا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ تم نے جواب دے دیا ہے؟ اس نے کہا: میری قبر پر بیٹھ

1... شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، سیاق ما روی عن النبی فی ان المسلمین... الخ، ۲/۹۶۹، حدیث: ۲۱۴۵

جانا، خود سن لو گے۔ چنانچہ جب اس کی وفات ہوئی تو تدفین کے بعد لوگ اس کی قبر کے قریب بیٹھ گئے اور انہوں نے سنا کہ وہ نکیرین سے کہہ رہا ہے: کیا تم مجھ سے سوالات کرتے ہو حالانکہ میں حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی پوستین اٹھانے والا ہوں۔ یہ جواب سن کر نکیرین پلٹ گئے۔[1]

...

چند فوائد کا بیان

پہلا فائدہ: حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی نے فرمایا: بعض روایتوں میں دو فرشتوں کے اور بعض میں ایک فرشتے کے سوال کرنے کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی تعارُض نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کے اعتبار سے ہے کسی کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کسی کے پاس دونوں ایک ساتھ آتے ہیں اور لوگوں کے جاتے ہی ایک ساتھ سوالات کرتے ہیں تا کہ اس کے گناہوں کے حساب سے اس پر گھبراہٹ طاری ہو جائے اور کسی کے پاس لوگوں کے جانے سے پہلے آتے ہیں تا کہ لوگوں سے اُنسِیَّت کی وجہ سے اس پر آسانی رہے، کسی کے پاس ایک ہی فرشتہ آتا ہے تا کہ اس پر نرمی ہو اور اپنے نیک اعمال کے سبب جوابات میں آسانی رہے، یہ بھی احتمال ہے کہ فرشتے تو دو ہی آتے ہوں لیکن سوال ایک کرتا ہو اس معنٰی پر جن روایتوں میں ایک کا ذکر ہے وہ اسی پر محمول ہو گی۔[2]

(حضرت سیِّدُنا علامہ جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْکَافِی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ دوسرا معنٰی ہی درست ہے کیونکہ اکثر احادیث میں دو فرشتوں کا ذکر موجود ہے۔

دوسرا فائدہ: سوال جواب کی کیفیت احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہے اور یہ بھی اشخاص کے لحاظ سے ہے۔ کسی سے اس کے بعض عقائد کے متعلق سوال ہو گا اور کسی سے تمام کے بارے میں پوچھا جائے گا اور یہاں یہ اِحتمال بھی ہو سکتا ہے کہ بعض راویوں نے ایک آدھ سوال ذکر کرنے پر اِکتفا کیا ہو اور دوسرے بعض نے مکمل بیان کر دیا۔[3]

---

1 ...روح البیان، سورۃ النحل، تحت الایۃ: ۱۲۳، ۵/ ۹۵

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب فی سوال الملکین للعبد... الخ، ص ۱۱۵

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب فی سوال الملکین للعبد... الخ، ص ۱۱۵

میں کہتا ہوں: یہ دوسری وجہ درست ہے کیونکہ زیادہ تر احادیث کا اسی پر اتفاق ہے بس الفاظ میں اختلاف ہے خصوصاً حضرت سیِّدُنا امام ابو داود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی روایت میں ہے کہ مردے سے اس کے بعد کچھ نہیں پوچھا جائے گا[1] اور حضرت سیِّدُنا اِبْنِ مَرْدَوَیہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں بھی یہی ہے کہ اس کے بعد اس سے کسی شے کا سوال نہیں ہو گا یعنی عقائد کے علاوہ جن چیزوں کا وہ مکلَّف تھا اس کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا اور حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے جو روایت بیان کی ہے اس میں تو صراحت ہے کہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

میں شہادت ہی مراد ہے اور موت کے بعد اسی کا سوال ہو گا۔ حضرت سیِّدُنا عِکْرِمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا شہادت کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مُردوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایک ماننے اور حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے کے متعلق سوال ہو گا۔[2]

تیسرا فائدہ: (حضرت سیِّدُنا علامہ جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مردے سے ایک ہی مجلس میں تین بار سوالات کیے جائیں گے جبکہ دیگر روایات میں ایسا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا اسے بھی ماقبل احتمال پر محمول کیا جائے گا یا پھر کہا جائے گا کہ مختلف اشخاص کے اعتبار سے حال بھی مختلف ہو گا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ روایت پیچھے گزری ہے کہ لوگ اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائے جائیں گے۔

چوتھا فائدہ: حضرت سیِّدُنا قاضی عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کہنا ہے: جسے دفن نہ کیا گیا ہو اس کے ساتھ بھی سوالات اور عذاب کا معاملہ ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے جن و انس کی نگاہوں سے چھپا لیتا ہے جیسا کہ اُس نے فرشتوں اور شیطانوں کو ان کی نگاہوں سے چھپا رکھا ہے۔[3]

---

1 ...ابو داود، کتاب السنۃ، باب فی مسألۃ فی القبر وعذاب القبر، ۴/۳۱۵، حدیث: ۴۷۵۱

2 ...اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۳۱، حدیث: ۱۰

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب الرد علی الملحدۃ، الفصل الثالث، ص ۱۲۲

بعض علما نے فرمایا: جسے سولی دی گئی اس میں دوبارہ زندگی ڈالی جاتی ہے لیکن ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا جس طرح کہ ہم بے ہوش کو مردہ ہی خیال کرتے ہیں اور سولی زدہ پر ہوا ایسے تنگ ہو جاتی ہے جیسے قبر دبوچتی ہے۔ جس کے دل میں ذرہ بھی ایمان ہو اوہ ان میں سے کچھ بھی ناپسند نہیں کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اس کے تمام اعضا میں یا پھر بعض اجزا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ زندگی پیدا فرماتا ہے اور انہی سے سوالات ہوتے ہیں یہ بات حضرت سیِّدُنا امامُ الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان فرمائی ہے۔

بعض علما نے فرمایا: یہ سب کچھ ہونا اس نسل سے زیادہ تعجب خیز و بعید نہیں جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پشت سے نکالا اور انہیں خود پر یوں گواہ کیا کہ ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں تمہارا ربّ نہیں“ تو سب بولے: ”بَلٰی کیوں نہیں [1]۔“ [2]

پانچواں فائدہ: حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبدُ البر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: سوالات مومن سے ہوں گے یا پھر اُس منافق سے جو خود کو ظاہر میں مسلمان کہتا ہو لیکن کافر سے نہیں ہوں گے۔ حضرت سیِّدُنا امام قُرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اور ابنِ قَیِّم نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا: احادیث طیبہ میں صراحت ہے کہ کافر اور منافق سے بھی سوالات ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں کا قول درست نہیں، کیونکہ احادیثِ مبارکہ نے ان کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا کہیں پر منافق کا ذکر آیا ہے اور کہیں اس کی جگہ کافر کہا گیا ہے اور وہاں بھی کافر سے مراد منافق ہی ہے اس کی دلیل حضرت سیِّدَتُنا اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی وہ حدیث ہے جس میں ”اَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ یعنی منافق یا شک کرنے والا“ کے الفاظ آئے ہیں۔[3] اس میں کافر کا ذکر نہیں ہے یونہی حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث کے آخر میں حضرت سیِّدُنا حمّاد اور حضرت سیِّدُنا ابو عُمَر ضَرِیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی گفتگو میں بھی

❶...(پ۹، الاعراف: ۱۷۲)

❷...التذکرۃ للقرطبی، باب الرد علی الملحدۃ، الفصل الثالث، ص۱۲۲، ۱۲۳

❸...بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یتوضأ الامن الغشی المثقل، ۱/ ۸۷، حدیث: ۱۸۴

مسند امام احمد، حدیث اسماء بنت ابی بکر، ۱۰/ ۲۶۷، حدیث: ۲۶۹۹۱

اسی کی صراحت ہے۔[1]

چھٹا فائدہ: حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمِذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: سوالاتِ قبر اس امت کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ پہلی اُمتیں جب رسولوں کو جھٹلاتی تھیں تو رسول انہیں چھوڑ دیتے تھے اور امتی جلد ہی عذاب میں گرفتار ہو جاتے تھے لیکن جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب کو رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو لوگوں سے عذاب روک دیا گیا اور ان کو تلوار عطا کی گئی تاکہ جس نے اس کی ہیبت سے اسلام میں داخل ہونا ہے وہ ہو جائے پھر اس کے دل میں ایمان کو مضبوط فرما دیا جائے۔ چنانچہ یہیں سے نفاق ظاہر ہوا لوگ کفر کو چھپا کر خود کو مومن ظاہر کرنے لگے یوں وہ مسلمانوں سے چھپے رہے، پس جب منافق مرتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دو سخت فرشتوں یعنی منکر نکیر کو قبر میں ان کے پاس بھیجتا ہے تاکہ سوالاتِ قبر کے ذریعے ان کی چھپی ہوئی بات ظاہر ہو جائے اور خبیث اور طیب میں فرق و تمیز ہو جائے۔[2] بعض علما نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ سوالات قبر اس اُمَّت کے علاوہ دوسری امتوں کے لئے بھی تھے۔ حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عَبْدُالْبَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: عذابِ قبر کے اس اُمَّت کے ساتھ خاص ہونے پر حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درج ذیل فرامین دلیل ہیں: (۱)...بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی۔[3] (۲)...مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔[4] (۳)...میرے ذریعے تمہاری آزمائش ہو گی اور میرے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔[5]

مبشر اور بشیر

ساتواں فائدہ: حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمِذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی یہ بھی فرماتے ہیں: منکر نکیر کو (اہلِ عرب) ”فَتَّانِیِ الْقَبْر“ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ ان کے سوال میں جھڑک اور ان کی طبیعت میں سختی پائی جاتی ہے اور انہیں منکر نکیر اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی شکلیں انسانوں، فرشتوں، چوپائیوں اور کیڑے مکوڑوں سے بالکل جُدا

1...معجم اوسط، ۶/ ۷۰ ۴، حدیث: ۹۴۳۸

2...نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/ ۱۰۲۰، تحت الحدیث: ۱۳۲۵، بتغیرٍ

3...مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۴/ ۸، حدیث: ۱۱۰۰۰

4...بخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس، ۱/ ۴۸، حدیث: ۸۶

5...مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/ ۴۶۹، حدیث: ۲۵۱۴۳

ہیں بلکہ وہ عجیب مخلوق ہے اور دیکھنے والوں کو بھلی نہیں لگتی جبکہ مؤمنین کے لئے بطورِ عزت اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی صورت کو دیکھنے اور ثابت قدم رہنے کے لائق بنا دیتا ہے اور قیامت سے قبل بَرزَخ ہی میں منافق کی ذِلَّت اور ان کا پردہ چاک کرنے کے لئے وہ پہلی صورت ہوتی ہے تاکہ منافق کے لئے یہاں بھی عذاب ہو۔(1) ہمارے شافعی عُلَما میں سے حضرت سیِّدُنا ابنِ یُونُس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْکَافِی فرماتے ہیں: مومن کے پاس آنے والے دو فرشتوں کے نام: مُبَشِّر اور بَشِیْر ہے۔

آٹھواں فائدہ: حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی نے فرمایا: اگر یہ کہا جائے کہ تمام مُردوں کو جو کہ دور دراز علاقوں میں ہوتے ہیں انہیں یہ دو فرشتے ایک ساتھ کیسے پکارتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا عظیم جُثّہ (جسامت) اس کا تقاضا کرتا ہے پس وہ ایک ہی مرتبہ ایک ہی پکار کثیر مخلوق کو کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ مجھے ہی پکارا گیا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مُردوں کے مابین رُکاوٹ پیدا کر دیتا ہے یوں وہ ایک دوسرے کے جوابات نہیں سنتے۔(2)

میں کہتا ہوں: ممکن ہے اس کام کے لئے مزید فرشتے بھی ہوں جیسا کہ محافظ فرشتے وغیرہ ہوتے ہیں اور ہمارے شافعی علما میں سے حضرت سیِّدُنا حَلِیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی نے بھی یہی قول کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ''اَلْمِنْہَاج'' میں فرماتے ہیں: لگتا یہ ہے کہ سوالاتِ قبر کرنے والے فرشتے کثیر ہیں جن میں سے کسی کو منکر اور کسی کو نکیر کہا جاتا ہے پس ہر ایک کی قبر میں دو بھیجے جاتے ہیں جیسا کہ اس پر نامۂ اعمال لکھنے والے جُدا جُدا دو فرشتے مقرر ہیں۔

نواں فائدہ: گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں مومن کی قبر کی وُسعَت و کشادگی مختلف بیان ہوئی ہے۔ دراصل احادیث میں کوئی تعارُض نہیں ہے کیونکہ ہر مومن کی قبر اس کی شان کے مطابق کشادہ ہوتی ہے۔

دسواں فائدہ: اس فائدے کے تحت چند سوالات ہیں جو حافظُ العصر، شَیخُ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا ابو الفضل ابنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے کئے گئے، (سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں):

1...نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/۱۰۱۹، تحت الحدیث: ۱۳۲۳

2...التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی صفۃ الملکین، ص۱۲۷

سوال: میت کو سوالات کے وقت بٹھا دیا جائے گا یا لیٹے لیٹے ہی سوالات ہوں گے ؟

جواب: بٹھایا جائے گا۔

سوال: سوالات کے وقت روح کو پہلا جسم عطا کیا جائے گا؟

جواب: ہاں، لیکن ظاہرِ حدیث سے لگتا ہے کہ روح جسم کے اوپری نصف حصے میں آئے گی۔

سوال: کیا میت کے سامنے سے پردے ہٹ جائیں کہ وہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ لے ؟

جواب: اس سلسلے میں کوئی حدیث نہیں آئی، محض بعض ایسے افراد کا دعوٰی ہے جو کسی مُستَنَد دلیل کے بغیر قابلِ حجت نہیں صرف لفظ ھٰذَا الرَّجُل سے استدلال کیا گیا ہے لیکن یہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ ھٰذَا کا اشارہ ذہن میں موجود چیز کے لئے بھی ہوتا ہے۔[1]

سوال: کیا بچوں سے بھی قبر میں سوالات ہوں گے ؟

جواب: ظاہر یہی ہے کہ سوالات صرف مُکلَّف سے ہوں گے۔

اِبنِ قَیِّم نے کہا: احادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ سوالات کے وقت روح بدن کی طرف لوٹائی جائے گی لیکن وہ پہلے والی زندگی حاصل نہ ہوگی کہ غور وفکر کرنے یا کھانے وغیرہ کی محتاجی ہو اس سے ایک الگ ہی زندگی کا حصول ہوگا جس میں سوالات کے ذریعے امتحان لیا جاسکے۔ یہ زندگی سونے والے کی

1... سیِّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن قبر میں پوچھے جانے والے تیسرے سوال "مَا تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُل" کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کے بعد (فرشتے) سوال کرتے ہیں "مَا تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُل" ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضۂ مُقدَّسہ سے پردہ اٹھادیا جاتا ہے، شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی۔ اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لیے "ھٰذَا النَّبی" نہ کہیں گے "ھٰذَا الرَّجُل" کہیں گے۔
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۵۲۶)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنی مایہ ناز تصنیف "جاء الحق" دوسری فصل حاضر و ناضر کی احادیث کے بیان میں فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ھٰذَا الرَّجُل معہودِ ذہنی کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتے مردہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ جو تیرے ذہن میں موجود ہیں انہیں تو کیا کہتا تھا؟ مگر یہ درست نہیں کیونکہ ایسا ہوتا تو کافر میت سے سوال نہ ہوتا کیونکہ وہ تو حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے تصور سے خالی الذہن ہے۔ نیز کافر اس کے جواب میں یہ نہ کہتا: میں نہیں جانتا بلکہ پوچھتا تم کس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ اس کے "لَا اَدْرِی" کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو آنکھوں سے دیکھ تو رہا ہے مگر پہچانتا نہیں اور یہ اشارہ خارجی ہے۔

زندگی کی طرح ہو گی کہ وہ زندہ تو ہوتا ہے لیکن جاگنے والے کی طرح نہیں ہوتا چونکہ نیند موت کی بہن ہے اور سونے والے سے بھی زندگی کی نفی نہیں کی جاتی، بس یہی کیفیت قبر میں روح لوٹائے جانے کے بعد ہو گی کہ وہ زندوں کی طرح زندہ نہیں ہو گا البتہ یہ ایسی زندگی ہو گی جس سے موت کو بھی جُدا نہیں کر سکتے بلکہ زندگی اور موت کے درمیان کا معاملہ ہو گا اور حدیث میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ یہ زندگی باقی بھی رہے گی بلکہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بس بدن کے ساتھ زندگی کے جیسا تعلق ہو گا اور یہ تعلق جسم کے پھول پھٹ جانے اور مُنْتَشِر ہو جانے کے بعد بھی قائم رہے گا۔

اِبْنِ تَیْمِیہ کہتا ہے: سوال کے وقت روح کا جسم میں آنا احادیثِ مُتَواتِرہ سے ثابت ہے۔ جبکہ ایک گروہ کے نزدیک ”بدن سے بغیر روح کے سوال ہو گا۔“ امام اِبْنِ زاغُونی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی اسی گروہ سے ہیں۔

ایک قول امام اِبْنِ جَرِیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر سے منقول ہے جس کا جُمہور نے انکار کیا ہے اور بعض نے جمہور کے مقابل یہ قول کیا کہ ”سوال صرف روح سے ہو گا بدن سے نہیں۔“ یہی قول اِبْنِ حَزم اور متاخرین میں سے امام اِبْنِ عَقِیل اور علامہ اِبْنِ جَوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا ہے اور یہ غلط ہے اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر سوالات کو قبر کے ساتھ خاص نہ کیا جاتا۔

پانچ کے ذریعے پانچ سے چھٹکارا

گیارہواں فائدہ: حضرت سَیِّدُنا شقیق بَلْخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہم نے پانچ چیزوں کو تلاش کیا تو انہیں پانچ میں پایا: (۱)... گناہوں کے چھوڑنے کو چاشت کی نماز میں (۲)... قبر کی روشنی کو نمازِ تہجد میں (۳)... منکر نکیر کے جواب کو تلاوت قرآن میں (۴)... پل صراط پار کرنے کو روزے اور صدقے میں اور (۵)... عرش کے سائے کو خلوت (گوشہ نشینی) میں۔[1]

بارہوں فائدہ: حضرت سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”جو دنیا سے نشے کی حالت میں گیا وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں داخل ہو گا۔“[2] آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک دوسری روایت

1... روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والثلاثون بعد الثلاث مئۃ، ص۲۸۱، ترک الذنوب، بدلہ: برکۃ القوت

2... الکامل لابن عدی، رقم: ۵۵، ابراھیم ابو ھدبۃ الفارسی، ۱/۳۴۳

میں یہ بھی ہے کہ ''وہ نشے کی حالت میں حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھے گا اور نشے ہی کی حالت میں منکر نکیر کا سامنا کرے گا۔''[1]

تیرہواں فائدہ: ہمارے استاد، شیخ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا عَلَمُ الدِّین بُلْقِینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فتاویٰ میں ہے کہ میت قبر میں سوالوں کے جواب سُریانی زبان میں دے گی لیکن مجھے اس کی کوئی مستند دلیل نہیں ملی۔[2] حضرتِ سیِّدُنا حافظ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: حدیثِ پاک سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوال جواب عربی میں ہوں گے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک سے اس کی زبان میں سوالات کئے جائیں۔

چودھواں فائدہ: حضرت سیِّدُنا محمد بن محمد بَزازی حَنَفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی اپنے فتاویٰ (بزازیہ) میں فرماتے ہیں: مردہ جہاں مستقل طور پر ٹھہر جائے وہیں اس سے سوالات ہوں گے حتّٰی کہ اگر اسے کسی درندے نے کھالیا ہو تو اس کے پیٹ میں سوالات ہوں گے، البتہ اگر اسے کسی تابوت میں دوسری جگہ منتقل کرنے کی غرض سے چند دن تک رکھا گیا تو جب تک دفن نہ کر دیا جائے سوالات نہیں ہوں گے۔[3]

...۞...

روزے کی حالت میں مرنے کی فضیلت

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضورِ پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو روزے کی حالت میں مرا، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت تک کے لئے اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔ (مسند الفردوس، ۳/ ۵۰۴، حدیث: ۵۵۵۷)

---

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب یبعث کل عبد علی ما مات علیہ، ص۱۷۹

2 ...الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب السوال بالعربیۃ... الخ، ص۲۱، ۲۲

3 ...الفتاوی البزازیۃ مع الفتاوی الھندیۃ، الخامس والعشرون فی الجنائز، ۴/ ۸۰

باب نمبر25 سُوالاتِ قبر سے محفوظ رہنے والوں کا بیان

حضرت سَیِّدُنا ابُو القاسم سَعدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ نہ تو قبر کی آزمائش میں مبتلا ہوں گے، نہ نکیرین ان کے پاس آئیں گے، اس کی تین وجوہات ہیں: (۱)...اس کے عمل کی وجہ سے (۲)...بوقتِ وفات پہنچنے والی تکالیف کے سبب یا پھر (۳)...مُبارک ایام میں (جیسے جمعہ، شب جمعہ، رمضان اور عرفہ کے دن) وفات پانے کی وجہ سے۔

شہید فتنۂ قبر سے محفوظ ہوتا ہے

حضرت سَیِّدُنا راشد بن سَعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا بات ہے کہ سوائے شہید کے ہر مومن قبر میں آزمایا جاتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کا سایہ ہی اس کی آزمائش کے لئے کافی ہے۔[1]

حضرت سَیِّدُنا ابو ایوب اَنصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (جہاد میں) دشمن کے سامنے ثابت قدم رہے یہاں تک کہ فتح یاب ہو جائے یا شہید ہو جائے تو وہ امتحانِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[2]

حضرت سَیِّدُنا سَلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ایک دن اور ایک رات راہِ خدا میں اسلامی سرحد پر پہرا دینا ایک مہینہ دن میں روزہ رکھ کر رات کو عبادت کرنے سے افضل ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کا وہ نیک عمل اور رزق جاری رہے گا اور وہ قبر کے فتنے سے امن میں رہے گا۔[3]

بڑی گھبراہٹ سے بے خوف

حضرت سَیِّدُنا فضالہ بن عُبَیْد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

1...نسائی، کتاب الجنائز، باب الشهيد، ص ٣٤٥، حديث: ٢٠٥٠

2...معجم اوسط، ٣/١٤١، حديث: ٤١١٨

3...مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الرباط في سبيل الله، ص ١٠٥٩، حديث: ١٩١٣

عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو راہِ خدا میں دشمنوں کے مقابل مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر پڑاؤ کئے ہوئے ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے نیک عمل کا ثواب اور اس کا رزق جاری رکھتا ہے، اسے قبر کے فتنے سے محفوظ کر دیتا ہے اور قیامت میں اسے بڑی گھبراہٹ سے امن میں اٹھائے گا۔[1]

ابو داود شریف کی روایت میں ہے کہ ”وہ منکر نکیر سے امن میں ہوتا ہے۔“[2]

سرحدِ اسلام پر پہرا دینے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں سرحدِ اسلام پر پہرا دیتے ہوئے انتقال کر جائے تو اس کا نیک عمل اور رزق جاری رہتا ہے، وہ قبر کی آزمائش سے امن میں ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قیامت کے دن بڑی گھبراہٹ سے بے خوف اٹھائے گا۔[3]

رباط کا معنیٰ و مفہوم

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: اس حدیث اور اس سے ماقبل حدیثِ پاک میں ایک قید ہے اور وہ ہے حالَتِ رِباط پر موت آنا[4] اور رباط کا مطلب: مسلمانوں کی سرحدوں کی ایک عرصے تک بنیَّتِ جہاد حفاظت کرنا چاہے گھوڑے پر ہو یا پیدل بخلاف ان مسلمانوں کے جو اہل وعیال کے ساتھ مستقل طور پر سرحدوں پر ہی رہتے، کام کاج کرتے اور وہیں کماتے ہیں یہ لوگ مُرابِط نہیں ہیں۔[5]

حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ہر مرنے والے کا خاتمہ اپنے عمل پر ہوتا ہے سوائے اس شخص کے جو راہِ خدا میں

---

1 ...ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل من مات مرابطا، ۳/۲۳۲، حدیث: ۱۶۲۷

2 ...ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الرباط، ۳/۱۴، حدیث: ۲۵۰۰

3 ...ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب فضل الرباط فی سبیل الله، ۳/۳۴۲، حدیث: ۲۷۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ

4 ...تفسیر قرطبی، ال عمران، تحت الایة: ۲۰۰، جز۴، ۲/۲۵۰

5 ...التذکرة للقرطبی، باب ما ینجی المؤمن من اهوال القبر، ص ۱۴۲

دشمنوں کے مقابل مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر پڑاؤ کئے ہوئے ہو اس کے اس عمل کا ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفّان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اسلامی سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے اِنتقال کر جائے تو اس کا نیک عمل اور رزق جاری رہتا ہے، وہ قبر کے فتنے سے امن میں ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بروزِ قیامت بڑی گھبراہٹ سے بے خوف اٹھائے گا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو راہِ خدا میں سرحدِ اسلام کی حفاظت کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قبر میں محفوظ رکھتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مکی مدنی آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سرحدِ اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے انتقال کر جائے وہ امتحان قبر سے بچا لیا جاتا اور اس کا رزق جاری رہتا ہے۔[4]

ایک ماہ روزہ رکھ کر عبادت کی مثل

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راہِ خدا میں ایک دن اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا ایک مہینہ دن میں روزے رکھ کر رات کو نماز پڑھنے کی طرح ہے اور جو سرحدِ اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے انتقال کر جائے اس کے اس عمل کا ثواب جاری رہتا ہے، وہ فتنۂ قبر سے محفوظ ہوتا ہے اور بروزِ قیامت شہید اٹھایا جائے گا۔[5]

1...مسند امام احمد، حدیث عقبۃ بن عامر، ۱۴۵/۶، حدیث: ۱۷۴۴۱، معجم کبیر، ۳۱۱/۱۸، حدیث: ۸۰۳، عن فضالۃ بن عبید

2...مسند بزار، ابو صالح مولی عثمان بن عفان، ۱۱۰/۱۷، حدیث: ۸۴۰۵

ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، ۳۴۲/۳، حدیث: ۲۷٦۷

3...مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب فی الرباط، ۵۲۷/۵، حدیث: ۹۵۰۱، معجم کبیر، ۹٦/۸، حدیث: ۷۴۸۰

4...معجم اوسط، ۳۹/۵، حدیث: ٦۵۱۲

5...معجم کبیر، ۲٦۷/٦، حدیث: ٦۱۷۹

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راہِ خدا میں ایک دن اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا ایک مہینہ دن میں روزہ رکھ کر رات کو نماز پڑھنے کی طرح ہے اور وہ فتنہ قبر سے امن میں ہو گا اور اس کے اس عمل کا ثواب اسے قیامت تک ملتا رہے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بیماری میں مرا وہ شہید مرا اور قبر کے امتحان سے محفوظ ہو گیا اور صبح وشام اسے جنتی رزق دیا جاتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ حدیث تمام اَمراض کو شامل ہے لیکن ایک دوسری حدیث جسے امام نَسائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ نے بیان کیا اس میں خاص پیٹ کی بیماری کا ذکر ہے کہ "جو پیٹ کے مرض میں مرا اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا" اور یہاں پیٹ کے مرض سے مراد قے ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دستوں کی بیماری مراد ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اِستِسقاء یا اِسہال میں مبتلا مریض کی عقل سلامت ہوتی ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچانتا ہے[3] اور اس سے بار بار سوال کرنے کی حاجت نہیں پڑتی بخلاف باقی اَمراض میں مرنے والوں کے کیونکہ ان کی عقل غائب ہو چکی ہوتی ہے۔

(امام جلالُ الدِّین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: اس قسم کی کسی قید کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ حفاظِ حدیث مُتَّفِق ہیں کہ اس میں راوی سے غلطی ہوئی ہے کہ اُس نے "مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا" کے بجائے "مَنْ مَاتَ مَرِیْضًا" کہہ دیا یہی وجہ ہے کہ علامہ اِبْنِ جَوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

ہر رات سورۂ ملک پڑھنے کی فضیلت

مروی ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ ملک پڑھتا ہے وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔[4]

1 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ٦٩٩، اسماعیل بن احمد بن عبید اللہ، ٨/٣٥٦، حدیث: ٢٢٣١

2 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن مات مریضا، ٢/٢٧٧، حدیث: ١٦١٥

3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ما ینجی المؤمن من اھوال القبر، ص ١٤٦، بتغیرٍ

4 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ما ینجی المؤمن من اھوال القبر، ص ١٤٤

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جو شخص ہر رات سورۂ ملک کی تلاوت کا عادی ہو گا وہ قبر کی آزمائش سے بچالیا جائے گا[1] اور جو پابندی سے اس آیتِ مُبارَکہ:

اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿ؕ۲۵﴾ (پ۲۳، یٰس: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: مقرر (یقیناً) میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو۔

کو پڑھتا رہے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر منکر نکیر کے سوال آسان فرما دے گا۔

حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الاَحبار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں نے تورات میں لکھا پایا ہے کہ ''جو ہر رات سورۂ ملک کی تلاوت کرے وہ قبر کے امتحان سے محفوظ ہے۔''

سونے سے قبل سورۂ سجدہ پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو سونے سے قبل سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھ لیا کرے وہ عذابِ قبر سے نجات پا گیا اور منکر نکیر سے بچالیا گیا۔[2]

روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ مرنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ وفات پا جائے وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہے گا۔[3]

ایک روایت میں ہے: وہ قبر کے فتنے سے بری ہے۔[4]

ایک روایت میں ہے: وہ قبر کے امتحان سے محفوظ رہے گا۔[5]

1... سنن کبری للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیۃ، باب الفضل فی قراءۃ تبارک الذی، ۶/ ۱۷۹، حدیث: ۱۰۵۴۷

2... اھوال القبور، الباب الرابع، ص۶۱

3... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن مات یوم الجمعۃ، ۲/ ۳۳۹، حدیث: ۱۰۷۶، عن ابن عمرو

4... مصنف عبد الرزاق، باب من مات یوم الجمعۃ، ۳/ ۱۴۹، حدیث: ۵۶۱۳

5... اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۱۰۳، حدیث: ۱۵۷

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ احادیث ان احادیث کے مُعارِض نہیں جن میں سوالات قبر کا ذکر آیا ہے بلکہ یہ ان کو خاص کر رہی ہیں اور قبر کے امتحان میں مبتلا ہونے اور نہ ہونے والوں کے درمیان فرق کو واضح کر رہی ہیں، ان باتوں میں قیاس و عقل کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہاں تو تسلیم کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے صادق و مصدوق آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین ہیں۔

مومن کی شان اور منافق کی نشانی

مزید فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شہید کے متعلق ارشاد فرمایا: ''اس کے سر پر تلواروں کے سائے کی آزمائش ہی کافی ہے۔''[1] اس کا معنٰی و مفہوم یہ ہے کہ اگر شہید میں منافقت ہوتی تو لشکروں کے آمنے سامنے ہونے اور تلواریں چمکنے کے وقت وہ بھاگ جاتے کیونکہ ایسے وقت میں جان بچا کر بھاگنا منافق کی نشانی ہے جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اپنی جان قربان کر دے اور خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دے اور اس کا یہ عمل اس کی قلبی سچائی کو ظاہر کر دیتا ہے اس طرح کہ وہ جنگ و شہادت کے لئے آگے بڑھ جاتا ہے تو اب کیوں اس پر دوبارہ سوالاتِ قبر ہوں۔ یہی بات حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمائی ہے۔

''صدیق'' کا مقام و مرتبہ

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی مزید فرماتے ہیں: جب شہید سے سوال نہ ہو گا تو صدیق کا مرتبہ اور قدر و منزلت تو اس سے زیادہ ہے لہٰذا یہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے قبر کا امتحان نہ ہو کیونکہ قرآنِ مجید میں صدیقین کا ذکر شُہَدا سے پہلے آیا ہے اور یوں ہی جب سرحد پر پہرا دینے والے سے قبر کا امتحان نہ ہو گا حالانکہ وہ تو شہید سے بھی کم مرتبہ والا ہے تو پھر اُس سے کیسے ہو سکتا ہے جو اِس سے اور شہید سے بھی بلند مرتبہ ہو۔[2]

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا حکیم

1... سنن کبری للنسائی، کتاب الجنائز وتمنی الموت، باب الشھید، ۱/ ۲۶۰، حدیث: ۲۱۸۰

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ماینجی المؤمن من اھوال القبر، ص ۱۴۵، بتغیرٍ

ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ صِدِّیقِیْن سے سوال نہ ہوگا، ان کی عبارت یہ ہے: پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ جو چاہے کرے۔

ہمارے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ اس کی چاہت سے ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو بلند مرتبہ دے کر انہیں سوالاتِ قبر سے محفوظ رکھے اور وہ صدیقین وشُہدا ہیں۔ (وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب یعنی اور درست بات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے)۔

حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے منقول حدیثِ شہید کی توجیہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ فضیلت صرف جنگ میں شہید ہونے والے کے لئے ہو لیکن سرحد پر پہرے داری کے متعلق آنے والی احادیث کا تقاضا ہے کہ یہ فضیلت ہر قسم کے شہید کے لیے ہو۔

مرضِ طاعون میں مرنے والے کی فضیلت

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا علامہ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے اپنی تصنیف ''بَذْلُ الْمَاعُوْن فِیْ فَضْلِ الطَّاعُوْن'' میں یقین کے ساتھ بیان کیا کہ طاعون کے سبب مرنے والے سے بھی سوالاتِ قبر نہیں ہوں گے کیونکہ وہ جہاد میں شہید ہونے والے کی طرح ہے اور جو طاعون میں صبر کرتا ہے (یعنی طاعون زدہ علاقے سے بھاگتا نہیں) اس یقین کے ساتھ کہ اسے وہی مصیبت پہنچے گی جو اس کے مقدر میں ہے اور اب اگر وہ وہاں طاعون میں مبتلا ہوئے بغیر بھی انتقال کر جائے تو شہید ہے کیونکہ یہ سرحد پر حفاظت کرنے والے کی طرح ہے۔[1] یہ باتیں انتہائی قابلِ توجُّہ ہیں۔

قبر کے امتحان کا مقصد

حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سرحد پر پہرے داری والی حدیث کی توجیہ میں فرماتے ہیں کہ سرحد پر پہرا دینے والے نے گویا خود کو باندھ کر قید کر لیا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے تیار ہے پس جب وہ اسی حالت پر انتقال کر گیا تو اس کے باطن کی سچائی ظاہر ہو گئی لہٰذا وہ

1 ...شرح النسائی للسیوطی، کتاب الجنائز، باب الشھید، ۴/ ۱۰۰

قبر کی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوتا۔ مزید فرماتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن انتقال کرتا ہے اس کے لئے پردے ہٹ جاتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اس کے لئے جو کچھ ہوتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کیونکہ روزِ جمعہ جہنم نہیں سلگایا جاتا اور اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں اور جہنم پر مقرر فرشتہ بقیہ اَیام میں جو کچھ کرتا ہے وہ جمعہ کے دن نہیں کرتا، لہٰذا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کی روح جمعہ کے دن قبض فرمائے تو یہ اس کی سعادت مندی اور انجامِ خیر کی دلیل ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عظیم دن میں ان ہی کی روح قبض فرماتا ہے جن کے لئے اس نے خوش بختی مقدر کی ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ امتحانِ قبر میں مبتلا نہیں ہوتے کیونکہ اس امتحان کا مقصد تو مومن اور منافق میں فرق کرنا ہے۔[1]

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: بات یوں پوری ہوتی ہے کہ جو روزِ جمعہ انتقال کر جائے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے اور یہ بات اسی قاعدے پر ہے کہ شہید سے سوالاتِ قبر نہ ہوں گے اور اسی طرح کی ایک حدیث حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبدُ اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَ طَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء" میں حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ سرکارِ نامدار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزِ جمعہ یا شَبِ جمعہ انتقال کر گیا وہ عذابِ قبر سے بچا لیا گیا اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہید کی مہر ہو گی۔[2]

حضرت سیِّدُنا اِیاس بن بُکَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن انتقال کرے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ امتحانِ قبر سے محفوظ ہوتا ہے۔[3]

امتحانِ قبر اور عذابِ قبر سے محفوظ

حضرت سیِّدُنا عطا بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے مروی ہے کہ رسولِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو مسلمان مرد یا عورت روزِ جمعہ یا شَبِ جمعہ انتقال کر جائے تو وہ امتحانِ قبر اور عذابِ قبر

1 ...نوادر الاصول، الاصل التاسع والسبعون والمائتان، ۲/۱۲۱۸، تحت الحدیث: ۱۵۱۵
2 ...حلیۃ الاولیاء، رقم: ۲۳۰، محمد بن المنکدر، ۳/۱۸۱، حدیث: ۳۶۲۹
3 ...تعزیۃ المسلم عن اخیہ، ص۸۰، حدیث: ۱۱۱

سے بچالیا جاتا ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہ ہو گا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ مہر یا گواہ ہوں گے جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔"[1]

یہ حدیثِ پاک بہت عمدہ ہے اس میں قبر کے امتحان اور اس کے عذاب دونوں کے نہ ہونے کی صراحت ایک ساتھ موجود ہے۔ یہ یوں ہونا چاہئے "ہماری اس گفتگو نے ان تمام افراد کو یکجا کر دیا ہے جن سے قبر میں سوال نہیں ہو گا اور اگر ہم عام رکھ کر ہر شہید مراد لیں تو مُعاملہ اور وسیع ہو جائے گا کیونکہ شُہدا کی 30 سے زائد اقسام ہیں جنہیں میں نے ایک مستقل رسالے "اَبْوَابُ السَّعَادَۃِفِیْ اَسْبَابِ الشَّھَادَۃ" میں ذکر کر دیا ہے۔

کیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہو گا؟

ایک سوال بکثرت کیا جاتا ہے کہ آیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہو گا؟ تو اس مسئلہ کو اِبْنِ قَیِّم نے "کتابُ الرُّوح" میں ذکر کرتے ہوئے حَنابِلہ کے دو قول نقل کئے ہیں:

پہلا قول: بچوں سے بھی سوالاتِ قبر ہوں گے اس کی دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ رسولِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو یہ دعا کی: "اے مولیٰ! اسے عذابِ قبر سے بچانا۔"[2] حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے بھی یہی قول کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان کی عقل مکمل کر دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے مقام اور نیک بختی کو پہچان سکیں اور سوالات کے جوابات بھی انہیں الہام کر دیئے جاتے ہیں۔[3] میں کہتا ہوں: حضرت سیِّدُنا ضَحّاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی یہی کہا ہے۔ چنانچہ ابن جریر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر نے جویبر سے روایت کی کہ حضرت سیِّدُنا ضحاک بن مُزاحِم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا چھ دن کا بچہ فوت ہو گیا تو انہوں نے فرمایا: جب میرے بچے کو اس قبر میں رکھنا تو اس کا چہرا اور کفن کی گرہ کھول دینا کیونکہ میرے بیٹے کو سوال کے لئے بٹھایا جائے گا۔ میں نے عرض کی: اس سے کیا سوال کیا جائے گا؟ فرمایا: اس وعدے کے متعلق جس کا اقرار صُلْب آدم میں کیا تھا۔[4]

1 ...المتفق والمفترق، علی بن حرب ابن عبد الرحمٰن الجندی سابوری، ۳/ ۱۶۵۷، حدیث: ۱۱۴۴، مختصرًا
2 ...قوت القلوب، الفصل الثانی والثلاثون، ۱/ ۳۸۲
3 ...التذکرۃ للقرطبی، باب الرد علی الملحد، الفصل الرابع، ص ۱۲۳
4 ...تفسیر طبری، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۷۲، ۶/ ۱۱۱، حدیث: ۱۵۳۶۳

دوسرا قول: بچوں سے سوالاتِ قبر نہیں ہوں گے کیونکہ سوال تو اس سے ہوتا ہے جو اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہچانتا ہو تاکہ اس سے پوچھا جائے کہ کیا وہ رسول پر ایمان لایا اور ان کی اطاعت کی یا نہیں؟ اور ذکر کردہ حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس میں عذابِ قبر سے مراد قبر کا عذاب ہے نہ سوال بلکہ وہ تکلیف مراد ہے جو غم، حسرت اور وَحْشَت کی وجہ سے ہو گی اور یہ بچوں، بڑوں سب کے لیے عام ہے۔ یہی قول صحیح و درست ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام محمود بن محمد نَسَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے "بَحْرُ الْکَلَام" میں فرمایا: انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام اور مؤمنین کے بچوں سے حساب و کتاب نہ ہوگا، نہ عذاب قبر ہوگا اور نہ ہی نکیرین کا سوال ہوگا۔[1] ہمارے عُلَمائے شافعِیَّہ نے یہی فرمایا: دفن کے بعد بچے کو تلقین نہ کی جائے یہ تو صرف بالغ اَفراد کے لئے ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے "الروضۃ" وغیرہ میں ایسا ہی ذکر کیا ہے[2] اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا اور حضرت سیِّدُنا حافظ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا بھی یہی فتویٰ ہے جیسا کہ ان سے ماقبل نقل کیا گیا۔

اسلام کا نُور

فائدہ: حضرت سیِّدُنا اِبْنِ جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب "الموضوعات" میں حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک حدیث مرفوعاً روایت کی کہ خضاب کیا ہوا شخص جب انتقال کے بعد قبر میں پہنچتا ہے تو منکر نکیر اس سے سوال نہیں کرتے، منکر کہتا ہے: نکیر اس سے سوال کرو۔ نکیر کہتا ہے: میں اس سے کیسے سوال کروں جبکہ اسلام کا نور اس پر موجود ہے۔[3]

(امام جلالُ الدِّین سُیُوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں "اسلام کا نور" کی وضاحت وہ ہے جو اس صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ "یہودی اور نصرانی (داڑھیاں) نہیں رَنگتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔" اگر "الموضوعات" والی حدیث کی کوئی اصل ہو تو اس سے مراد وہ شخص ہو گا جو سنت کی حفاظت کی نیت سے اس پر عمل پیرا ہو۔

1...بحر الکلام، المبحث الثالث من لایسئل فی القبر ولایعذب، ص ۱۹۳

2...روضۃ الطالبین، کتاب الجنائز، باب الدفن، ۱/ ۶۵۵

3...الموضوعات لابن جوزی، باب الحناء، ۳/ ۵۶

باب نمبر 26

قبر کی گھبراہٹ اور مومن پر اس کی آسانی وکشادگی کا بیان

آخرت کی سب سے پہلی منزل

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُنا ہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک قبر پر ٹھہرے اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ عرض کی گئی: جنت و دوزخ کے تذکرے کے وقت آپ اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اتنا رو رہے ہیں؟ فرمایا: حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ یعنی آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر ہے، اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو اگلی منزلیں اس سے آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اگلی منزلیں اس سے سخت تر ہوں گی۔ یہ بھی ارشاد فرمایا: مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ یعنی میں نے قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی نہیں دیکھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھے، آپ قبر کے ایک کنارے تشریف فرما ہوئے اور خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رُلادیا حتّٰی کہ مٹی بھیگ گئی پھر ارشاد فرمایا: اے میرے بھائیو! اس (دن) کے لئے تیاری کر لو۔[2]

جائے ولادت کے علاوہ میں موت آنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں ایک شخص وفات پا گیا تو حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ارشاد فرمایا: کاش! یہ

1 ... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ۴/۵۰۰، حدیث: ۴۲۶۷

2 ... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء، ۴/۴۶۶، حدیث: ۴۱۹۵

اپنی جائے ولادت میں نہ مرتا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسا کیوں؟ ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنی جائے پیدائش کے بجائے دوسری جگہ مرتا ہے تو جائے پیدائش اور جائے وفات کے درمیان مقدار جتنی جگہ اسے جنت میں دے دی جاتی ہے۔(1)

مسافری کی حالت میں موت آنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسافر کی قبر اتنی وسیع کر دی جاتی ہے جتنا وہ اپنے گھر والوں سے دور ہوتا ہے۔(2)

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری اور حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔(3)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک دن خطبے میں فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ خبردار! قبر روزانہ تین بار کہتی ہے: میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، میں اندھیرے کا گھر ہوں، میں وَحشت کا گھر ہوں۔(4)

سبز ہریالہ باغ

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنی قبر میں سبز ہریالے باغ میں ہوتا ہے اس کی قبر 70 گز کشادہ کر دی جاتی اور چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر دی جاتی ہے۔(5)

---

1 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن مات غریبا، ۲/۲۷۶، حدیث: ۱۶۱۴

2 ...فردوس الاخبار، ۲/۵۰۴، حدیث: ۸۵۲۴

3 ...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۹۱، ۴/۲۰۸، حدیث: ۲۴۶۸

موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۱، حدیث: ۱۲۲

4 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۹۳۳، علی بن ابی طالب، ۴۲/۴۹۶

5 ...نوادر الاصول، الاصل السادس والعشرون والمائۃ، ۱/۵۰۴، حدیث: ۷۲۱

حضرت سیِّدَتُنا مُعاذہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہَا فرماتی ہیں: میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے عرض کی: کیا آپ ہمیں یہ بتائیں گی کہ ہمارے مُردوں کے ساتھ قبر میں کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اگر مُردہ مومن ہے تو اس کے لیے اس کی قبر 40 گز وسیع کر دی جاتی ہے۔[1]

ایک حدیث کی وضاحت

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَلِی فرماتے ہیں: یہ وُسعت ابتدائی تنگی اور سوالاتِ قبر کے بعد ہو گی جبکہ کافر کی قبر مسلسل تنگ ہوتی رہتی ہے[2] اور حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان: "قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔" ہمارے نزدیک یہ حقیقت پر محمول ہے اس سے مجازی معنٰی مراد نہیں اور مومن کی قبر سبزے سے معمور ہو جائے گی اور یہ سبزہ زمینی نباتات ہوں گی جبکہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کی حدیث میں اس کی تعیین ہے کہ وہ پھول ہوں گے۔ بعض عُلَمائے کرام نے اس کو مجاز پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ سوالات میں مومن سے نرمی و آسانی بَرتی جائے گی، اسے خوف سے امن دیا جائے گا اور اس کی قبر حدِّ نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی، جیسا کہ جب کوئی عیش و راحت میں زندگی بسر کر رہا ہو تو کہا جاتا ہے: "فلاں تو جنت میں ہے" اور تنگی والی زندگی گزار رہا ہو تو کہا جاتا ہے: "فلاں جہنم میں ہے۔" حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَلِی فرماتے ہیں: پہلی بات (یعنی حقیقت مراد ہونا) ہی زیادہ صحیح ہے۔

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوۡحُ اللّٰہ عَلَیۡہِ السَّلَام اپنے حواریوں سمیت ایک قبر کے پاس کھڑے ہوئے تو حواریوں نے قبر کی وحشت، تاریکی اور تنگی کا ذکر کیا۔ یہ سن کر آپ عَلَیۡہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں اس سے بھی تنگ جگہ میں تھے پس جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے کشادگی فرمانا چاہی تو فرما دی۔[3]

1 ...التذکرۃ للقرطبی، باب اختلاف الآثار فی سعۃ القبر، ص۱۲۷

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب اختلاف الآثار فی سعۃ القبر، ص۱۲۷

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۷، حدیث: ۱۴۴

رحمتِ الٰہی کے امیدوار پر انعام الٰہی

حضرت سیِّدُنا ابو غالب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُلکِ شام میں ایک نوجوان شخص کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا: چچا جان! اگر مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ میری ماں کے حوالے کر دے تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ چچا نے کہا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ تجھے جنت میں بھیج دے گی۔ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: بخدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا تو میں اس کے چچا کے ساتھ اس کی قبر میں اُترا پھر ہم نے اس پر سِلیں رکھیں تو ایک سل گر گئی، اس کا چچا آگے بڑھا لیکن یکدم رُک گیا، میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگا: اس کی قبر نور سے معمور اور تا حد نگاہ وسیع کر دی گئی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا حُمَیْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے بھانجے کے متعلق گزشتہ حکایت کی مثل حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے بھانجے کی قبر میں جھانکا تو وہ حد نگاہ تک وسیع تھی میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا: کیا جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم بھی دیکھ رہے ہو؟ تو اس نے کہا: ہاں! تمہیں مبارک ہو۔ حضرت سیِّدُنا حُمَیْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ اسی بات کی برکت تھی جو اس نے مرنے سے پہلے کہی تھی۔[2]

ایک نوجوان کی بخشش کا سبب

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مَریَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے شُیُوخ سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں بنو حَضرَمی کا ایک بَرگُزِیدہ شخص رہتا تھا، ان کا ایک بھتیجا گانے والیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا، وہ بزرگ اسے سمجھاتے رہتے تھے۔ وہ نوجوان فوت ہو گیا تو اُس کے چچا اس کی قبر میں اُترے۔ جب مٹی ڈال چکے تو انہیں کچھ یاد آیا پس انہوں نے ایک اینٹ ہٹا کر قبر میں دیکھا تو اس کی قبر بصرہ شہر کے گھڑ دوڑ کے میدان سے بھی وسیع نظر آئی اور وہ لڑکا اس کے وسط میں موجود تھا۔ چچا نے اینٹ واپس رکھ دی اور گھر آ کر اس کی بیوی سے اس کے اعمال پوچھے، وہ بولی: یہ جب بھی مُؤَذِّن کو "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" اور "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ" کہتے سنتا تو یہ کہا کرتا تھا: "میں بھی اسی کی گواہی دیتا ہوں جس کی تو نے گواہی دی۔" اور اس سے روگردانی کرنے

[1] ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۰۷، حدیث: ۱۹

[2] ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/۳۰۸، حدیث: ۲۰

والوں کو بھی اس کی تلقین کرتا تھا۔[1]

قبر میں طوافِ کعبہ

حضرت سیِّدُنا شریک بن عبدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کوفہ میں ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی پھر میں اس کی قبر میں داخل ہوا اور اس پر سِلیں سیدھی کیں اتنے میں ایک سِل گر گئی تو میں نے قبر میں جھانکا تو کیا دیکھا کہ کعبہ آنکھوں کے سامنے ہے اور طواف کعبہ ہو رہا ہے۔[2]

تین قبروں کے احوال

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن مُسلِم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک گورکَن کا بیان ہے: میں نے دو قبریں کھود کر تیار کیں اور تیسری کھود رہا تھا کہ مجھے سخت گرمی لگی، میں نے سائے کے لئے اپنی چادر اتار کر کھودے گئے حصے پر تان لی اور دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا اسی اثنا میں سیاہی مائل سفید گھوڑوں پر دو شخص آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو گئے ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا: لکھو۔ اس نے کہا: کیا لکھوں؟ وہ کہنے لگا: تین مُربَّع میل لکھو۔ پھر وہ دوسری قبر پر پہنچ گئے اور کہا: لکھو۔ اس نے کہا: کیا لکھوں؟ وہ بولا: حدِّ نگاہ تک لکھو۔ پھر وہ اس قبر پر پہنچ گئے میں جس میں موجود تھا، اس نے پھر کہا: لکھو۔ پوچھا: کیا لکھوں؟ وہ بولا ڈیڑھ بالشت لکھ دو۔ اب میں بیٹھ کر جنازوں کا انتظار کرنے لگا تو چند لوگ ایک جنازہ لائے اور پہلی قبر پر رُک گئے۔ میں نے پوچھا: یہ کس کی میت ہے؟ مجھے بتایا گیا: یہ پانی بھرنے والا عیال دار شخص تھا، اس نے بوقتِ وفات پیچھے کچھ نہ چھوڑا تو ہم نے اس کے لئے کچھ دراہم جمع کئے ہیں۔ میں نے کہا: "یہ دراہم مرحوم کے بچوں کو دے دینا۔" پھر میں نے ان کے ساتھ مل کر اسے دفن کر دیا۔ پھر ایک ایسا جنازہ لایا گیا جس کے ساتھ وہی آدمی تھے جنہوں نے اسے اٹھایا ہوا تھا، اسے دوسری قبر کے پاس لایا گیا جس کے بارے میں حد نگاہ تک وسعت لکھی گئی تھی میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ ایک مسافر تھا جو دوران سفر اپنے گھوڑے پر مر گیا اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ میں نے اس کے لانے والوں سے کچھ نہ لیا اور ساتھ مل کر مردے کو دفن

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الکرامات عند الموت، ۵/ ۵۰۰، حدیث: ۳۱۹

2 ...اھوال القبور، الباب الاول، ص ۳۹

کر دیا۔ اب میں تیسرے کا انتظار کرنے لگا حتّٰی کہ عشا کے قریب تیسری میت لائی گئی جو کسی سردار کی بیوی تھی، میں نے ان لوگوں سے قبر کھودنے کی اُجرت مانگی تو انہوں نے میرے سر پر ضرب لگائی اور اسے دفن کر کے چل دیئے۔(1)

جَعْفَر بن سُلَیمان کا بیان ہے کہ ایک شخص ایک میت کو قبر میں اتارتے ہوئے کہنے لگا: بے شک جو ذات ماں کے پیٹ میں کچے بچے پر آسانی فرماتی ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ تجھ پر بھی آسانی فرمائے۔(2)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب آپ ہمیں ڈراتے ہیں تو ہم ڈر جاتے ہیں، قبر کی تنگی و تاریکی کا کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: بندہ جس حال پر ہو گا اسی پر اُسے موت طاری ہوتی ہے۔(3)

حضرت سیِّدُنا صَلَت بن حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: مجھے بَحْرَین کے ابو یزید نامی ایک شخص نے بتایا کہ میں نے بحرین میں ایک مردے کو غسل دیا تو اس کے گوشت پر لکھا تھا: طُوْبٰی لَکَ یَا غَرِیْب یعنی اے مسافر! تجھے خوشخبری ہو۔ میں نے بغور دیکھا تو وہ تحریر گوشت اور چمڑے کے درمیان تھی۔(4)

حضرت سیِّدُنا عَبْدُالرَّحمٰن بن عُمارہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا اَحْنَف بن قَیْس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے جنازے میں شریک ہوا اور ان کو قبر میں اتارنے کے لئے قبر میں داخل ہو کر جب انہیں سیدھا کیا تو دیکھا کہ قبر حدِ نگاہ تک وسیع کر دی گئی ہے، میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا لیکن وہ اس کشادگی کو نہ دیکھ سکے۔(5)

منور قبر

حضرت سیِّدُنا ابراہیم حَنَفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: حَجّاج بن یوسف عُلَما کو ان ہی کے دروازوں پر

1 ...اھوال القبور، الباب الاول، ص٤١

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ٦/٧٤، حدیث: ٩١

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ٦/٨٧، حدیث: ١٤٣

4 ...تعزیۃ المسلم لابن عساکر، باب ما جاء من الشھادۃ لمن مات غریبا، ص٦٨، رقم ٩٢

5 ...تاریخ ابن عساکر، ٢٤/ ٣٥٦، رقم: ٢٩٢١، ضحاک بن قیس تمیمی

پھانسی دیتا تھا اس بدبخت وظالم نے حضرت سیِّدُنا ماہان حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کو بھی ان کے دروازے پر پھانسی دی۔ پھر ہم رات میں ان کے پاس روشنی دیکھا کرتے تھے۔[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: شاہِ حَبَشہ حضرت نَجاشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے بعد ہم یہ باتیں کرتے تھے کہ ان کی قبر سے ہمیشہ نور دیکھا جاتا ہے۔[2]

مشکبار قبر

حضرت سیِّدُنا مُغیرہ بن حبیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن غالب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک جنگ میں شہید ہوگئے جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آنے لگی، ان کے ایک بھائی نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ساتھ کیسا سُلوک کیا گیا؟ انہوں نے کہا: اچھا سلوک کیا گیا۔ بھائی نے پوچھا: آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ فرمایا: جنت میں۔ پوچھا: کس سبب سے؟ فرمانے لگے: یقین کامل، تہجد کی پابندی اور سخت گرمیوں کے روزوں میں پیاس کی بدولت۔ بھائی نے پوچھا: آپ کی قبر سے خوشبو کیسی آتی ہے؟ فرمایا: یہ تلاوتِ قرآن اور نفلی روزوں کی خوشبو ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا مالِک بن دِینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن غالب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لئے تیار کی جانے والی قبر میں داخل ہوا اور میں نے قبر سے تھوڑی سی مٹی لے کر دیکھی تو وہ مشک کی مانند تھی، لوگ اس پر فریفتہ ہوگئے، پھر انہیں قبر میں اتار کر مٹی برابر کر دی گئی۔[4]

• • • ✿ • • •

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب صلاة التطوع والامامة، باب فی عقد التسبیح وعدد الحصی، ۲/ ۲۸۳، حدیث: ۱۱

2 ...ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی النور یری عند قبر الشهید، ۳/۲۳، حدیث: ۲۵۲۳

3 ...حلیة الاولیاء، المغیرة بن حبیب، ۶/۲۶۶، رقم: ۸۵۵۳

4 ...شرح اصول اعتقاد اهل السنة، سیاق ما روی من کرامات عبد اللّٰہ بن غالب، ۲/۱۴۳۵، حدیث: ۱۹۳

باب نمبر27 آخرت کے پہلے عدل کا بیان

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”آخرت کا پہلا انصاف قبریں ہیں جن کے امتحان میں اچھے بُرے سب برابر ہیں۔“[1]

...۞...

باب نمبر28 بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سب سے زیادہ رحم کا بیان

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے پر سب سے زیادہ مہربان اُس وقت ہوتا ہے جب لوگ اور رشتہ دار اسے قبر میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے پر اس وقت سب سے زیادہ رحم فرماتا ہے جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔[3]

...۞...

باب نمبر29 مومن کو قبر میں ملنے والے پہلے تحفے کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو عاصِم حبطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”مومن کو قبر میں ملنے والا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ اسے کہا جاتا ہے: تمہیں خوشخبری ہو تمہارے جنازے کے ساتھ آنے والے بخش دیئے گئے۔“[4]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے ساتھ جانے والے بخش دیئے جاتے ہیں۔[5]

1 ...فردوس الاخبار، ۱/۳۸، حدیث: ۶۹
2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی رحمۃ اللہ بعبدہ اذا دخل فی قبرہ، ص ۱۱۰
3 ...فردوس الاخبار، ۱/۱۲۹، حدیث: ۸۲۰
4 ...جمع الجوامع، قسم الاقوال، ۳/ ۷۷، حدیث: ۷۴۲۷
5 ...ذکر الموت لابن ابی الدنیا، باب تعزیۃ اہل المیت، ص ۲۰۹، حدیث: ۳۷۷

باب نمبر 30 مومن کو ملنے والی پہلی جزا کا بیان

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن (صالح) کو موت کے بعد سب سے پہلا بدلہ یہ ملتا ہے کہ اس کے جنازے کے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے۔[1]

باب نمبر 31 مختلف اُمور کے متعلق احادیثِ نبویہ کا بیان

قبر میں کشادگی اور نور کی دعا

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا تو پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ابو سلمہ کے لئے قبر میں کشادگی اور نور عطا فرما۔[2]

دعائے سرکار کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَۃٌ عَلٰی اَھْلِھَا ظُلْمَۃً وَّ اِنَّ اللہَ یُنَوِّرُھَا بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ یعنی بے شک یہ قبریں اپنے مکینوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر میری دعا کی برکت سے انہیں روشن و منور کر دیتا ہے[3]۔[4]

---

1 ...مسند بزار، مسند ابن عباس، ۱۱/۸۶، حدیث: ۴۷۹۶

2 ...مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعاء لہ اذا حضر، ص ۴۵۸، حدیث: ۹۲۰

3 ...(صاحبِ) اَشِعَّۃُ اللَّمعَات نے یہاں فرمایا کہ یہاں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے اسی لئے یہاں نہ تکبیروں کا ذکر ہے نہ صفیں بنانے کا، بعض لوگ ان احادیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ کئی بار ہو سکتی ہے مگر یہ غلط ہے، ورنہ تا قیامت ہمیشہ زائرین حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ پر پہنچ کر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھا کرتے۔ ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد اور کسی کو جنازہ پڑھنے کا حق نہیں دیکھو، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دو روز تک مسلسل نمازیں ہوتی رہیں مگر جب صدیقِ اکبر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے جو خَلِیْفَۃُ الْمُسْلِمِیْن اور ولیِ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے آپ پر نماز پڑھ لی پھر کسی نے نہ پڑھی۔ (مراۃ المناجیح، ۲/ ۴۷۳)

4 ...مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر، ص ۴۷۶، حدیث: ۹۵۲

مسجد میں ہنسنے کا وبال

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلضَّحْكُ فِي الْمَسْجِدِ ظُلْمَةٌ فِي الْقَبْرِ یعنی مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے۔''[1]

قبر کی وحشت کیسے دور ہو؟

مُعَلِّمِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: جب تم کسی سفر پر نکلتے ہو تو تیاری ضرور کرتے ہو، پھر قیامت کے راستے پر سفر کا کیا حال ہونا چاہیے؟ اے ابوذر! کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں اس دن نفع دے؟ عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ضرور۔ ارشاد فرمایا: روزِ محشر کے لئے سخت گرمی کے روزے رکھو اور قبر کی وَحشت دور کرنے کے لئے رات کے اندھیرے میں دو رکعتیں پڑھا کرو۔[2]

محتاجی سے بچنے کا وظیفہ

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے روزانہ 100 مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن پڑھا وہ دنیا میں محتاجی سے بچے گا، اسے قبر میں گھبراہٹ نہ ہوگی اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔[3]

علم انسانی شکل میں

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب دان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب عالم دنیا سے جاتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے علم کو انسانی شکل عطا فرماتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے اُنس کا ذریعہ بنتا اور زمین کے کیڑوں کو دور کرتا ہے۔

---

1 ...فردوس الاخبار، ۲/۴۱، حدیث: ۳۷۰۶

2 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب التھجد، باب الحث علی قیام اللیل، ۱/۲۴۷، حدیث: ۱۰

3 ...التمھید لابن عبد البر، زیاد بن ابی زیاد، ۲/۶۸۶

خیر و بھلائی سیکھنے سکھانے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ''خیر و بھلائی سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ میں بھلائی سیکھنے سکھانے والوں کی قبریں روشن کر دوں گا جس سے انہیں قبروں میں وَحشت نہ ہوگی۔''[1]

سنَّتِ نبوی

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: میں نے ایک جنازہ اٹھایا تو کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے لئے موت میں برکت دے۔'' تو چار پائی سے کسی کہنے والے نے کہا: اور موت کے بعد بھی۔ یہ سن کر مجھ پر کچھ رعب طاری ہوگیا، میت کو دفن کر دینے کے بعد میں قبر کے قریب بیٹھا غور و فکر میں مشغول تھا کہ اچانک ایک خوبصورت چہرے، ستھرے لباس اور خوشبوؤں میں بسی شخصیت قبر سے برآمد ہوئی اُس نے کہا: اے ابراہیم! میں نے لبیک کہا اور اس سے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہی ہوں جس نے تمہیں چارپائی سے کہا تھا کہ ''موت کے بعد بھی'' میں نے پوچھا: آخر تم ہو کون؟ اس نے کہا: میں سنَّتِ نبوی ہوں، جو مجھے اپناتا ہے میں اس کی دنیا میں محافظ و نگہبان ہوتی ہوں، قبر میں اس کے لئے نور اور غمگسار ہوتی ہوں اور بروزِ قیامت اسے جنت میں لے جانے والی ہوں۔[2]

مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو خدا عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا اور توحید بیان کرتا ہے اور جب وہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو وہ خوشی اس کی قبر میں آکر کہتی ہے: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ بندہ کہتا ہے: تو کون ہے؟ وہ کہتی ہے: میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں کے دل میں داخل کی تھی اب میں اس وحشت

1 ...جامع بیان العلم لابن عبد البر، باب جامع فی فضل العلم، ص۸۶، حدیث: ۲۶۰

2 ...شرح اصول اعتقاد اهل السنة، سیاق ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ان المسلمین...الخ، ۲/۹۲۹، حدیث: ۲۱۴۶، بتغیرٍ

میں تیری غمخوار ہوں، تجھے تیری حُجَّت (سوالاتِ قبر کے جوابات) بتاؤں گی، تجھے حق بات پر ثابت قدم رکھوں گی، قیامت میں تیرے ساتھ رہوں گی، تیری شفاعت کروں گی اور جنت میں تجھے تیرا ٹھکانا دکھاؤں گی۔[1]

لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے بچنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابو کاہِل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابو کاہِل! خوب جان لو کہ جو لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس سے عذابِ قبر کو روک دے۔[2]

قبر روشن اور خوشبودار کرنے کا نسخہ

حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مسجدوں میں روشنی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قبر روشن فرمائے گا اور جس نے مسجدوں کو خوشبودار کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قبر میں جنتی خوشبو داخل فرمائے گا۔"[3]

مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رحیم و کریم آقا، میٹھے میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یاالٰہی! مریض کی عیادت کرنے والے کا کیا اجر ہے؟ ارشاد فرمایا: اس پر دو فرشتے مقرر کردیئے جائیں گے جو قبر میں قیامت تک اس کی خیر خیریت دریافت کرتے رہیں گے۔[4]

جبکہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی روایت میں دو فرشتوں کی جگہ مطلق فرشتوں کا ذکر ہے۔

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب قضاء الحوائج، ۴/ ۲۱۴، حدیث: ۱۱۵

2 ...معجم کبیر، ۱۸/ ۳۶۲، حدیث: ۹۲۸

3 ...الکامل لابن عدی، رقم: ۸۵، ابراھیم بن البراء، ۱/ ۴۱۲

4 ...فردوس الاخبار، ۳/ ۱۹۳، حدیث: ۵۴۳۶

باب نمبر32 قبر میں حساب وکتاب کا بیان

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: قبر میں بھی حساب ہے اور آخرت میں بھی حساب ہے جس کا حساب وکتاب قبر میں ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس کا حساب وکتاب قیامت میں ہوا وہ عذاب میں گرفتار ہو گا۔

حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: مومن کا حساب وکتاب قبر میں اس لئے ہوتا ہے تاکہ کل میدانِ محشر میں اس پر آسانی ہو لہٰذا برزخ میں ہی اسے (گناہوں کی آلودگی سے) پاک صاف کر دیا جاتا ہے تاکہ جب وہ قبر سے نکلے تو اس سے بدلہ لیا جا چکا ہو۔[1]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے کہ سرکارِ دوجہاں، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: روزِ محشر کسی کو بغیر حساب وکتاب اس لئے بخش دیا جائے گا کہ وہ قبر میں اپنے عمل کو دیکھ چکا ہو گا۔[2]

...۞...

باب نمبر33 قتلِ عثمان غَنِی کو محبوب رکھنے والے کا بیان

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس شخص کے دل میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کی ذرہ برابر بھی خوشی ہو گی تو وہ دجال کا زمانہ پانے کی صورت میں اس کی پیروی پر مرے گا اور اگر اس کا زمانہ نہ پا سکا تو اپنی قبر میں دجال پر ایمان لائے گا۔[3]

...۞...

1 ...نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/۱۰۲۱، تحت الحدیث: ۱۳۲۶، حدیث: ۱۳۲۷

2 ...مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/۴۰۲، حدیث: ۲۴۷۷۰

3 ...تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۶۱۹، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۴۷

باب نمبر 34

عذاب قبر کا بیان

ہم عذاب قبر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے جسے میں نے اپنی کتاب ''اَلْاِکْلِیْل فِیْ اِسْتِنْبَاطِ التَّنْزِیْل'' میں بیان کیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[1]

عذابِ قبر حق ہے

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ یعنی عذابِ قبر حق ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنو نجار کے باغ میں اپنے خَچَّر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک خچر بدکنے لگا قریب تھا کہ آپ اس کی پُشت سے نیچے تشریف لے آتے، دیکھا گیا تو وہاں چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا: میں پہچانتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: یہ کب فوت ہوئے؟ اس نے بتایا کہ یہ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ ارشاد فرمایا: بے شک یہ اُمَّت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردے دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا کہ یہ عذابِ قبر جو میں سن رہا ہوں تمہیں بھی سنائے۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں: میرے سرتاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَھْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ عَذَابًا تَسْمَعُہُ الْبَھَائِمُ یعنی بے شک مُردوں کو اپنی قبروں میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جسے چوپائے سنتے ہیں۔[4]

1... بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ۱/۴۶۴، حدیث: ۱۳۷۷

2... بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ۱/۴۶۳، حدیث: ۱۳۷۲

3... مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها، باب عرض مقعد المیت من الجنة او النار علیه، ص ۱۵۳۴، حدیث: ۲۸۶۷

4... مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر، ص ۲۹۵، حدیث: ۵۸۶

عذاب قبر سے پناہ مانگو

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بَنُو نَجّار کے ایک نَخْلِستان (یعنی کھجور کے باغ) میں داخل ہوئے اور زمانہ جاہلیت میں مرنے والے بَنُو نَجّار کی قبروں سے عذاب دیئے جانے کی آوازیں سنیں تو بے چینی کی کیفیت میں باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا: عذابِ قبر سے پناہ مانگو۔[1]

99 اژدہے

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر میں کافر پر 99 اژدہے مسلَّط کئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہیں گے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنی قبر میں ایک باغ میں ہوتا ہے، قبر اس کے لئے 70 گز فراخ کر دی جاتی ہے اور اسے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کر دیا جاتا ہے، کیا تم جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی:

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ کافر کے عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کافر پر اس کی قبر میں 99 اژدھے مسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس پر پھنکارتے اور اسے نوچتے پھاڑتے رہیں گے۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضور جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ

---

1 ...مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/ ۱۳، حدیث: ۱۴۱۵۵

2 ...مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۴/ ۷۷، حدیث: ۱۱۳۳۴

3 ...الاحسان، کتاب الجنائز، باب المریض وما یتعلق بہ، فصل فی احوال المیت فی قبرہ، ۵/ ۵۰، حدیث: ۳۱۱۲

مسند ابی یعلی، مسند ابی ھریرۃ، ۵/ ۵۰۸، حدیث: ۶۶۱۳

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کافر پر دو سانپ مسلّط کر دیئے جاتے ہیں، ایک سر کی جانب اور دوسرا پاؤں کی جانب اور دونوں اسے قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔ [1]

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا وبال

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ طیِّب وطاہِر آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تَنَزَّھُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ یعنی پیشاب سے بچو کیونکہ قبر کا عذاب زیادہ تر اسی سے ہوتا ہے۔ [2]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دیا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ نے یہ کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان قبر والوں پر عذاب ہلکا رہے گا۔ [3]

حضرت سیِّدَتُنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میمونہ! عذابِ قبر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو کیونکہ زیادہ تر عذاب قبر غیبت اور پیشاب (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ [4]

چغلی کا وبال

حضرت سیِّدُنا یعلٰی بن سَیَّابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ... مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/۴۹۲، حدیث: ۲۵۲۴۴

2 ... ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب التشدید فی البول، ۱/۲۱۹، حدیث: ۳۴۸

دارقطنی، کتاب الطھارۃ، باب نجاسۃ البول... الخ، ۱/۲۳۱، حدیث: ۴۵۹

3 ... بخاری، کتاب الوضوء، باب: ۵۹، ۱/۹۶، حدیث: ۲۱۸

4 ... شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس... الخ، ۵/۳۰۳، حدیث: ۶۷۳۱

طبقات ابن سعد، ۸/۲۳۶، رقم: ۴۲۶۵: میمونۃ بنت سعید

ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس میں مردے کو عذاب ہو رہا تھا ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔ پھر ایک تر شاخ منگوا کر اس کی قبر پر لگا دی اور ارشاد فرمایا: جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔[1]

حضرت سیِّدُنا یعلیٰ بن مُرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک قبر سے چیخ و پکار سنی تو عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے قبر سے چیخ سنی ہے۔ ارشاد فرمایا: یَعلیٰ! کیا واقعی تم نے سنی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: یہ شخص ایک آسان سی بات کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کی چُغلیاں کرتا اور پیشاب سے نہ بچتا تھا۔[2] پھر راوی نے تر شاخ والی بات بیان فرمائی۔

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باغ میں چل رہے تھے اور حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے کہ راستے میں ایک قبر آگئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! میں سن رہا ہوں کہ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کیا تم بھی اسے سن رہے ہو؟ پھر دریافت کرنے پر معلوم ہوا وہ ایک یہودی کی قبر ہے۔[3]

عذابِ قبر کے اسباب

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عذابِ قبر تین چیزوں کے سبب ہوتا ہے: (۱)...غیبت (۲)...چغلی اور (۳)...پیشاب، لہٰذا ان سے بچو۔[4]

1... معجم اوسط، ۲/۳۵، حدیث: ۲۴۱۳، مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، ۶/۱۷۷، حدیث: ۱۷۵۷۱

2... دلائل النبوۃ، باب ما جاء فی سماع یعلی بن مرۃ ضغطۃ فی قبر، ۷/۴۲

3... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۳۰۳، حدیث: ۱۲۵۳۲

4... اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص۱۳۶، حدیث: ۲۳۹

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عذابِ قبر کے تین حصے ہیں: ایک حصہ غیبت، ایک چغلی اور ایک پیشاب کی وجہ سے ہے۔[1]

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ مُبَشِّر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ غیبوں پر خبر دار باِذْنِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِسْتَعِیْذُوْا بِاللہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی عذابِ قبر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مُردوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! ایسا عذاب جس کی آواز چوپائے سنتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب داں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مُردوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے حتّٰی کہ چوپائے ان کی آواز سنتے ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نانائے حَسَنَیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ سفر میں تھا اور آپ اپنی سواری پر چلے جا رہے تھے کہ اچانک سُواری بِدَک گئی، میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کی سواری کیوں بدکی ہے؟ ارشاد فرمایا: اس لئے کہ اِس نے اُس آدمی کی آواز سن لی ہے جسے قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس فرمانِ باری تعالٰی:

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

(پ۲۸، الممتحنۃ: ۱۳)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کفار جب قبروں میں داخل ہو کر اُس ذلت و عذاب کو دیکھیں گے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے تو رحمتِ الٰہی سے مایوس ہو جائیں گے۔[5]

1. ...اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص ۱۳۶، حدیث: ۲۳۸
2. ...مسند امام احمد، حدیث ام مبشر امرأۃ زید بن حارثۃ، ۱۰/۲۹۵، حدیث: ۲۷۱۱۲
3. ...معجم کبیر، ۱۰/۲۰۰، حدیث: ۱۰۴۵۹
4. ...معجم اوسط، ۲/۳۰۴، حدیث: ۳۳۶۶
5. ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عکرمۃ، ۸/۲۸۸، حدیث: ۵

ابو جہل کا انجام

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا فرماتے ہیں: میں مقامِ بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نمودار ہوا جس کی گردن میں زنجیر تھی، اس نے مجھے پکار کر کہا: اے عبدُ اللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ معلوم نہیں وہ میرا نام جانتا تھا یا اُس نے عرب کے دستور کے مطابق عبدُ اللہ کہا تھا۔ پھر اسی گڑھے سے ایک اور آدمی کوڑا لئے اس کے پیچھے نکلا اور کہا: عبدُ اللہ! اسے پانی مت پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر وہ اسے کوڑا مارتے ہوئے واپس گڑھے میں لے گیا۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا یہ سب تم نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دشمن ابوجہل تھا اور یہ عذاب اُسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔[1]

حکایت: مشکیزہ اور پیشاب

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ دورانِ سفر زمانہ جاہلیت کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو ایک قبر سے ایک شخص نمودار ہوا جس کی گردن میں آگ کی زنجیر تھی، اس وقت میرے پاس پانی کا مشکیزہ بھی تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: عبدُ اللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ اتنے میں اس کے پیچھے ایک شخص نکلا اور کہا: عبدُ اللہ! اسے پانی مت پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اس نے اسے کوڑے مارے اور زنجیر سے گھسیٹتا ہوا واپس قبر میں لے گیا، جب رات ہوئی تو میں ایک بڑھیا کے گھر چلا گیا، اس گھر کے پاس بھی ایک قبر تھی جس سے میں نے یہ آواز سنی: بَوۡلٌ وَّمَا بَوۡلٌ شَنٌّ وَّمَا شَنٌّ یعنی پیشاب! اور پیشاب کیا ہے!، مشکیزہ! اور مشکیزہ کیا ہے۔ میں نے بڑھیا سے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا: یہ میرا شوہر ہے جب پیشاب کرتا تھا تو اس کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، میں اس سے کہتی تھی: تیرا بُرا ہو! اونٹ جب پیشاب کرتا ہے تو ٹانگیں پھیلا دیتا ہے، لیکن وہ نہ سنتا تھا اور جس دن سے مرا ہے یہی پکارتا رہتا ہے کہ بَوۡلٌ وَّمَا بَوۡلٌ یعنی پیشاب! اور پیشاب کیا ہے۔ میں نے کہا: یہ مشکیزے والی کیا بات ہے؟ وہ بولی: ایک مرتبہ اس کے پاس ایک پیاسا آیا اور اس نے کہا: مجھے پانی پلا دو۔ تو اس نے کہا: یہ لو مشکیزہ۔ جب اس نے مشکیزہ لیا تو وہ خالی نکلا اور وہ

[1] ...معجم اوسط، ۵/۵۳، حدیث: ۶۵۶۰

پیاسا شدتِ پیاس سے مر گیا۔ میرا شوہر جب سے مرا ہے یہی کہتا رہتا ہے: شَنٌّ وَمَاشَنٌّ یعنی مشکیزہ! اور مشکیزہ کیا ہے۔ جب میں سفر سے لوٹ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ گوش گزار کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع فرمادیا کہ کوئی شخص تنہا سفر نہ کرے۔(1)

حضرت سیِّدُنا حُوَیرِث بن رِباب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں چند لوگوں کے ساتھ سفر میں تھا کہ اچانک ہمارے سامنے قبر سے ایک شخص نمودار ہوا جس کے چہرے اور سر سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ہاتھ گردن میں لوہے کی ہتھکڑی سے بندھے تھے، وہ کہنے لگا: مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ۔ اتنے میں ایک اور آدمی اس کے پیچھے نکلا اور بولا: کافر کو پانی مت پلانا۔ اتنا کہہ کر اسے ہتھکڑی کے سرے سے پکڑ کر کھینچتا ہوا قبر میں لے گیا، میری کیفیت ایسی تھی کہ میں نے اونٹنی کو وہیں بٹھا دیا اور مغرب وعشا کی نماز پڑھ کر پھر سفر شروع کیا حتّٰی کہ صبح مدینہ منورہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حُوَیرِث! میں تم پر تُہمت نہیں لگاتا بے شک تم نے مجھے سچی خبر سنائی ہے۔ پھر آپ نے زمانہ جاہلیت پانے والے چند بڑی عُمر کے لوگوں کو بلا کر فرمایا: حویرث نے مجھے ایک خبر دی ہے اور میں اسے جھٹلا بھی نہیں رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا: حویرث! جو بات مجھے بتائی ہے انہیں بھی بتاؤ۔ چنانچہ میں نے وہ سارا قصہ دہرا دیا۔ میری بات سن کر وہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! ہم اُس شخص کو پہچانتے ہیں وہ بنو غفار کا آدمی ہے جو زمانہ جاہلیت میں مر گیا تھا اور اس کے خیال میں مہمان کا کوئی حق نہیں تھا۔(2)

حضرت سیِّدُنا ہِشام بن عُروَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ مکہ ومدینہ کے درمیان سفر پر تھے کہ اچانک شعلوں میں لپٹا اور زنجیروں میں جکڑا ایک شخص قبر سے باہر نکلا اور کہا: اے اللہ کے بندے! پانی چھڑکو، اے اللہ کے بندے! پانی چھڑکو۔ اتنے میں اس کے پیچھے ایک اور شخص یہ کہتے ہوئے نمودار ہوا: اے اللہ کے بندے! پانی مت چھڑکنا، اے اللہ کے بندے! پانی مت چھڑکنا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ بے ہوش ہو گئے اور جب صبح بیدار ہوئے تو ان کے بال سفید ہو چکے تھے۔ جب انہوں نے یہ قصہ

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ٦/ ٢٨٦، حدیث: ٣٣

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ٦/ ٧٩، حدیث: ١١٤

موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ٦/ ٣٠٤، حدیث: ٥٦

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بتایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔[1]

خیانت کا وبال

حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں حبیبِ خدا، محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ بقیع غَرْ قَد سے گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”افسوس! افسوس۔“ میں سمجھا شاید مجھ سے فرما رہے ہیں، میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے؟ ارشاد فرمایا: کیسی خطا؟ میں نے عرض کی: آپ نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ اس قبر والے پر، میں نے اِسے ایک قبیلے کے پاس زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے بھیجا تو اس نے ایک زرہ بطورِ خیانت رکھ لی تھی اب اسے اُس کی مثل آگ کی ایک زرہ پہنا دی گئی ہے۔[2]

ایک کوڑا مار ہی دیا

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن شُرَحْبِیْل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل فرماتے ہیں: ایک شخص کا انتقال ہو گیا، لوگ اسے پرہیز گار تصوُّر کرتے تھے، جب وہ اپنی قبر میں پہنچا تو فرشتوں نے کہا: ہم تجھے عذاب کے 100 کوڑے ماریں گے۔ اس نے کہا: تم مجھے کیوں مارو گے، کیا میں متقی پرہیز گار نہیں تھا؟ کہا: چلو 50 ماریں گے۔ اس نے پھر حجت کی حتّٰی کہ وہ کم ہوتے ہوتے ایک کوڑے پر آ گئے بالآخر انہوں نے ایک کوڑا مار ہی دیا جس سے پوری قبر میں آگ بھڑک اٹھی اور وہ مردہ جل کر خاکِستر ہو گیا اسے پھر درست حالت پر لوٹایا گیا تو اس نے پوچھا: تم نے مجھے یہ کوڑا کس وجہ سے مارا؟ فرشتوں نے کہا: ایک دن تو نے (عدمِ توجہ کی بنا پر) بے وُضو نماز پڑھی تھی اور ایک دن ایک مظلوم نے تجھ سے فریاد کی مگر تو نے اس کی مدد نہ کی۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ایک کے بارے میں حکم جاری

1...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ٦/٧٤، حدیث: ٩٥

2...نسائی، کتاب الامامة، الاسراع الی الصلاة من غیر سعی، ص ١٥٠، حدیث: ٨٥٩

صحیح ابن خزیمة، کتاب الزکاة، باب التغلیظ فی غلول الساعی من الصدقة، ٤/٥٢، حدیث: ٢٣٣٧

3...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، کلام علقمة، ٨/٢١٥، حدیث: ١٣

ہوا کہ اسے قبر میں 100 کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ وہ بندہ مسلسل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعاو فریاد کرتا رہا حتّٰی کہ (معاف ہوتے ہوتے) ایک کوڑا رہ گیا، اس ایک کوڑے سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی پھر جب آگ ختم ہوئی اور اس بندے کو افاقہ ہوا تو (اس نے فرشتوں سے) پوچھا: تم نے مجھے یہ کوڑا کیوں مارا؟ انہوں نے کہا: ایک دن تو نے بے وضو نماز پڑھی تھی اور ایک مرتبہ تو مظلوم کے پاس سے گزرا مگر اس کی مدد نہ کی۔[1]

عذابِ برزخ کے چند مناظر

حضرت سیِّدُنا سَمُرہ بن جُنْدُب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر اپنے صحابہ سے پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک دن خود ہی ارشاد فرمایا: آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ چلیں۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا، وہ مجھے ارضِ مُقَدَّسہ (پاک زمین فلسطین) میں لے آئے، ہم نے دیکھا کہ ایک بندہ لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے دوسرا بندہ ایک بڑا پتھر اٹھائے کھڑا ہے اور اس کے سر کو کچل رہا ہے، پتھر سر پر لگتے ہی سر کچل جاتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے۔ جب تک وہ پتھر اٹھا کر لاتا ہے سر دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے، وہ بندہ دوبارہ اس کا سر کچل دیتا ہے، میں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے تشریف لے چلئے۔ چنانچہ ہم آگے گئے تو ایک بندے کو بیٹھے اور دوسرے کو ہاتھ میں لوہے کا اوزار لئے اس کے سر پر کھڑے دیکھا کہ وہ لوہے کے اَوزار سے بیٹھے ہوئے کا ایک جبڑا چیرتا ہوا گُدّی تک لے جاتا ہے اسی طرح ناک کا نتھنا اور آنکھ کو بھی چیرتے ہوئے گدی تک لے جاتا ہے۔ پھر دوسری طرف آتا ہے اور یہی عمل کرتا ہے جب تک پہلا ٹھیک ہو جاتا ہے، اسی طرح باری باری چیرتا رہتا ہے۔ میں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک تنور پر پہنچے جس میں سے شور وغُل کی آوازیں آ رہی تھیں، ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد وزَن موجود تھے، ان کے نیچے سے شُعلے لپک رہے تھے، جب وہ شعلے انہیں پہنچتے تو وہ چیختے چلاتے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے تشریف لے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک ایسی نہر پر پہنچے جو خون کی طرح سرخ تھی، ایک آدمی اس میں تیر رہا تھا اور دوسرا شخص

[1] ...امالی ابن سمعون، المجلس الثالث عشر، الجزء الثانی، ص۲۱۷، حدیث: ۲۱۲

ہاتھ میں کثیر پتھر لیے کنارے پر کھڑا تھا، اندر والا شخص تیرتے ہوئے کنارے پر آکر اپنا منہ کھولتا تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا الغرض وہ کچھ دیر تیر کر جب بھی واپس آتا اور منہ کھولتا تو یہ پھر ایک پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ وہ بولے: آگے تشریف لے چلئے۔ ہم آگے چلے تو ایک انتہائی بد صورت شخص دیکھا اتنا بد صورت تم نے کبھی نہ دیکھا ہو گا، اس کے قریب آگ تھی اور وہ اس کے گرد پھیرے لگا رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا: آگے تشریف لے چلئے۔ چنانچہ

ہم چلتے ہوئے ایک سبز باغ میں پہنچے جس میں موسِمِ بہار کا ہر پھول موجود تھا اور باغ کے بیچوں بیچ ایک اتنا لمبا شخص کھڑا تھا جس کا سر آسمان کو چھوتا محسوس ہو رہا تھا، اس کے ارد گرد کچھ بچے بھی تھے جنہیں میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ فرشتوں نے مجھ سے کہا: آگے چلئے۔ پھر ہم آگے گئے تو ایک اتنے بڑے باغ میں پہنچ گئے جس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا، اس میں چلتے ہوئے ہم ایک ایسے شہر میں پہنچ گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اسے کھلوایا اور جب اندر داخل ہوئے تو وہاں عجیب و غریب لوگوں سے ہماری ملاقات ہوئی ان کا ایک حصہ تو اتنا حسین تھا کہ تم نے ایسا حسین کبھی نہ دیکھا ہو گا اور ایک حصہ اتنا بد صورت تھا جتنا تم نے آج تک نہ دیکھا ہو گا۔ مجھے اپنے ساتھ لے جانے والوں نے اُن سے کہا: اس نہر میں داخل ہو جاؤ وہ سامنے والی نہر میں داخل ہو گئے، وہ کشادہ نہر تھی جس کا پانی خالص سفید تھا، جب باہر نکلے تو ان کی بد صورتی حسن و جمال میں بدل چکی تھی، انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ "جنّتِ عدن" ہے اور یہی آپ کا بلند و بالا مقام ہے، اب میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو سفید بادل کی مانند ایک محل نظر آیا، وہ بولے: یہ آپ کا ہے۔ میں نے ان سے کہا: خدائے مہربان تمہیں برکت عطا فرمائے، اب مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے محل میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا: ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میں نے ان سے پچھلی تمام دیکھی ہوئی چیزوں کی وضاحت طلب کی تو انہوں نے کہا: پہلا شخص جو آپ نے ملاحظہ فرمایا جس کا سر پتھر سے کُچلا جا رہا تھا اس نے قرآنِ مجید پڑھ کر بُھلا دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جانے کا عادی تھا، یہ سزا اسے قیامت تک ملتی رہے گی، دوسرا شخص جس کے جبڑوں، ناک کے نتھنوں اور آنکھ کے حلقوں کو گُدّی تک چیرا جا رہا تھا وہ انتہائی جھوٹا تھا اسے بھی قیامت تک یہ سزا ملتی رہے گی، تنُّور میں جلنے والے

مرد اور عورتیں زناکار تھے، خون کی نہر میں تیرتے ہوئے پتھر کھانے والا سود خور تھا اور آگ کے گرد گھومنے والے ہیبت ناک شخص داروغہ جہنم حضرت مالک عَلَيْهِ السَّلَام تھے جبکہ خوبصورت باغ میں لمبے قد والی ہستی ابوالانبیاء حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَيْهِ السَّلَام تھے اور ان کے پاس موجود چھوٹے بچے وہ ہیں جو فطرتِ اسلام پر بچپن میں مر گئے۔ یہ بات سن کر حضرات صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں! وہ بھی شامل ہیں۔ پھر بتایا کہ جو آدھے خوبصورت آدھے بدصورت نظر آتے تھے وہ اچھے اور بُرے عمل والے تھے، خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (پھر اُن فرشتوں میں سے ایک نے کہا:) میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ [1]

عُلَمائے کرام فرماتے ہیں: یہ خواب مبارک "عذابِ برزخ" کے ثبوت میں نص ہے کیونکہ حضراتِ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے خواب حقیقت میں وحی ہوتے ہیں اور اسی حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ "قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا" (یہ جملہ عذابِ برزخ کی واضح دلیل ہے)۔

قرآن بھلادینے کا عذاب

دارِ قُطنی کی روایت میں کچھ اس طرح ہے کہ "میں نے کہا: مجھے اس باغ کے بارے میں بتاؤ۔ اس فرشتے نے بتایا کہ وہ باغ والے بچے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَيْهِ السَّلَام کے حوالے کر دیئے گئے ہیں وہ قیامت تک ان کی پرورش کریں گے۔ میں نے پوچھا: وہ خون میں تیرنے والا کون تھا؟ اس نے کہا: وہ سود خور تھا اب قیامت تک قبر میں اس کی یہی غذا ہے۔ میں نے کہا: جس کا سر کچلا جارہا تھا وہ کون تھا؟ فرشتے نے بتایا کہ اس نے قرآنِ پاک سیکھا پھر اس سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ ایسا بھول گیا کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا، اب وہ قبر میں جیسے ہی سونے لگتا ہے فرشتے اس کا سر کچل دیتے ہیں اور وہ قیامت تک اسے یونہی سونے نہیں دیں گے۔" [2]

---

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب: ۹۳، ۱/۴۶۷، حدیث: ۱۳۸۶

بخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، ۴/۴۲۵، حدیث: ۷۰۴۷

2 ... تاریخ ابن عساکر، ۲۷/۵، رقم: ۳۱۳۹: عبد اللہ بن احمد الجوھری، حدیث: ۵۷۱۳

آگ کی قینچیاں

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ لوگ ناجائز چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے اور میں نے ایک گڑھا دیکھا جس سے چیخ وپکار کی آوازیں آرہی تھیں میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ عورتیں ہیں جو ناجائز چیزوں سے زینت حاصل کرتی تھیں اور کچھ ایسے لوگ بھی دیکھے جو آبِ حیات سے غسل کر رہے تھے میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ ان لوگوں نے اچھے برے دونوں طرح کے عمل کئے تھے۔[1]

گناہوں کے عذابات کا نقشہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دن نمازِ فجر پڑھا کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: رات میرے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے، میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس کے ہاتھ میں بڑا پتھر تھا اور اس کے سامنے ایک آدمی تھا فرشتہ پتھر اس کی کھوپڑی پر مار رہا تھا جس سے دماغ نکل کر ایک طرف بہہ جاتا اور پتھر دوسری جانب لڑھک جاتا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا: آگے تشریف لے چلئے۔ آگے بھی ایک فرشتے کو دیکھا جو اپنے سامنے پڑے آدمی کے کبھی دائیں اور کبھی بائیں جبڑے کو لوہے کی سَلاخ سے چیرتا ہوا کان تک لا رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ فرشتے بولے: آگے تشریف لے چلئے۔ میں آگے بڑھا تو خون کی ایک نہر دیکھی جو ہانڈی کی طرح اُبل رہی تھی، اس میں بَرَہْنَہ لوگ تھے اور نہر کے کناروں پر فرشتے اپنے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے لئے موجود تھے جو بھی نہر میں سے باہر جھانکتا ہے اسے وہ ڈھیلا مارتے جس سے وہ واپس نہر میں گر تا حتّٰی کہ اس کی تہہ میں پہنچ جاتا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرشتوں نے کہا: آگے بڑھئے۔ میں آگے بڑھا تو ایک گھر دیکھا جس کا نچلا حصہ اوپر والے سے زیادہ تنگ تھا، اس میں بھی برہنہ لوگ تھے جن کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی اور اتنی بدبو آرہی تھی کہ میں نے اس سے بچنے کے لئے اپنی ناک

[1]...تاریخ بغداد، ۱/۴۱۵، رقم: ۳۶۹: محمد بن ابراھیم بن عبد الحمید

پکڑ لی اور پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرشتوں نے کہا: آگے تشریف چلئے۔ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک سیاہ ٹیلے پر کچھ پاگل لوگ ہیں اوران کے پچھلے مقام میں آگ پھونکی جارہی ہے جو ان کے مونہوں، نتھنوں، آنکھوں اور کانوں سے نکل رہی ہے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے کہا گیا: آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا تو آگ سے بھرا ایک زمین دوز قید خانہ دیکھا جس پر ایک فرشتہ مقرر تھا، اس آگ سے جو بھی نکلتا فرشتہ اس کے پیچھے ہو لیتا حتّٰی کہ اسے واپس وہیں ڈال دیتا، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے پھر آگے چلنے کا کہا گیا تو میں آگے بڑھ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ ہے جس میں ایک حسین و جمیل بزرگ ہیں کہ ان سے حسین کوئی نہیں، ان کے ارد گرد بچے موجود ہیں۔ پھر ایک درخت دیکھا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے، ربّ عَزَّوَجَلَّ نے جتنا چاہا میں اس درخت پر چڑھا، اچانک میں نے خود کو ایسے حسین مَحلات میں پایا جو کھوکھلے موتیوں، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت سے بنے ہوئے تھے، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ مجھے پھر آگے بڑھنے کو کہا گیا۔ چنانچہ

میں آگے بڑھا تو ایک نہر دیکھی جس پر سونے اور چاندی کے دو پُل بنے ہوئے تھے اور اس نہر کے کنارے پر بھی کھوکھلے موتیوں، سبز زَبَرجَد اور سرخ یاقوت سے بنے ہوئے ایسے محلات تھے کہ ان سے خوبصورت کوئی گھر نہیں، اس نہر پر لوٹے اور پیالے بکھرے ہوئے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا: یہاں ٹھہریئے۔ میں ٹھہرا اور ایک پیالہ اٹھایا، جب نہر سے بھر کر پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم تھا۔ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا کہ دماغ ایک جانب اور پتھر دوسری جانب جا گرتا تھا، یہ وہ ہے جو عشا کی نماز نہیں پڑھتا تھا اور دیگر نمازیں وقت گزار کر پڑھتا تھا اسے جہنم میں ڈالے جانے تک یونہی مارا جاتا رہے گا اور وہ جس کی باچھیں لوہے کی سلاخ سے چیری جارہی تھیں یہ ان لوگوں کا عذاب ہے جو مسلمانوں کے درمیان فساد پھیلاتے اور چغل خوری کیا کرتے تھے، انہیں بھی یہ عذاب مسلسل ہوتا رہے گا حتّٰی کہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور وہ جس کے منہ میں پتھر ڈالے جارہے تھے وہ سود خور ہے اسے بھی جہنم میں جانے تک یہ عذاب ہوتا رہے گا اور وہ بَرَہْنَہ لوگ زانی تھے اور جو بدبو آرہی تھی وہ ان کی شرم گاہوں کی تھی، انہیں بھی جہنم میں جانے تک یہ عذاب دیا جاتا رہے گا اور جو پاگل افراد آپ نے دیکھے وہ قومِ لوط کا سا عمل کرنے اور کروانے والے تھے وہ

بھی جہنم میں ڈالے جانے تک اس عذاب میں گرفتار رہیں گے اور آگ سے بھرا ہوا زمین دوز قید خانہ جہنم تھا۔ پھر جو باغ آپ نے ملاحظہ فرمایا وہ جَنَّۃُ الْمَاْوٰی ہے اور جو بزرگ آپ نے دیکھے وہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام تھے اور ان کے گرد مسلمانوں کے بچے تھے اور جس درخت پر آپ چڑھے وہ سدرۃُ المنتہٰی ہے اور جو محلات آپ نے ملاحظہ فرمائے وہ اَعْلٰی عِلِّیِّیْن یعنی انبیا، صِدِّیْقِیْن، شُہَدا اور صالحین کی منازِل ومقامات ہیں اور وہ خوبصورت نہر "نہرِ کوثر" تھی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور یہی آپ اور آپ کے اہل بیت کے جنتی ٹھکانے ہیں۔[1]

دردناک عذابات

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی معراج شریف کی حدیثِ پاک میں ہے کہ پھر حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرا گزر ایک ایسے دستر خوان کے پاس سے ہوا جس پر بھنا ہوا گوشت تھا لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا اور سامنے دوسرے دستر خوان پر گلا سڑا بدبودار گوشت تھا جسے بہت سے لوگ کھا رہے تھے، میں نے پوچھا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی اُمَّت کے وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف بڑھتے تھے۔ پھر میں آگے بڑھا تو ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ کوٹھڑیوں کی مانند بڑے بڑے تھے، ان میں سے کوئی کھڑا ہونے کی کوشش کرتا تو منہ کے بل گر پڑتا اور کہتا: اے میرے ربّ! قیامت قائم نہ فرما۔ یہ لوگ آلِ فرعون کی گزر گاہ پر پڑے ہوئے تھے، جب بھی فرعونی جماعت گزرتی تو انہیں روندتی چلی جاتی۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں ان کی چیخ وپکار سنی تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر کچھ آگے بڑھا تو ایسے لوگ نظر آئے جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان کے منہ کھول کر انہیں انگارے کھلائے جا رہے تھے اور وہ انگارے ان کے نیچے سے نکل جاتے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ پھر آگے چل کر کچھ عورتیں دیکھیں جو پستانوں سے لٹکی ہوئی تھیں، میرے پوچھنے پر حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتایا کہ یہ

[1]... تاریخ ابن عساکر، ۱۹/۴۵۱، رقم: ۲۳۴۴: زید بن علی بن الحسین بن علی، حدیث: ۴۵۴۸، بتغیر قلیل

زانی عورتیں ہیں۔ پھر آگے بڑھا تو ایسے لوگ دیکھے جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کھلایا جارہا تھا اور کہا جارہا تھا: کھاؤ جس طرح اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتایا: یہ غیبت کرنے، عیب لگانے والے ہیں۔[1]

زقوم، آگ کے کانٹے اور جہنم کے گرم پتھر

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی معراج شریف کی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے معراج کی رات کچھ لوگ دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے وہ ٹھیک ہوتے اور پھر کچل دیئے جاتے، انہیں پلک جھپکنے کی مہلت بھی نہیں مل رہی تھی، میں نے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے سر نماز کے وقت بوجھل ہو جاتے تھے۔ پھر ایسے لوگوں پر گُزر ہوا جن کے آگے پیچھے کچھ چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشیوں کی طرح چَر رہے تھے، وہ زقوم، آگ کے کانٹے اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے تھے، حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتایا کہ یہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ پھر میں ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں صاف ستھرا پکا ہوا گوشت تھا اور دوسری طرف کچا بدبودار گوشت، وہ لوگ پکے ہوئے صاف ستھرے گوشت کو چھوڑ کر کچا بدبودار گوشت کھا رہے تھے، میرے پوچھنے پر حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: ان میں جو مرد ہیں وہ اپنی بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں کے پاس رات بسر کرتے تھے اور جو عورتیں ہیں وہ اپنے حلال پاکیزہ شوہروں کو چھوڑ کر غیر مردوں کے پاس رات گزارتی تھیں۔ پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہا تھا لیکن وہ اس سے اُٹھ نہیں رہا تھا بلکہ اور بڑھتا جارہا تھا، پوچھنے پر بتایا گیا: یہ وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں جنہیں یہ لوٹا نہیں سکا اب ان کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے جیسے ہی کاٹے جاتے دوبارہ ٹھیک ہو جاتے اور انہیں تھوڑی سی بھی مہلت نہیں دی جارہی تھی، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ فتنہ پرور خطیب ہیں۔[2]

1 ... دلائل النبوۃ، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الاسماء... الخ، ۲/ ۳۹۰ تا ۳۹۳، ملتقطاً

2 ... دلائل النبوۃ، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الاسماء... الخ، ۲/ ۳۹۷ تا ۳۹۹

لوہے کے ناخنوں والے

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ بشیر و نذیر آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے معراج کی رات ایسے لوگ دیکھے جو لوہے کے ناخنوں سے اپنے سینے اور چہرے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) اور آبروریزی کرنے والے ہیں۔[1]

صحابہ کو بُرا بھلا کہنے کا انجام

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مرفوعًا روایت ہے کہ ”جو میرے کسی صحابی کو بُرا بھلا کہتے ہوئے دنیا سے گیا، اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک جانور مسلَّط فرمائے گا جو اس شخص کا گوشت نوچے گا اور وہ اس کی تکلیف کو قیامت کے دن تک محسوس کرے گا۔“[2]

حرام دیکھنے اور حرام سننے کا عذاب

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک دن بعد نمازِ فجر سرکارِ نامدار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ حق ہے لہٰذا اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ ایک آنے والا آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے گیا اور کہا: اس پر چڑھئے۔ میں نے کہا: مجھ سے نہیں چڑھا جائے گا۔ وہ بولا: میں آپ کا ساتھ دیتا ہوں میں نے چڑھنا شروع کیا، میں جب بھی قدم اٹھاتا ایک درجہ طے ہو جاتا حتّٰی کہ ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے، پھر ہم آگے چلے تو کچھ مرد اور عورتیں نظر آئیں جن کی باچھیں چری ہوئی تھیں، میرے پوچھنے پر اس نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ ہم اور آگے چلے تو ایسے مرد اور عورتوں کو دیکھا جن کی آنکھوں اور کانوں میں کیل ٹھکی ہوئی تھیں، میرے استفسار پر بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں وہ کچھ دیکھتی تھیں جو نہیں دیکھنا چاہئے

[1] ...ابو داود، کتاب الادب، باب الغیبۃ، ۴/۳۵۳، حدیث: ۴۸۷۸

[2] ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۳، حدیث: ۱۳۰

اور کان وہ سنتے تھے جو نہیں سننا چاہئے۔ پھر کچھ آگے گئے تو ایسی عورتیں دیکھیں جنہیں ایڑیوں کے پٹھوں سے باندھ کر الٹا لٹکایا گیا تھا اور سانپ ان کے پِستانوں کو ڈَس رہے تھے، بتایا گیا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ کچھ اور آگے چلے تو مردوں اور عورتوں کو اُلٹا لٹکے دیکھا جو تھوڑا مگر گرم پانی چاٹ رہے تھے، میرے پوچھنے پر ساتھ والے نے بتایا کہ یہ روزہ رکھ کر وقت سے قبل افطار کر لیتے تھے۔ پھر آگے بڑھے تو ایسی عورتیں اور مرد نظر آئے جو انتہائی بدصورت، گندہ لباس اور بدبودار تھے، ایسا لگتا تھا گویا حیض والیوں کی بدبو ہے۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ پھر کچھ بہت زیادہ پھولے ہوئے اور انتہائی بدبودار مُردوں کے پاس سے گزر ہوا، پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا: یہ کافر مُردے ہیں۔ مزید آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو ایک درخت کے سائے میں دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ مسلمان مُردے ہیں۔ پھر آگے بڑھے تو چھوٹے بچے اور بچیاں دو نہروں کے مابین کھیلتے دکھائی دیئے، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ فرشتے نے بتایا کہ یہ مؤمنین کی اولاد ہیں۔ پھر ہم آگے گئے تو ہم نے حسین و جمیل چہروں، عمدہ پوشاکوں اور بہترین خوشبوؤں والے لوگ دیکھے، گویا ان کے چہرے کورے کاغذ ہیں، میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ صدّیقین اور صالحین ہیں۔[1]

قومِ لوط کے ساتھ حشر

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے: مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ نَقَلَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ حَتّٰى یُحْشَرَ مَعَهُمْ یعنی میری امت میں سے جو بھی قومِ لوط کا سا عمل کرنے والا مرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے انہی کی طرف پھیر دے گا حتّٰی کہ اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن اَسْلَم دِمَشْقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمارے ہاں سرحد کے پاس ایک بندہ مر گیا تو اس کو وہیں دفنا دیا گیا پھر تیسرے دن کھودا گیا تو دیکھا کہ قبر کی اینٹیں تو اسی طرح لگی ہوئی ہیں مگر مردہ غائب ہے۔ حضرت سیِّدُنا وَکیع بن جَرّاح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے

1 ...معجم کبیر، ۸/۱۵۵، حدیث: ۷۶۶۶

2 ...تاریخ بغداد، ۱۱/۱۶۱، رقم: ۵۸۵۳: عیسی بن مسلم الصفار

فرمایا: ہم نے یہ حدیث سنی ہے کہ ”قومِ لوط کا سا عمل کرنے والا کوئی شخص مرتا ہے تو اسے انہی لوگوں کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“[1]

حضرت سیِّدُنا مَسرُوق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: کوئی بھی چور، زانی یا شرابی جب مرتا ہے تو اس پر دو اَژْدَہے مسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو قبر میں اُسے ڈستے رہتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا واثلہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ معلم کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر فرقہ قدریہ یا مرجئہ کا کوئی شخص مر جائے اور اس کی قبر تین دن بعد کھودی جائے تو اس کا منہ ضرور قبلے سے پھرا ہوا ہو گا۔[3]

گدھا نما انسان

حضرت سیِّدُنا عَوّام بن حَوْشَب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں ایک بستی میں گیا، اس کی ایک طرف قبرستان بھی تھا، عصر کے بعد وہاں ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک شخص نمودار ہوا جس کا سر گدھے کا اور دھڑ انسان کا تھا، وہ تین مرتبہ ہینکا (یعنی گدھے کی آواز میں چلایا) پھر قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہو گئی۔ میں نے اس کے بارے میں معلومات کیں تو پتا چلا کہ وہ شراب کا عادی تھا، جب شام کو گھر آتا تو ماں سمجھاتی کہ بیٹا خدا کا خوف کر۔ وہ ماں سے کہتا: تو تو گدھے کی طرح ہینکتی رہتی ہے۔ اس کی موت عصر کے بعد ہوئی تھی اور اب ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر کھلتی ہے اور وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ہینکتا ہے پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔[4]

دو سفید پرندے

حضرت سیِّدُنا مَرثَد بن حَوْشَب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا یوسف بن عَمْرو رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پہلو میں ایک اور شخص بھی تھا جس کے چہرے کا کچھ حصہ لوہے کا بنا ہوا

1... تاریخ ابن عساکر، ۴۵/۴۰۶، رقم: ۵۳۱۱: عمرو بن اسلم العابد

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، بشری المؤمن وانذار الکافر، ۵/۴۷۶، حدیث: ۲۵۷

3... تاریخ ابن عساکر، ۴۳/۵۶۶، رقم: ۵۱۹۸: عمر بن حفص ابو حفص الخیاط، حدیث: ۹۴۱۳

4... شرح اصول اعتقاد اھل سنۃ، باب الشفاعۃ لاھل الکبائر، ۲/۹۷۵، رقم: ۲۱۵۷

تھا، آپ نے اس سے کہا: تم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ مرشد کو بھی بتاؤ۔ اس نے کہا: ایک رات میں نے ایک شخص کے لئے قبر کھودی، جب اسے دفن کر کے مٹی برابر کر دی گئی اور لوگ چلے گئے تو اونٹ جتنے بڑے دو سفید پرندے آئے، ان میں ایک سر کی جانب اور دوسرا پاؤں کی جانب آکر قبر کھودنے لگا، پھر ایک قبر کے اندر چلا گیا اور دوسرا کنارے پر کھڑا رہا، میں بھی قبر کے کنارے جا کھڑا ہوا، میں نے سنا کہ وہ پرندہ قبر والے سے کہہ رہا ہے: کیا تو وہی نہیں جو دو زرق برق چادروں کا لباس پہنتا اور اسے تکبر کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اتراتا ہوا اپنے سسرال جاتا تھا؟ اس نے (عذاب دیکھ کر) کہا: میں اسے برداشت کرنے سے قاصر ہوں۔ پھر اسے ایک ایسی ضرب لگائی گئی کہ اس کی قبر پانی اور تیل[1] سے بھر کر بہنے لگی، پھر اسے اصلی حالت پر لایا گیا اور پرندے نے وہی بات دہرائی حتّٰی کہ اُسے تین بار مار لگائی۔ پھر اس نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا: اسے دیکھو! یہ کہاں بیٹھا ہوا ہے، خدا عَزَّوَجَلَّ اسے رسوا کرے۔ یہ کہہ کر اس نے میرے ایک رُخسار پر چوٹ ماری تو میں رات بھر وہیں پڑا رہا، جب صبح اٹھا تو یہ حالت تھی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو حریش[3] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب خلیفہ ابو جعفر نے کوفہ کی خندق کھودی تو لوگوں نے اپنے مردوں کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کر دیا، ایک نوجوان کو اس کی قبر میں اس حال میں دیکھا گیا کہ وہ اپنے ہاتھ کاٹ رہا تھا۔[4]

گستاخِ صحابہ کا انجام

حضرت سیِّدُنا ابو اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا،

1... یہ دیکھنے والے کی نظر میں پانی اور تیل ہے جبکہ حقیقتاً آگ ہے جو میت کے لئے بھڑکائی گئی ہے جیسا کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دجال کے بارے میں خبر دی، وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی، آگ حقیقت میں ٹھنڈا پانی اور پانی بھڑکتی آگ ہو گا۔

(الروح، المسالة السابعة: فی جواب الملاحدة والزنادقة، الامر الخامس والسادس، ص۱۲۱)

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۷۵، حدیث: ۹۸

3... متن میں اس مقام پر "ابو جریش" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "ابو حریش" ہے لہٰذا وہی لکھ دیا گیا ہے۔

4... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۷۷، حدیث: ۱۰۲

جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا تھا، لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو گالیاں بکا کرتا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو اِسحاق فَزاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا: میں قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا اور میں نے ایک تعداد ایسی دیکھی ہے جن کے چہرے قبلے سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ نے یہ مسئلہ حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے جواب دیا: یہ لوگ خلافِ سنت کام کرنے والے تھے۔[2]

کفن چور کے انکشافات

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ المومن بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک کفن چور نے توبہ کرلی تو اس سے کہا گیا: تو نے کوئی حیرانگی والی بات دیکھی ہو تو بیان کر۔ اس نے کہا: میں نے ایک شخص کی قبر کھودی تو اس کے پورے جسم میں کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں اور ایک بڑی کیل سر میں اور ایک پیروں میں ٹھکی ہوئی تھی۔[3]

ایک اور کفن چور سے حیران کن چیز دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا: ایک انسانی کھوپڑی دیکھی جس میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا تھا۔

حضرت سیِّدُنا مفضل بن یونس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے مَسْلَمَہ بن عبدُ الملک سے پوچھا: تمہارے باپ کو کس نے دفن کیا؟ کہا: میرے فلاں غلام نے۔ پوچھا: ولید کو کس نے دفن کیا؟ کہا: میرے فلاں غلام نے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں تمہیں وہ بتاتا ہوں جو اس دفن کرنے والے نے مجھے بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اس نے تیرے باپ اور ولید کو قبر میں رکھا اور ان کی کفن کی گرہیں کھولنے آگے بڑھا تو ان کے چہرے ان کی گُدّیوں کی طرف پھرے ہوئے تھے۔[4]

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۳، حدیث: ۱۲۹

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۷۶، حدیث: ۹۹

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۷۶، حدیث: ۱۰۰

4 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۱، حدیث: ۱۲۳

یزید بن مُہَلَّب کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز نے مجھ سے فرمایا: اے یزید! جب میں نے ولید کو دفنایا تو وہ اپنے کفن میں حرکت کر رہا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مَیمون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کو فرماتے سنا کہ ولید بن عبدُ الملک کی قبر میں اترنے والوں میں ایک میں بھی تھا، میں نے اس کے گھٹنوں کو گردن کے ساتھ ملے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی اصلاحِ حال پر توجہ دینے لگے۔[2]

ملاوٹ کرنے والے کا انجام

حضرت سیِّدُنا عبدُ الحمید بن محمود مِعْوَلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: ہم حج کے لئے نکلے تھے کہ ہمارا ایک رفیق مقام ذاتُ الصِّفاح پر فوت ہو گیا تو ہم نے اس کے کفن دفن کا بندوبست کر دیا اور جب قبر کھود کر فارغ ہوئے تو وہ سانپوں سے بھر گئی، ہم نے وہ قبر چھوڑ کر دوسری جگہ قبر کھودی تو وہ بھی اسی طرح نکلی اب ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ اب کیا کریں؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہ اس کینے کی وجہ سے ہے جو اس کے سینے میں تھا۔ جبکہ بَیْہَقِی کے الفاظ ہیں: "اس کے اعمال کی سزا ہے جاؤ اسے کسی ایک قبر میں دفن کر دو، قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم ساری زمین بھی کھود ڈالو پھر بھی یہی معاملہ دیکھو گے۔ وہ لوگ کہتے ہیں: ہم نے اس شخص کو ایک قبر میں دفن کر دیا اور جب ہم واپس آئے تو اس کی بیوی سے پوچھا: تمہارا شوہر کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: وہ گیہوں (گندم) بیچتا تھا اور اس میں سے کچھ گھر والوں کے لیے نکال کر اس کی جگہ بھوسے کی ملاوٹ کر دیتا تھا۔[3]

---

1 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۲، حدیث: ۱۲۶

2 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۲، حدیث: ۱۲۷

3 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۸۳، حدیث: ۱۲۸

شعب الایمان، باب فی الامانات وما یجب من ادائها الی اهلها، ۴/ ۳۳۴، حدیث: ۵۳۱۱

ظلماً کسی کا مال لینے کا انجام

ایک دِمَشْقی بُزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم ایک مرتبہ حج کو جارہے تھے کہ راستے میں ہمارا ایک ساتھی چل بسا، ہم نے وہاں مقامی شخص سے پھاوڑا مانگا اور قبر کھود کر اسے دفنا دیا مگر پھاوڑا قبر میں ہی بھول گئے لہٰذا پھاوڑا نکالنے کے لئے ہم نے قبر دوبارہ کھودی، جب اندر دیکھا تو اس شخص کے ہاتھ، پاؤں اور گردن پھاوڑے کے حلقے میں بندھے ہوئے تھے، ہم نے فوراً قبر بند کردی اور پھاوڑے والے کو پیسے دے کر راضی کرلیا۔ سفر سے واپس آکر جب اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے شوہر نے ایک شخص کے ساتھ سفر کیا جس کے پاس کچھ مال تھا تو اِس نے اُسے قتل کرکے اس کا مال لے لیا اور یہ حج اور جہاد بھی کیا کرتا تھا۔ (1)

قبرِ صحابی کی توہین کرنے والے کا انجام

حضرت سیِّدُنا اِمام اَعْمَش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی مبارک قبر پر پیشاب کردیا تو وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا، پھر وہ مرگیا لیکن اس کی قبر سے چیخنے اور بھونکنے کی آواز سنی گئی۔ (2)

ابنِ زیاد کی ناک میں سانپ

حضرت سیِّدُنا یزید بن ابو زیاد اور حضرت سیِّدُنا عمارہ بن عُمَیْر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں: ابنِ زیاد اور اس کے ساتھیوں کے قتل ہونے کے بعد جب ان کے سر لاکر زمین پر رکھے گئے تو ایک بہت بڑا سانپ آیا جس سے گھبرا کر لوگ اِدھر اُدھر ہوگئے، وہ سانپ تمام سروں سے ہوتا ہوا اِبْنِ زِیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا اور منہ سے نکل گیا پھر منہ میں داخل ہوا اور نتھنوں سے نکلا، اس نے کئی مرتبہ یہ عمل دُہرایا اور چلا گیا، کچھ دیر بعد پھر آیا اور اسی طرح کرکے غائب ہوگیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔ (3)

1... شرح اصول اعتقاد اهل سنة، باب الشفاعة لاهل الكبائر، ۲/۹۷۳، حديث: ۲۱۵۴

2... تاريخ ابن عساكر، ۱۳/۳۰۵، رقم: ۱۳۸۳: الحسن بن علي بن ابي طالب

3... تاريخ ابن عساكر، ۳۷/۴۶۲، رقم: ۴۴۴۳: عبيد الله بن زياد بن عبيد

حضرت سیِّدُنا امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اسے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام طبرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے صرف حضرت سیِّدُنا عمارہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد فرماتے ہیں: مسلم بن عُقْبَہ مری مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے اس بات پر یزید پلید کے لیے بیعت لی کہ تم سب خدا عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری و نافرمانی میں یزید کے غُلامِ محض ہو۔ لوگوں نے اس کی بات قبول کرلی مگر ان میں ایک شخص جو قریشی تھا اور اس کی ماں اُمِّ ولد تھی کہنے لگا: میں صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری میں اس کی بیعت کرتا ہوں، لیکن اس کی یہ بیعت نہ مانی گئی اور مسلم نے اسے قتل کردیا۔ اس وقت اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر زندہ یا مردہ مسلم بن عقبہ پر مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قدرت دی تو وہ اسے جلادے گی۔ جب مسلم مدینہ منورہ سے نکلا تو شدید بیمار ہوکر مرگیا، وہ عورت اپنے غلاموں کو لے کر اس کی قبر پر گئی اور ان سے قبر کھدوائی، اندر دیکھا تو ایک اَژْدَہا اس کی گردن میں لپٹا ہوا اس کی ناک کو چوس رہا تھا۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر سب ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔[2]

قاتلِ مولا علی کا انجام

حضرت سیِّدُنا عِصْمَہ عَبَّادانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں ایک جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میں نے ایک گرجا دیکھا اس کے محراب میں ایک راہب موجود تھا، میں نے اس سے کہا: تم نے یہاں جو سب سے عجیب چیز دیکھی ہو وہ مجھے بتاؤ۔ اس نے کہا: سنو! ایک دن میں نے شتر مرغ جیسا ایک سفید پرندہ دیکھا جو ایک چٹان پر بیٹھ گیا، پھر اس نے قے کی تو ایک سر نکلا پھر پیر نکلے پھر پنڈلیاں نکلیں، وہ اسی طرح قے کرتا رہا اور انسانی اعضاء نکلتے رہے اور بجلی کی سی سُرعت سے ایک دوسرے سے جڑتے رہے یہاں تک کہ وہ مکمل آدمی بن گیا، اب جیسے ہی وہ اٹھنے لگا پرندے نے اسے ایک ٹھونگ ماری تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور پرندہ اسے نگل گیا۔ وہ کئی دنوں تک اس عمل میں مصروف رہا، میرا تعجب تو کم ہوگیا مگر خُدائے بزرگ و برتر کی عظمت پر میرا

---

1 ...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب، ۵/۴۳۱، رقم: ۳۸۰۵
معجم کبیر، ۳/۱۱۲، حدیث: ۲۸۳۲

2 ...تاریخ ابن عساکر، ۵۸/۱۱۴، رقم: ۷۴۲۵: مسلم بن عقبۃ بن رباح، معجم کبیر، ۱۳/۶۴، حدیث: ۲۲۷

یقین مزید پختہ ہو گیا اور میں جان گیا کہ ان جسموں کو مرنے کے بعد بھی زندہ کیا جائے گا۔ ایک دن میں اس پرندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے پرندے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا! اب کی بار جب وہ انسان مکمل ہو جائے تو اس کو مہلت دینا تاکہ میں اس سے کچھ پوچھوں تو وہ مجھے اپنا قصہ بتائے۔ پرندے نے صاف عربی زبان میں مجھ سے کہا: بادشاہت اور بقا میرے ربّ کے لئے ہے جو چیزوں کو فنا بھی کرتا ہے اور باقی بھی رکھتا ہے، میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، مجھے اس پر مُسَلَّط کیا گیا ہے تاکہ اس کے گناہ کی سزا دیتا رہوں، اب میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! تیرا قصہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں حضرت علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کا قاتل عبدُالرحمٰن بن ملجم ہوں، جب میں مر گیا تو میری رُوح بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئی، اس نے میرا اعمال نامہ مجھے عطا کیا جس میں میری پیدائش سے قتلِ علی تک ہر نیکی اور ہر بدی لکھی ہوئی تھی، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس فرشتے کو مجھ پر قیامت تک عذاب دینے کے لیے مسلط کر دیا، اب یہ فرشتہ وہی کر رہا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا اور پرندے نے پھر اسے ایک ٹھونگ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک ایک کر کے سب ٹکڑے نگل لئے اور چلا گیا۔[1]

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اس حکایت کو بیان کرنے والوں میں صرف "ابو علی شیخ تمام" ایسے راوی ہیں جن کے بارے میں حضرت سیِّدُنا امام ذَہَبی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی نے اپنی کتاب "مِیْزَانُ الْاِعْتِدَال" میں فرمایا: ان پر کلام ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اِبنِ رَجَب حنبلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی نے اس حکایت کو ایک اور سَنَد سے روایت کیا ہے جس میں ایک راوی اسماعیل بن احمد بھی ہیں جو یوسف بن ابو تیّاح کے ساتھ وہاں گئے اور راہب سے اس بات کے متعلق پوچھا تو اس نے اس سے ملتی جُلتی بات بیان کی۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن احمد بن ابو اَصْبَغ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں کہ ایک اجنبی بوڑھا ہمارے

---

1 ...تاریخ ابن عساکر، ۴۰/۳۵۲، رقم: ۴۷۰۰: عصمة بن ابی عصمة اسرائیل بن یحماک

2 ...اھوال القبور، فصل ما یمنع من دخول ارواح المؤمنین...الخ، ص۱۹۸

پاس آکر کہنے لگا: میں نصرانی تھا اور اپنے گرجا میں عبادت کرتا تھا، ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ گِدھ کے مشابہ ایک پرندہ آیا۔ باقی روایت ماقبل کی مثل ہے۔[1]

سب سے پہلا قاتل

حضرت سیِّدُنا ابو ایوب یَمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنی قوم کے عبد اللہ نامی ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہوا، اتفاق سے چند روز سمندری راستہ تاریک رہا پھر جب روشنی ہوئی تو ایک بستی آگئی، میں پانی کی تلاش میں روانہ ہوا تو دیکھا کہ بستی کے دروازے بند تھے اور ہوا آرہی تھی، میں نے بہت آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہ آیا، اسی اثنا میں دو گھڑ سوار نظر آئے، ان میں سے ہر ایک کے نیچے سفید چادر تھی، انہوں نے کہا: اے عبدُ اللہ! اس گلی میں داخل ہو جاؤ، تمہیں پانی کا حوض ملے گا، اس میں سے پانی لے لینا اور وہاں کے منظر کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہونا۔ میں نے ان دونوں سے بند دروازوں کے بارے میں پوچھا جن میں ہوائیں چل رہی تھیں تو انہوں نے کہا: ان گھروں میں مرنے والوں کی روحیں ہیں۔ میں حوض کی طرف چل دیا جب حوض پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص الٹا لٹکا ہوا ہے اور اپنے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن ناکام ہو جاتا ہے وہ مجھے دیکھ کر پکارنے لگا: اے عبدُ اللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے برتن لے کر اس میں ڈبویا تاکہ اسے پانی پلا سکوں لیکن کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، میں نے اس سے کہا: اے بندۂ خدا! تو نے دیکھ لیا کہ میں نے اپنی طرف سے کوشش کی مگر میرا ہاتھ پکڑ لیا گیا ہے، مجھے بتا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا وہ بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے زمین پر خون بہایا (یعنی قتل کیا)۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ایک شخص کشتی میں جا رہا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی تو وہ ایک تختے سے چمٹ کر کسی جزیرہ میں جا پہنچا، اسے ایک گھاٹی میں پانی نظر آیا تو وہ اس طرف چل دیا وہاں اسے ایک شخص نظر آیا جس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور وہ ان کے ساتھ الٹا لٹکا ہوا

[1] ...مشیخۃ لابی عبد اللہ محمد الرازی، حکایات ثلاث، ص ۳۲۳، رقم: ۱
اھوال القبور، فصل ما یمنع من دخول ارواح المؤمنین... الخ، ص ۱۹۸

[2] ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۲۹۶، حدیث: ۴۸

تھا، اس کے اور پانی کے بیچ ایک بالشت کا ہی فاصلہ تھا، وہ مسافر کہتا ہے: اس نے مجھے دیکھ کر کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے! مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے پوچھا: تمہارا ماجرا کیا ہے؟ کہنے لگا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی کوئی ناحق قتل کیا جاتا ہے تو اس کا عذاب مجھے بھی ہوتا ہے کیونکہ میں پہلا شخص ہوں جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔(1)

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک میت کو غسل دینے گیا، جب اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس کے گلے میں سیاہ سانپ لپٹا تھا، میں نے سانپ سے کہا: کیا تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے؟ کیونکہ ہماری سنت ہے کہ ہم مردوں کو غسل دیتے ہیں، اگر تو مناسب جانے تو ایک طرف چلا جا تاکہ ہم اسے غسل دے لیں پھر تو واپس آجانا۔ یہ سن کر وہ سانپ اس سے جُدا ہوا اور گھر کے کونے میں چلا گیا۔ جب میں اس کے غسل سے فارغ ہوا تو وہ سانپ اپنی جگہ لوٹ آیا، اس میت کا جرم یہ تھا کہ اس پر بے دین ہونے کا الزام تھا۔(2)

مومن کے عذابات دکھائے جانے کی حکمت

ایک نیک بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو سِنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: میں ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کو گیا تو دیکھا کہ وہ بہت غمگین تھا۔ کہنے لگا: جب میں بھائی کو دفن کرکے فارغ ہوا تو میں نے قبر سے کراہنے کی آواز سنی، میں نے کہا: بخدا! یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔ میں جلدی جلدی مٹی ہٹانے لگا تو ایک غیبی آواز سنائی دی کہ اے بندۂ خدا! قبر مت کھود۔ لہٰذا میں نے مٹی واپس قبر پر ڈال دی اور جیسے ہی جانے کے لئے کھڑا ہوا پھر سے وہی آواز آئی: مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ میں نے کہا: وَاللہ! یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے، میں جلدی جلدی مٹی ہٹانے لگا تو ایک غیبی آواز سنائی دی کہ اے خدا کے بندے! قبر مت کھود۔ لہٰذا میں نے مٹی واپس قبر پر ڈال دی اور جانے کے لئے کھڑا ہوا تو وہی پکار سنائی دی کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ میں نے کہا: بخدا! اب تو میں ضرور قبر کھودوں گا، اب جو میں نے قبر کھود کر دیکھی تو اس کی گردن میں آگ کی زنجیر تھی اور پوری قبر آگ سے بھری ہوئی تھی، مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے وہ زنجیر ہٹانے کے لیے اس پر

1... کتاب العظمۃ، باب صفۃ البحر والحوت وعجائب مافیہما، ص ۳۱۴، رقم: ۹۳۷

2... کرامات الاولیاء لابی محمد الخلال، ص ۵۵، رقم: ۶۳

اپنا ہاتھ مارا تو میری انگلیاں جھڑ کر الگ ہو گئیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو سنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: اس نے اپنا ہاتھ ہمیں دکھایا تو واقعی اس کی چار انگلیاں نہیں تھیں، میں وہاں سے حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے پاس گیا اور ساری بات بیان کرنے کے بعد کہا: یہودی، مَجوسی اور نَصرانی مرتے ہیں تو ان کا یہ حال نہیں دیکھا جاتا جب کہ گناہ گار مومن کا یہ حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیونکہ ان کے جہنمی ہونے میں کوئی شک نہیں البتہ مؤمنین کی یہ حالت اللہ عَزَّوَجَلَّ اس لیے ظاہر فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن محمد مَدِینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَنِی کے ایک دوست بیان کرتے ہیں: میں اپنی زمین پر گیا تو ایک قبرستان کے پاس مغرب ہو گئی، میں نے وہاں نمازِ مغرب ادا کی اور ابھی وہیں بیٹھا تھا کہ ایک قبر سے رونے کی آواز آئی، مردہ کہہ رہا تھا "مجھے بچاؤ، میں نماز پڑھتا تھا، میں روزے رکھتا تھا۔" مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور میں اپنے ساتھی کے قریب ہو گیا، اس نے بھی وہی آواز سنی، میں اپنی زمین پر واپس آگیا اور اگلے دن پھر اسی جگہ جا کر نماز پڑھی اور مغرب تک ٹھہرا رہا حتّٰی کہ نماز مغرب بھی وہیں پڑھی اور اس قبر کی طرف کان لگا دیئے مجھے پھر وہی آواز سنائی دی کہ مجھے بچاؤ، میں نماز پڑھتا تھا، میں روزے رکھتا تھا۔ میں واپس گھر آگیا اور دو ماہ تک بخار میں مبتلا رہا۔[2]

حضرت سیِّدُنا مکحول دِمَشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ایک شخص جس کا آدھا سر اور آدھی داڑھی سفید تھی، بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے آنے کی وجہ دریافت فرمائی، اس نے کہا: میں رات کے وقت بنو فُلاں کے قبرستان سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لئے ہوئے دوسرے شخص کے پیچھے پیچھے تھا اور جب اس تک پہنچ جاتا اسے کوڑا مارتا تو اس کے سر سے پاؤں تک آگ بھڑک اُٹھتی۔ مجھے دیکھ کر وہ مار کھانے والا مجھ سے لپٹ گیا اور کہا: اے بندۂ خدا! میری مدد کر۔ کوڑا مارنے والے نے کہا: اے بندے! اس کی مدد مت کرنا یہ بہت بُرا کافر ہے۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہارے لئے اس بات کو ناپسند فرمایا

---

1 ... عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایۃ الرابعۃ والخمسون بعد المائۃ: حکایۃ رجل یعذب فی قبرہ، ص ۱۷۱

2 ... عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایۃ التاسعۃ والثلاثون بعد الثلاثمائۃ: حکایۃ رجل یعذب فی قبرہ، ص ۳۰۴

ہے کہ تم میں سے کوئی تنہا سفر کرے۔[1]

قبر میں آگ

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن دِینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں ایک شخص کی بہن فوت ہوئی تو اسے تجہیز و تکفین کے بعد دفن کر دیا گیا، اس کا بھائی گھر پہنچا تو یاد آیا کہ وہ دراہم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے، اس نے اپنے ساتھ ایک آدمی کو لیا اور جا کر قبر کی مٹی ہٹائی تو تھیلی مل گئی، پھر اس نے اپنے ساتھ والے سے کہا: تم ذرا دور ہو جاؤ تاکہ میں اپنی بہن کا حال دیکھوں۔ چنانچہ اس نے ایک اینٹ ہٹائی تو قبر میں آگ بھڑک رہی تھی، وہ قبر بند کر کے اپنی ماں کے پاس آیا اور اپنی بہن کے احوال پوچھے تو ماں نے کہا: تمہاری بہن نماز وقت گزار کر پڑھتی تھی اور میرے خیال میں بے وضو بھی پڑھ لیتی تھی اور پڑوسیوں کے آرام کے وقت ان کے دروازوں پر کان لگا کر ان کی راز کی باتیں سنتی تھی۔[2]

غسلِ جنابت نہ کرنے کا وبال

حضرت سیِّدُنا ابان بن عبدُ اللہ بَجَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمارا ایک پڑوسی مر گیا تو ہم اس کے کفن دفن میں شریک ہوئے جب اس کے لئے قبر کھودی گئی تو اس میں بِلّے سے مشابہ ایک جانور نظر آیا، ہم نے اسے بھگانا چاہا مگر وہ نہ بھاگا، ایک شخص نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا مگر وہ پھر بھی نہ ہٹا تو ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی، دیکھا تو وہ جانور یہاں بھی موجود تھا اسے ہٹانے کی بہت کوشش کی گئی مگر ناکامی رہی، پھر تیسری جگہ قبر کھودی تو وہ وہاں بھی موجود تھا، پھر ہٹانے کی کوشش کی مگر نہ ہٹا۔ لوگوں نے کہا: ایسا معاملہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا لہٰذا اس آدمی کو یہیں دفنا دو۔ جب ہم اسے دفن کر کے واپس چلے تو ایک زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ہم اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس شخص کے بارے میں تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ وہ اکثر وبیشتر غسلِ جنابت نہیں کرتا تھا۔[3]

---

1 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص ۱۱۲

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/ ۷۵، حدیث: ۹۷

3 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص ۱۱۴

حضرت سیِّدُنا علامہ عبدالرحمٰن بن جَوزِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے مُصاحب حضرت سیِّدُنا ابنِ فارِسی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ۵۹۰ ھ میں بغداد میں ایک پرانی لاش دیکھی جو محض ڈھانچہ تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی زنجیریں تھیں جبکہ ایک کیل ناف اور دوسری پیشانی میں گڑھی ہوئی تھی، وہ نہایت ہی بد صورت اور موٹی ہڈیوں والا تھا اور ''دَلِّ اَحْمَر'' کے پاس پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے اُس کی لاش باہر آگئی تھی۔[1]

نہ پگھلنے والی کیلیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے اور تاجر حضرت سیِّدُنا ابوعبدُاللہ محمد بن سِنان سَلامی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص بغداد کے لوہاری بازار میں آیا اور دو منہ والی چھوٹی چھوٹی کیلیں فروخت کرنے لگا ایک لوہار نے کیلیں خرید لیں اور پگھلانے لگا مگر انتہائی کوشش کے باوجود وہ نہ پگھلیں، بالآخر اس نے بیچنے والے کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا: تم نے یہ کیلیں کہاں سے لی ہیں؟ پہلے تو وہ ٹال مٹول کرتا رہا مگر پھر اس نے بتایا کہ میں نے ایک قبر کھلی ہوئی دیکھی جس میں مردے کی ہڈیاں ان کیلوں سے جَڑی ہوئی تھیں، میں انہیں نکالنے لگا مگر یہ نہ نکلیں تو میں نے ایک پتھر لے کر ہڈیاں توڑیں اور کیلیں نکال کر جمع کر لیں۔

ظلماً ٹیکس وصول کرنے والے کا انجام

حضرت سیِّدُنا ابوعبدُاللہ بن محمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الصَّمد فرماتے ہیں: میں بعد نمازِ عصر اپنے گھر سے باغ کی طرف نکلا، مغرب سے پہلے جب قبرستان سے گزرا تو دیکھا کہ ایک قبر لوہار کی بھٹی کی طرح سرخ ہے اور مردہ اس میں پڑا ہوا ہے، میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا یہ ظالمانہ ٹیکس وصول کرنے والا تھا اور آج ہی مرا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُالکافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے بیان کیا کہ میں ایک جنازے میں شریک ہوا تو ایک کالا کلوٹا شخص بھی ہمارے ساتھ تھا سب نے نماز پڑھی مگر اس نے نہ پڑھی، جب ہم مردے کو دفن کر چکے تو اس

[1]... اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص۱۱۷

کالے نے میری طرف دیکھا اور کہا: میں اس مردے کا عمل ہوں، اتنا کہہ کر وہ قبر میں چلا گیا اور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔(1)

کفن چور اندھا ہو گیا

حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن عبدُ اللہ ثَعْلَبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمارے ہاں ایک کفن چور تھا جو نابینا بن کر لوگوں سے بھیک مانگتا اور کہتا: جو مجھے کچھ دے گا میں اسے ایک عجیب بات بتاؤں گا اور جو زیادہ دے گا میں اسے وہ عجیب چیز دکھا بھی دوں گا۔ ایک شخص نے اسے کچھ دیا، تو میں ایک طرف کھڑا ہو کر دیکھنے لگا، اس نے اپنی آنکھوں سے کپڑا ہٹایا تو گُدّی تک دونوں آنکھوں کی جگہ خالی تھی گویا دو چھوٹے سوراخ تھے اور اس کے چہرے سے پیچھے کا منظر نظر آتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں ایک مشہور کفن چور تھا حتّٰی کہ لوگ مجھ سے ڈرتے تھے اور میں کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا، اتفاقاً قاضیِ شہر بیمار پڑ گیا اور اس کے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی تو اس نے مجھے 100 دینار دیئے اور پیغام بھیجا کہ میں اپنی قبر کی پردہ دری تجھ سے ان 100 دیناروں کے بدلے خریدنا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ 100 دینار لے لئے مگر اتفاق سے قاضی صاحب تندرست ہو گئے اور پھر بعد میں وفات پا گئے، میں نے سوچا وہ 100 دینار تو پہلے مرض میں مرنے کے تھے۔ چنانچہ میں نے جا کر ان کی قبر کھود ڈالی تو عذاب کے آثار دیکھے جبکہ قاضی پراگندہ بال سرخ آنکھیں لئے بیٹھا تھا، اچانک میں نے اپنے گھٹنے میں شدید درد محسوس کیا اور کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر مجھے اندھا کر دیا اور کہا: اے بندۂ خدا! کیا تو خدائی رازوں پر مُطَّلَع ہونا چاہتا ہے۔(2)

حضرت سیِّدُنا یزید بن عبدُ اللہ بن شِخِّیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: ایک شخص چلتے چلتے ایک قبر کے پاس گیا اندر سے آہ آہ کی آواز سن کر وہیں رک گیا اور کہا: تمہارے عمل نے تمہیں رسوا کیا تو تم رسوا ہوئے۔(3)

تاریخ مَقْرِیزی میں ٧٦٩ھ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک قاصد نے بتایا: ساحل پر رہنے والے ایک شخص کی

---

1 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص ١١٨

2 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص ١١٨

3 ...اثبات عذاب القبر، ص ١٣٦، حدیث: ٢٤٠

بیوی مر گئی، وہ اسے دفن کر کے واپس ہوا تو اسے یاد آیا کہ ایک رومال جس میں درہم باندھے ہوئے تھے وہ قبر میں بھول آیا ہے، وہ اپنی بستی کے عالِم صاحب کو ساتھ لے کر قبر کھودنے گیا تاکہ اپنا مال نکال لے، عالِم صاحب ایک کنارے کھڑے ہوگئے اور وہ قبر کھودنے لگا، اب جو اس نے قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کی بیوی کی ٹانگیں سر کے بالوں سے بندھی ہوئی ہیں، وہ آگے بڑھ کر گرہیں کھولنے لگا مگر کھول نہ سکا تو اور زیادہ کوشش کرنے لگا، اسی اثنا میں وہ اپنی بیوی کے ساتھ زمین میں ایسا دھنسا دیا گیا کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہوئی۔ ادھر یہ منظر دیکھ کر وہ عالِم صاحب ایک دن اور ایک رات بے ہوش رہے۔ بادشاہِ وقت نے اس واقعہ کی روداد حضرت سیِّدُنا شیخ تقی الدِّین بن دَقِیْقُ الْعِید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد کو لکھ بھیجی اور خود اس مقام پر آیا اور لوگوں کو وہ جگہ دکھائی تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔[1]

تنبیہ: عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے

حضرات عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: عذابِ قبر ہی برزخ کا عذاب ہے، اسے قبر کا عذاب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ عمومی طور پر مردے کو قبر میں ہی دفنایا جاتا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس مردے کو بھی عذاب دینا چاہے اسے عذاب پہنچتا ہے چاہے وہ قبر میں دفن ہو یا نہ ہو۔ چاہے سولی پر لٹکا رہے، سمندر میں غرق ہو جائے، درندے کھا جائیں یا جل کر راکھ ہو جائے حتّٰی کہ راکھ بن کر ہوا میں اُڑ جائے تب بھی عذاب ہوتا ہے اور اہلِ سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ عذاب روح و جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی معاملہ نعمتوں کے بارے میں بھی ہے۔

عذابِ قبر کی اقسام

اِبْنِ قَیِّم نے کہا: عذابِ قبر کی دو قسمیں ہیں: ایک دائمی جو کافروں اور بعض گنہگاروں کے لئے ہے اور دوسرا منقطع (یعنی ختم ہونے والا) جو ہلکے و معمولی گناہ والوں کے لئے ان کے جرموں کے مطابق ہوتا ہے اور یہ دعا یا صدقہ وغیرہ کے سبب اٹھا لیا جاتا ہے۔

1 ...السلوک لمعرفۃ دول الملوک، سنۃ سبع وتسعین وستمائۃ، ۲/ ۲۸۶

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی اپنی کتاب ''رَوْضُ الرِّیَاحِیْن'' میں فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شَبِ جمعہ کی عظمت و شرافت کے پیشِ نظر اس رات مردوں کو عذاب نہیں دیا جاتا، لیکن یہ بات کافروں کے لئے نہیں بلکہ گناہ گار مسلمانوں کے لئے ہے۔[1] جبکہ حضرت سیِّدُنا امام نَسَفِی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے ''بَحْرُ الْکَلَام'' میں اسے عمومی قرار دیتے ہوئے فرمایا: شَبِ جمعہ، روزِ جمعہ اور پورا رمضان کافروں سے بھی عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور گناہ گار مسلمان کو عذابِ قبر تو ہوتا ہے مگر شبِ جمعہ اٹھالیا جاتا ہے اور پھر قیامت تک دوبارہ نہیں ہوتا اور اگر کوئی گناہ گار مسلمان جمعہ کی رات یا دن میں مر جائے تو اسے فقط ایک ساعت عذاب ہوتا ہے اور قبر بھی ایک لمحہ ہی دباتی ہے پھر قیامت تک عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔[2]

ان کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ گار مسلمانوں کو صرف ایک ہی جمعہ تک عذاب ہوتا ہے اور جیسے ہی جمعہ آتا ہے عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور پھر کبھی نہیں ہوتا مگر یہ سب دلیل کا محتاج ہے۔

اِبْنِ قَیِّم نے حضرت سیِّدُنا قاضی ابویَعلیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ عذابِ قبر منقطع ہونا لازمی ہے، کیونکہ یہ دنیاوی عذاب ہے اور دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب مُنْقَطَع یعنی ختم ہونے والا ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ مُردوں کو بلا و آزمائش میں ڈالا جاتا ہے لیکن اس کے منقطع ہونے کی مدت معلوم نہیں ہے۔

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو حضرت سیِّدُنا ہَنّاد بن سَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد سے نقل کی ہے کہ ''کفار کو ایسی اونگھ آئے گی جس میں وہ قیامت تک نیند کی کیفیت پائیں گے اور جب مُردوں کو ندا دی جائے گی تو کفار کہیں گے: ''یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا یعنی ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا۔'' اور کافر کے قریب موجود مومن کہے گا: ''هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ یعنی یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا۔''[3]

---

1 ... روض الریاحین، الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۸۳

2 ... بحر الکلام للنسفی، الباب الخامس، الفصل الثالث، المبحث الاول: سوال القبر وعذابہ، ص۲۵۰

3 ... الزھد لھناد بن السری، باب البرزخ، ص۱۹۶، حدیث: ۳۱۷

فائدہ

اِبنِ قیم نے ''اَلْبَدَائِع'' میں ذکر کیا کہ لوگوں کی ایک جماعت کا کہنا ہے: جب کوئی نصرانیہ مرجائے اور اس کے پیٹ میں مسلمان کا بچہ ہو تو اس قبر میں بیک وقت عذاب اور نعمت نازل ہوتے ہیں۔ عذاب ماں کے لیے اور نعمت بچے کے لیے اور یہ کوئی بعید بھی نہیں کیونکہ ایک ہی قبر میں مومن و کافر جمع کر دیئے جائیں تو اس قبر میں نعمت اور عذاب دونوں جمع ہوتے ہیں۔

...

باب نمبر 35 عذابِ قبر سے نجات دلانے والی چیزوں کا بیان

مخصوص آفات سے نجات دلانے والے اعمال

حضرت سیِّدُنا عبدُالرحمٰن بن سَمُرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ میرے ایک امتی کی رُوح قبض کرنے کے لئے حضرت ملَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے لیکن اس کا اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرنا سامنے آگیا اور اس نے موت کے فرشتے کو واپس کر دیا۔ ایک امتی پر عذابِ قبر چھا گیا لیکن اس کے وُضو نے اسے بچالیا، ایک امتی کو شیطانوں نے گھیر لیا لیکن ذِکرُ اللہ نے اسے خلاصی دلا دی، ایک امتی کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا مگر اس کی نماز نے اس کی جان بخشی کروا دی، ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ایک حوض پر پانی پینے جاتا ہے مگر لوٹا دیا جاتا ہے، اتنے میں اس کے روزے آگئے اور اسے پانی پلا کر سیراب کر دیا، دیکھا کہ حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام حلقہ بنائے بیٹھے ہیں اور میرا ایک امتی ان کے پاس جانا چاہتا ہے مگر دور کر دیا جاتا ہے، اتنے میں اس کا جنابت سے غسل کرنا آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ان کے قریب بٹھا دیتا ہے، ایک اُمّتی کو دیکھا کہ اس کے دائیں بائیں، اوپر نیچے اور آگے پیچھے اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور وہ حیران و پریشان کھڑا ہے اتنے میں اس کا حج وعمرہ آتے ہیں اور اسے اندھیرے سے نکال کر اُجالے میں لے جاتے ہیں۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس سے بات نہیں کرتا اتنے میں اس کا صلہ رحمی کرنا آکر مؤمنین سے کہتا

ہے: اے ایمان والو! اس سے کلام کرو۔ تو لوگ اس سے گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ ایک امتی کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے خود کو بچا رہا ہے اتنے میں اس کا صدقہ آکر اس کے چہرے کے سامنے رکاوٹ اور سر کا سایہ بن گیا۔ ایک امتی کو عذاب کے فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اس کا نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا آیا اور ان سے چُھڑا کر رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے اور اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان حِجاب ہے اتنے میں اس کا حُسنِ اخلاق آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دربارِ الٰہی میں پہنچا دیا۔ ایک امتی کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جارہا ہے تو اس کا خوفِ خدا آیا اور اعمال نامہ پکڑ کر اس کے سیدھے ہاتھ میں دے دیا۔ ایک امتی کا نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوا مگر اس کی چھوٹی اولاد نے آکر اسے بھاری کر دیا، ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا لیکن اس کا خوفِ خدا سے کانپنا آیا اور اسے بچا لیا۔ ایک امتی کو جہنم میں پھینکا جارہا ہے مگر اس کے خوفِ خدا سے بہائے گئے آنسو آئے اور اسے جہنم سے بچا لیا۔ ایک امتی پل صراط پر کھڑا سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا لیکن اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ ظن رکھنا آیا تو وہ پُر سکون ہو کر پل صراط پار کر گیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ پل صراط پر کبھی سرین کے بل گھسٹتا ہے کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے تو اس کا مجھ پر درود پڑھنا آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیا تو وہ پل صراط پار کر گیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ جنت کے دروازوں پر آتا ہے مگر اس کے لیے بند کر دیئے جاتے ہیں اتنے میں اس کی "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی گواہی دینا آیا اور اس کے لئے دروازے کھلوا کر اسے داخلِ جنت کر دیا۔ پھر مجھے ایسے لوگ نظر آئے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں کہا: یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکے ہوئے دیکھا تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بلاوجہ عیب لگانے والے ہیں۔[1]

---

1 ...نوادر الاصول، الاصل الثانی والخمسون المائتان، ۲/۱۰۲۳، حدیث: ۱۳۲۹

الترغیب والترھیب للاصبھانی، باب الترغیب فی الحج، ۲/۱۲، حدیث: ۱۰۴۹

الترغیب والترھیب للاصبھانی، باب فی الترغیب فی قول: لا الہ الا اللّٰہ، ۳/۲۷۳، حدیث: ۲۵۱۸

التذکرۃ للقرطبی، باب ماینجی من اھوال یوم القیامۃ ومن کربھا، ص ۲۳۲

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ بڑی عظیم الشان حدیثِ پاک ہے، اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر ہوا ہے جو مخصوص آفات سے نجات دلانے والے ہیں۔

شہید کے لئے چھ خاص انعامات

حضرت سیِّدُنا مِقْدام بن مَعْدِیْکَرِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں شہید کے لئے چھ خاص انعامات ہیں: (۱)...خون کا پہلا قطرہ نکلتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے (۲)...عذابِ قبر سے محفوظ ہوتا ہے (۳)...بڑی گھبراہٹ سے امن میں ہوتا ہے (۴)...اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک موتی دنیا ومافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہو گا (۵)...72 حورِ عین (بڑی آنکھوں والی حوروں) سے اس کا نکاح ہو گا اور (٦)...وہ اپنے 70 رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا سلمان بن صُرَد اور حضرت سیِّدُنا خالد بن عُرْفُطہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ قَتَلَہٗ بَطْنُہٗ لَمْ یُعَذَّبْ فِیْ قَبْرِہٖ** یعنی جو شخص پیٹ کی بیماری میں مر جائے اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جاتا۔[2]

طویل قیام اور لمبے سجدوں کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا سَلمان فارِسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک اہلِ کتاب نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوْحُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: نماز میں زیادہ دیر قیام کرنے سے پُل صراط پر اور لمبے سجدوں کی بدولت عذابِ قبر سے امن نصیب ہو گا۔[3]

1...ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب فی ثواب الشهید، ۳/۲۵۰، حدیث: ۱۶۶۹

2...ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الشهداء من هم، ۲/۳۳۴، حدیث: ۱۰۶۵

3...تاریخ ابن عساکر، ۲۱/۳۸۴، رقم: ۲۵۹۹: سلمان بن الاسلام ابو عبد اللّٰه الفارسی

تاریخ اصبهان لابی نعیم، ذکر سابق الفرس وصاحب الغرس، ۱/۷۷، رقم: ۳: سلمان الفارسی

نجات دلانے والی سورت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کا تحفہ نہ دوں جو تمہیں خوش کرے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: تم خود بھی سورۂ مُلک کی تلاوت کیا کرو اور اپنے گھر والوں کو، اپنی اولاد کو، گھر کے بچوں اور پڑوسیوں کو بھی یہ سکھاؤ کیونکہ یہ نجات دلانے اور جھگڑنے والی ہے۔ یہ اپنے پڑھنے والے کے لیے بروزِ قیامت ربّ عَزَّوَجَلَّ سے جھگڑا کرے گی اور اس کے لیے عذابِ دوزخ سے نجات کا مطالبہ کرے گی اور اس کا پڑھنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: سورۂ مُلک مَانِعَہ (یعنی روکنے والی) ہے یہ عذابِ قبر کو روکتی ہے، جب عذاب سر کی طرف سے آتا تو سر کہتا ہے: یہاں سے تیرے لیے کوئی راستہ نہیں کیونکہ مجھ میں سورۂ ملک محفوظ ہے اور جب عذاب قدموں کی طرف سے آتا ہے قدم کہتے ہیں: یہاں بھی تیرے لیے کوئی راہ نہیں کیونکہ یہ بندہ ہم پر سہارا لے کر سورۂ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جو ہر رات سورۂ مُلک کی تلاوت کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سبب اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے اور ہم رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں اس سورت کو "مَانِعَہ" (یعنی عذاب کو روکنے والی) کہا کرتے تھے۔[3]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص فوت ہو گیا، اسے صرف سورۂ ملک ہی یاد تھی، جب اسے قبر میں اُتارا گیا اور عذاب کا فرشتہ آیا تو یہ سورت اس کے سامنے ہو گئی، فرشتے نے کہا: تم کتابُ اللہ سے ہو اور مجھے تمہارے ساتھ بے ادبی ہرگز پسند نہیں، میں تمہارے لئے، اس مرنے والے کے لئے اور اپنے لئے کسی نَفع اور ضَرَر کا مالک نہیں ہوں، اگر تم اسے عذاب سے بچانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں چل

1 ...مسند عبد بن حمید، مسند ابن عباس، ص۲۰۶، حدیث: ۶۰۳

2 ...مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الملک، المانعۃ من عذاب القبر سورۃ الملک، ۳/۳۲۲، حدیث: ۳۸۹۲

3 ...سنن کبری للنسائی، کتاب عمل الیوم و اللیل، الفضل فی قراءۃ تبارک الذی بیدہ الملک، ۶/۱۷۹، حدیث: ۱۰۵۴۷

کراس کے لئے سفارش کرو۔ چنانچہ سورۂ ملک بارگاہِ الٰہی میں پہنچی اور عرض کی: اے میرے ربّ! تیرے فلاں بندے نے مجھے تیری کتاب سے منتخب کر کے سیکھا اور میری تلاوت کی، کیا تو اسے آگ سے جلائے گا اور عذاب دے گا حالانکہ میں اس کے پیٹ میں ہوں؟ الٰہی! اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ ربّ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: میں تجھے ناراض ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ سورۂ مُلک نے عرض کی: ناراض ہونا میرا حق ہے۔ ربّ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: جامیں نے اسے تیرے حوالے کیا اور اس کے حق میں تیری سفارش قبول کی۔ چنانچہ وہ واپس گئی اور فرشتہ بوجھل قدموں کے ساتھ خالی ہاتھ واپس چلا گیا۔ پھر سورۂ ملک نے اس میت کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر کہا: کیا ہی خوب ہے یہ منہ جو اکثر میری تلاوت کرتا تھا، کیا ہی خوب ہے یہ سینہ جس نے مجھے محفوظ کیا اور کیا ہی خوب ہیں یہ قدم جن کا سہارا لے کر مجھے تلاوت کیا جاتا تھا۔ پھر وہ قبر میں اس کا دل بہلاتی رہتی ہے تاکہ اسے وَحشت نہ ہو۔ حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات بیان فرمائی تو ہر چھوٹے بڑے، آزاد و غلام نے اس سورت کو سیکھ لیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا نام مُنْجِیَہ (نجات دلانے والی) رکھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے، اگر آگ اور جسم کے مابین حائل ہونے کے لئے کوئی عمل نہ ہو تو وہ آگ اپنی طرف کا حصہ جلا دیتی ہے۔ ایک شخص فوت ہو گیا اور وہ قرآنِ کریم میں سے صرف سورۂ ملک ہی پڑھا کرتا تھا، اس پر جب عذاب سر کی طرف سے آیا تو اس سورت نے سامنے آکر اسے روک دیا اور کہا: یہ میری تلاوت کرتا تھا۔ قدموں کی طرف سے آیا تو اس سورت نے کہا: یہ ان پر کھڑے ہو کر میری تلاوت کرتا تھا۔ پیٹ کی طرف سے آیا تو سورۂ ملک نے کہا: اس نے مجھے محفوظ رکھا تھا۔ یوں وہ سورت اسے عذاب سے بچا لیتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعْدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بے شک "الم تنزیل"

1...تاریخ ابن عساکر، ۶/۴۶، رقم: ۲۸۳: احمد بن نصر بن زیاد، حدیث: ۱۴۰۲

2...المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء السابع، ۱/۳۸۶، رقم: ۹۹۷

فضائل القرآن لابی عبید القاسم، باب فضل تبارک الذی بیدہ الملک، ص ۲۲۰

(یعنی سورۂ سجدہ) اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑے گی اور کہے گی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ پھر وہ پرندے کی طرح بندے پر اپنے پر پھیلا دے گی، پس وہ اس کی شفاعت کرے گی اور اسے عذابِ قبر سے بچائے گی۔ سورۂ ملک کے بارے میں بھی یہی آیا ہے۔ حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعْدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ہر رات یہ دونوں سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔[2]

کالا کتا

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی اپنی کتاب ”رَوْضُ الرِّیَاحِیْن“ میں ایک یمنی بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ لوگ ایک مردہ دفن کر کے واپس ہوئے تو ان بزرگ نے قبر سے مار کٹائی کی آواز سنی، پھر دیکھا کہ قبر سے ایک کالا کتا نمودار ہوا ہے، بزرگ نے اس سے پوچھا: تیرا ناس ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں مردے کا عمل ہوں۔ بزرگ نے پوچھا: یہ مار تجھے پڑی تھی یا اس مردے کو؟ اس نے کہا: یہ مجھے ہی پڑی تھی، میں نے مردے کے پاس سورۂ یٰسین اور دیگر سورتیں دیکھیں وہ میرے اور اس مردے کے درمیان حائل ہو گئیں اور مجھے مار کر بھگا دیا ہے۔[3]

سورۂ زلزال کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعرات بعد نماز مغرب دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ہر رکعت میں

---

1 ...دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ تنزیل السجدۃ وتبارک، ۲/۵۴۷، حدیث: ۳۴۱۰

2 ...دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ تنزیل السجدۃ وتبارک، ۲/۵۴۷، حدیث: ۳۴۱۱
ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۲۲، ۵/۲۵۸، حدیث: ۳۴۱۵

3 ...روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ والخمسون بعد المئۃ، ص ۱۷۴

سورۂ فاتحہ کے بعد اِذَا زُلْزِلَت (سورۂ زلزال) 15 مرتبہ پڑھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر موت کی سختیاں آسان فرما دے گا، اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا اور بروزِ قیامت پُل صراط سے گزرنا آسان فرما دے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مرنے والے کو عذابِ قبر نہیں ہوتا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عِکْرِمَہ بن خالد مَخْزُومی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جو روزِ جمعہ یا شَبِ جمعہ انتقال کر گیا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور وہ عذابِ قبر سے بچا لیا گیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ماہِ رمضان میں مُردوں سے عذابِ قبر اٹھا لیا جاتا ہے۔[4]

اچھے اعمال کے عوض ملنے والے مقامات

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نقل کرتے ہیں کہ ایک وَلِیُ اللہ نے فرمایا: میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے مرنے والوں کے مقامات دکھا۔ پس ایک رات میں نے دیکھا کہ قبریں شق ہو گئیں، ان میں کچھ مردے باریک ریشم پر اور کچھ موٹے ریشم پر سو رہے ہیں، کچھ کے نیچے پھولوں کی سیج ہے اور کچھ تختوں پر براجمان ہیں، کچھ ہنس رہے ہیں اور کچھ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو چاہتا تو ان سب کو ایک جیسی عزت عطا فرما دیتا۔ اسی وقت ایک مردے نے ندا دی: اے فلاں! یہ مقامات اعمال کے بدلے ملے ہیں، باریک ریشم پر حُسنِ اخلاق والے ہیں، موٹے ریشم پر شُہَدا جلوہ گر ہیں، پھولوں کی سیج پر روزہ دار اور تختوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے براجمان ہیں جبکہ رونے والے گناہ گار اور ہنسنے والے توبہ کرنے والے ہیں۔[5]

---

1 ...الترغیب والترھیب للاصبھانی، باب فی الترھیب من ترک الجمعۃ، ۱/۵۲۲، حدیث: ۹۴۶

2 ...مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۴۰۰، حدیث: ۴۰۹۹

3 ...اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص۱۰۴، حدیث: ۱۵۸

4 ...تفسیر ابن رجب الحنبلی، سورۃ الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۸۸، ۲/۳۷۵

5 ...روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۷۹

باب نمبر 36 قبروں میں مُردوں کے اُنس، نماز، تلاوت، اِنعامات ولباس اور دیگر اَحوال کا بیان

”لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ“ کہنے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں کو موت کے وقت، قبر میں اور روزِ محشر گھبراہٹ نہیں ہوگی۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے اُٹھتے وقت مسلمان کا دل بہلائے گا۔[2]

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام زندہ ہیں

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ یعنی انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: فخرِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی شب حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔[4]

قبر میں نماز

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: شَبِ اَسرا کے دولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شَبِ معراج حضرت سیِّدُنا موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی قبر کے پاس سے گزرے تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔[5]

1 ...معجم اوسط، ۶/ ۴۷۲، حدیث: ۹۴۴۵

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب یبعث کل عبد علی ما مات علیہ، ص ۱۷۹

3 ...مسند بزار، مسند انس بن مالک، ۱۳/ ۲۹۹، حدیث: ۶۸۸۸

4 ...مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسی، ص ۱۲۹۳، حدیث: ۲۳۷۵

5 ...حلیۃ الاولیاء، عمرو بن دینار، ۳/ ۴۰۳، حدیث: ۴۴۲۴

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق بخشتا ہے تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمانا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَطِیَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی حضرت سیِّدُنا حُمَید طَوِیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل سے پوچھ رہے تھے: کیا آپ کو کوئی ایسی روایت پہنچی ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے علاوہ بھی کوئی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو ثابت کو بھی اپنی قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمانا۔[2]

حضرت سیِّدُنا جُبَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے اور حضرت سیِّدُنا حُمَید طَوِیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل نے حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو قبر میں اتارا اور جب قبر پر اینٹیں رکھیں تو ایک اینٹ اندر گر گئی، میں نے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی یہ اجازت عطا فرمانا۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی۔[3]

قبر سے تلاوتِ قرآن کی آواز

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن صِمَّہ مُہَلَّبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ ''سحری کے وقت قبرستان سے گزرنے والوں نے مجھے بتایا کہ ہم جب بھی حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو ہمیں تلاوتِ قرآن کی آواز آتی ہے۔''[4]

حضرت سیِّدُنا سَلَمہ بن شعب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: مجھے ایک متقی پرہیزگار اور بااعتماد گورکن

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، ما قالوا فی البکاء من خشیۃ اللہ، ۸/۳۱۷، حدیث: ۱۵۶

2 ...حلیۃ الاولیاء، ثابت البنانی، ۲/۳۶۲، رقم: ۲۵۶۷

3 ...حلیۃ الاولیاء، ثابت البنانی، ۲/۳۶۲، رقم: ۲۵۶۸

4 ...تھذیب الآثار، مسند عمر بن الخطاب، السفر الاول، ۲/۵۱۴، رقم: ۷۳۸

حضرت سیِّدُنا ابو حمّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد نے بتایا کہ میں جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قبرستان گیا تو جس بھی قبر کے پاس سے گزرا اس سے تلاوتِ قرآن کی آواز سنی۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بے خیالی میں کسی قبر پر اپنا خیمہ لگالیا، اچانک انہوں نے قبر میں سے کسی انسان کو سورۂ ملک پڑھتے سنا حتّٰی کہ اس نے پوری سورت تلاوت کی۔ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ سورت نجات دلانے والی ہے، (عذاب کو) روکنے والی ہے، یہ عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو القاسم سَعدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی "کِتَابُ الرُّوْح" میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: یہ حضور نبی مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب سے اس بات کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں قراءت کرسکتی ہے، کیونکہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے یہ بیان کیا ہے اور حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام کمال الدین بن زَمْلَکَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنی کتاب "اَلْعَمَلُ الْمَقْبُوْل فِیْ زِیَارَۃِ الرَّسُوْل" میں فرماتے ہیں: یہ حدیث شریف بالکل واضح طور پر دلالت کررہی ہے کہ فوت ہونے والا اپنی قبر میں سورۂ مُلک کی تلاوت کررہا تھا نیز یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بعض اولیا کو قبر میں تلاوت کی توفیق دے کر عزت وبزرگی دینا بیان ہوا اور دوسری جگہ ایک ولی کو نماز کی توفیق دے کر بزرگی دینے کا ذکر آیا ہے کیونکہ وہ زندگی میں اس کی دعا کیا کرتے تھے، پس جب اولیا کو قبروں میں عبادت واطاعت کا اختیار دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے عزت وبزرگی ہے تو حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اس کے بَطَرِیْقِ اَوْلیٰ حق دار ہیں۔

حضرت سیِّدُنا حافظ زَیْنُ الدِّین اِبْنِ رَجَب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "اَھْوَالُ اَھْلِ الْقُبُوْر" میں رَقم طراز ہیں کہ بعض اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیا کو قبروں میں اعمالِ صالحہ کا شرف بخشتا ہے لیکن ان اَعمال پر ثواب نہیں ملتا کیونکہ موت کی وجہ سے عمل ختم ہوچکا ہوتا ہے اور قبروں میں ان کا اعمالِ صالحہ کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ

1 ...اھوال القبور، الباب الرابع، ص ٧٠

2 ...ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورۃ الملک، ۴/۴٠۷، حدیث: ۲۸۹۹

ذکر وعبادتِ الٰہی سے لذت حاصل کریں جیسا کہ فرشتے کرتے ہیں اور جنتی جنت میں کریں گے اگرچہ اس پر ثواب نہیں ملے گا، کیونکہ اللہ والوں کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اس کی عبادت دنیا اور اس کی لذتوں سے بڑھ کر لذیذ ہے بلکہ ذکر وعبادتِ الٰہی جیسا کیف وسُرور اور لذت کسی نعمت میں نہیں ہے۔[1]

ایک گورکن ابراہیم نے کہا: میں ایک قبر تیار کر رہا تھا کہ برابر میں دوسری قبر کی اینٹ گر گئی اور ایک قسم کی خوشبو پھیل گئی، میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک بزرگ قبر میں بیٹھے تلاوتِ قرآن کر رہے تھے۔

حضرت سیِّدُنا ابو حَجّاج یُوسُف بن محمد سَرِیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمارے نیک وصالح اُستاد، سامِرَہ کے خطیب حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن حسین سامِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی مجھے قبرستان لے گئے اور ایک جگہ دکھاتے ہوئے فرمایا: اس جگہ سے ہمیں ہمیشہ "تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ (یعنی سورۂ ملک) کی تلاوت سنائی دیتی ہے۔

مرنے کے بعد تلاوتِ قرآن

حضرت سیِّدُنا عیسٰی بن محمد طوماری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: میں نے ایک رات خواب میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مُجاہِد مُقْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو تلاوت کرتے دیکھا تو پوچھا: آپ انتقال کے بعد کیسے تلاوت کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں ہر نماز اور ختمِ قرآن کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ان میں سے کر دے جو قبر میں بھی تلاوت کرتے ہیں پس اب میں بھی اپنی قبر میں تلاوت کرتا ہوں۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مومن کو قبر میں قرآنِ پاک دیا جاتا ہے جس میں دیکھ کر وہ تلاوت کرتا ہے۔[3]

مرنے کے بعد بھی علم میں مشغول

حضرت سیِّدُنا حافظ ابُو العَلاء ہَمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو بعدِ وفات خواب میں ایک ایسے شہر میں دیکھا گیا

1...اھوال القبور، الباب الرابع، ص۶۸

2...تاریخ بغداد، ۵/۳۵۵، رقم: ۲۸۹۶: احمد بن موسی بن العباس

3...اھوال القبور لابن رجب، الباب الرابع، ص۷۲

جس کے سب دَر و دیوار کتابوں کے بنے ہوئے ہیں، آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی کہ جس طرح میں دنیا میں علم میں مشغول ہوں مجھے مرنے کے بعد بھی علم میں مشغول رکھنا پس اب میں اپنی قبر میں بھی علم میں مشغول ہوں۔[1]

حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں جنگل میں اپنا کچھ مال لینے گیا تو مجھے وہاں رات ہو گئی، (میں گھوڑے پر سوار ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں شُہَدا کی قبور کے پاس پہنچ کر) میں حضرت عبدُ اللہ بن عَمْرو بن حرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کے قریب لیٹ گیا، اتنے میں قبر سے ایسی تلاوت کی آواز آئی کہ اتنی پیاری تلاوت میں نے کبھی نہیں سنی تھی، جب میں واپس آیا تو بارگاہِ رسالت میں یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ عبدُ اللہ تھے کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان شُہَدا کی روحیں قبض فرمانے کے بعد انہیں یاقوت وزبرجد کی قندیلوں میں رکھا اور پھر وہ قندیلیں جنت کے بیچ میں لٹکا دیں، جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں جسموں میں واپس لوٹا دی جاتی ہیں اور صبح تک وہیں رہتی ہیں پھر جب صبح ہوتی ہے تو واپس جنت میں اپنے مقام کی طرف پھیر دی جاتی ہیں۔[2]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں سویا تو اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا تو ایک قاری کو قرآن پڑھتے سنا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ حارِثہ بن نعمان ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: فرمانبردار کا یہی حال ہوتا ہے اور وہ اپنی ماں کا سب سے زیادہ فرمانبردار تھا۔[3]

قبر میں حفظِ قرآن

حضرت سیِّدُنا یزید رَقاشی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن مر جاتا ہے

1. ...اھوال القبور لابن رجب، الباب الرابع، ص ۷۲
2. ...اھوال القبور لابن رجب، الباب الرابع، ص ۶۹ تا ۷۰
3. ...سنن کبری للنسائی، کتاب المناقب، حارثۃ بن النعمان، ۵/ ۶۵، حدیث: ۸۲۳۳

اور قرآن کا کچھ حصہ یاد کرنے سے محروم رہ جاتا ہے تواللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر فرشتے مقرر فرمادیتا ہے جو اسے قرآنِ مجید یاد کرواتے ہیں حتّٰی کہ کل بروزِ قیامت وہ حافظ اٹھایا جائے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی غیر حافظ مومن مرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے قبر میں قرآن سکھائیں حتّٰی کہ وہ بروزِ قیامت حفاظ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَطِیَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندۂ مومن مرتا ہے اور اس نے کتابُ اللہ نہیں سیکھی ہوتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قبر میں سکھاتا ہے حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر اسے ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو قرآنِ پاک پڑھے اور اسے مکمل حفظ کرنے سے پہلے انتقال کر جائے تو ایک فرشتہ اسے قبر میں قرآن کی تعلیم دینے آتا ہے حتّٰی کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اسے قرآنِ پاک یاد ہو گا۔[4]

قبر میں دیکھ کر تلاوتِ قرآن

حضرت سیِّدُنا عِکْرِمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مومن کو قبر میں تلاوت کرنے کے لئے قرآنِ پاک دیا جاتا ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا عاصم سَقَطِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہم بَلْخ شہر میں قبر کھود رہے تھے کہ اس میں ایک شِگاف پڑ گیا، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو ایک بزرگ سبز لباس پہنے قبلہ رو بیٹھے ہیں، ان کے چاروں

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، اتمام تعلیم المؤمن القرآن فی قبرہ، ۵/ ۴۹۰، حدیث: ۲۹۵

2 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، اتمام تعلیم المؤمن القرآن فی قبرہ، ۵/ ۴۹۰، حدیث: ۲۹۶

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، اتمام تعلیم المؤمن القرآن فی قبرہ، ۵/ ۴۹۰، حدیث: ۲۹۴

4 ...الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاھین، باب مختصر من کتابی الموسوم بفضائل القرآن...الخ، الجزء الثانی، ص ۶۸، حدیث: ۱۹۶

5 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب الرابع، ص ۴۷

طرف سبزہ ہی سبزہ ہے اور ان کی گود میں قرآنِ پاک رکھا ہے جس میں وہ تلاوت کر رہے ہیں۔

ایک متقی وپرہیز گار گورکن حضرت سیِّدُنا ابونَضر نیشاپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک قبر کھودی لیکن اس میں دوسری قبر کی طرف راستہ نکل آیا، میں نے دیکھا کہ صاف ستھرے خوشبودار لباس میں ملبوس ایک حسین وجمیل نوجوان چار زانو بیٹھا تھا اور اس کی گود میں سبز رنگ کا انتہائی خوبصورت رسم الخط والا قرآن پاک تھا جس میں وہ تلاوت کر رہا ہے، اتنے میں اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: کیا قیامت برپا ہو گئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: جہاں سے مٹی ہٹی ہے دوبارہ وہیں لگادو۔ چنانچہ میں نے مٹی لگا کر وہ شگاف بند کر دیا۔

خلیفہ راشد باللہ کے غلام خَطْلَخ کا بیان ہے کہ میں نے مُصْعَب بن عبدُ اللہ گورکن سے پوچھا: کیا آپ نے کبھی کوئی انوکھی چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے تو نہیں دیکھی البتہ میرے والد صاحب نے بتایا کہ ایک دن میں نے قبر کھودی اور جب لَحَد (یعنی بَغلی قبر) بنانے کے لیے ایک پتھر ہٹایا تو مجھے ایک نوجوان نظر آیا جو اپنے ہاتھوں میں قرآنِ پاک لئے تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے مجھے کہا: کیا قیامت قائم ہو گئی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر میں نے وہ جگہ بند کر دی۔

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد اس فرمانِ باری تعالیٰ:

فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ (پ۲۱، الروم: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قبر میں تیاری کر رہے ہیں۔[1]

فرمانبردار کے لئے اچھا ٹھکانا

حضرت سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: نِعْمَ الْمَنْزِلُ الْقَبْرُ لِمَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار کے لئے قبر بہت اچھا ٹھکانا ہے۔[2]

مردوں کو اچھے کفن دو

حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی

❶...حلیۃ الاولیاء، مجاھد بن جبر، ۳/۳۳۹، رقم: ۴۱۹۷

❷...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۷، حدیث: ۱۴۲

اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کو اچھے کفن دو کیونکہ وہ اپنی قبروں میں باہم ملاقات کرتے اور (اچھے کفن پر) فخر کرتے ہیں۔[1]

حدیث شریف میں ہے کہ "جب تم کسی کے ولی ہو تو اسے اچھا کفن دو۔"[2]

عُلَمائے کرام فرماتے ہیں: اچھے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صاف ستھرا، سفید اور موٹا ہو، یہ مطلب نہیں کہ وہ مہنگا ہو کیونکہ حدیثِ پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے[3]۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سِیْرِین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن سے مروی ہے کہ اچھے کفن کو پسند کیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا: مُردے اپنے کفنوں میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حَسِّنُوْا اَكْفَانَ مَوْتَاكُمْ فَاِنَّهُمْ يَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یعنی اپنے مردوں کو اچھے کفن دو کیونکہ وہ اپنی قبروں میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔[5]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی کسی کا ولی ہو تو اسے اچھا کفن دے کیونکہ مردے اپنے کفنوں میں آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔[6]

حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

1... فردوس الاخبار، ۱/۲۶، حدیث: ۳۱۶

2... مسلم، کتاب الجنائز، باب فی تحسین کفن المیت، ص ۴۷۰، حدیث: ۹۴۳

3... کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین وجمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے، "مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخُر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں۔" سفید کفن بہتر ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔"
(بہار شریعت، حصہ چہارم، ۱/۸۱۸)

4... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، ما قالوا فی تحسین الکفن... الخ، ۳/۱۵۳، حدیث: ۳

5... الکامل لابن عدی، ۴/۲۳۷، رقم: ۷۳۴: سلیمان بن ارقم

6... کتاب الضعفاء، باب الراء، ۲/۴۰۸، رقم: ۴۹۱: راشد ابو میسرة العطار

ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی کسی کا ولی ہو تو اسے اچھا کفن دے کیونکہ مردے اپنی قبروں میں آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ (1)

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس قول کے خلاف نہیں کہ "کفن تو پیپ کے لئے ہے" کیونکہ ہماری نظر میں ایسا ہی ہے لیکن ہوتا ویسا ہی ہے جیسا ربّ عَزَّوَجَلَّ چاہے جیسا کہ اس نے شُہَدا کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

یہ شُہَدا جو ہمیں خون میں تڑپ کر فنا ہوتے نظر آتے ہیں یہ ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ویسے ہی ہوتے ہیں جیسا ربّ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اگر وہ ہمیں بھی ویسے ہی نظر آئیں جیسا ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے گا۔ (2)

مرنے والے کے ہاتھ عمدہ کفن کا تحفہ

حضرت سیِّدُنا راشد بن سَعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی، وہ سویا تو اس نے خواب میں بہت سی خواتین دیکھیں لیکن اُسے ان میں اپنی بیوی نظر نہ آئی، اس نے اپنی بیوی کے متعلق ان خواتین سے پوچھا تو انہوں نے کہا: تم نے اسے ہلکا کفن دیا ہے، اسی شرم کے مارے وہ ہمارے ساتھ نہیں آئی۔ اس شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دیکھو کہ کیا کسی معتبر آدمی کا انتقال ہونے والا ہے۔ وہ شخص ایک انصاری کے پاس آیا جس کا آخری وقت چل رہا تھا، اس نے اَنصاری کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: اگر کوئی مُردوں تک کچھ پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ انصاری کا انتقال ہوا تو اس شخص نے زَعْفَران سے رنگے دو کپڑے اس کے کفن میں رکھ دیئے۔ جب

1 ...ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیما یستحب من الکفن، ۲/۲۰۷، حدیث: ۱۴۷۴

موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، باب ما روی من الشعر فی المنام، ۳/۹٦، حدیث: ۱٦۲

2 ...شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۰، حدیث: ۹۲٦۹

رات کو سویا تو اس نے خواب میں ان خواتین کے ساتھ اپنی بیوی کو وہی دوزعفرانی کپڑے پہنے دیکھا۔[1]
اس حدیث کی سَنَد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فلاں دن فلانی عورت انتقال کر جائے گی

حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف فِریابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: قیساریہ کی ایک عورت فوت ہوئی تو اپنی بیٹی کے خواب میں آکر شکایت کرنے لگی کہ تم لوگوں نے مجھے تنگ کفن دیا ہے، اب مجھے اپنے ساتھ والیوں میں شرم محسوس ہو رہی ہے، سنو! میں نے فلاں جگہ چار دینار رکھے ہیں، فلاں دن فلاں عورت ہمارے پاس آئے گی لہٰذا ان دراہم کا کفن خرید کر اس عورت کے ہاتھ بھجوا دینا۔ بیٹی کہتی ہے: ماں نے جس جگہ کی نشاندہی کی تھی میرے علم میں تو وہاں کوئی دینار نہیں تھا پھر بھی جب میں نے اس جگہ دیکھا تو واقعی وہاں چار دینار رکھے تھے اور والدہ صاحبہ نے جس عورت کے مرنے کا کہا تھا اسے بھی اس وقت کوئی بیماری نہیں تھی لیکن پھر وہ بھی بیمار ہو گئی۔ حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف فِریابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: لوگوں نے مجھے آکر یہ بات بتائی اور پوچھا: اے ابوعبد اللہ! آپ اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟ مجھے وہ حدیث یاد آگئی کہ ”مردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں“ سو میں نے کہا: ان دیناروں کا کفن خرید لو۔ ادھر وہ بیٹی اس عورت کے پاس گئی اور کہا: خدانخواستہ اگر آپ انتقال کر جائیں تو میں ایک چیز اپنی ماں کے لئے بھیجنا چاہتی ہوں آپ ان تک پہنچا دیجئے گا۔ وہ عورت اسی دن انتقال کر گئی تو وہ کفن اس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد بیٹی نے خواب میں اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے: بیٹی! فلاں عورت ہمارے پاس آئی تھی اور مجھے کفن بھی دے گئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جزائے خیر دے کفن بہت اچھا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سِیرِین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اچھی طرح لپٹا ہوا قابلِ دید کفن پسند فرماتے تھے۔ مزید فرمایا کہ مردے اپنی قبروں میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔[3]

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، باب ما روی من الشعر فی المنام، ۳/ ۹۵، حدیث: ۱۶۱

2... عیون الحکایات، الحکایۃ الاربعون بعد الاربعمائۃ: حکایۃ امراۃ تری امھا فی المنام بعد وفاتھا، ص ۳۷۶

3... المشیخۃ البغدادیۃ، الجزء الخامس والعشرون، ص ۲۹، حدیث: ۲۰

حضرت سیِّدُنا عُمَیر بن اسود سَکُونِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زوجہ کے بارے میں وصیت کر کے کہیں چلے گئے اور وہ فوت ہو گئیں، انہیں دو پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا، جب ہم انہیں دفن کر کے فارغ ہوئے تو حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آ گئے اور پوچھا: کتنے کپڑوں میں کفن دیا ہے؟ ہم نے کہا: ان ہی کے دو پرانے کپڑوں میں۔ آپ نے قبر دوبارہ کھودی[1] اور انہیں نئے کپڑوں کا کفن دیا اور فرمایا: اپنے مردوں کو اچھا کفن دیا کرو کیونکہ وہ اسی میں اٹھائے جائیں گے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے فوت شدہ اہل و عیال اس کے پاس آکر پیچھے رہ جانے والوں کا پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کیا کر رہا تھا؟[3]

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: آدمی کو قبر میں اولاد کے نیک ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔[4]

شہید کے دوستوں کی لسٹ

فرمانِ باری تعالٰی ہے:

1... قبر کھودنا ممنوع ہے سوا بعض صورتوں کے چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب "بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ 4، صفحہ 847" پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اَعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میّت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کر کے اس میں کھیتی کرے۔ یوہیں اگر وہ زمین شُفْعَہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔ عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ صحابی ہیں، لہٰذا انہوں نے اپنے اجتہاد سے ایسا کیا جبکہ ہمارے لئے حکمِ شرعی وہی ہے جو حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمایا۔

2... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما قالوا فی تحسین الکفن... الخ، ۳/۱۵۳، حدیث: ۴

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، ملاقاۃ الارواح، ۵/۴۸۱، حدیث: ۲۷۲

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، معرفۃ الموتی عمل الاحیاء، ۵/۴۹۱، حدیث: ۲۹۷

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۷۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

شیخ سُدّی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: شہید کے پاس ایک کتاب لائی جاتی ہے جس میں اس کے اس دوست کا نام ہوتا ہے جو عنقریب اس سے ملنے والا ہے، وہ یہ دیکھ کر ایسے خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں گمشدہ کے مل جانے پر اس کے اہل خانہ خوش ہوتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ قبر میں مومن سے کہا جاتا ہے: اُرْقُدْ رُقْدَۃَ الْمُتَّقِیْن یعنی پرہیز گاروں کی طرح سو جا۔[2]

سفید پرندہ

حضرت سیِّدُنا سعید بن جُبَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: طائف میں حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا وصال ہوا تو میں بھی ان کے جنازے میں شریک ہوا، میں نے وہاں ایک سفید پرندہ دیکھا، اس جیسا پرندہ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا، وہ حضرت کے کفن میں داخل ہوا پھر اسے باہر نکلتے نہ دیکھا گیا، جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفن کر دیا گیا تو قبر کے کنارے سے ایک غیبی آواز میں یہ آیاتِ مبارکہ سنی گئیں:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔[3]

---

1. ...تفسیر الطبری، سورۃ آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۷۰، ۳/ ۵۱۷، حدیث: ۸۲۳۱
2. ...اثبات عذاب القبر للبیھقی، ص ۴۱، حدیث: ۲۸
3. ...تاریخ ابن عساکر، ۷۳/ ۱۸۱، رقم: ۹۹۷۲: عبد اللہ بن عباس
مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب دخل طیر فی نعش ابن عباس، ۴/ ۷۰۲، حدیث: ۶۳۶۵

حضرت سیِّدُنا عِکْرِمہ اور حضرت سیِّدُنا ابو زُبیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما فرماتے ہیں: آسمان سے ایک سفید پرندہ آکر ان کے کفن میں داخل ہوا مگر اس کے بعد نظر نہیں آیا، لوگوں کے خیال میں وہ ان کا عمل تھا۔[1]

غیبی خبر

حضرت سیِّدُنا مَیْمُون بن مِہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: میں نے آپ کو حضرت دحیہ کَلْبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سرگوشی کرتے دیکھا تو درمیان میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے پوچھا: کیا تم نے واقعی میرے ساتھ والے کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: وہ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے، عنقریب تمہاری بصارت جاتی رہے گی اور بوقتِ موت لوٹا دی جائے گی۔ پس جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو ایک انتہائی سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہوگیا، لوگوں نے تلاش کیا مگر نہ ملا تو حضرتِ سیِّدُنا عِکْرِمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حیرت سے کہا: یہ کیا ہوا؟ پھر جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قبر میں رکھا گیا تو قبر کے کنارے سے غیبی آواز میں ان آیات مبارکہ کی تلاوت سنی گئی:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔[2]

اسی طرح کی ایک اور روایت کے آخر میں راوی کا بیان ہے: ہم یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے وصال کے وقت ان کی بصارت لوٹا دی گئی تھی۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عاجزی

حضرت سیِّدُنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بوقتِ وفات فرمایا: میرے کفن کے لیے دو کپڑے

1...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب دخل طیر فی نعش ابن عباس، ۴/ ۷۰۲، حدیث: ۶۳۶۵
سیر اعلام النبلاء، ۴/ ۴۵۵، رقم: ۲۷۳، عبد اللہ عباس

2...تاریخ ابن عساکر، ۷۳/ ۱۸۱، رقم: ۹۹۷۲: عبد اللہ بن عباس

لے لو مگر بہت مہنگے مت لینا کیونکہ اگر میں نیک ہوا تو ان سے بہتر لباس پہنا دیا جائے گا ورنہ یہ بھی بہت جلد اتار دیا جائے گا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ "میرے لیے دو سفید کپڑے خرید لو کیونکہ وہ مجھ پر کچھ دیر ہی رہیں گے پھر یا تو ان سے بہتر لباس پہنا دیا جائے گا یا پھر ان سے بُرا۔"[2]

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن راشد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت فرمائی: مجھے درمیانہ کفن ہی دینا کیونکہ اگر بارگاہِ الٰہی میں میرے لیے کوئی بھلائی ہوئی تو مجھے اس سے بہتر لباس مل جائے گا اور اگر میں اس بارگاہ میں بُرا ہوا تو یہ کفن بھی بہت جلد چھین لیا جائے گا اور میری قبر بھی درمیانی ہی رکھنا کیونکہ اگر میں بارگاہِ الٰہی میں اچھا ہوا تو اسے میرے لیے تاحدِّ نگاہ وسیع کر دیا جائے گا اور اگر میں ایسا نہ ہوا تو یہ مجھ پر اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ میری پسلیاں ایک دوسرے میں پیوَست ہو جائیں گی۔[3]

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن نُسَی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وقتِ وصال آیا تو آپ نے اپنی صاحبزادی اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: میرے یہ دو کپڑے دھو کر مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ تمہارا باپ ان دو میں سے کوئی ایک ہی ہو سکتا ہے کہ یا تو اسے سب سے اچھا لباس پہنایا جائے گا یا پھر انتہائی بے رحمی سے یہ بھی چھین لیا جائے گا۔[4]

قمیص کی واپسی

حضرت سیِّدُنا اُہبان بن صَیْفِی غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی حضرت عُدَیْسَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں: والد محترم نے مجھے وصیت کی کہ ہم انہیں قمیص میں کفن نہ دیں (لیکن ہم نے کفن میں قمیص بھی شامل

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شدۃ الموت وکیفیتہ، ۵/۴۴۴، حدیث: ۱۶۲

2... سنن کبری للبیھقی، کتاب الجنائز، باب من کرہ ترک القصد فیہ، ۳/۵۶۶، حدیث: ۶۶۹۶

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۱۰، حدیث: ۳۵۰

4... جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، ۱۱/۴۳، حدیث: ۱۸۵

کر دی) ان کی تدفین کی اگلی صبح ہم نے دیکھا تو وہ قمیص کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔[1]

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ”جب والد محترم شدید بیمار ہو گئے تو اپنے اہل خانہ کو قریب بلا کر فرمایا: میرے کفن میں قمیص شامل مت کرنا۔ لیکن ہم نے قمیص بھی پہنا دی اگلی صبح دیکھا تو وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔“[2]

حضرت سیِّدَتُنا عُدَیْسَہ بنتِ اُہبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا بیان کرتی ہیں کہ والد محترم کا وقتِ وفات آیا تو فرمانے لگے: مجھے سلے ہوئے کپڑے میں کفن مت دینا۔ جب آپ وصال فرما چکے اور غسل دے دیا گیا تو مجھ سے کفن مانگا گیا، جب میں نے کفن دیا تو لوگوں نے کہا: قمیص کہاں ہے؟ میں نے کہا: والد صاحب نے سلی ہوئی قمیص میں کفن دینے سے منع فرمایا ہے۔ والد صاحب کی ایک قمیص کپڑے دھونے والے کے پاس تھی لوگوں نے وہ منگوا کر کفن میں شامل کر دی اور جنازہ لے کر چل پڑے، میں بھی اپنا دروازہ بند کر کے پیچھے پیچھے ہو لی[3]۔ جب واپس آئی تو وہ قمیص گھر میں موجود تھی، میں نے غسل و کفن دینے والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے کفن میں قمیص پہنائی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر میں نے وہ قمیص دکھاتے ہوئے کہا: کیا یہی

❶... کرامات اولیاء ملحق شرح اصول اعتقاد اهل سنة، سیاق... کرامات اهبان بن صیفی، ۲/ ۱۳۶۴، رقم: ۱۱۴

مسند امام احمد، حدیث اهبان بن صیفی، ۷/ ۳۶۹، حدیث: ۲۰۶۹۶

❷... مسند امام احمد، حدیث اهبان بن صیفی، ۷/ ۳۶۹، حدیث: ۲۰۶۹۶، معجم کبیر، ۱/ ۲۹۴، حدیث: ۸۶۴

❸... عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ۱/ ۸۲۳)

نیز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عَلِیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے تو عورتوں کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا کیوں بیٹھی ہو؟ انہوں نے عرض کی: جنازے کے انتظار میں۔ ارشاد فرمایا: کیا اسے غسل دو گی؟ عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا اسے اٹھاؤ گی؟ عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا قبر میں اتارو گی؟ عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: گناہوں کا بوجھ لئے کسی ثواب کے بغیر واپس لوٹ جاؤ۔

(ابن ماجه، کتاب الجنائز، ماجاء فی اتباع النساء الجنائز، ۲/ ۲۵۵، حدیث: ۱۵۷۸)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: عورت جنازے کے ساتھ نہ جائے۔ حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جب جنازہ لے کر نکلتے تو عورتوں پر دروازے بند فرما دیتے۔

(مصنف ابن ابی شیبه، باب فی خروج النساء مع الجنازة من کرهه، ۳/ ۱۶۹، حدیث: ۲، ۳)

قمیص تھی؟ بولے: ہاں یہی تھی۔[1]

حضرت سیِّدُنا خَلَف بَرَدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس کے لیے کفن خانے سے ایک کفن لایا گیا، کفن اس کے قد سے کچھ بڑا تھا تو میں نے اضافی کفن کاٹ دیا، میں رات کو سویا تو کسی نے خواب میں آ کر مجھے کہا: تم نے وَلِیُّ اللہ کے کفن کی لمبائی میں کنجوسی سے کام لیا، ہم نے تمہارا کفن تمہیں واپس کر دیا ہے اور اسے جنتی کفن دے دیا ہے۔ میں گھبرا کر اٹھا اور کفن خانے میں جا کر دیکھا تو واقعی وہ کفن وہاں پڑا ہوا تھا۔[2]

قبر خالی تھی

حضرت سیِّدُنا طاوٗس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ جب مجھے دفنا چکو تو میری قبر میں دیکھنا اگر مجھے قبر میں نہ پاؤ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بجالانا اور اگر میں قبر میں ہی نظر آؤں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا (یعنی افسوس کرنا)۔ صاحبزادے کا بیان ہے کہ میں نے حسبِ وصیت دیکھا تو والد ماجد نظر نہ آئے۔ یہ بتاتے ہوئے صاحبزادے کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی۔[3]

طُفاوَہ قبیلے کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم نے ایک مردے کو دفن کیا، میں بعد میں اس کی قبر پر گیا تا کہ اسے ٹھیک کرکے بنا دوں جب قبر میں دیکھا تو اندر مردہ ہی نہ تھا۔[4]

پُرنُور قبر

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر حضرت علاء بن حَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کمانڈر مقرر کیا، میں بھی اس جنگ میں شریک تھا، جب ہم واپس ہوئے تو راستے میں حضرت علاء بن حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوت ہو گئے،

1...معجم کبیر، ۱/۲۹۳، حدیث: ۸۶۲

2...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الصبر و الثواب علیہ، ۴/۵۱، حدیث: ۱۳۱

3...حلیۃ الاولیاء، طاوس بن کیسان، ۴/۹، رقم: ۴۵۷۵

4...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۴، حدیث: ۱۳۱

چنانچہ ہم نے انہیں دفن کر دیا، جب ہم ان کی تدفین سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے آکر کہا: یہ کون ہے؟ ہم نے کہا: یہ بہترین شخص حضرت علاء بن حضرمی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ہیں۔ اس نے کہا: یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے بہتر ہے کہ آپ حضرات انہیں یہاں سے ایک دو میل دور منتقل کر دیں۔ چنانچہ ہم نے قبر کھودنا شروع کر دی جب ہم لَحد (میت کے رکھنے کی بغلی جگہ) تک پہنچے تو وہ وہاں موجود نہیں تھے اور قبر تاحدِّ نگاہ نور سے بھری ہوئی تھی، ہم نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈالی اور روانہ ہو گئے۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ ”ہم نے انہیں ریت میں دفن کیا پھر خوف ہوا کہ کہیں درندے لاش نکال کر کھانہ جائیں لہٰذا انہیں نکالنے کے لیے مٹی ہٹائی تو وہ موجود نہیں تھے۔“[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُالعزیز بن ابورَوّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جو روزانہ 12ہزار مرتبہ تسبیح کرتی تھی، انتقال کے بعد اسے قبرستان لے جایا گیا تو وہ لوگوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔[3]

وَلِیُّ الله کی آمد کی خوشی

جب حضرتِ سیِّدُنا کُرز بن وَبَرَہ جُرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا وصال ہوا تو ایک جرجانی شخص نے خواب دیکھا کہ مردے نئے لباس پہنے اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں اس نے اس کا سبب پوچھا تو مردوں نے کہا: تمام مردوں کو حضرت کرز رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آمد کی خوشی میں نئے کپڑے پہنائے گئے ہیں۔[4]

قبر میں پھول ہی پھول

حضرت سیِّدُنا مسکین بن بُکَیر رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا وَرّاد عجلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کو دفن کرنے کے لئے قبر کے پاس لایا گیا تو قبر میں پھول ہی پھول تھے بعض لوگوں نے ان میں سے کچھ پھول اٹھا کر رکھ لئے تو وہ 70 دن تک تر و تازہ رہے، لوگ صبح شام آکر ان کی زیارت کرتے، جب لوگوں کی آمد و رفت

[1]...دلائل النبوة للبيهقي، باب ما جاء في المهاجرة الى النبي ... الخ، ٦/٥٢

[2]...معجم کبیر، ١٨/٩٥، حدیث: ١٦٧

[3]...شعب الايمان، باب في محبة الله، ١/٤٥٩، حديث: ٧٢٠

[4]...حلية الاولياء، كرز بن وبرة الحارثي، ٥/٩٤، رقم: ٦٤٥٣

زیادہ ہو گئی تو فتنے کے خوف سے حاکم نے وہ پھول اپنے قبضے میں لے لئے اور لوگوں کو مُنتَشِر کر دیا، پھر وہ پھول حاکم کے گھر سے بھی غائب ہو گئے اور کچھ پتا نہ چلا کہ کیسے غائب ہوئے۔[1]

چنبیلی کا گل دستہ

حضرت سیِّدُنا حافظ محمد بن مَخْلَد دُوْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میری والدہ ماجدہ وفات پا گئیں تو میں ان کو قبر میں اتارنے کے لئے اترا تو برابر والی قبر کا کچھ حصہ کھل گیا، مجھے اس میں ایک شخص نظر آیا جس پر نیا کفن تھا اور سینے پر چمبیلی کے پھولوں کا گلدستہ رکھا تھا، میں نے اسے اٹھا کر سونگھا تو وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا، میرے ساتھ موجود دوسرے لوگوں نے بھی سونگھا پھر میں نے اسے وہیں رکھا اور کھلا ہوا حصہ بند کر دیا۔[2]

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کی قبرِ مبارک کے قریب ایک قبر کھل گئی دیکھا گیا تو مردے کے سینے پر پھول رکھے تھے جو ہل رہے تھے۔[3]

سات قبریں

حافِظُ الحدیث حضرت سیِّدُنا امام اِبْنِ جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نقل کرتے ہیں کہ ۲۷۶ھ میں بصرہ شہر میں سیلابی پانی کی شدت سے سات قبریں کھل گئیں اور ایک حوض سا بن گیا ان قبروں میں ساتوں مردوں کے جسم بالکل صحیح سلامت تھے اور ان کے کفنوں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی، ان میں ایک نوجوان تھا جس کے سر پر گھنے بال تھے، ہونٹ تر تھے گویا اس نے ابھی پانی نوش کیا ہے، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا اور کوکھ میں تلوار کا نشان تھا، ایک شخص نے اس کے بال لینے چاہے مگر وہ ایسے مضبوط تھے جیسے زندہ انسان کے ہوتے ہیں۔[4]

صحابیِ رسول کی قبر سے خوشبو

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بقیع مبارک میں حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ رَضِیَ

---

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، ۳/ ۲۲۲، حدیث: ۲۷۱

2 ...تاریخ بغداد، ۴/ ۸۰، رقم: ۱۷۲۲: محمد بن مخلد بن حفص

3 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب السادس فی ذکر عذاب القبر ونعیمہ، ص ۱۲۱

4 ...المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، سنۃ ست وسبعین ومائتین، ۱۲/ ۲۷۳، نحوہ

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا، ہم جیسے جیسے مٹی نکالتے خوشبو پھیلتی جاتی حتّٰی کہ ہم نے پوری قبر تیار کرلی۔[1]

حضرت سیِّدُنا شُرحَبِیل بن حَسَنَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لے گیا، بعد میں اس نے دیکھا تو وہ مٹی مشک بن چکی تھی۔[2]

اعمال کی خوشبوئیں

حضرت سیِّدُنا مُغِیرہ بن حبیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُجِیْب فرماتے ہیں: ایک شخص نے خواب میں کسی فوت شدہ کو دیکھ کر پوچھا: یہ تمہاری قبر میں خوشبوئیں کیسی ہیں؟ اس نے کہا: یہ تلاوت اور روزوں کی پیاس کی خوشبوئیں ہیں۔

ایک اعرابی کا وصال

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم حضور نبی اکرم، شفیعِ مُعظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ محوِ سفر تھے کہ ایک اَعرابی (دیہاتی) نے آکر عرض کی: مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ (ارشاد فرمایا: "یہ گواہی دو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔" اس نے کہا: میں نے اس کا اقرار کیا۔ پھر ارشاد فرمایا: "تم جنت، دوزخ، مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور حساب پر ایمان لاؤ۔" اس نے کہا: میں اس کا بھی اقرار کرتا ہوں۔) ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ اپنی سواری سے سر کے بل گرا اور انتقال کرگیا۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس نے تھوڑی تھکاوٹ کے بعد ہمیشہ کی نعمتوں کو پالیا، میرا خیال ہے اس کا انتقال بھوک کی حالت میں ہوا ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حورِ عین میں سے اس کی دو جنتی بیویاں اس کے منہ میں جنتی پھل رکھ رہی ہیں۔[3]

---

1 ...طبقات ابن سعد، ۳/۳۲۹، رقم: ۸۷: سعد بن معاذ

2 ...طبقات ابن سعد، ۳/۳۲۹، رقم: ۸۷: سعد بن معاذ

3 ...تاریخ بغداد، ۳/۱۴۳، رقم: ۱۱۶۱: محمد بن عبد الملک الانصاری

مسند امام احمد، حدیث جریر بن عبد اللہ، ۷/۵۹، حدیث: ۱۹۱۹۷، عن جریر بن عبد اللہ

فرشتوں کے ساتھ اڑان

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّۃِ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ یعنی میں نے جعفر بن ابی طالب کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں گزشتہ شب جنت میں داخل ہوا تو وہاں حضرت جعفر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو فرشتوں کے ساتھ اُڑتے اور حضرت حمزہ کو ایک تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھے دیکھا۔ اس کے علاوہ آپ نے چند دیگر صحابۂ کرام کا بھی ذکر کیا۔[2]

(انہی بشارتوں کے سبب حضرت سیِّدُنا جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جعفر طیار یعنی اڑنے والے کہا جاتا ہے۔)

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قبرستان میں پرانی قبروں کی طرف گئے تو وہاں ایک کھوپڑی دیکھی، آپ کے حکم پر ایک شخص نے اسے دفن کر دیا پھر آپ نے فرمایا: ان جسموں کو یہ مٹی کوئی تکلیف نہیں دیتی اور قیامت تک ثواب یا عذاب کا معاملہ اصل میں روحوں پر ہی ہوتا ہے[3]۔[4]

حضرت سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بنتِ شَیْبَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب حجاج بن یوسف نے حضرت اسماء بنتِ ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن زُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سولی دی تو میں حضرت اسماء کے پاس ہی تھی، حضرت عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ان کے پاس تعزیت کے لئے آئے تو فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو، یہ جسم کچھ شے نہیں ہوتا ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تو روحیں حاضر ہوتی ہیں۔ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: میں کیوں نہ صبر کروں جبکہ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا

---

1 ...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب، ۵/ ۴۲۴، حدیث: ۳۷۸۸

2 ...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب جعفر بن ابی طالب، ۴/ ۲۱۸، حدیث: ۴۹۸۶
الکامل لابن عدی، ۴/ ۳۶۶، رقم: ۷۸۹: سلمۃ بن وھرام

3 ...اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

4 ...تفسیر ابن رجب الحنبلی، سورۃ فاطر، تحت الآیۃ: ۲۲، ۲/ ۱۰۲

السَّلَام کا سر مبارک بنی اِسرائیل کے ایک سر کش کی طرف بھیجا گیا تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعْدان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: اَجنادین کی جنگ میں جب رومی مغلوب ہوئے تو وہ پیچھے ہٹ کر ایسی تنگ جگہ پہنچ گئے جہاں سے ایک ایک کر کے گزرا جا سکتا تھا، رومی وہاں سے گزرنے لگے تو اتنے میں حضرت سیِّدُنا ہشام بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھ کر لڑنے لگے اور شہید ہو کر اسی تنگ جگہ میں گر گئے جس سے راستہ بند ہو گیا مگر رومی وہاں سے گزر چکے تھے جب مسلمان وہاں پہنچے تو گھبرا گئے کہ آگے بڑھے تو حضرت سیِّدُنا ہشام بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسم گھوڑے روند دیں گے مگر حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں شہادت سے سرفراز فرما کر ان کی روح کو بلند فرما دیا ہے یہ تو بس جسم ہے لہٰذا اس کے اوپر سے گھوڑے لے چلو پھر سب سے پہلے خود ان کے جسم پر سے آگے بڑھے تو لوگ بھی آپ کے پیچھے ہو لئے حتّٰی کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ (جب مسلمان اپنے لشکر کی طرف واپس ہوئے تو ان کی ہڈیوں کو جمع کر کے دفنا دیا)۔[2]

حضرت سیِّدُنا اِبنِ رَجَب رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ان روایتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد روحوں کا جسم سے تعلُّق نہیں رہتا بلکہ یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ لوگوں کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف اور مٹی کا اجسام کو کھا جانا جسموں کو کوئی تکلیف نہیں دیتا کیونکہ قبر کا عذاب دنیاوی تکالیف کی جنس سے نہیں بلکہ یہ ایک اور ہی قسم کا عذاب ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت و مشیت سے مردے کو پہنچتا ہے۔[3]

...

بیٹا عطا ہو

یَابَارِئُ 10 بار جو کوئی ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو بیٹا عطا ہو گا۔

(مدنی پنج سورہ، ص ۲۴۸)

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الامراء، ما ذکر من حدیث الامراء والدخول علیھم، ۷/ ۲۷۲، حدیث: ۱۴۱

2 ...طبقات ابن سعد، ۴/ ۱۴۷، رقم: ۴۰۶: ھشام بن العاص

3 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب الثامن، ص ۱۳۹

باب نمبر37

شہید کے فضائل کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: زمین سے شہید کا خون خشک ہونے سے پہلے ہی اس کی دو بیویاں آکر اس طرح اٹھاتی ہیں گویا وہ بچوں کی دائیاں ہیں جنہوں نے اپنے شیر خوار بچے کو کسی جنگل میں گم کر دیا ہو اور ہر ایک بی بی کے ہاتھ میں ایک ایک جوڑا ہوتا ہے جو دنیا وما فیہا سے بہتر ہوتا ہے۔(1)

تمام گناہوں کا کفارہ

حضرت سیِّدُنا یزید بن شجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: شہید کے خون کا پہلا قطرہ ہی اس کے تمام گناہوں کا کفّارہ بن جاتا ہے اور حور عین میں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس آکر اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں پھر اسے 100 جنتی لباس پہنائے جاتے ہیں جو کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنت کے بنے ہوتے ہیں، اگر انہیں دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے تو ان میں سما جائیں۔(2)

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اگر میں جہاد کرتے ہوئے مارا جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں۔ چنانچہ وہ شخص جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ آپ اس کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرا چہرہ روشن فرما دیا اور تجھے خوشبودار بنا دیا۔ پھر اسی کے متعلق یا کسی اور کے بارے میں ارشاد فرمایا: "میں نے حورِ عین میں سے اس کی بیوی کو دیکھا ہے اس نے اس کا اُونی جُبّہ کھینچا اور اس کے اور جبے کے درمیان داخل ہو گئی۔"(3)

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ایک اعرابی (یعنی دیہات کا رہنے والا) حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے شہید ہو گیا تو آپ اُس کے سرہانے تشریف فرما ہو کر مسکرائے

1 ...ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، ۳/۳۶۰، حدیث: ۲۷۹۸

2 ...مصنف عبد الرزاق، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد، ۵/۱۷۳، حدیث: ۹۶۰۱، معجم کبیر، ۲۲/۲۴۶، حدیث: ۶۴۱

3 ...مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، باب من رضی باللہ ربا...الخ، ۲/۴۱۷، حدیث: ۲۵۰۸

پھر رخِ انور پھیر لیا۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: اس کی روح پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نَوازشات دیکھ کر میں خوش ہوا اور جب حور عین میں سے اس کی بیوی اس کے سرہانے آئی تو میں نے اپنا رُخ پھیر لیا۔[1]

شہادت سے محرومی کی حسرت

حضرت سیِّدُنا قاسم بن عثمان بن جوعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں ایک شخص کو طوافِ کعبہ میں مشغول دیکھ کر اس کے قریب ہوا تو وہ یہی کہے جا رہا تھا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے حاجت مندوں کی حاجات کو پورا کیا مگر میری حاجت کو پورا نہیں کیا۔ میں نے کہا: تم اس کے علاوہ کوئی اور بات کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا: میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، بات یہ ہے کہ ہم مختلف شہروں کے رہنے والے سات دوست تھے، ہم نے دشمن کے علاقے میں جا کر اس سے جنگ کی تو دشمنوں نے ہمیں قیدی بنا کر علٰیحدہ علٰیحدہ کر دیا تاکہ ہمیں قتل کر دیں۔ میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ سات دروازے کھلے ہیں اور ہر دروازے پر حور عین میں سے ایک کنیز کھڑی ہے، جب ہمارے ایک دوست کی گردن ماری گئی تو وہ کنیز ہاتھ میں ایک رومال لئے نیچے اتر آئی حتّٰی کہ باری باری چھ دوستوں کی گردن مار دی گئی، اب صرف میں اور ایک دروازہ بچا تھا جس پر کنیز کھڑی تھی، جب مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھایا گیا تو کسی شخص نے میری سفارش کی اور مجھے آزاد کر کے اس کے حوالے کر دیا گیا، میں نے حور کو یہ کہتے سنا: اے محروم! آخر کس چیز نے تمہیں محروم رکھا؟ اتنا کہہ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ میرے بھائی! اب میں شہادت کی سعادت مندی سے محروم ہونے کی حسرت اور شہادت کی امید لئے ہوئے ہوں۔ حضرت سیِّدُنا قاسم بن عثمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میرے نزدیک وہ تمام دوستوں میں افضل تھا کیونکہ اس نے وہ کچھ دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا اور شوق و رغبت پر عمل کرنے کے لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔[2]

• • •

1 ...شعب الایمان، باب فی الثبات للعدو وترك الفرار من الزحف، ۴/ ۵۳، حدیث: ۴۳۱۷

2 ...شعب الایمان، باب فی الثبات للعدو وترك الفرار من الزحف، ۴/ ۵۷، حدیث: ۴۳۲۶

باب نمبر 38 زیارت قبور اور مردوں کا زائرین کو دیکھنے اور پہچاننے کا بیان

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی غیب داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو مردہ اس کے اُٹھ جانے تک اس سے اُنسیت حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اپنے جان پہچان والے کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو مردہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی انجان قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرے تو مردہ صرف سلام کا جواب دیتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بھی اپنے ایسے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جسے دنیا میں جانتا تھا اور سلام کرے تو مردہ بھی اسے پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بھی دنیا میں جان پہچان رکھنے والے کسی شخص کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرے تو وہ مردہ بھی اسے پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔[4]

قبرستان کی دعا

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو رَزِین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

1. ...اھوال القبور، الباب الثامن، فصل معرفۃ الموتی بمن یزورھم...الخ، ص۲۱۱، فردوس الاخبار، ۲/۳۱۶، حدیث: ۶۲۶۰
2. ...شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۷، حدیث: ۹۲۹۶ مکرر
3. ...الاستذکار، کتاب الطھارۃ، باب جامع الوضوء، ۱/۲۲۶، تحت الحدیث: ۲۹
4. ...تاریخ بغداد، ۶/۱۳۵، رقم: ۳۱۷۵: ابراھیم بن عمران ابو اسحاق الکرمانی

بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے راستے میں قبرستان آتا ہے کیا کوئی ایسا کلام ہے جو وہاں سے گزرتے ہوئے میں کر سکوں؟ ارشاد فرمایا: یوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یعنی اے قبر والے مسلمانو مومنو! تم پر سلام ہو تم ہم سے آگے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابورزین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہ سنتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں سنتے ہیں مگر جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اے ابورزین! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ ان کی تعداد کے برابر فرشتے تمہیں جواب دیں۔[1]

آپ کا یہ فرمانا کہ ”وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا جواب نہیں دے سکتے جسے انسان اور جِنّات سن سکیں ورنہ وہ جواب تو دیتے ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں حجرۂ مطہرہ میں زیارت کے لئے جاتی تو نقاب و حجاب کالحاظ نہ کرتی اور دل میں کہتی: وہاں میرے والد اور میرے شوہر ہی تو ہیں لیکن جب حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہاں دفن کیا گیا تو ان سے حیا کی وجہ سے سر تا پا پردہ کر کے جانے لگی۔[2]

کیا مُردے سنتے ہیں؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ اُحد سے واپسی پر حضرت مُصْعَب بن عُمَیر اور دیگر شُہَدا کی قبروں پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہو۔ (پھر ہمیں ارشاد فرمایا:) ان کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔[3]

1... کتاب الضعفاء، ۴/۱۱۹۱، رقم: ۱۵۷۶: محمد بن الاشعث

2... مستدرک حاکم، کتاب المغازی والسرایا، رؤیا عائشة ثلاثة اقمار... الخ، ۳/۲۰۹، حدیث: ۴۴۵۸

مسند امام احمد، مسند السیدة عائشة، ۱۰/۱۲، حدیث: ۲۵۷۱۸

3... معجم اوسط، ۳/۷، حدیث: ۳۷۰۰

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب میت کا محبوب شخص اس کی زیارت کو جائے تو میت اپنی قبر میں اس سے اُنسیت حاصل کرتی ہے۔"[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بے شک مُردے روزِ جُمُعَہ اور اس سے ایک دن پہلے (جمعرات) اور ایک دن بعد (ہفتہ) کو اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ضحّاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو ہفتے کے دن طلوعِ آفتاب سے پہلے کسی قبر پر جائے تو مُردہ اس کے آنے کو جان لیتا ہے۔ پوچھا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: جمعہ کی عظمت و فضیلت کی وجہ سے۔[3]

تنبیہ

حضرت سیِّدُنا امام سُبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: صحیح قول کے مطابق قبر میں روح کا جسم کی طرف لوٹنا تمام مُردوں کے لئے ثابت ہے۔ چہ جائیکہ شُہَدائے کرام کہ ان کی شان دوسروں سے اَرفع واَعلیٰ ہے۔ اِختلاف اس میں ہے کہ روح جسم میں مستقل رہتی ہے یا نہیں اور جسم کی برزخی زندگی دنیاوی زندگی کی مثل روح کے ساتھ ہوتی ہے یا اس کے بغیر اور وہ جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے رہتی ہے؟ کیونکہ زندگی کی روح کے ساتھ دائمی وابستگی ایک امرِ عادی ہے عقلی نہیں جبکہ یہ معاملہ کہ جسم کی برزخی زندگی دنیاوی زندگی کی مثل روح کے ساتھ ہوتی ہے اِسے عقل جائز قرار دیتی ہے۔ پس اگر اس پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو اسے قبول کیا جائے گا۔

اسی بات کو عُلَما کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کا اپنے مزار میں نماز پڑھنا بھی اسی کی گواہی دیتا ہے کیونکہ نماز کے لئے جسم کا زندہ ہونا ضروری ہے، یونہی شَبِ معراج دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے واقعات بھی اس پر شاہد ہیں اور یہ تمام جسم کی صفات ہیں لیکن ان تمام واقعات سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس حقیقی زندگی کے ساتھ اجسام کا وہی تعلق ہو جو دنیا میں تھا کہ کھانے پینے وغیرہ کی حاجت ہوتی تھی بلکہ ان کے لئے ایک الگ حکم ہے اور جہاں تک بات ہے سننے اور جاننے وغیرہ اِدْراکات

---

[1]... الاربعین الطائیة، ص١٣٨، تحت الحدیث العشرون

[2]... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلة، ١٨/٧، حدیث: ٩٣٠١

[3]... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلة، ١٨/٧، حدیث: ٩٣٠٢

کی تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بعد وصال حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِ السَّلَام اور دیگر فوت ہونے والوں کے لئے ثابت ہیں۔[1]

بعضوں نے حیاتِ شُہَدا میں اختلاف کیا کہ آیا وہ صرف روح کے لئے ہے یا روح اور جسم دونوں کے لئے اس طرح کہ دونوں صورتوں میں جسم بھی سلامت رہے؟ حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی اپنی کتاب "اَلِاعْتِقَاد" میں فرماتے ہیں: حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اَرواحِ مُبارَکہ قبض ہونے کے بعد واپس لوٹا دی گئی ہیں اور وہ بھی شُہَدا کی طرح اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہیں۔[2]

روحوں کی اقسام

اِبْنِ قَیِّم نے اَرواح کی باہمی ملاقات کے مسئلہ کے متعلق کہا کہ روحوں کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو انعام میں ہیں اور دوسری وہ جو عذاب میں ہیں، عذاب میں مبتلا روحیں ایک دوسرے کو دیکھنے اور ملاقات کرنے سے روک دی گئی ہیں جبکہ اِنعام یافتہ اَرواح آزاد ہیں، ایک دوسرے کو دیکھتی، ملاقات کرتی اور آپس میں دُنیاوی مُعاملات اور اَہلِ دنیا کے بارے میں باتیں کرتی ہیں پس ہر روح اپنے ہم مثل عمل کرنے والے کے ساتھ ہوتی ہے اور ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روحِ مقدسہ رفیقِ اَعلیٰ میں ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًاؕ﴿۶۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(پ۵، النسآء: ۶۹)

اور یہ "ساتھ" عالَمِ دنیا، عالَمِ برزخ اور عالَمِ محشر میں قائم رہے گا اور آدمی ان تینوں زمانوں میں اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

1... مواھب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی: فیما خصہ اللہ... الخ، ۲/۳۱۴

2... الاعتقاد للبیھقی، باب القول فی اثبات نبوۃ محمد المصطفی، فصل والانبیاء... الخ، ص ۳۰۵

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ (اپنے رب کے پاس) زندہ ہیں۔

حضرت سیِّدُنا شیذلہ[1] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب ''اَلْبُرْھَان فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰن'' میں فرماتے ہیں: اگر اس آیتِ طیبہ کے پیشِ نظر یہ سوال کیا جائے کہ وہ مردہ ہوتے ہوئے کیسے زندہ ہوسکتے ہیں؟ تو ہم کہیں گے: ممکن ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ان کی قبروں میں زندہ کر دیا ہو اور روحیں ان کے اجسام کے کسی خاص حصے میں رہتے ہوئے بدن پر ہونے والی لذّات کو محسوس کر لیتی ہوں جیسا کہ دنیا میں زندہ شخص کا تمام بدن کسی خاص حصے پر اثر انداز ہونے والی گرمی یا سردی کو محسوس کر لیتا ہے۔

اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان شُہدا کے اَجسام قبروں میں خراب نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کے جوڑ الگ ہوں گے پس وہ اپنی قبروں میں زندوں ہی کی طرح ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو حَیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اپنی تفسیر میں مذکورہ آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس میں مذکور ''حیات'' میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کچھ کہتے ہیں: شُہدا کی روحوں کی بقا مُراد ہے نہ کہ اجسام کی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اجسام خراب ہوتے اور ختم ہو جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں: شہید روح و جسم کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور ہمارا ان کی زندگی کو نہ سمجھنا اس معاملے میں کسی عیب کا باعث نہیں، وہ اگرچہ ہمیں مردہ نظر آتے ہیں مگر ہوتے زندہ ہیں جیسا کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَتَرَى الۡجِبَالَ تَحۡسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ (پ۲۰، النمل: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال۔

اور ایسے ہی سونے والا سوتا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر وہ اپنے خواب میں لطف دینے اور تکلیف دینے والے امور کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔[3]

(مصنف فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

---

1 ... متن میں اس مقام پر ''شیدلہ'' مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں ''شیذلہ'' ہے لہٰذا وہی لکھ دیا گیا ہے۔

2 ... الدیباج علی مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ... الخ، ۴/ ۴۸۱، تحت الحدیث: ۱۸۸۷

3 ... تفسیر البحر المحیط، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۵۴، ۱/ ۶۲۲

بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس قول میں مؤمنین کو مخاطب کرتے ہوئے تنبیہ فرمادی کہ تم کسی حِس کے ذریعے اس حیات کو نہیں جان سکتے اور شہید اور غیرِ شہید میں اسی سے فرق ہوتا ہے ورنہ اگر فقط روح کی حیات مانی جائے تو پھر شہید و غیرِ شہید میں فرق نہیں ہو سکے گا کیونکہ روح کی حیات تو تمام مردوں کو حاصل ہے اور مؤمنین اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ روحانی زندگی تمام ہی مردوں کی ہوتی ہے، اگر یہ فرق نہ مانا جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ کا کوئی معنٰی ہی نہ ہو گا۔ بعض اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کسی ولی کو بذریعہ کشف ان کی زندگی کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ چنانچہ

شہید زندہ ہوتا ہے

حضرت سیِّدُنا امام سُہَیلی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی نے ''دَلَائِلُ النُّبُوَّۃ'' میں کسی صحابی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے نقل کیا کہ انہوں نے احد کے میدان میں ایک جگہ قبر کھودی تو اس میں دوسری جانب ایک شگاف پڑ گیا دیکھا تو وہاں ایک شخص تخت پر بیٹھا اپنے سامنے رکھے قرآنِ پاک میں تلاوت کر رہا تھا اور اس کے سامنے ایک سرسبز باغ بھی تھا۔ وہ صحابی سمجھ گئے کہ یہ کوئی شہید صحابی ہیں کیونکہ انہوں نے ان کے رُخسار پر ایک زخم دیکھا تھا۔[1]

اس واقعے کو حضرت سیِّدُنا ابو حیّان عَلَیْهِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نے بھی ذکر کیا ہے اور اسی کے مشابہ ایک واقعہ حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْکَافِی نے ''رَوْضُ الرِّیَاحِیْن'' میں ایک نیک بندے سے یوں روایت کیا کہ ''میں نے ایک شخص کی قبر کھودی، جب اس میں لَحد بنانے لگا تو ساتھ والی قبر کی ایک اینٹ گر گئی، میں نے دیکھا وہاں ایک بزرگ تشریف فرما تھے جن پر ایک سفید لباس تھا جو حرکت کر رہا تھا، ان کے سامنے سونے سے لکھا اور سونے کا بنا ایک قرآنِ مجید رکھا تھا جس میں وہ تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں عافیت دے! اینٹ اپنی جگہ رکھ دو۔ چنانچہ میں نے اینٹ لگا کر شگاف بند کر دیا۔[2]

---

1 ...تفسیر البحر المحیط، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۵۴، ۱/ ۶۲۲

2 ...روض الریاحین، الحکایۃ الثامنۃ عشرۃ بعد الاربعۃ مئۃ، ص ۳۳۵

قبر کا پُر کیف منظر

ایک اور واقعہ نقل کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ہمیں ایک بااعتماد گورکن نے بتایا کہ اس نے ایک قبر کھودی تو اسے وہاں تخت پر بیٹھا ایک شخص نظر آیا، اس کے سامنے ایک قرآنِ کریم رکھا تھا جس میں وہ تلاوت کر رہا تھا اور اس کے نیچے ایک نہر بھی بہہ رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر گورکن بے ہوش ہو گیا، لوگوں نے اسے باہر نکالا مگر بے ہوشی کا سبب معلوم نہ ہوا پھر تین دن بعد اسے ہوش آیا۔[1]

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیخ نجمُ الدِّین اَصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ایک مردے کی تدفین میں شریک ہوئے اور جب تلقین کرنے والا بیٹھ کر تلقین کرنے لگا تو میت کی آواز آئی: کیا تمہیں اس پر تعجب نہیں ہوتا کہ ایک مردہ شخص زندہ کو تلقین کر رہا ہے؟[2]

حضرت سیِّدُنا ابو مُغیرہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا مُعافی بن عمران عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے ان جیسا آج تک نہیں دیکھا، مجھے ایک دوست نے بتایا کہ ان کی تدفین کے بعد ایک شخص نے ان کی قبر پر تلقین کرتے ہوئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو انہوں نے بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا۔[3]

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام مُحِب طَبری شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے فرمایا: میں حضرت سیِّدُنا شیخ اسماعیل حضرمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے ساتھ مقبرۂ زبید میں تھا کہ شیخ نے پوچھا: مُحِبُّ الدِّین! کیا تم مردوں کے کلام کرنے پر یقین رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: فلاں قبر والا مجھے کہہ رہا ہے میں اَہلِ جنت سے ہوں۔[4]

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ اسماعیل حَضْرَمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی یمن کے کسی قبرستان سے گزرے تو انتہائی غمگین ہو کر بلند آواز سے رونے لگے اور پھر بہت خوش ہو کر ہنسنے لگے، آپ سے اس کا سبب دریافت کیا

---

1. ... روض الریاحین، الحکایۃ الثانیۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۸۰
2. ... روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ والثمانون، ص۱۲۰
3. ... مجموع فیہ عشرۃ أجزاء حدیثیۃ، الجزء السادس: فوائد المؤمل بن احمد الشیبانی، ص۳۴۵، رقم: ۴۵۹(۵۴)
   اھوال القبور لابن رجب، الباب الاول: فی ذکر حال المیت عند نزولہ قبرہ، ص۳۷
4. ... روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۸۲

گیا تو فرمایا: میرے سامنے سے پردے ہٹائے گئے تو میں نے دیکھا کہ ان مُردوں کو عذاب ہو رہا ہے، سو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑایا تو مجھے ندا آئی: ہم نے ان مردوں کے حق میں تمہاری سفارش قبول کرلی ہے۔ پھر اس قبر سے ایک عورت بولی: اے اسماعیل! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ حالانکہ میں تو گانا گانے والی فلانی عورت ہوں۔ میں نے کہا: ہاں تو بھی ان کے ساتھ ہے، اس کی اس بات پر مجھے ہنسی آگئی۔[1]

حضرت سیِّدُنا قاضی بہاؤ الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا شیخ امین الدین جبریل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل کے ساتھ قاہرہ جارہے تھے کہ راستے میں شیخ کا انتقال ہوگیا، جب ہم قاہرہ کے دروازے پر پہنچے تو دربان نے روک دیا کیونکہ میت کو شہر میں لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس وقت شیخ نے اپنی انگلی اور ہاتھ اوپر اٹھایا تو ہم شہر میں داخل ہوگئے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے مقامِ قَرافہ پر ایک نوجوان کے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا تو اس نوجوان نے کہا: بخدا! میں یہاں ہرگز ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا کیونکہ میں نے ایک مرتبہ یہاں ایسا کیا تو ایک قبر پھٹ گئی اور مردے نے کہا: کیا تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا نہیں آتی؟

ربِ کعبہ کی قسم! میں زندہ ہوں

حضرت سیِّدُنا زَیْنُ الدِّین بُوشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: منصورہ میں جب مسلمانوں کو قیدی بنالیا گیا تو ان میں ایک فقیہ حضرت سیِّدُنا عبدُالرحمٰن نُوَیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بھی تھے آپ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے تھے آپ نے وہاں یہ آیتِ مبارکہ بھی تلاوت کی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

پھر جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو شہید کر دیا گیا تو ایک فَرَنگی آیا اور اپنے نیزے سے آپ کے چہرے کو چھو کر کہنے لگا: اے مسلمانوں کے امام! تو کہتا تھا کہ تمہارے ربّ نے تمہیں زندہ کہا ہے اور تمہیں روزی دی

[1] ... روض الریاحین، الحکایۃ الخامسۃ والستون بعد المئۃ، ص ۱۸۲

جاتی ہے تو بتاؤ کہاں ہے وہ زندگی؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنا سر اٹھایا اور دو مرتبہ کہا: رب کعبہ کی قسم! میں زندہ ہوں۔ یہ دیکھ کر فرنگی اپنے گھوڑے سے اترا، آپ کے مبارک چہرے کو بوسہ دیا اور اپنے نوکر کو حکم دیا کہ انہیں اٹھالو ہم انہیں اپنے ساتھ اپنے شہر لے جائیں گے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خَرّاز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے مکہ مکرمہ میں بابِ بنوشیبہ پر ایک مُردہ نوجوان دکھائی دیا جب میں نے اسے غور سے دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا: ابوسعید! کیا آپ نہیں جانتے کہ محبوب مر کر بھی زندہ رہتے ہیں، وہ تو بس ایک گھر سے دوسرے گھر کوچ کرتے ہیں۔[1]

مُحِبِّ الٰہی مرتا نہیں

حضرت سیِّدُنا شیخ ابو علی رُوذْباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا اور اس کے کفن کی گرہ کھول کر اسے مٹی پر لٹایا تاکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی غریبُ الوطنی پر رحم فرمائے تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا: ابو علی! تو مجھے اس کے سامنے رسوا کرتا ہے جس نے مجھے ناز کی عادت ڈالی۔ میں نے کہا: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی؟ اس نے کہا: ہاں میں زندہ ہی ہوں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والا ہر شخص زندہ ہوتا ہے اور میں اپنے مرتبے کے سبب کل بروز قیامت تمہاری ضرور مدد کروں گا۔[2]

کفن چور کی توبہ

منقول ہے کہ ایک کفن چور تھا، ایک مرتبہ ایک خاتون فوت ہوئی اور لوگوں نے جنازہ پڑھا تو یہ کفن چور بھی اس میں شامل ہو گیا تاکہ اس کی قبر کا پتا لگا سکے، جب رات ہوئی اور اس نے جا کر قبر کھودی تو وہ خاتون بول پڑی: سُبْحٰنَ اللّٰہ! کیا بخشا ہوا مرد بخشی ہوئی عورت کا کفن چراتا ہے؟ کفن چور نے کہا: تم تو بخشی گئی مگر مجھ گناہ گار کی بخشش کیسے ہو گی؟ خاتون نے کہا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اور میرا جنازہ پڑھنے والوں کو بخش دیا ہے اور تو نے بھی میرا جنازہ پڑھا ہے۔ یہ سن کر کفن چور اٹھا، مٹی واپس ڈالی اور سچی پکی توبہ کرلی۔[3]

---

1 ... رسالہ قشیریہ، باب احوالھم عند الخروج من الدنیا، ص ۳۴۱

2 ... رسالہ قشیریہ، باب احوالھم عند الخروج من الدنیا، ص ۳۴۰

3 ... رسالہ قشیریہ، باب کرامات الأولیاء، ص ۴۱۱

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شَیْبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ایک نیک نوجوان میرے ساتھ رہنے لگا، اس کا انتقال ہوا تو میں غمگین ہو گیا، میں نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو غم کی وجہ سے بائیں جانب سے شروع کر دیا اچانک اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور دائیں طرف پھیر دیا، میں نے کہا: بیٹا! تم نے ٹھیک کیا، مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب سُوْسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا تو اس نے تختۂ غسل پر میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا: بیٹا! میرا ہاتھ چھوڑ دے، میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں ہے، یہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے۔ تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب سُوْسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میرا ایک مرید میرے پاس مکہ مکرمہ آیا اور ایک دینار دیتے ہوئے کہا: استادِ محترم! کل ظہر کے وقت میرا انتقال ہو جائے گا، یہ دینار رکھ لیجئے آدھے دینار سے میری قبر اور آدھے سے کفن کا انتظام فرما دیجئے گا۔ اگلے دن وہ ظہر کے وقت آکر طواف کرنے لگا اور پھر کچھ پیچھے ہٹا اور انتقال کر گیا، جب میں نے اسے قبر میں اتارا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا: کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ وہ بولا: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والا ہوں اور اس سے محبت کرنے والا ہر شخص زندہ ہوتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو علی دَقّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو بِیکَنْدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی ایک دن مکہ مُکَرَّمَہ کی کسی گلی سے گزرے تو دیکھا کہ لوگ ایک نوجوان کو خراب کردار کی وجہ سے گھسیٹ کر باہر نکال رہے ہیں اور اس کی ماں روتے ہوئے لوگوں سے اپنے بیٹے کی سفارش کر رہی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لوگوں سے فرمایا: میری ضمانت پر اسے اس عورت کے حوالے کر دو۔ چند دن بعد آپ کی ملاقات اس کی ماں سے ہوئی تو اس نوجوان کا حال دریافت کیا۔ بولی: وہ تو مر گیا ہے اور اس نے وصیت کی تھی کہ میری موت کی خبر پڑوسیوں کو بھی نہ دینا تاکہ وہ مجھے بُرا بھلا نہ کہیں اور مجھے دفن کرنے کے بعد میرے ربّ تعالٰی کے حضور میری سفارش کرنا۔ لہٰذا میں نے کسی کو بتائے بغیر ہی اسے دفن کر دیا اور جب واپس پلٹنے

1 ... رسالہ قشیریہ، باب کرامات الأولیاء، ص ۴۰۴

2 ... رسالہ قشیریہ، باب کرامات الأولیاء، ص ۴۰۴

3 ... رسالہ قشیریہ، باب کرامات الأولیاء، ص ۴۰۴

لگی تو مجھے اس کی آواز آئی، وہ کہہ رہا تھا: اے میری ماں! اب تو چلی جا، مجھے کرم والے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کر دیا گیا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی ایک نیک شخص کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ وہ کبھی کبھی اپنے والد کی قبر پر جا کر ان سے باتیں کیا کرتا تھا۔

نیز یہ بھی مشہور ہے کہ بڑے فقیہ اور مشہور ولی حضرت سیِّدُنا احمد بن موسیٰ بن عُجَیْل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بعض صالحین فقہانے قبر میں سورۂ نور کی تلاوت کرتے سنا ہے۔

نقصان دہ اور نفع مند

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مرتبہ جَنَّتُ الْبَقِیْع (یعنی مدینے کے قبرستان) سے گزرے تو کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْر یعنی اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، ہمارے پاس تمہارے لئے چند خبریں ہیں، تمہاری عورتوں نے شادیاں کر لیں، تمہارے گھروں میں نئے لوگ آباد ہو گئے اور تمہارے مال تقسیم ہو گئے۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی: اے عُمَر بن خطاب! ہم بھی آپ کو اپنے بارے میں کچھ بتاتے ہیں: ہم نے جو آگے بھیجا اسے پالیا، جو راہِ خدا میں خرچ کیا اس سے نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑ آئے تھے اس میں نقصان ہی ہاتھ آیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان گئے تو آپ نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ وَرَحْمَۃُ اللہ یعنی اے قبر والو! تم پر سلامتی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو، تم ہمیں اپنی خبریں سناؤ گے یا پھر ہم تمہیں بتائیں؟ اتنے میں ایک قبر سے آواز آئی: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ، اے امیر المؤمنین! آپ ہمیں بتایئے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تمہاری بیواؤں نے شادیاں کر لیں، مال تقسیم کر دیئے گئے، اولاد یتیموں میں شمار ہو گئی اور تمہاری پختہ عمارتوں میں اب تمہارے دشمن رہائش پذیر ہیں، یہ

---

1 ... رسالہ قشیریہ، باب الرجاء، ص ١٧٣

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الھواتف، باب ھواتف الجن، ٢/٤٩٢، حدیث: ١٠٠

خبریں تو ہمارے پاس تھیں اب تم اپنا حال سناؤ۔ ایک قبر سے آواز آئی: کفن پھٹ گئے، بال بکھر گئے، کھالیں جھڑ گئیں، آنکھوں کے حلقے رُخساروں پر بہہ نکلے اور نتھنوں سے خون اور پیپ جاری ہو گیا، جو ہم نے آگے بھیجا تھا وہ پالیا اور جو پیچھے چھوڑ آئے اس میں نقصان اٹھایا اور ہم اپنے اعمال میں گرفتار ہیں۔[1]

قبر سے ٹھنڈی ہوا

حضرت سیِّدُنا یونس بن ابوفُرات رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے قبر کھودی اور دھوپ سے بچنے کے لئے اس میں بیٹھ گیا اتنے میں اس کی پیٹھ پر ٹھنڈی ہوا لگی، اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں ایک چھوٹا سوراخ تھا، اس نے اپنی انگلی سے اسے کرید کر بڑا کیا تو دوسری جانب تا حد نگاہ ایک کشادہ قبر تھی جس میں ایک بزرگ خضاب لگائے موجود تھے اور ایسا لگتا تھا کہ کنگی کرنے والیوں نے ابھی ابھی کنگی کی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَطّاف بن خالد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: میری خالہ جان شُہدائے کرام کے مزارات پر جایا کرتی تھیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دن میں گئی تو قبرستان میں کوئی بھی موجود نہ تھا، میں نے سیِّدُ الشُّہدا حضرت سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزار کے پاس نماز ادا کر کے سلام کیا تو زمین کے نیچے سے کسی نے میرے سلام کا جواب دیا، اسے میں نے اتنا واضح طور پر پہچانا جیسے میں دن ورات کو پہچانتی ہوں بلکہ جیسے میں یہ جانتی ہوں کہ مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا ہے۔ اس وقت میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن ابوفروہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، شفیعِ معظَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شُہدائے اُحُد کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لئے گئے تو بارگاہِ الٰہی میں یوں گویا ہوئے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شُہدا ہیں، بے شک قیامت تک جو بھی ان کی زیارت اور انہیں سلام کرے گا یہ اسے جواب دیں گے۔[4]

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۲۷/ ۳۹۵، رقم: ۳۲۴۶: عبد اللہ بن الحسن بن عبد الرحمن ابو القاسم البزاز

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ہتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/ ۶۰، حدیث: ۲۳

3 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قول اللہ عزوجل: ولا تحسبن... الخ، ۳/ ۳۰۸

4 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قول اللہ عزوجل: ولا تحسبن... الخ، ۳/ ۳۰۷، عن ابی فروۃ

اس حدیث کے ایک راوی حضرتِ سیِّدُنا عَطّاف بن خالد مَخزُومی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَلِی فرماتے ہیں: میری خالہ نے مجھے بتایا کہ میں شُہَدا کے مزارات کی زیارت کو حاضر ہوئی تو اس وقت میرے ساتھ سواری کی حفاظت کے لئے دو لڑکے تھے، میں نے شُہَدا کو سلام کیا تو مجھے سلام کے جواب کی آواز آئی اور شُہَدا نے فرمایا: خدا کی قسم! جیسے ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ویسے ہی تم آنے والوں کو بھی پہچانتے ہیں۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں نے اپنا خچر قریب کروایا اور فوراً سوار ہو گئی۔[1]

مزارات پر حاضری کا جواز

حضرت سیِّدُنا امام واقدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی بیان کرتے ہیں: حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال شُہَدائے اُحُد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور جب گھاٹی پر پہنچتے تو با آواز بلند فرماتے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار یعنی سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا خوب ملا۔ پھر خلیفۃُ الرَّسول امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ہر سال ایسا ہی کرتے پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کا بھی ہر سال یہی معمول رہا، یونہی خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ان مزارات پر حاضر ہو کر دعا کیا کرتی تھیں اور حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہو کر سلام کرتے اور پھر اپنے رُفَقا کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: کیا تم ایسے لوگوں کو سلام نہیں کرو گے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں؟[2]

نیز حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ خُزاعیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: میں غروبِ آفتاب کے وقت اپنی بہن کے ساتھ قبرستان میں تھی، میں نے اس سے کہا: چلو حضرت سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام کرتی ہیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے چلو۔ چنانچہ ہم نے ان کی قبر پر پہنچ کر یوں سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہ! یعنی اے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا! آپ پر سلام ہو۔ تو ہم نے اِن الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب سنا: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہ۔ حالانکہ اس وقت ہمارے قریب کوئی بھی نہیں تھا۔[3]

1 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قول اللہ عزوجل: ولا تحسبن... الخ، ۳/۳۰۷

2 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قول اللہ عزوجل: ولا تحسبن... الخ، ۳/۳۰۸

3 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قول اللہ عزوجل: ولا تحسبن... الخ، ۳/۳۰۹

حضرت سیِّدُنا ہاشم بن محمد عُمَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں میرے والد گرامی بروز جمعہ فجر کے وقت مجھے اپنے ساتھ شُہَدائے کرام کے مزارات کی حاضری کے لئے لے گئے، میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، جب ہم قبرستان پہنچے تو والد محترم نے بلند آواز سے کہا: سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ (یعنی سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا خوب ملا۔ جواب دیا گیا: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَبَا عَبْدِ اللہ یعنی اے ابوعبد اللہ! تم پر بھی سلام ہو۔ والد گرامی میری طرف مڑے اور پوچھا: بیٹا! کیا جواب تم نے دیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ دائیں جانب کھڑا کیا اور شُہَدا کو دوبارہ سلام کیا تو دوبارہ جواب پایا، تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو والد محترم سجدۂ شکر بجالائے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الواحد بن زید رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم جہاد میں شریک ہوئے جب واپس پلٹے تو ایک مجاہد کم تھا، ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ درختوں کے جھنڈ میں مقتول پڑا نظر آیا اور اس کے سر پر کچھ دو شیزائیں کھڑی دَف بجارہی تھیں، جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو ایسی غائب ہوئیں کہ پھر نظر نہ آئیں۔[2]

قبرِ انور سے اذان واقامت کی آواز

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واقعہ حُرَّہ[3] کے دنوں میں مسجد نبوی شریف کے اندر ہی رہے جبکہ لوگ قتال میں مصروف تھے۔ فرماتے ہیں: جب بھی نماز کا وقت ہوتا میں پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔[4]

حضرت سیِّدُنا بکر بن محمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: واقعہ حُرَّہ کے دنوں میں تین روز تک مسجد نبوی

---

1 ... دلائل النبوۃ للبیھقی، باب قول اللہ عزوجل: ولاتحسبن... الخ، ۳/۳۰۹

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۹۲، حدیث: ۴۰

3 ... واقعہ حرہ یزید مردود کے زمانہ میں بعد واقعہ کربلا ہوا کہ یزید نے مسلم ابن عقبہ کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار سے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا، تین دن یا پانچ دن مدینہ پاک میں قتل عام کرایا، مسجد نبوی شریف میں کئی دن اذان نہ ہو سکی، مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں حضرات صحابہ وتابعین (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کا خون پانی کی طرح بہا۔ یہاں سے پھر اس لشکر نے مکہ معظمہ کا رخ کیا ابھی یہ لشکر راستہ میں تھا کہ مسلم ابن عقبہ ہلاک ہوا اس کے بعد یزید جہنم رسید ہوا۔ (مراٰۃ المناجیح، ۷/۲۰۹)

4 ... طبقات ابن سعد، ۵/۱۰۰، رقم: ۶۸۳: سعید بن المسیب

شریف میں اذان نہ ہوسکی، لوگ تو لڑائی کے لئے نکل گئے اور حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسجد شریف میں ہی میں رک گئے، آپ فرماتے ہیں: مجھے گھبراہٹ ہوئی تو میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کے قریب ہوگیا پھر جب ظہر کا وقت ہوا تو روضۂ انور سے اذان کی آواز سنی، میں نے دو رکعتیں ادا کیں پھر مجھے اقامت کی آواز سنائی دی تو میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھا رہا یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کی، میں نے قبر مبارک سے اذان اور پھر اقامت کی آواز سنی تھی، یونہی تین دن تک مسلسل میں ہر نماز کے وقت قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتا رہا، تین دن بعد لوگ مسجد میں واپس آئے اور مؤذنوں نے اذانیں دیں تو میں نے قبر مبارک سے اذان سننا چاہی مگر آواز نہ آئی۔[1]

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایامِ حُرَّہ میں مسجد نبوی شریف میں تھا اور میرے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا، جب بھی نماز کا وقت ہوتا میں مزارِ اقدس سے اذان کی آواز سنتا پھر میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتا اور یزیدی فوجی گروہ در گروہ مسجد میں داخل ہوتے اور کہتے: اس پاگل بوڑھے کو تو دیکھو۔[2]

قبر سے اذان کا جواب

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعِین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: ایک گورکن نے مجھے بتایا کہ میں نے اِن قبروں میں سے جو سب سے عجیب چیز دیکھی وہ یہ تھی کہ میں نے ایک قبر سے کراہنے کی آواز سنی جیسے مریض کراہتا ہے اور ایک قبر ایسی دیکھی کہ جب مؤذن اذان دیتا تو قبر والا قبر سے اذان کا جواب دیتا۔[3]

حضرت سیِّدُنا حارِث مُحاسِبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں قبرستان میں تھا، ایک قبر سے میں نے دو مرتبہ یہ آواز سنی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے پناہ۔[4]

1... شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب السادس عشر فی ذکر فضل زیارۃ النبی، ۲/ ۴۶۳

2... دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثامن والعشرون، جز ۲، ص ۳۳۷، رقم: ۵۱۰

3... شرح اصول اعتقاد اھل سنۃ، باب الشفاعۃ لاھل الکبائر، ۲/ ۹۷۳، رقم: ۲۱۵۳

4... شرح اصول اعتقاد اھل سنۃ، باب الشفاعۃ لاھل الکبائر، ۲/ ۹۷۴، رقم: ۲۱۵۵

سرِ انور کی کرامت

حضرت سیِّدُنا مِنْہال بن عَمْرو رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سرِ مبارک دیکھا جب اسے اٹھا کر لے جایا جارہا تھا اس وقت میں دِمَشْق میں تھا، ایک شخص آگے آگے سورۂ کہف کی تلاوت کررہا تھا، جب وہ اس آیتِ مبارکہ پر پہنچا:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ (پ۱۵، الکہف: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔

تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سرِ مبارک کو قوتِ گویائی عطا فرمائی تو اس سے یہ آواز آئی: میرا شہید ہونا اور اٹھایا جانا اصحابِ کہف سے زیادہ عجیب ہے۔ [1]

اِمامُ الحدیث حضرت سیِّدُنا احمد بن نَصر خُزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خلیفہ واثِق باللہ نے مجبور کیا کہ آپ قرآنِ پاک کو مخلوق کہیں مگر آپ نے انکار کر دیا، خلیفہ نے آپ کی گردن اڑا دی اور آپ کا سر بغداد میں لٹکا کر ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ وہ نیزے کے ساتھ آپ کے سر کو قبلے سے پھیرتا رہے۔ اس شخص کا بیان ہے: میں نے رات کے وقت دیکھا کہ سر گھوم کر چہرہ قبلہ کی طرف ہو جاتا اور روانی کے ساتھ سورۂ یٰس کی تلاوت کرتا۔ [2]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اسماعیل بن خَلَف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا احمد بن نصر خزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میرے دوست تھے، جب انہیں سخت آزمائش میں ڈالے جانے کے بعد سولی دی گئی تو مجھے خبر ملی کہ اُن کا سر تلاوتِ قرآن کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے سر کے پاس رات گزارنے کا فیصلہ کیا، جب لوگ سو گئے تو میں نے سر کو یہ آیتِ مبارکہ پڑھتے سنا:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ (پ۲۰، العنکبوت: ۱، ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہو گی۔

1... تاریخ ابن عساکر، ۶۰/ ۳۷۰، رقم: ۷۶۸۸: منہال بن عمرو

2... تاریخ بغداد، ۵/ ۳۸۶تا ۳۸۷، رقم: ۲۹۳۹: احمد بن نصر بن مالک

یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔[1]

مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن ابوایوب خُزاعی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص سے سنا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے زمانے میں ایک عابد نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد شریف میں رہتا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اسے بہت پسند کرتے تھے، اس نوجوان کا باپ بوڑھا تھا، نمازِ عشا پڑھ کر وہ اپنے باپ کے پاس چلا جاتا۔ مسجد اور اس کے گھر کے درمیان ایک عورت رہتی تھی، وہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوگئی اور روزانہ اس کے راستے میں رُکاوٹ بن کر کھڑی ہونے لگی یہاں تک کہ ایک رات اس نوجوان کو اپنے دروازے تک لے گئی جب وہ اندر داخل ہونے لگا تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد آئی اور زبان پر بے ساختہ یہ آیتِ مبارکہ جاری ہوگئی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾ (پ۹، الاعراف: ۲۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

وہ غش کھا کر گر پڑا، اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں نے نوجوان کو گھسیٹتے ہوئے اس کے باپ کے دروازے پر لے جا کر ڈال دیا، باپ تاخیر محسوس کرتے ہوئے جب بیٹے کو تلاش کرنے نکلا تو دیکھا کہ وہ دروازے پر بے ہوش پڑا ہے، اس نے گھر کے دیگر افراد کو بلایا اور اسے اٹھا کر اندر لے گئے، جب رات گئے نوجوان کو ہوش آیا تو باپ نے پوچھا: بیٹا کیا ہوا؟ نوجوان بولا: اب خیریت ہے۔ باپ نے خدا کا واسطہ دے کر حقیقتِ حال دریافت کی تو نوجوان نے سارا معاملہ عرض کر دیا۔ باپ نے پوچھا: بیٹا! تم نے کون سی آیت پڑھی تھی؟ اس نے دوبارہ وہی آیت تلاوت کی تو پھر بے ہوش ہو گیا، جب اسے ہلا کر دیکھا تو روح قفَسِ عُنصُری سے پرواز کر چکی تھی۔ چنانچہ اسے غسل دے کر رات ہی کو دفن کر دیا گیا، صبح کو یہ بات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تک پہنچی تو آپ اس کے والد کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ انہوں نے عرض: امیر المؤمنین! رات کے

[1]... تاریخ بغداد، ۵ / ۳۸۷، رقم: ۲۹۳۹: احمد بن نصر بن مالک

وقت آپ کو تکلیف دینا گوارا نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ آپ چند افراد کے ساتھ اس کی قبر پر پہنچے اور فرمایا: اے فلاں! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنی جو اپنے ربّ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ اس نوجوان نے قبر کے اندر سے کہا: یا عمر! بے شک مجھے میرے ربّ نے وہ دو جنتیں دو مرتبہ عطا فرمائی ہیں۔[1]

ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ مِیْناء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک دن قبرستان گیا اور مختصر سی دو رکعت نفل پڑھ کر ایک قبر کے قریب لیٹ گیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اچھی طرح جاگ رہا تھا کہ قبر سے یہ آواز سنی: اٹھو! تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن جانتے نہیں جبکہ ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے، بخدا! مجھے تمہاری طرح یہ دو رکعتیں پڑھنا دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن واقِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یُونُس بن میسرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک دن جمعہ کی صبح دِمَشْق کے قبرستان سے گزر رہے تھے کہ کسی کو یہ کہتے سنا: یہ یونس بن حلبس ہیں جو صبح سویرے آئے ہیں، لوگ حج کرتے ہیں، ہر مہینے عمرہ کرتے ہیں اور روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، لوگو! تم عمل کرتے ہو لیکن جانتے نہیں جبکہ ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے۔ حضرت سیِّدُنا یونس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آواز کی طرف متوجہ ہو کر سلام کیا: لیکن کسی نے جواب نہ دیا تو آپ نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں اب میں سلام کرتا ہوں تو تم جواب نہیں دیتے۔ قبر والوں نے کہا: ہم نے آپ کا سلام سنا ہے مگر جواب ایک نیکی ہے جبکہ ہمارے اور نیکیوں اور بدیوں کے درمیان آڑ کر دی گئی ہے۔[3]

مہینے میں چار حج

حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا میسرہ بن حلبس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۴۵/ ۴۵۰، رقم: ۵۳۲۰: عمرو بن جامع بن عمرو

2 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی الرجل الذی سمع صاحب القبر... الخ، ۷/ ۴۰

3 ... حلیۃ الاولیاء، یونس بن میسرۃ، ۵/ ۲۸۵، رقم: ۷۱۳۸

نابینا تھے ایک مرتبہ ایک شخص کی رہنمائی میں باب توما کے قبرستان سے گزرے تو کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ فَرَحِمَنَا اللہُ وَاِیَّاکُمْ وَغَفَرَ لَنَا وَلَکُمْ فَکَاَنَّا وَقَدْ صِرْنَا اِلٰی مَا صِرْتُمْ اِلَیْہِ یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے بس اب ہم بھی وہیں پہنچنے والے ہیں جہاں تم پہنچ چکے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک مُردے کی روح لوٹا دی تو اس نے جواب دیا: اے دنیا والو! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم مہینے میں چار حج کرتے ہو۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! چار کہاں سے ہوگئے؟ اس نے کہا: نمازِ جمعہ ادا کرنے سے، کیا تم نہیں جانتے کہ نمازِ جمعہ ایک مقبول حج ہے۔ آپ نے پوچھا: تم نے اپنے اعمال میں کس عمل کو بہتر پایا؟ مُردے نے کہا: اِسْتِغْفار کو لیکن اب دروازہ بند ہو چکا پس اب کوئی نیکی بڑھ سکتی ہے نہ کوئی گناہ کم ہو سکتا ہے۔[1]

شُہدا سے ملاقات

حضرت سیِّدُنا عُمَیر بن حُباب سُلَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: خلافت بنو امیہ میں مجھے اور میرے آٹھ دوستوں کو رومیوں نے قید کر کے بادشاہِ روم کے دربار میں پیش کیا تو اس نے سب کی گردن مارنے کا حکم جاری کر دیا۔ چنانچہ میرے آٹھوں دوست شہید کر دیئے گئے، جب مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھایا گیا تو رومی فوج کا ایک سردار اٹھا اور بادشاہ کے سر اور پاؤں کو چومتے ہوئے میرے لئے معافی کی درخواست کی حتّٰی کہ بادشاہ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا، وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بہت ہی خوبصورت لڑکی کو میرے سامنے کرتے ہوئے کہنے لگا: یہ میری بیٹی ہے، میں تمہاری شادی اس سے کروا دوں گا اور اپنا مال و دولت بھی تم پر نچھاور کر دوں گا، تم نے بادشاہ کے دربار میں میرا مقام بھی دیکھ لیا ہے بس شرط یہ ہے کہ تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے کہا: میں بیوی کے حصول اور دنیا کے لئے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ چند دن تک مجھے یہ پیشکش کرتا رہا بالآخر ایک رات اس کی لڑکی نے مجھے باغ میں بلایا اور پوچھا: تمہیں میرے باپ کی پیشکش قبول کرنے سے کیا بات روک رہی ہے؟ میں نے کہا: میں عورت تو کیا کسی بھی چیز کی خاطر اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے پوچھا: ہمارے ساتھ رہنا چاہو گے یا اپنے ملک جانا چاہو گے؟ میں نے کہا: اپنے

[1]... تاریخ ابن عساکر، ۳۵/۳۰۸، رقم: ۳۹۱۳: عبد الرحمٰن بن عیسی ابو محمد

ملک۔ اس نے مجھے آسمان میں ایک ستارہ دکھاتے ہوئے کہا: رات اس کے نشان پر چلتے رہو اور دن میں چھپتے رہو یوں تم اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ پھر اس نے مجھے کچھ مال دیا اور چلی گئی، میں دن کو چھپتا رات کو چلتا تین دن سفر کرتا رہا، چوتھے دن ایک جگہ ٹھہرا تو گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں، میں سمجھا اب میں پکڑا گیا، دیکھا تو وہ میرے شہید دوست تھے اور ان کے ساتھ سفید گھوڑوں پر کچھ اور لوگ بھی تھے، انہوں نے میرے پاس آکر کہا: کیا تم عُمَیر ہو؟ میں نے کہا: ہاں میں عُمَیر ہی ہوں، لیکن تم لوگ تو قتل کر دیئے گئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام شُہَدا کو حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کے جنازے میں شرکت کے لئے بھیجا ہے، ان میں سے ایک نے کہا: عُمَیر! میرا ہاتھ پکڑ لو۔ میں نے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیئے تو اس نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر ہم تھوڑا ہی چلے تھے کہ اس نے مجھے میرے گھر کے قریب جزیرے پر گرا دیا اور مجھے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچی۔[1]

المدد یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!

حضرت سیِّدُنا ابو علی ضَریر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: ملکِ شام کے رہنے والے تین بہادر بھائی تھے جو جہاد کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں قید کر لیا، بادشاہِ روم نے کہا: اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو میں اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کر دوں گا اور تم میں سے ایک کو بادشاہت دے دوں گا۔ انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور یوں پکارا: یَامُحَمَّدَاہُ (یعنی یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہماری مدد کیجئے)۔ بادشاہ نے تیل سے بھری تین دیگیں رکھوا کر ان کے نیچے آگ جلوائی، پھر وہ تین دن تک ان بھائیوں کو کھولتی دیگوں کے پاس بلوا کر نصرانی ہونے کی دعوت دیتا رہا لیکن وہ انکاری ہی رہے، بالآخر بادشاہ نے پہلے سب سے بڑے بھائی کو اور پھر اس سے چھوٹے کو دیگوں میں ڈلوا کر شہید کر دیا اور تیسرے کو اپنا دین اپنانے پر ہر طرح سے مجبور کرنے لگا۔ ایک سردار بولا: بادشاہ سلامت! میں اسے اس کے دین سے پھیر سکتا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ بولا! جہاں تک میں جانتا ہوں عرب لوگ عورتوں کے دِلدادہ ہوتے ہیں اور پورے روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہیں لہٰذا آپ اسے میرے حوالے کر دیں تاکہ میں

[1]... تاریخ ابن عساکر، ۳۶/ ۲۲۸، رقم: ۴۰۶۸: عبد الصمد بن اسماعیل بن علی السلمی

اسے اپنی بیٹی کے ساتھ تنہا چھوڑ دوں، وہ اسے بہکا دے گی۔ بادشاہ نے 40دن کے لئے اس شامی نوجوان کو سردار کے حوالے کر دیا، وہ اسے اپنے گھر لے آیا اور اپنی بیٹی کو سارا معاملہ سمجھا دیا۔ بیٹی نے کہا: اب آپ جائیں آگے کا کام میرا ہے۔ وہ شامی نوجوان اس لڑکی کے ساتھ مقیم ہو گیا مگر اس کا دن روزے میں اور رات نماز پڑھتے ہوئے گزرتی، یوں مقررہ مدت میں سے اکثر دن گزر گئے۔ ایک دن سردار نے بیٹی سے پوچھا: ابھی تک تو نے کیا کیا؟ بیٹی بولی: میں کچھ نہیں کر سکی کیونکہ میرے خیال میں اسے اس شہر میں اپنے بھائیوں کی موت نے غمگین کر رکھا ہے، آپ بادشاہ سے کچھ اور مُہلَت لے کر مجھے اور اسے کسی اور شہر بھیج دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہیں ایک دوسری بستی میں بھیج دیا گیا وہ شامی جوان وہاں بھی رات نماز میں اور دن روزے میں گزارتا رہا حتّٰی کہ جب مقررہ مدت ختم ہونے میں چند دن رہ گئے تو ایک رات وہ لڑکی بولی: میں تمہیں ایک عظیم ربّ کی عبادت کرتے ہوئے دیکھتی رہی لہٰذا اب میں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ نوجوان نے کہا: یہاں سے بھاگیں گے کیسے؟ وہ بولی: میں کوئی تدبیر کرتی ہوں۔ چنانچہ اس نے ایک سواری منگوائی اور دونوں اس پر سوار ہو کر چل پڑے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے، سفر یوں ہی جاری تھا کہ ایک رات انہوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی، جب گھڑ سوار قریب ہوئے تو دیکھا کہ وہ اس نوجوان کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ فرشتے بھی تھے۔ اس نے بھائیوں کو سلام کیا اور اُن سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا: بس وہی ایک غوطے کی تکلیف تھی جو تم نے دیکھی تھی اس کے فوری بعد ہم جنّتُ الفردوس میں جا پہنچے، ہمیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ اس لڑکی کے ساتھ تمہارے نکاح کے گواہ بنیں۔ چنانچہ انہوں نے دونوں کی شادی کروائی اور واپس چلے گئے۔ وہ نوجوان اپنی بیوی کو ملک شام لے آیا اور دونوں وہیں رہنے لگے۔ ان دونوں کا یہ واقعہ ملک شام میں مشہور ہو گیا اور ایک شاعر نے ان کے بارے میں کچھ اشعار بھی کہے جن میں سے ایک یہ بھی تھا:

سَيُعْطَى الصَّادِقِيْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ　　　نَجَاةٌ فِي الْحَيَاةِ وَفِي الْمَمَاتِ

ترجمہ: سچوں کو عنقریب ان کے سچ کے بدلے زندگی اور موت میں کامیابی دی جائے گی۔[1]

[1]... عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایة التسعون بعد المائة: حکایة الاخوة الثلاثة مع ملک الروم، ص۱۹۷، عن یزید بن

حضرت سیِّدُنا معاویہ بن یحییٰ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: حِمص شہر کا ایک شیخ اس خیال سے مسجد کی طرف چلا کہ صبح ہو گئی ہے لیکن ابھی رات باقی تھی، جب وہ قُبّہ کے نیچے پہنچا تو اسے گھوڑوں کے گھنگھروؤں کی آوازیں آئیں، اب جو اس نے دیکھا تو کچھ سوار آپس میں ملاقات کر رہے تھے اور ایک گروہ دوسرے سے پوچھ رہا تھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ دوسرے گروہ نے کہا: کیا آپ لوگ ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر دوسرے گروہ نے بتایا کہ ہم تو حضرت خالد بن مَعْدان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے جنازے میں شرکت کر کے آ رہے ہیں۔ پہلے والوں نے پوچھا: کیا ان کا وصال ہو گیا؟ ہمیں تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ صبح کو اس شیخ نے یہ بات اپنے ساتھیوں کو بتا دی اور جب دوپہر کا وقت ہوا تو ایک قاصد نے آ کر خبر دی کہ حضرت سیِّدُنا خالد بن معدان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّان وصال فرما چکے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا صَفوان بن اُمَیَّہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ایک قبر کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو آپ نے اس قبر سے غمگین آواز میں یہ شعر سنا:

اَنْعَمَ اللهُ بِالظَّعِیْنَةِ عَیْنًا وَّ بِمَسْرَاكِ یَاأَمِیْنَ اِلَیْنَا

جَزْعًا مَّاجَزَعْتِ مِنْ ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَ اِنْ مَّسَّكِ التُّرَابُ اَمِیْنَا

ترجمہ: اے امینہ! رات کے وقت تیرے پالکی میں سوار ہو کر ہمارے پاس آنے سے **الله** عَزَّوَجَلَّ ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے۔ تو قبر کے اندھیرے سے زیادہ خوف زدہ مت ہو اگرچہ تجھ پر مٹی برابر کر دی جائے۔

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے جب لوگوں کو اس کی اطلاع دی تو وہ رونے لگے حتّٰی کہ آنسوؤں سے داڑھیاں بھیگ گئیں، پھر کہنے لگے: کیا آپ جانتے ہیں یہ امینہ کون ہے؟ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے کہا: نہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ جس کا جنازہ آ رہا ہے امینہ یہی ہے اور یہ قبر والی اس کی ہمشیرہ ہے جس کا انتقال ایک سال پہلے ہو گیا تھا۔ حضرت سیِّدُنا صفوان بن امیہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: میں سمجھتا تھا کہ میت بولتی نہیں ہے تو پھر یہ آواز کہاں سے آئی؟[2]

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۶/۲۰۱، رقم: ۱۹۱۶: خالد بن معدان بن ابی کرب

2 ... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرة بموعظة، ۶/۵۹، حدیث: ۲۰

رقص و سرود کی محفل اور خوفناک آواز

حضرت سیِّدُنا سعید بن ہاشم سُلمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: بستی کے ایک شخص نے اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر اپنے گھر میں رقص و سرود کی محفل برپا کی، اس گھر کے ساتھ ہی قبرستان تھا، رات کو جب یہ محفل اپنے جوبن پر تھی تو اچانک لوگوں نے قبرستان سے ایک خوفناک آواز سنی جس سے ان کے دل دہل گئے اور وہ ایسے خاموش ہو گئے گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو، پھر قبرستان سے کسی نے یہ اشعار پڑھے:

یَااَھْلَ لَذَّۃِ لَھْوٍ لَاتَدُوْمُ لَھُمْ   اِنَّ الْمَنَایَا تُبِیْدُ اللَّھْوَ وَاللَّعِبَا

کَمْ قَدْ رَاَیْنَاہُ مَسْرُوْرًا بِلَذَّتِہٖ   اَمْسٰی فَرِیْدًا مِّنَ الْاَھْلِیْنَ مُغْتَرِبَا

ترجمہ: اے لہو ولعب کی ناپائیدار لذّتوں میں مُنْہَمِک لوگو! بے شک موت لہو ولعب کو ختم کر دیتی ہے، کتنے ہی ایسے تھے جنہیں ہم نے اس لذت میں مست دیکھا مگر وہ اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو کر دنیا چھوڑ گئے۔

خدا کی قسم! ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ دولہے کا انتقال ہو گیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا صالح مری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک دن سخت گرمی میں قبرستان گیا تو سونی سونی قبروں کو دیکھ کر کہا: سُبْحٰنَ اللہ! تمہاری روحوں اور تمہارے جسموں کو جدا ہونے کے بعد، جمع کرنے اور گل سڑ جانے کے بعد تمہیں زندہ کرنے والا کوئی تو ہے۔ اتنے میں ایک گڑھے سے آواز آئی: اے صالح! اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جبھی تم نکل پڑو گے۔ یہ سن کر مارے دہشت کے میں منہ کے بل گر پڑا۔[2]

غیبی آواز

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی قبرستان میں بیٹھے خود کلامی میں مصروف تھے کہ ایک غیبی آواز آئی: اے ثابت! تم ان مردوں کو خاموش دیکھتے ہو مگر ان میں بہت سے پریشان ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/ ۵۷، حدیث: ۱۲

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/ ۵۷، حدیث: ۱۳

اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا بِشر بن منصور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عطاء اَزْرَق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: جب تم قبرستان جاؤ تو تمہارا دل بھی ان لوگوں جیسا ہونا چاہئے جن کے درمیان تم ہو۔ ایک مرتبہ میں قبرستان گیا اور اپنے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ایک غیبی آواز آئی: اے غافل! تو ان لوگوں کے درمیان ہے جو یا تو اپنی نعمتوں میں مزے کر رہے ہیں یا پھر عذاب کی سختیوں میں پلٹے کھا رہے ہیں۔[2]

نصیحتوں پر مشتمل اشعار

حضرت سیِّدُنا مُصعب ہَمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میرے پڑوس میں دو بھائی رہتے تھے اور دونوں آپس میں بے مثال محبت کرتے تھے، بڑا بھائی اصفہان گیا تو چھوٹے کا انتقال ہوگیا، جب بڑا واپس آیا تو سات ماہ تک مسلسل بھائی کی قبر پر جاتا رہا۔ ایک دن وہ قبر پر گیا تو اپنے پیچھے سے ایک غیبی آواز سنی:

یَا اَیُّھَا الْبَاکِیْ عَلٰی غَیْرِہٖ نَفْسُکَ اَصْلِحْھَا وَلَا تَبْکِہٖ
اِنَّ الَّذِیْ تَبْکِیْ عَلٰی اَثْرِہٖ یُوْشَکُ اَنْ تُسْلَکَ فِیْ سِلْکِہٖ

ترجمہ: اے دوسرے پر رونے والے! اپنی اصلاح کر اور اس پر نہ رو، جس پر تو روئے جارہا ہے عنقریب تو بھی اس کی لڑی میں پرو دیا جائے گا۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور گھر لوٹ آیا، تین دن بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا اور بھائی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا یزید بن شُرَیح ہَیثَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے ایک قبر سے یہ آواز سنی:

اِنْ تَزُوْرُوا الْیَوْمَ اَمْثَالَنَا فَقَدْ کُنَّا اَمْثَالُکُمْ وَکُنَّا فِی الْحَیَاۃِ کَشَکْلِکُمْ

---

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/۵۸، حدیث: ۱۴
موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۷۸، حدیث: ۱۰۷

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/۵۸، حدیث: ۱۵
موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الھواتف، باب ھواتف القبور، ۲/۴۵۸، حدیث: ۴۶

3 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الھواتف، باب ھواتف القبور، ۲/۴۵۷، حدیث: ۴۳

فَتِلْكَ الْبَيْدَاءُ تُسْفِيْ رِيَاحُهَا وَنَحْنُ فِيْ مَقْصُوْرَةٍ لَّا نَنَالُكُمْ

فَمَنْ يَّكُ مِنَّا فَلَيْسَ بِرَاجِعٍ فَتِلْكَ دِيَارُنَا وَهِيَ مَصِيْرُكُمْ

ترجمہ: اگر آج تم ہم جیسوں کی زیارت کو آتے ہو تو کبھی ہم بھی تمہارے جیسے تھے اور زندگی میں تمہاری جیسی شکل وصورت والے تھے، اب اس ویرانے کی ہوائیں خاک اُڑا رہی ہیں اور ہم ایک کوٹھڑی میں ہیں تم تک نہیں پہنچ سکتے پس جو ہم میں سے ہو جاتا ہے وہ واپس نہیں آسکتا، اب یہی ہمارے گھر ہیں اور تمہارے لوٹنے کی جگہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا سُلیمان بن یَسار حَضْرمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے قبرستان سے گزرتے ہوئے ایک قبر سے کسی کو یہ اشعار کہتے سنا:

يَا أَيُّهَا الرَّكْبُ سِيْرُوْا مِنْ قَبْلِ أَن لَّا تَسِيْرُوْا

فَهٰذِهِ الدَّارُ حَقًّا فِيْهَا اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ

كَمْ مُنْعَمٍ فِيْ نَعِيْمٍ وَّتُسَلِّبَنَّهُ الدُّهُوْرُ

وَاٰخَرُ فِيْ عَذَابٍ لَّبِئْسَ ذَاكَ الْمَصِيْرُ

فَكَمَا كُنْتُمْ كُنَّا فَغَيَّرَنَا رَيْبُ الْمَنُوْنِ وَسَوْفَ كَمَا كُنَّا تَكُوْنُوْن

ترجمہ: اے سوارو! چلو اس سے پہلے کہ تم چل نہ سکو، یہ گھر یقینی ہے اس میں تم ہمارے پاس آؤ گے، نعمتوں میں رہنے والے کتنوں ہی کی نعمتیں زمانے نے چھین لیں اور کتنے ہی عذاب میں مبتلا ہو گئے، بے شک عذاب کا ٹھکانا بہت بُرا ہے، کبھی ہم بھی ویسے تھے جیسے تم ہو پس حوادث زمانہ نے ہمیں بدل دیا، عنقریب تم بھی ویسے ہو جاؤ گے جیسے ہم ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا محمد بن عباس وَرّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر پر نکلا مگر راستے میں انتقال کر گیا، بیٹے نے (سیب کی طرح سرخ پھل والے) دوم کے ایک درخت کے نیچے باپ کو دفن کیا اور سفر جاری رکھا، واپسی پر رات کے وقت جب اسی جگہ سے گزرا تو باپ کی قبر پر نہ رکا، اسے ایک غیبی آواز آئی:

1... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من هتف من المقبرة بموعظة، ۶/۵۹، حدیث: ۱۸

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من هتف من المقبرة بموعظة، ۶/۵۹، حدیث: ۱۹

رَاَیْتُكَ تَطْوِی الدَّوْمَ لَیْلًا وَلَاتَرٰی عَلَیْكَ بِاَهْلِ الدَّوْمِ اَنْ تَتَکَلَّمَا

وَبِالدَّوْمِ ثَاوٍ لَّوْ ثَوَیْتَ مَکَانَهٗ فَمُرْ بِاَهْلِ الدَّوْمِ عَاجٍ فَسَلَّمَا

ترجمہ: میں نے تجھے رات کے وقت دوم کے (درخت کے) پاس سے گزرتے دیکھا لیکن تو نے یہ ضروری نہ سمجھا کہ دوم والے سے گفتگو کرلے۔ دوم کے پاس وہ شخص مقیم ہے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا تو وہ لوٹ کے آتا اور تجھے سلام کرتا۔[1]

تختۂ غسل پر بھی تسبیح کا ورد

حضرت سیِّدُنا سَلَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعْدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان ہر روز 40 ہزار تسبیحات پڑھتے تھے اور اس کے علاوہ تلاوتِ قرآن مجید بھی کرتے تھے۔ وصال کے بعد جب انہیں غسل کے لئے تختے پر رکھا گیا تو انہوں نے اپنی انگلی کو اس طرح ہلانا شروع کر دیا گویا تسبیح پڑھ رہے ہوں۔[2]

یہ زندہ ہیں یا مُردہ

حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ بن جَلاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے والد گرامی وفات پاگئے تو ہم نے انہیں غسل دینے کے لئے تختے پر رکھا اور جب ان کا چہرہ کھولا تو وہ مسکرا رہے تھے، یہ دیکھ کر لوگوں کو شک ہوا کہ شاید وہ زندہ ہیں۔ چنانچہ کچھ لوگ طبیب کو بلانے چلے گئے اور ہم نے ان کا چہرہ ڈھانپ دیا، طبیب نے آکر نبض دیکھی تو کہا: حضرت وفات پاچکے ہیں۔ ہم نے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو طبیب نے بھی دیکھ لیا کہ وہ مسکرا رہے ہیں، وہ حیران ہو کر کہنے لگا: خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم یہ زندہ ہیں یا مردہ۔ الغرض جب بھی کوئی غسل دینے کے لئے آگے آتا تو ہیبت میں مبتلا ہو کر پیچھے ہٹ جاتا بالآخر عارفِ کامل حضرت سیِّدُنا فضل بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آگے بڑھ کر غسل دیا پھر نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا گیا۔[3]

بعد از وصال گفتگو

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا زید بن خارجہ انصاری رَضِیَ اللہُ

1... عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایۃ السادسۃ والاربعون بعد الثلاثمائۃ: من حکایات اهل القبور، ص۳۰۹

2... حلیۃ الاولیاء، خالد بن معدان، ۵/۲۳۸، رقم: ۶۹۵۶

3... تاریخ ابن عساکر، ۶۷/۳۴، رقم: ۸۶۴۳: ابو العباس الوراق

تَعَالٰی عَنْہ کا وصال امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ہوا، آپ کو کفن پہنایا گیا تو آپ کے سینے سے ایک گونج سنی گئی، پھر آپ نے یہ گفتگو کی: احمد، احمد، پہلی کتاب میں لکھا ہے۔ ابو بکر صدیق نے سچ فرمایا، وہ اپنی ذات میں کمزور ہیں مگر خدائے بزرگ وبرتر کے معاملے میں قوی ہیں، یہ بھی پہلی کتاب میں لکھا ہے۔ عُمَر بن خطاب نے سچ فرمایا، وہ بھی پہلی کتاب میں قوی و امین لکھے گئے ہیں۔ عثمان بن عفّان نے سچ کہا، وہ اپنے سے پہلے بزرگوں کے نقش قدم پر چلے، چار سال گزر گئے اور دو باقی ہیں، فتنے رونما ہوگئے، قوی نے ضعیف کو کھالیا اور قیامت بپا ہوگئی، تمہارے لشکر سے تمہارے پاس اَریس اور بئر اریس کے معاملے کی خبر آئے گی۔ حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر ایک خَطْمی شخص کا انتقال ہوا تو اسے بھی کفن دیا گیا اور اس کے سینے سے بھی ایک گونج سنی گئی اور پھر وہ کہنے لگا: بنو حارثہ بن خزرج کے ہم قوم نے سچ کہا۔

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس روایت کی اسناد صحیح ہیں اور اس پر دیگر دلائل بھی ہیں۔(1)

حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن ابو خالد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے یزید اپنے والد کا مکتوب لے کر ہمارے پاس آئے۔ مکتوب کچھ اس طرح تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

نعمان بن بشیر کی جانب سے اُمِّ عبدُ اللہ بنتِ ابو ہاشم کی طرف، آپ پر سلامتی ہو، میں خدائے وحدہ لاشریک کی حمد کرتا ہوں، آپ نے مجھے لکھا کہ میں آپ کو حضرت سیِّدُنا زید بن خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق بتاؤں تو سنیے! انہیں گلے میں درد ہوا جس سے وہ ظہر وعصر کے مابین انتقال فرماگئے، چنانچہ ہم نے انہیں لٹا کر اوپر کپڑا ڈال دیا، میں عصر کے بعد تسبیح میں مشغول تھا کہ مجھے نیند آگئی اور کسی نے خواب میں آکر کہا: زید وفات کے بعد کلام کررہے ہیں، میں جلدی سے اٹھا اور ان کی چارپائی کی طرف چل دیا وہاں کچھ انصاری حضرات موجود تھے اور حضرت سیِّدُنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کلام کررہے تھے: لوگوں میں سب سے

(1)... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی شھادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/۵۵تا۵۶

زیادہ پختہ، اَحکامِ الٰہیہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے پرواہ اور طاقتور کو کمزور کا مال کھانے سے روکنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، انہوں نے سچ فرمایا ان کے متعلق پہلی کتابوں میں ایسا ہی تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی خطاؤں سے بہت درگزر فرماتے ہیں، ان کی دو راتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں، پھر لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے، کوئی نظام باقی نہ رہا اور لوگ حرام کو حلال سمجھنے لگے، پھر مؤمنین نے روکتے ہوئے کہا: لوگو! کتابُ اللہ کو تھامو اور اپنے امیر کی طرف بڑھو، اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ پس جو نافرمانی کرے وہ اپنے خون کو محفوظ تصور نہ کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کام مقرر تقدیر ہے، اَللہُ اَکْبَر! یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے اور یہ انبیا و صدّیقین ہیں، اے ابن رواحہ! آپ پر سلام ہو، کیا آپ کے پاس غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے میرے والد خارجہ اور سعد کے لئے کوئی خوشی کی خبر ہے۔ پھر یہ آیات تلاوت کیں:

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚۖ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ (پ۲۹، المعارج: ۱۵تا۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے، کھال اتار لینے والی بلارہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا (محفوظ رکھا)۔

پھر وہ خاموش ہو گئے۔ تو میں نے وہاں موجود لوگوں سے پوچھا: انہوں نے میرے آنے سے پہلے کیا گفتگو فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم نے یہ آواز سنی کہ خاموش ہو جاؤ! خاموش ہو جاؤ! ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو آواز کپڑے کے اندر سے آرہی تھی، ہم نے ان کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ فرما رہے تھے: یہ احمد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، یارسولَ اللہ! آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ پھر کہا: یہ ابو بکر صدیق ہیں جو امین ہیں، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہیں، ان کا جسم کمزور ہے مگر اَحکامِ الٰہی میں بہت مضبوط ہیں، انہوں نے ہمیشہ سچ کہا اور پہلی کتابوں میں ایسا ہی تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن ابو خالد

---

[1]... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۲۶۷، حدیث: ۳

دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی شہادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/ ۵۶تا۵۷

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: یہ واقعہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے پورے دو سال بعد کا ہے اور دو راتوں سے یہی دو سال مراد ہیں، میں باقی چار سال پورے ہونے کی مدت اور ان میں واقع ہونے والے امور کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ ان چار سالوں میں اہلِ عراق میں اختلافات، جھوٹ اور افواہیں پھیلیں اور انہوں نے اپنے امیر ولید بن عقبہ پر بھی طعنہ زنی کی۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی ہی کی حضرت سیِّدُنا حبیب بن سالم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت میں بئر اریس کا بھی ذکر ہے۔

بئرِ اَرِیس کا واقعہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں حضور نبی اکرم، نُوْرِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک انگوٹھی ہوتی تھی، آپ کی خلافت کے چھ سال بعد وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی، اس کے بعد سے آپ کے گورنروں میں تبدیلی پیدا ہونے لگی اور ان فتنوں کا ظہور ہوا جن کے بارے میں حضرت سیِّدُنا زید بن خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بعد وفات کلام کیا تھا۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: کثیر لوگوں سے بروایاتِ صحیحہ بعد از وفات کلام کرنا ثابت ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُبَیْد انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: مُسَیْلَمَہ کَذّاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والوں میں سے ایک شہید نے شہادت کے بعد یوں گفتگو کی: حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، حضرت سیِّدُنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سچے ہیں اور حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امین، نرم اور مہربان ہیں۔ مجھے یہ یاد نہیں کہ اس شہید نے حضرت سیِّدُنا عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کیا کہا۔[3]

ان ہی سے روایت ہے کہ لوگ جنگ جَمَل یا صِفِّین کے شہیدوں کو دفنا رہے تھے کہ ایک انصاری شہید بول پڑا: حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، حضرت سیِّدُنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

---

1 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی شہادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/ ۵۷

2 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی شہادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/ ۵۷تا۵۸

3 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی شہادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/ ۵۸

عَنْہ صدیق ہیں، حضرت سیّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہیں اور حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مہربان ہیں۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔[1]

حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عُبَیْدُ اللہ انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو میں بھی ان کی تدفین میں شریک ہوا، جب ہم نے انہیں قبر میں رکھا تو وہ پکار اٹھے: حضرت سیّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، حضرت سیّدُنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صدیق ہیں، حضرت سیّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہیں اور حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امین اور مہربان ہیں۔ ہم نے انہیں غور سے دیکھا تو وہ مردہ حالت میں تھے۔[2]

حضرت سیّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص حضرت خارجہ بن زید[3] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ انتقال کر گئے، ہم نے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹ دیا اور میں نماز کے لئے کھڑا ہی ہوا کہ مجھے ایک آواز آئی، میں نے اُن کی طرف دیکھا تو وہ حرکت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: لوگوں میں زیادہ پختہ اور بہتر، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمانی وجسمانی دونوں لحاظ سے مضبوط ہیں، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پاک دامن، نرم مزاج اور کثیر خطاؤں سے درگزر کرنے والے ہیں ان کی دو راتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں، لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور کوئی نظام نہ رہا، اے لوگو! اپنے امیر کے پاس جاؤ ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ یہ رہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ پھر کہا: زید بن خارجہ (یعنی میرے والد) کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ پھر کہا: میرے پیچھے بِئرِ اَرِیس چھین لیا گیا۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔[4]

1... دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ما جاء فی شھادۃ المیت لرسول اللہ... الخ، ۶/ ۵۸

2... تاریخ کبیر، باب العین، ۵/ ۴۳، رقم: ۶۴۸۳/ ۴۱۳

3... حضرت سیّدُنا علامہ عِزُّالدِّین اِبنِ اَثِیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَبِیْر فرماتے ہیں: اس بات میں اختلاف ہے کہ ان کا نام خارجہ بن زید ہے یا زید بن خارجہ۔ درست یہ ہے کہ جنہوں نے وفات کے بعد کلام کیا ان کا نام زید بن خارجہ ہے۔ (اسد الغابۃ، ۲/ ۱۰۶)

4... معجم کبیر، ۴/ ۲۰۲، حدیث: ۴۱۳۹

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت زید بن خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی تو ہم انہیں غسل دینے گئے اور جیسے ہی ان پر پانی ڈالا وہ بول پڑے: دو گزر گئے چار رہ گئے، مال دار غریبوں کو کھا گئے اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نرم ہیں مؤمنین پر مہربان ہیں، حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار پر سخت ہیں وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے، حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی نرم اور مسلمانوں پر شفیق ہیں، ابھی تم لوگ انہی کے طریقے پر ہو لہٰذا ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ پھر ان کی آواز بند ہو گئی مگر زبان حرکت کر رہی تھی اور جسم مُردہ تھا۔[1]

شہید مدد کے لئے آ پہنچا

حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: ہم رومیوں سے جنگ کے لئے نکلے تو چند افراد دشمن کی کھوج میں لگ گئے، دو آدمی بچھڑ گئے تھے، ان میں سے ایک نے بتایا کہ ہمیں رومیوں کا ایک بوڑھا ملا اور اس نے ہمیں جنگ کی دعوت دی، ہم تھوڑی دیر اس سے لڑے مگر میرا ساتھی شہید ہو گیا، میں نے ارادہ کیا کہ واپس اپنے ساتھیوں میں چلا جاتا ہوں، واپس ہو ہی رہا تھا کہ میں نے دل میں کہا: تیری ماں تجھے روئے! تیرا ساتھی تجھ سے پہلے جنت میں چلا گیا اور تو واپس ساتھیوں میں بھاگ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے مڑ کر اس رومی پر حملہ کر دیا، لڑتے لڑتے وہ مجھے نیچے گرا کر میرے سینے پر بیٹھ گیا اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہتھیار پکڑا ہی تھا کہ اتنے میں میرا شہید ساتھی آ پہنچا اور اسے بالوں سے پکڑ کر مجھ سے الگ کر دیا اور ہم دونوں نے مل کر اس رومی کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد میرا شہید ساتھی میرے ساتھ باتیں کرتا ہوا چلنے لگا اور ایک درخت کے پاس پہنچ کر گر پڑا اور پہلے کی طرح مقتول ہو گیا، میں اپنے ساتھیوں میں واپس پہنچا اور انہیں سارے واقعے سے آگاہ کیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: کچھ نوجوان رومیوں سے جہاد

1... تاریخ ابن عساکر، ۳۹/ ۲۲۴، رقم: ۴۶۱۹: عثمان بن عفان امیر المؤمنین ذو النورین

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۲۸۵، حدیث: ۳۲

کرنے نکلے تو تمام قید کر لئے گئے ، رومی انہیں اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ، اس نے انہیں اپنا دین قبول کرنے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا ، بادشاہ نہر کے کنارے ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور ان مسلمان نوجوانوں کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ چنانچہ ایک نوجوان کو شہید کر کے نہر میں پھینکا گیا تو اس کا چہرہ رومیوں کی طرف گھوما اور یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت کیں:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔[1]

حضرت سیِّدُنا سعید عَمِّی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا اور اس نے درخواست کی کہ مجھے بھی سوار کر لیا جائے۔ پہلے تو انہوں نے منع کیا مگر پھر اُسے سوار کر لیا۔ جب جنگ چھڑی تو اس نوجوان نے اپنی جواں مردی کے خوب جوہر دکھائے بالآخر شہید ہو گیا، شہادت کے بعد اس کا سر اپنے سواروں کی جانب سیدھا ہوا اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًاؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾ (پ۲۰، القصص: ۸۳)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم اُن کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

اس کے بعد اس نے پانی میں ایک غوطا کھایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔[2]

تین باتوں کے سبب بخشش

حضرت سیِّدُنا ابو یوسف غَسولی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم کے پاس ملکِ شام گیا تو انہوں نے فرمایا: آج میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کیا؟ فرمایا: میں ایک قبر کے قریب کھڑا تھا کہ اچانک وہ شق ہوئی اور اس میں سے خضاب لگائے ہوئے ایک

1... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۲۹۲، حدیث: ۳۹

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/ ۳۰۸، حدیث: ۶۲

بزرگ ظاہر ہوئے اور فرمایا: اے ابراہیم! پوچھو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تمہارے لئے زندہ کیا ہے۔ میں نے کہا: مَافَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں بُرے اعمال لے کر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھے تین باتوں کے سبب بخش دیا: تو مجھ سے اس حال میں ملا کے مجھ سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتا تھا، تیرے سینے میں ذرہ برابر بھی حرام گھونٹ نہیں اُترا تھا اور تو مجھے خضاب لگائے ہوئے ملا اور جس نے خضاب کیا ہو اسے آگ کا عذاب دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔ اس کے بعد قبر بند ہو گئی۔ پھر فرمایا: اے غَسولی! تجھ پر افسوس ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کر وہ تجھے عجائبات دکھائے گا۔[1]

نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی بخشش

نیشاپور کے قاضی حضرت سیِّدُنا ابو ابراہیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّحِیْم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں آپ کو ایک عجیب بات بتانا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا؟ کہنے لگا: میں پہلے کفن چور تھا ایک دن ایک عورت کا انتقال ہوا تو میں اس کے جنازے میں شریک ہو گیا تاکہ اس کی قبر کا پتا لگا سکوں، جب رات ہوئی تو میں نے جا کر قبر کھودی اور کفن اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بول اٹھی: سُبْحٰنَ اللہ! جنتی مرد جنتی عورت کا کفن چرا رہا ہے۔ پھر کہنے لگی: کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری نماز جنازہ پڑھنے والوں کو بخش دیا ہے۔[2]

جنازے میں شُہَدا کی شرکت

حضرت سیِّدُنا عبدُ العزیز بن عبدُ اللہ بن سَلَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام کے شہر اَنْدَر میں رہتا تھا اور اس کا ایک بیٹا شہید ہو چکا تھا، ایک دن اس شخص نے اچانک ایک گھڑ سوار کو آتے دیکھا تو بیوی سے کہنے لگا: اے فلانی! دیکھ ہمارا بیٹا آرہا ہے۔ اس نے کہا: شیطانی وَسْوَسے کو خود سے دور کر، بیٹے کو شہید ہوئے تو اتنا عرصہ ہو چکا ہے، تیرے دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ اِسْتِغْفار کرتے ہوئے

1... کرامات الاولیاء لابی محمد الخلال، ص ۵۴، رقم: ۲۱: ابو یوسف الغسولی

2... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اهل القبلة، ۷/ ۸، حدیث: ۹۲۶۱

دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا پھر نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ گھڑ سوار قریب آچکا تھا، کہنے لگا: ارے! دیکھ تو سہی خدا کی قسم! ہمارا بیٹا آیا ہے۔ بیوی نے دیکھا تو کہا: وَاللہ! یہ تو وہی ہے۔ چنانچہ وہ ماں باپ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ باپ نے پوچھا: بیٹا کیا تم شہید نہیں ہوئے تھے؟ عرض کی: کیوں نہیں لیکن ابھی حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کا انتقال ہوا ہے اور شُہَدا نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ان کے جنازے میں شرکت کی اجازت مانگی ہے، میں بھی ان میں شامل تھا لہٰذا میں نے آپ دونوں کو سلام کرنے کی اجازت بھی مانگ لی، پھر وہ والدین کے لئے دعا کر کے روانہ ہو گیا اور حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کے بارے میں پتا چلا کہ ان کا وصال بھی اسی ساعت میں ہوا تھا۔[1]

یہ تمام واقعات مُستَنَد ہیں، مُحَدِّثین نے اپنی کتابوں میں اپنی اَسانید کے ساتھ انہیں ذکر کیا ہے اور اس کی تصدیق و تقویت کے لئے اب میں وہ بات ذکر کرنے لگا ہوں جو حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: مُردوں کا اچھی یا بُری حالت میں نظر آنا ایک قسم کا کَشْف ہے، جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی بِشارت، کبھی نصیحت، کبھی میت کی کسی مصلحت جیسے ایصالِ ثواب یا ادائے قرض وغیرہ کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ اکثر طور پر ایسے واقعات خواب میں رونما ہوتے ہیں لیکن کبھی بیداری میں بھی ہوتے ہیں اور یہ اصحابِ حال اولیا کے لئے بطورِ کرامات ہوتا ہے۔[2]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: اَہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ بعض اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ارادے سے روحیں عِلِّیِّیْن یا سِجِّیْن سے واپس جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں بالخصوص جمعرات کو اور وہ بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرتی ہیں، انعام یافتہ روحیں راحت پاتی ہیں اور عذاب کی حقداروں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: جب تک اَرواح علیین یا سجین میں ہوتی ہیں تو ثواب و عذاب اَرواح ہی کو ہوتا ہے لیکن جب وہ قبروں میں ہوتی ہیں ثواب و عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔[3]

1... تاریخ ابن عساکر، ۲۵۸/۴۵، رقم: ۵۲۴۲: عمر بن عبد العزیز

2... روض الریاحین، الحکایۃ الخامسۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۸۱

3... روض الریاحین، الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۸۳ تا ۱۸۴

اِبْنِ قَیِّم نے کہا: احادیث اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مُردے اپنے زائرین کے آنے کو جانتے، ان کی بات سنتے، ان سے اُنسیت حاصل کرتے اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں، یہ شہدا و غیر شہدا سب کے لئے ہے اور اس میں کوئی وقت بھی خاص نہیں۔ یہ قول حضرت سیِّدُنا ضحّاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس قول سے زیادہ صحیح ہے جو وقت کے خاص ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر یہ کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی امت کے لئے یہی مقرر کیا ہے کہ وہ مردوں کو اس طرح سلام کریں جیسے سماعت و عقل رکھنے والے کو مخاطب کر کے سلام کیا جاتا ہے۔

مُردوں کو ان الفاظ سے سلام کرو

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْن یعنی اے مؤمنین قوم کی جماعت! تم پر سلام ہو اِنْ شَآءَ اللّٰہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں سکھایا کہ قبرستان جائیں تو یوں کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یعنی اے قبر والے مسلمانو! تم پر سلام ہو اِنْ شَآءَ اللّٰہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت مانگتے ہیں۔[2]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: میں قبرستان والوں سے کیا کہوں؟ ارشاد فرمایا: یوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْن یعنی تم کہو کہ قبر والے مسلمانوں پر سلامتی

1... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب إطالۃ الغرۃ...الخ، ص۱۵۰، حدیث: ۲۴۹

2... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیما یقال إذا دخل المقابر، ۲/۲۴۰، حدیث: ۱۵۴۷

نسائی، کتاب الجنائز، الأمر بالاستغفار للمؤمنین، ص۳۴۳، حدیث: ۲۰۳۷

ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اِنْ شَآءَ الله ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ شریف کے قبرستان سے گزرے تو قبروں کی طرف رخ کرکے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔[2]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم قبرستان سے قریب ہوئے تو کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ فَارِطٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ عَمَّا قَلِیْلٌ لَّاحِقٌ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ وَتَجَاوَزْ بِعَفْوِکَ عَنَّا وَعَنْھُمْ یعنی اے قبر والے مسلمانو! تم پر سلام ہو، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بھی کچھ عرصہ بعد تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری اور ان کی مغفرت فرما اور اپنے عفو وکرم کے طفیل ہم سے اور ان سے درگزر فرما۔[3]

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اپنی زمین سے واپس ہوتے تو شُہَدا کی قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے یوں کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یعنی تم پر سلام ہو اِنْ شَآءَ اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ پھر اپنے مصاحبین سے فرماتے: کیا تم شُہَدا کو سلام نہیں کروگے کہ وہ تمہیں جواب دیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب بھی کسی (مسلمان کی) قبر کے پاس سے گزرتے تو اسے سلام کرتے۔[5]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے پہچان والوں کی قبروں کے پاس سے گزرو تو کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَصْحَابَ الْقُبُوْرِ یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو اور جب انجان قبروں کے پاس سے

---

1 ... مسلم، کتاب الجنائز، ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا، ص ۴۸۴، حدیث: ۹۷۴

2 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر، ۲/۳۲۹، حدیث: ۱۰۵۵

3 ... معجم کبیر، ۴/۵۶، حدیث: ۳۶۱۸

4 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما ذکر فی التسلیم علی القبور... الخ، ۳/۲۲۱، حدیث: ۷، دون: ان شاء اللہ

5 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما ذکر فی التسلیم علی القبور... الخ، ۳/۲۲۱، حدیث: ۵، ابن عمر بدلہ سالم بن عبد اللہ

گزرہو تویوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُسْلِمِیْن یعنی مسلمانوں پر سلام ہو۔[1]

مرحومین سے دعائے مغفرت حاصل کرنے کا ورد

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے تو حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر اس وقت تک جتنے بھی مسلمان فوت ہوئے سب اس کے لئے اِستغفار کرتے ہیں (دعا یہ ہے): اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِالْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَاوَھِیَ بِكَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِكَ وَسَلَامًا مِّنِّیْ یعنی اے ہمارے پروردگار، اے اُن بوسیدہ جسموں اور گلی ہوئی ہڈیوں کے رب جو تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا سے گئیں! اپنی بارگاہ سے ان پر راحت اور میری طرف سے سلام داخل فرما۔[2]

جبکہ حضرت سیِّدُنا امام ابن ابی الدنیا رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے یہ مضمون روایت کیا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر قیامت تک وفات پا جانے والے مسلمانوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرماتا ہے۔“[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جس نے قبرستان جا کر مُردوں کے لئے اِستغفار اور دعائے رحمت کی گویا وہ ان کے جنازوں میں شریک ہوا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔[4]

حضرت سیِّدُنا اَزْہَر بن مَروان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا بشر بن منصور عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفُوْر کا ایک مخصوص کمرہ تھا، آپ عصر کی نماز کے بعد اس میں جاتے اور قبرستان کی طرف دروازہ کھول کر قبروں کی زیارت کرتے۔[5]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب بھی کسی جنازے میں شریک ہوتے تو اپنے فوت شدہ رشتہ داروں کی قبروں پر جا کر ان کے لئے بھی دعا و استغفار کرتے۔[6]

---

1 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ماذکر فی التسلیم علی القبور... الخ، ۳/۲۲۱، حدیث: ۸

2 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ۸/۲۵۷، حدیث: ۲۲

3 ... ملحق کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص۲۲۷، حدیث: ۷۰

4 ... التمھید، باب العین، العلاء بن عبد الرحمن، ۸/۳۱۴، تحت الحدیث: ۸/۵۷۲

5 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۷۴، حدیث: ۹۴

6 ... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۷، حدیث: ۹۲۹۶

حضرت سیِّدُنا عاصم جَحْدَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کے خاندان کے ایک شخص کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا عاصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو وفات کے کئی سال بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: کیا آپ فوت نہیں ہو گئے؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا: اب آپ کہاں ہیں؟ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنت کے ایک باغ میں ہوں، میں اور میرے ساتھی ہر شب جمعہ اور جمعہ کی صبح حضرت سیِّدُنا ابو بکر مُزَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے پاس جمع ہوتے ہیں تو ہمیں تمہاری خبریں ملتی ہیں۔ میں نے پوچھا: اجسام کے ساتھ جمع ہوتے ہیں یا صرف روحوں کے ساتھ؟ فرمایا: افسوس! جسم تو بوسیدہ ہو گئے اب صرف روحیں ملتی ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ ہمارے قبروں پر آنے کو جانتے ہیں؟ فرمایا: شبِ جمعہ، روزِ جمعہ اور ہفتے کو سورج نکلنے تک آنے والوں کو جانتے ہیں۔ میں نے کہا: دیگر سارے ایام چھوڑ کر یہی اوقات کیوں؟ فرمایا: جمعۃ المبارک کے فضل اور عظمت کی وجہ سے۔[1]

مُردوں کے لئے تحفہ

حضرت سیِّدُنا بِشر بن منصور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفُوْر فرماتے ہیں: ایک شخص کثرت سے قبرستان آتا جاتا رہتا اور جب بھی کوئی جنازہ آتا تو اس کی نماز پڑھتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری وحشت دور فرمائے، تمہاری تنہائی پر رحم فرمائے، تمہارے گناہ بخشے اور نیکیاں قبول فرمائے۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہتا تھا، اس کا بیان ہے کہ ایک دن میں قبرستان نہ جا سکا اور گھر آ کر سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر لوگ میرے پاس جمع ہو گئے ہیں، میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہنے لگے: ہم قبرستان والے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ کہا: تم اپنے گھر جانے سے پہلے ہمیں جو تحفہ دیتے تھے آج وہ نہیں ملا۔ میں نے پوچھا: کون سا تحفہ؟ وہ بولے: وہی دعائیں جو تم ہمارے لئے کرتے ہو۔ میں نے کہا: میں ضرور آؤں گا۔ اس کے بعد میں نے کبھی بھی قبرستان جانے کا ناغہ نہیں کیا۔[2]

جمعہ کے دن پرند کیا کہتے ہیں؟

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خانہ بدوش تھے۔ جب جمعہ کی شب آتی تو سفر شروع کر دیتے اور

1 ... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۸، حدیث: ۹۳۰۰

2 ... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۷، حدیث: ۹۲۹۸

آپ کا چابک روشن ہو جاتا، ایک رات قبرستان گئے تو گھوڑے پر ہی اونگھ آئی اور سر جھک گیا، دیکھا کہ تمام مردے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے کہہ رہے ہیں: یہ مطرف ہیں جو جمعہ کے دن آئے ہیں۔ میں نے کہا: کیا تم بھی جمعہ کی فضیلت کو جانتے ہو؟ مُردے بولے: جی ہاں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس دن پرندے کیا کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا کہتے ہیں؟ وہ بولے کہ پرندے کہتے ہیں: سلامتی ہی سلامتی ہے نیک دن آیا۔[1]

والدین کی قبر پر حاضری دیا کرو

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے والد ماجد کا انتقال ہوا تو میں نے بہت زیادہ گریہ وزاری کی اور ہر روز ان کی قبر پر حاضری دیتا پھر اس میں کچھ کمی ہو گئی تو والد صاحب خواب میں آئے اور فرمایا: بیٹا! میرے پاس آنے میں کس وجہ سے سُستی کرنے لگے ہو؟ میں نے عرض کی: آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا: بیٹا! تم جب بھی آتے ہو مجھے علم ہو جاتا ہے اور میں تمہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اور میرے پڑوسی بھی تمہاری دعا کے سبب خوش ہوتے ہیں۔ پس اس کے بعد میں نے کثرت سے والد ماجد کی قبر پر جانا شروع کر دیا۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء ہاشم بن محمد اَنصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: مجھے ایک عالِم صاحب نے بتایا کہ میں اپنے والد ماجد کی قبر پر جانے کا عادی تھا۔ کچھ عرصہ بعد دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ میں تو بس مٹی کو دیکھنے جاتا ہوں، جانے کا کیا فائدہ، یہ سوچ کر میں نے جانا چھوڑ دیا۔ ایک رات والد مرحوم خواب میں آئے اور فرمایا: بیٹا! تم پہلے کی طرح اب کیوں نہیں آتے؟ میں نے عرض کی: میں تو وہاں مٹی کا ڈھیر ہی دیکھتا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: بیٹا! ایسا نہ کہو، جب تم آتے تھے تو میرے پڑوسی مردے مجھے تمہارے آنے کی بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس ہوتے تو میں تمہیں کوفہ میں داخل ہونے تک دیکھتا رہتا تھا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عثمان بن سَودہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا بہت بڑی عبادت گزار تھیں

1... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ۷/۱۸، حدیث: ۹۳۰۳

2... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۲۰۲، حدیث: ۷۹۰۳

3... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۲۰۲، حدیث: ۷۹۰۴

اور انہیں راہبہ (یعنی دنیا سے کنارہ کش) کہا جاتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا عثمان بن سودہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد میں ہر شب جمعہ ان کی قبر پر جا کر ان کے اور تمام مردوں کے لئے دعا و استغفار کرتا تھا، ایک رات میں نے خواب میں والدہ مرحومہ کو دیکھ کر پوچھا: امی جان! آپ کیسی ہیں؟ فرمایا: بیٹا! بے شک موت کی تکلیف بہت شدید ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میرے لئے عالَمِ برزخ اچھا ہے، میں پھولوں کے بستر اور موٹے وباریک ریشم کے تکیوں پر آرام کر رہی ہوں۔ میں نے عرض کی: آپ کو کوئی حاجت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کی: وہ کیا؟ فرمایا: ہماری زیارت اور ہمارے لئے دعا کرنے کو ترک مت کرنا کیونکہ تمہارے جمعہ کے دن آنے سے مجھے اُنسیت ملتی ہے اور جب گھر میں سے کوئی زیارت کو آئے تو میرے پڑوسی مردے کہتے ہیں: اے نیک بندی! تمہارے گھر سے زیارت کرنے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں اور میرے پڑوسی مردے خوش ہو جاتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابُو الْبَرَکات عبدُ الواحد بن عبدُ الرحمٰن بن غلاب سُوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں، میری والدہ کا بیان ہے: میں نے اپنی ماں کو بعد از وفات خواب میں دیکھا، وہ فرما رہی تھیں: بیٹی! جب تم میری زیارت[2] کو آؤ تو تھوڑی دیر بیٹھ جایا کرو تا کہ میں تمہیں نظر بھر کے دیکھ سکوں اس کے بعد دعائے رحمت کیا کرو کیونکہ جب تم میرے لئے دعائے رحمت کرتی ہو تو وہ رحمت میرے اور تمہارے بیچ حجاب بن کر میری توجہ تم سے ہٹا دیتی ہے۔[3]

---

❶... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/ ۲۰۳، حدیث: ۷۹۰۶

❷... صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق فتاوٰی رضویہ، جلد9، صفحہ 538 کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: اَسلم (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ۱/ ۸۴۹)

(عورت کو) سوائے روضَۂ انور (عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سُنَّتِ جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآنِ عظیم نے اسے مَغْفِرَتِ ذُنُوب (یعنی گناہوں کی بخشش) کا تِریاق بتایا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص ۳۱۵)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے "**بہار شریعت**" اور "**ملفوظات اعلیٰ حضرت**" کے مذکورہ مقام کا مطالعہ کیجئے۔

❸... معجم السفر، ص ۱۸۶، رقم ۵۹۶

حضرت سیِّدُنا اَسدبن موسٰی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میرا ایک دوست تھا جب اس کا انتقال ہوا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا: سُبۡحٰنَ اللہ! تم فلاں دوست کی قبر پر گئے، وہاں بیٹھ کر تلاوت اور دعائے مغفرت کی جبکہ میرے پاس نہیں آئے۔ میں نے کہا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا: جب تم اپنے فلاں دوست کی قبر پر جارہے تھے تو میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا۔ میں نے پوچھا: کیسے دیکھ لیا حالانکہ تمہارے اوپر تو مٹی ہے؟ کہنے لگا: کیا تمہیں شیشے کے برتن میں پانی بالکل واضح نظر نہیں آتا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ وہ بولا: بس جو ہماری زیارت کو آتا ہے ہم بھی اسے ایسے ہی دیکھتے ہیں۔[1]

تنبیہ

حضرت سیِّدُنا ابوجری جابر بن سلیم ہجیمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کہا: عَلَیۡكَ السَّلَامُ یَا رَسُوۡلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ارشاد فرمایا: عَلَیۡكَ السَّلَام نہ کہو کیونکہ یہ مردوں کا سلام ہے۔[2]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو عَلَیۡکُمُ السَّلَام کہا جائے یعنی "عَلَیۡکُم" کو پہلے لایا جائے جبکہ پیچھے ایک حدیث پاک گزری ہے جس میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مردوں کو یوں سلام کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ دَارَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡن۔[3] اس میں لفظ "اَلسَّلَام" مُقَدَّم ہے اب دونوں حدیثوں میں بعض عُلَما نے یوں تطبیق دی کہ عَلَیۡكَ سے سلام کرنے والی حدیث صحیح ہے اور جس میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلام کرنا آیا ہے وہ اَصَح (زیادہ صحیح) ہے۔

جبکہ بعض عُلَما اس طرف گئے ہیں کہ سنت یہی ہے کہ لفظ "عَلَیۡکُم" پہلے کہا جائے، لہٰذا دونوں حدیثوں میں تطبیق کی ضرورت ہے۔ چنانچہ، بعض نے یہ کہا کہ "جس حدیث میں لفظ "اَلسَّلَام" مُقَدَّم ہے وہ اس ممانعت والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔" اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ "سنت وہ ہی ہے جس پر ممانعت

1... اھوال القبور لابن رجب، الباب الثامن، ص۱۴۶

2... ابو داود، کتاب الادب، باب کراھیۃ ان یقول علیک السلام، ۴/۴۵۲، حدیث: ۵۲۰۹

3... مسلم، کتاب الطھارۃ، باب استحباب إطالۃ الغرۃ...الخ، حدیث: ۲۴۹، ص۱۵۰

والی حدیث دلالت کرتی ہے۔“

لیکن اِبنِ قَیِّم نے ”بَدَائِعُ الْفَوَائِد“ میں کہا: دونوں گروہ حدیث کے مقصود کو نہ سمجھ سکے، اصل یہ ہے کہ رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمان ”عَلَيْكَ السَّلَامُ مردوں کا سلام ہے“ سے کوئی شرعی ضابطہ بیان کیا ہے نہ ہی کسی شرعی حکم کی خبر دی ہے بلکہ آپ نے اس فرمانِ عالی سے زمانہ جاہلیت کا ایک طرزِ عمل بتایا ہے کہ میت کے بارے میں اس طرح کہنا لوگوں میں رائج تھا کیونکہ وہ میت کا ذکر دعا پر مُقَدَّم کرتے تھے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ　　　وَرَحْمَتُهُ مَا شَآءَ اَنْ يَتَرَحَّمَا[1]

ترجمہ: اے قیس بن عاصم! تم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سلام اور اس کی رحمت ہو وہ تم پر اپنی چاہت سے مہربانیاں کرتا رہے۔

نیز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مرثیہ کہنے والے کا یہ شعر ہے:

عَلَيْكَ السَّلَامُ مِنْ اَمِيْرٍ وَّبَارَكَتْ　　　يَدُ اللهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ

ترجمہ: امیر المؤمنین پر سلام ہو اور عنقریب بوسیدہ ہو کر ٹوٹ پھوٹ جانے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ برکت عطا فرمائے۔

اشعار میں اس طرح کی کثیر مثالیں موجود ہیں اور کسی واقعے کی خبر دینے سے جواز بھی ثابت نہیں ہوتا اِسْتِحْباب تو دور کی بات ہے، لہٰذا مسئلہ واضح اور مُعَیَّن ہو گیا کہ قبر والوں کو سلام کرنے میں لفظ سلام ہی مقدم ہو گا جیسا کہ خود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ زندوں سے تو جواب کی توقع ہوتی ہے لہٰذا دعا (یعنی سلام) کو مقدم کیا جائے جبکہ مُردے سے جوابِ سلام متوقع نہیں ہوتا تو ہم کہیں گے: مُردے سے بھی جواب کا وقوع ہوتا ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔

خوبصورت نکتہ

ایک نیا اور خوبصورت نکتہ سنو! جب بھلائی کی دعا کی جائے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ دعا کو اس شخص سے مقدّم رکھا جائے جس کے لئے دعا کی جارہی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید کی ان آیات میں واضح ہے:

[1]... ”شَرْحُ الصُّدُوْر“ کے دستیاب نسخوں میں اس مقام پر شعر کا دوسرا مصرع نہیں تھا، اصل ماخذ ”بَدَائِعُ الْفَوَائِد“ سے درج کیا گیا ہے۔

﴿1﴾...

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۱۰۹) ترجمۂ کنزالایمان: سلام ہو ابراہیم پر۔

﴿2﴾...

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۷۹) ترجمۂ کنزالایمان: نوح پر سلام ہو۔

﴿3﴾...

سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (پ۱۳، الرعد:۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ۔

اور جب بُرائی کی دعا ہو تو جس کے لئے دعا کی جائے اسے مُقدَّم کرنا بہتر ہے جیسا کہ ان فرامین باری تعالیٰ میں ہے:

﴿1﴾...

وَ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ (پ۲۳، ص:۷۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے۔

﴿2﴾...

عَلَیْهِمْ دَآىٕرَةُ السَّوْءِ ؕ (پ۲۶، الفتح:۶) ترجمۂ کنزالایمان: انھیں پر ہے بُری گردش۔

﴿3﴾...

عَلَیْهِمْ غَضَبٌ (پ۲۵، الشوریٰ:۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اُن پر غضب ہے۔

اس کے کچھ اور بھی راز ہیں جو میں نے اپنی کتاب ''اَسْرَارُ التَّنْزِیْل'' میں ذکر کر دیئے ہیں۔

...

تھکن سے حفاظت

یَاقُدُّوْس کا جو کوئی دورانِ سفر ورد کرتا رہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تھکن سے محفوظ رہے گا۔

(مدنی پنج سورہ، ص۲۴۶)

باب نمبر39

اَرواح کے ٹھکانوں کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌؕ (پ۷، الانعام: ۹۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَاؕ (پ۱۲، ھود: ۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔

ایک ٹھکانا انسانی پُشت ہے اور دوسرا موت کے بعد ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِعالَم، شفیعِ معظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شُہَدا کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، ان کے لئے عرش کے نیچے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ [1]

سونے کی قندیلیں

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اُحد کے دن تمہارے بھائی شہید کئے گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھیں، وہ جنتی نہروں پر جاتی اور جنتی میوے کھاتی ہیں اور عرش کے نیچے لٹکی سونے کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں۔ [2]

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: شُہَدا کی روحیں سبز پرندوں میں اڑتی پھرتی ہیں اور جنتی پھلوں سے کھاتی ہیں۔ [3]

1 ...مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ...الخ، ص۱۰۴۷، حدیث: ۱۸۸۷

2 ... ابو داود، کتاب الجھاد، باب فی فضل الشھادۃ، ۳/۲۲، حدیث: ۲۵۲۰

3 ...مصنف عبد الرزاق، کتاب الجھاد، باب اجر الشھادۃ، ۵/۱۷۸، حدیث: ۹۶۲۰

شُہَدا کی خواہش

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدارِ انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شُہَدا کی روحیں صبح وشام سیر کرتی ہیں اور زیرِ عرش لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، ربّ تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے: جو عزت میں نے تمہیں دی ہے کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی عزت کے بارے میں جانتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں، مگر الٰہی! ہم چاہتے ہیں تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم ایک بار پھر تیری راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل کر دیئے جائیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم، رسول مُحتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شُہَدا کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنتی باغات کے میوے کھاتی ہیں پھر ان قندیلوں میں آکر بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔ آگے حدیث ماقبل حدیث کی مثل ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ شُہَدا کی روحوں کو ان سفید پرندوں کے پوٹوں میں بھیج دیتا ہے جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا اِبنِ شِہاب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے مؤمنین کی روحوں کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ شہدا کی روحیں سبز پرندوں کی مانند عرش کے نیچے ہوتی ہیں، صبح وشام جنتی باغات کی سیر کرتی ہیں اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام کرتی ہیں۔[4]

مسلمانوں کے بچوں کی روحوں کا ٹھکانا

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: شُہَدا کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں رہنے والے سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پھر واپس قندیلوں میں

1... التمهيد، باب الميم، محمد بن شهاب الزهري، ۴/۴۵۹، تحت الحديث: ۲۳۷

2... الزهد لهناد بن السري، باب منازل الشهداء، الجزء الاول، ص۱۲۱، حديث: ۱۵۶

3... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع في ذكر محل ارواح الموتى في البرزخ، ص۱۶۲

4... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع في ذكر محل ارواح الموتى في البرزخ، ص۱۶۳

لوٹ آتی ہیں اور مسلمانوں کے بچوں کی روحیں چڑیوں کے پوٹوں میں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شُہَدا کی روحوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ سبز پرندے ہیں جو زیرِ عرش لٹکی قندیلوں میں رہتے ہیں اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شُہَدا جنت کے دروازے پر بہتی نہر پر سبز قُبّوں میں ہوتے ہیں اور صبح وشام جنت سے ان کا رزق انہیں دیا جاتا ہے۔[3]

بیل اور مچھلی

حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: شُہَدا جنت کے صحن میں بنے باغات میں سبز قبوں میں ہوتے ہیں، ان کے پاس ایک بیل اور مچھلی کو بھیجا جاتا ہے تو یہ دونوں آپس میں لڑتے ہیں جس سے شُہَدا محظوظ ہوتے ہیں پس جب انہیں کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تو (بیل اور مچھلی) میں سے ایک دوسرے کو ذبح کر دیتا ہے پھر شُہَدا اس سے کھاتے ہیں تو اس میں جنت کی ہر چیز کا ذائقہ پاتے ہیں۔[4]

”حارثہ“ جنت الفردوس میں ہے

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت حارِثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئیں: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یقیناً آپ جانتے ہیں حارثہ مجھے کتنا عزیز تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر مُعامَلہ اس کے علاوہ ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ ارشاد فرمایا: جنتیں تو بہت ہیں اور حارِثہ جنَّتُ الفردس (سب سے اعلیٰ جنت) میں ہے۔[5]

1 ... تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ غافر (المؤمن)، تحت الآیۃ: ۴۶، ۱۰/ ۳۲۶۷، حدیث: ۱۸۴۳۵

2 ... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص۱۶۷

3 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۵۷۱، حدیث: ۲۳۹۰

مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجھاد، ما ذکر فی فضل الجھاد، ۴/ ۵۶۳، حدیث: ۱۹

4 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجھاد، ما ذکر فی فضل الجھاد، ۴/ ۵۶۸، حدیث: ۴۸

5 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ۴/ ۲۶۰، ۲۶۳، حدیث: ۶۵۵۰، ۶۵۶۷

حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنتی درخت پر رہتا ہے حتّٰی کہ بروزِ محشر اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے جسم کی طرف لوٹائے گا۔(1)

جبکہ ترمذی میں کچھ اس طرح ہے کہ شُہَدا کی اَرواح سبز پرندوں میں رہتے ہوئے جنتی پھلوں یا جنتی درختوں سے کھاتی ہیں۔(2)

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیاہم مرنے کے بعد ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے؟ ارشاد فرمایا: روح ایک پرندہ ہو جاتی ہے اور درخت پر رہتی ہے حتّٰی کہ بروزِ قیامت ہر روح اپنے جسم میں چلی جائے گی۔(3)

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ بِشْر بن بَراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مُردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: تَرِبَتْ یَدَاکِ(4) یعنی تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، اطمینان والی جان جنت میں ایک سبز پرندہ ہوتی ہے، جب پرندے درختوں کی چوٹیوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو یہ اطمینان والی جانیں بھی پہچانتی ہیں۔(5)

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ بِشْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب ہم مرجائیں گے تو کیا ایک دوسرے سے ملاقات کر سکیں گے؟ ارشاد فرمایا: روح ایک پرندہ ہو جاتی ہے اور درخت پر رہتی ہے حتّٰی کہ بروزِ قیامت وہ اپنے جسم میں چلی جائے گی۔(6)

1... موطا امام مالک، کتاب الجائز، باب جامع الجنائز، ۱/۲۲۲، حدیث: ۵۷۷
نسائی، کتاب الجنائز، ارواح المؤمنین، ص۳۴۸، حدیث: ۲۰۷۰
2... ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی ثواب الشهداء، ۳/۲۴۰، حدیث: ۱۶۴۶
3... مسند امام احمد، حدیث: ام هانی بنت ابی طالب، ۱۰/۳۹۱، حدیث: ۲۷۴۵۶، معجم کبیر، ۲۴/۴۳۸، حدیث: ۱۰۷۲
4... اس کے لغوی معنی خائب و خاسر ہونے کے ہیں لیکن اہلِ عرب اسے دعا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مُراد دعا نہیں ہوتی بلکہ کسی کام پر اُبھارنا مراد ہوتا ہے۔ (فیض القدیر، ۲/ ۴۹۳، تحت الحدیث: ۲۱۱۴)
5... طبقات ابن سعد، ۸/۲۴۱، رقم: ۴۲۸۱: خلیدة بنت قیس
6... تاریخ ابن عساکر، ۵۳/۳۰۸، رقم: ۶۴۹۱: محمد بن العباس بن الولید، حدیث: ۱۱۲۶۴

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب والد ماجد کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُمّ بشر بنتِ براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! اگر آپ کی فلاں سے ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہیے گا۔ والد صاحب نے فرمایا: اُمِّ بِشر! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری بخشش کرے ہم تو ان چیزوں سے زیادہ مشغول ہوں گے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ نے حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ ”مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی ہے اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے“۔ والد صاحب نے فرمایا: ہاں سنا ہے۔ حضرت اُمِّ بشر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: تو یہی بات ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ضَمرہ بن حبیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُجِیْب سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب داں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مؤمنین کی اَرواح کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ عرض کی گئی: اور کافروں کی روحیں؟ ارشاد فرمایا: سجین میں قید ہوتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی اور حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ملاقات ہوئی تو ایک نے دوسرے سے کہا: اگر آپ مجھ سے پہلے رب عَزَّوَجَلَّ سے مل گئے تو مجھے بتایئے گا کہ آپ کو کیا ملا۔ دوسرے نے پوچھا: کیا مُردے زندوں سے ملاقات کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، مؤمنین کی اَرواح جنت میں ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جنت سورج کے سینگوں کے مابین لپیٹی ہوئی ہے[4]، ہر سال دو مرتبہ پھیلائی جاتی ہے اور مؤمنین کی روحیں چڑیوں جیسے پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں اور

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیما یقال عن المریض اذا حضر، ۲/ ۱۹۵، حدیث: ۱۴۴۹
البعث والنشور، باب ما یستدل بہ ... الخ، ص ۱۵۳، حدیث: ۲۰۵

2 ... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۸۲

3 ... شعب الایمان، باب التوکل باللہ و التسلیم، ۲/ ۱۲۱، حدیث: ۱۳۵۵، موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۳۰، حدیث: ۲۱

4 ... ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: اَلْجَنَّۃُ مَطْوِیَّۃٌ مُعَلَّقَۃٌ بِقُرُوْنِ الشَّمْسِ یعنی جنت سورج کے سینگوں کے ساتھ لپٹی اور لٹکی ہوئی ہے۔ اس کی شرح میں علامہ عبد الرؤف مَناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس سے مراد مختلف اَنواع و اَقسام کے وہ پھل، پھول اور نباتات ہیں جو جنت کی یاد دلانے اور جنتی نعمتوں پر نشانی کے طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سورج کے سبب ہر سال پیدا فرماتا ہے جیسا کہ اس نے آگ کو جہنم کی یاد دلانے والی بنایا۔ اس روایت کا یہی مطلب ہے ورنہ جنت تو سورج سے اوپر...

جنتی پھل کھاتی ہیں۔[1]

ایک روایت میں یوں ہے کہ ”مؤمنین کی اَرواح چڑیوں جیسے سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور جنتی پھلوں سے رزق پاتی ہیں۔“[2]

مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کے کفیل

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کے بچے جنت کے ایک پہاڑ میں ہیں جن کی کفالت حضرت ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت سارہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) کرتے ہیں حتّٰی کہ قیامت کے دن انہیں ان کے والدین کے حوالے کیا جائے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا ہر بچہ جنت میں شکم سیر و سیراب ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ! میرے والدین کو میرے پاس بھیج دے۔[4]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: جنت میں طوبیٰ نامی ایک درخت ہے جو پورا کا پورا دودھ سے بھرے تھن کی طرح ہے، جو بھی شیر خوار بچہ مرتا ہے وہ اس درخت سے دودھ پیتا ہے اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام ان بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے اور گائے کے دودھ سے بھرے تھنوں کی طرح اس کے بھی بہت تھن ہیں جن سے جنتیوں کے بچے غذا پاتے ہیں۔[5]

حضرت سیِّدُنا مکحول دِمشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

.......اور اس سے بڑی ہے وہ سورج کے سینگوں کے ساتھ کیسے معلق ہو سکتی ہے۔ (فیض القدیر، ۳/ ۴۷۵، تحت الحدیث: ۳۶۳۸)

1... البعث والنشور، باب ما یستدل بہ... الخ، ص ۱۵۴، حدیث: ۲۰۷

2... اہوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۸۲

3... مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، اولاد المؤمنین یکفلھم ابراھیم وسارۃ، ۱/ ۷۲۱، حدیث: ۱۴۵۸

4... شرح الزرقانی علی المواھب، فی ذکر اولادہ الکرام، ۴/ ۳۵۴

5... التمہید، باب الزاء، زید بن اسلم مولی عمر بن الخطاب، ۲/ ۳۵۶، تحت الحدیث: ۸۸

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مؤمنین کے چھوٹے بچوں کی روحیں چڑیوں کی صورت میں جنتی درخت پر ہوتی ہیں اور ان کے جدِّ اَمجد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ان کی کفالت کرتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعدان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: جنت میں طوبیٰ نامی ایک درخت ہے جو مکمل طور پر دودھ سے بھرے تھنوں کی طرح ہے، جنتیوں کے بچے ان سے دودھ پیتے ہیں اور جو نا تمام بچہ گر جائے (یعنی حمل ساقط ہو تو) وہ جنتی نہر میں تیر تا رہتا ہے حتّٰی کہ بروزِ قیامت 40 برس کا اٹھایا جائے گا۔[2]

حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الاَحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جنَّتُ المَاْوٰی میں سبز پرندے ہیں، شُہَدا کی روحیں ان میں رہتے ہوئے جنت کی سیر کرتی ہیں اور آلِ فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں میں دوزخ پر صبح و شام کرتی ہیں جبکہ مسلمانوں کے بچوں کی روحیں جنت میں چڑیوں کی صورت میں ہیں۔[3]

جنتی چڑیاں

حضرت سیِّدُنا ہُزیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: آلِ فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں دوزخ پر صبح و شام کرتی ہیں اور مؤمنین کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں جبکہ مسلمانوں کے نابالغ بچوں کی روحیں جنتی چڑیاں ہوتی ہیں جو جنتی میوے کھاتی اور اڑتی پھرتی ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا عِکْرِمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: شُہَدا کی روحیں جنت میں بلبلوں کے جیسے سفید پرندے ہوتی ہیں۔[5]

حضرت سیِّدُنا قَتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شُہَدا کی روحیں سفید پرندوں

1 ...سنن سعید بن منصور، باب ما جاء فی نکاح الابکار، ۱/۱۴۴، حدیث: ۵۱۴

2 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۷۱

3 ...البعث والنشور، باب ما یستدل بہ...الخ، ص ۱۵۴، حدیث: ۲۰۶

4 ...الزھد لھناد بن السری، باب عرض الرجل علی مقعدہ، ص ۲۲۱، حدیث: ۳۲۶

5 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجھاد، ما ذکر فی فضل الجھاد، ۴/۵۹۰، حدیث: ۱۸۸

کی صورت میں عرش کے نیچے معلق قندیلوں میں قیام کرتی ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مسلمانوں کی روحیں سفید پرندوں کی صورت میں عرش کے سائے میں ہوتی ہیں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں ہوتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کَبشہ بنتِ مَعْرور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضور نبیِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ سے مُردوں کی روحوں کے بارے میں پوچھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابھی ان کی ایک حالت ہی بیان فرمائی تھی کہ اس نے گھر والوں کو رلا دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتے ہوئے جنت میں سیر کرتی اور اس کے پھل کھاتی اور جنتی پانی پیتی ہیں اور زیرِ عرش لٹکی سونے کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں اور عرض کرتی ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمارے بھائیوں کو ہم سے ملا اور ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ جبکہ کفار کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، دوزخ سے کھاتی پیتی اور دوزخی پتھروں پر بسیرا کرتی ہیں اور کہتی ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمارے بھائیوں کو ہم سے نہ ملانا اور جس (عذاب) کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ بھی نہ دینا۔[3]

حسین و جمیل سیڑھی

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ہم بے کسوں کے مولیٰ، شَبِ اَسرا کے دولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میرے پاس ایک حسین و جمیل سیڑھی لائی گئی، یہ وہی سیڑھی ہے جس سے اولادِ آدم کی روحیں اوپر چڑھتی ہیں، مخلوق نے اس سے خوبصورت سیڑھی کبھی نہیں دیکھی ہو گی۔ تم جو دیکھتے ہو کہ مرنے والے کی آنکھیں آسمان کی طرف ٹِک جاتی ہیں یہ اس سیڑھی کی خوبصورتی میں کھو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس میں اور حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اوپر چڑھ کر آسمان تک پہنچے اور آسمان کا دروازہ کھلوایا تو سامنے حضرت آدم صَفِیُّ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام موجود تھے اور ان کی مومن اولاد کی

1... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجهاد، باب اجر الشهادة، ۵/۱۷۷، حدیث: ۹۶۱۶، عن الکلبی

2... الزهد لابن المبارك ما رواه نعیم بن حماد... الخ، باب فی ارواح المؤمنین، ص ۴۲، حدیث: ۱۶۴

3... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۸۱ تا ۱۸۲

روحیں ان پر پیش کی جارہی تھیں اوروہ فرمارہے تھے: پاکیزہ روح، پاکیزہ جان اسے عِلِّیِّیْن میں پہنچادو۔ پھر ان کی گناہ گار اولاد کی روحیں پیش کی گئیں توانہوں نے فرمایا: گندی روح، گندی جان اسے سِجِّیْن میں ڈال دو۔ [1]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی روحیں ساتویں آسمان میں ہوتی ہیں اور اپنے جنتی ٹھکانوں کو دیکھتی ہیں۔ [2]

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ساتویں آسمان میں ایک گھر بنایا ہے جسے بیضا کہا جاتا ہے مسلمانوں کی روحیں وہاں جمع ہوتی ہیں جب دنیاوالوں میں سے کوئی مرتا ہے تو اَرواح اس سے مل کر دنیاوالوں کی خبریں ایسے پوچھتی ہیں جیسے کسی غائب کے آنے پر اس کے گھر والے اس سے حال احوال پوچھتے ہیں۔ [3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت سیِّدَتُنا اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ان کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سولی چڑھائے جانے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: غمگین مت ہونا کیونکہ اَرواح تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں آسمان میں ہوتی ہیں یہ تو صرف جسم ہے۔ [4]

مؤمنین کی روحوں کے ذمہ دار

حضرت سیِّدُنا عباس بن عبد المطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مؤمنین کی روحیں حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف لے جائی جاتی ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے: آپ قیامت تک ان کے ذمہ دار ہیں۔

افضل عمل

حضرت سیِّدُنا مُغیرہ بن عبد الرحمٰن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملے تو فرمایا: اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کر گئے تو

1... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الاسماء... الخ، ۲/ ۳۹۱ تا ۳۹۲

2... تاریخ اصبہان لابی نعیم، باب الالف، ۱/ ۲۰۳، رقم: ۲۸۱، احمد بن ابراھیم الکیال، حدیث: ۲۸۱

3... حلیۃ الاولیاء، وھب بن منبہ، ۴/ ۶۲، رقم: ۴۷۵۸

4... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الامراء، ما ذکر من حدیث الامراء والدخول علیھم، ۷/ ۲۷۲، حدیث: ۱۴۱

مجھے بتائیے گا کہ آپ نے کیا پایا اور اگر میں آپ سے قبل انتقال کر گیا تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں نے کیا پایا۔ انہوں نے پوچھا: جب میں پہلے مر چکا ہوں گا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا: جسم سے روح نکل کر آسمان وزمین کے درمیان رہتی ہے حتّٰی کہ اسے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا: بتائیے آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: میں نے توکل کو بہت عمدہ پایا ہے۔ (1)

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کی روحیں زمینی برزخ میں رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافروں کی روحیں سجین میں قید ہوتی ہیں۔ (2)

اِبنِ قَیِّم نے کہا: برزخ دو چیزوں کے درمیان حائل رکاوٹ کو کہتے ہیں، گویا کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے "زمین میں" فرما کر دنیا و آخرت کا درمیان مراد لیا۔ (3)

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مؤمنین کی اَرواح زمینی برزخ میں جاتی ہیں اور زمین و آسمان کے مابین جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں ان کے جسموں کی طرف لوٹائے گا۔ (4)

حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مؤمنوں کی اَرواح آزاد ہوتی ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ (5)

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ مرنے کے بعد مؤمنوں کی روحیں کہاں ہوتی ہیں؟ فرمایا: سفید پرندوں کی صورت میں عرش کے سائے میں ہوتی ہیں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں ہوتی ہیں، جب کوئی مسلمان انتقال کرتا ہے تو اس کی روح مؤمنین کی اَرواح کے

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، سلمان الفارسی، ۱/۲۶۴، رقم: ۶۵۵، طبقات ابن سعد، ۴/۷۰، رقم: ۳۵۹: سلمان الفارسی

2 ... الزھد لابن المبارک، باب ما جاء فی التوکل، ص ۱۴۳، حدیث: ۴۲۹

3 ... الروح لابن قیم، المسئالۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض، ص ۱۷۸

4 ... نوادر الاصول، الاصل التاسع والستون والمائۃ، ۱/۶۷۰، حدیث: ۹۲۱

5 ... الاستذکار، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، ۲/۶۱۷، تحت الحدیث: ۲۹۲

پاس سے گزرتی ہے جن کا خاندان (دنیا میں) ہوتا ہے، وہ اس سے اپنے دوست احباب کا پوچھتے ہیں، اگر وہ کہے کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے تو وہ کہتے ہیں: اسے نیچے لے جایا گیا اور اگر وہ کافر مرا تو اسے نچلی زمین میں پھینک دیا گیا۔ وہ اگر کسی اور شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں اور وہ روح اس کے مرنے کی خبر دیتی ہے تو وہ کہتے ہیں: اسے بلند کیا گیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: کفار کی روحیں (یمن میں) حَضرَموت کے کنوئیں میں جمع کی جاتی ہیں اور مؤمنین کی ارواح (ملک شام میں واقع) جابیہ کے کنوئیں میں جمع کی جاتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا عُروہ بن رُوَیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر پاکیزہ روح جابیہ میں لائی جاتی ہے۔

بہترین اور بدترین وادی

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: لوگوں کی سب سے بہترین وادی مکہ ہے اور لوگوں کی سب سے بدترین وادی حَضرَموت میں واقع اَحقاف ہے جسے بَرَہُوت کہا جاتا ہے اور اس میں کفار کی روحیں ہیں۔[3]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: مؤمنین کی روحیں زمزم کے کنوئیں میں ہوتی ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے کسی کو حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ مؤمنین کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں اور مشرکین کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں؟ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: مسلمانوں کی روحیں اَرِیحا میں اور مشرکین کی صَنعا میں جمع کی جاتی ہیں۔ قاصد نے واپس آ کر حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کو یہ جواب بتایا تو آپ

1 ... الزھد لابن المبارک مارواہ نعیم بن حماد... الخ، باب فی ارواح المؤمنین، ص ۴۲، حدیث: ۱۶۴

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۲۸، حدیث: ۵۴۴

3 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۲۸، حدیث: ۵۴۲، دون: خیر وادی الناس

4 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۲۸، حدیث: ۵۴۱

نے کہا: انہوں نے سچ فرمایا۔[1]

حضرت سیِّدُنا صفوان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں نے یمن میں حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: کیا مسلمان روحوں کے جمع ہونے کی کوئی جگہ ہے؟ فرمایا: ہاں زمین ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ(۱۰۵) (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

یہی زمین ہے جس میں مؤمنین کی روحیں جمع کی جاتی ہیں حتّٰی کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔[2]

رِمیائیل اور دُومہ

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: وفات کے بعد مؤمنین کی روحیں رِمیائیل نامی فرشتے کے حوالے کی جاتی ہیں، وہ روحوں کے خازن ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَبان بن ثَعلب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ اَہْلِ کتاب میں سے ایک شخص نے کہا: کفار کی روحوں پر مقرر فرشتے کا نام "دومہ" ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام سب سے نچلے اور سب سے اوپری سمندر کے درمیان نور کے منبر پر جلوہ فرما ہیں، سمندری جانوروں کو آپ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور آپ پر صبح شام روحیں پیش کی جاتی ہیں۔[5]

1... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر افتاء عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۴/۶۷۸، حدیث: ۶۳۰۴

2... تفسیر طبری، سورۃ الانبیاء، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۹/ ۹۹، حدیث: ۲۴۸۸۳

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۶۷، حدیث: ۵۴۰

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۶۷، حدیث: ۵۳۹

5... الاصابۃ، حرف الخاء المعجمۃ باب ما ورد فی تعمیرہ والسبب فی ذلک، ۲/۲۵۱

اَرواح کے بارے میں اہم ترین بحث

اِبنِ قیّم نے کہا: موت کے بعد روحوں کے ٹھکانے کا مسئلہ بہت عظیم ہے جو نصوصِ شرعیہ ہی سے حل کیا جا سکتا ہے (یعنی عقل کو کوئی دخل نہیں)، کہا گیا ہے کہ شہید و غیر شہید تمام مؤمنین کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں سوائے گناہ کبیرہ کے مُرتکِب کے، حضرت سیِّدُنا کعب، حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی، حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ بشر اور حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی مرویات کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس فرمانِ باری تعالیٰ سے بھی یہی سمجھ آتا ہے:

فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۸۸۔۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔

روح کی تین اقسام

جسم سے نکلنے کے بعد روح کی تین اقسام ہیں: (۱) مُقَرَّبِیْن، ان کے لئے چین کے باغات کی خبر دی گئی ہے (۲) اصحابِ یمین (دائیں طرف والے) ان کے لئے سلامتی کا فیصلہ ہوا ہے، یہ عذاب سے محفوظ ہوں گی اور (۳) جھٹلانے والی گمراہ روحیں، ان کے لئے کھولتے پانی کی مہمانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسائے جانے کی خبر دی گئی ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

کثیر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق فرمایا: روح کے نکلتے وقت بطورِ خوشخبری فرشتہ اسے یہ کہے گا اور اس کی تائید آلِ یاسین کے مومن کے متعلق اس فرمانِ باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے:

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ (پ۲۳، یٰس: ۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو کہا کسی طرح میری قوم جانتی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ احادیثِ مبارکہ صرف شُہَدا کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ دیگر روایتوں سے واضح ہوتا ہے جبکہ غیرِ شُہَدا کے متعلق یہ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کا ٹھکانا صبح شام اس پر پیش کیا جاتا ہے“[1] نیز حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی اس حدیثِ پاک سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ مؤمنین کی روحیں ساتویں آسمان میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں اپنے ٹھکانوں کو دیکھتی ہیں۔[2] حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

اِبنِ حَزم نے ایک گروہ کے متعلق کہا کہ اس کا ٹھکانا وہی ہوگا جو روح کا جسم میں آنے سے پہلے تھا یعنی جو حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے دائیں تھا وہ دائیں اور جو بائیں تھا وہ بائیں ہوگا اور اس پر قرآن وحدیث دلیل ہیں۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾

(پ۹، الاعراف: ۱۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۗۖ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۱۱﴾

(پ۸، الاعراف: ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا۔

---

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی، ۱/ ۴۶۵، حدیث: ۱۳۷۹

2 ... تاریخ اصبہان لابی نعیم، باب الالف، ۱/ ۲۰۳، رقم: ۲۸۱، احمد بن ابراھیم الکیال، حدیث: ۲۸۱

یہ درست ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روحوں کو ایک ساتھ پیدا فرمایا ہے، حضور نبی اکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان اس کی واضح دلیل ہے کہ ”روحیں مخلوط لشکر تھیں جو آپس میں جان پہچان رکھتی تھیں وہ محبت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہ چکیں وہ الگ رہتی ہیں۔“[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روحوں سے اپنی رَبُوبِیَّت کا عہد اور شہادت لی ہے، فرشتوں کو حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے سجدہ کرنے کے حکم سے پہلے بلکہ جسموں میں داخل ہونے سے بھی پہلے روحیں عقل وصورت کے ساتھ موجود تھیں جبکہ اجسام اس وقت پانی ومٹی تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں چاہا ان روحوں کو ٹھہرایا اور وہ ٹھہرنے کی جگہ برزخ ہے جہاں موت کے بعد انہیں لوٹنا ہے، پھر وہ برزخ سے گروہ در گروہ اٹھائی جائیں گی اور ان جسموں میں پھونک دی جائیں گی جو نطفے سے پیدا کئے گئے۔

یہ بھی درست ہے کہ روحیں ایسے اجسام تھیں جو اپنی صفات یعنی جان پہچان واَجْنَبِیَّت کے ساتھ موجود تھیں اور عقل رکھتی تھیں۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ جتنا چاہے انہیں دنیا میں رکھتا ہے پھر وفات دیتا ہے تو وہ اس برزخ کی طرف لوٹ جاتی ہیں جس میں شَبِ معراج حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آسمانِ دنیا پر سعادت مند روحوں کو حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی دائیں جانب اور بدبختوں کو بائیں جانب اس طرح دیکھا کہ وہاں مٹی اور آب وہوا بالکل نہ تھی بلکہ آسمان کے نیچے آگ تھی، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دائیں اور بائیں والے برابر تھے بلکہ دائیں والے بلندی اور کشادگی میں تھے جبکہ بائیں والے انتہائی نیچے قید میں تھے اور انبیا وشُہَدا کی ارواح جنت میں ہوتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا اِسحاق بن راہوَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بِعَیْنِہٖ یہی کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس پر علما کا اجماع ہے۔

اِبْنِ حَزم نے کہا: تمام اَئِمَّہ اسلام کا یہی قول ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان بھی یہی ہے:

فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﳔ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﳔ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے اور جو

[1]...بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ارواح جنود مجندۃ، ۲/۴۱۳، حدیث: ۳۳۳۶

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ (پ۲۷، الواقعة: ۱۰تا۱۲)

سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۙ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۙ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ؕ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ۙ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ۙ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ۚ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۹۶﴾ (پ۲۷، الواقعة: ۸۸تا۹۶)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ اور اگر دہنی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہنی طرف والوں سے اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔

پس روحیں وہیں رہتی ہیں حتّٰی کہ ان کے جسموں میں پھونکنے کا وقت آجاتا ہے پھر وہ برزخ کی طرف لوٹائی جائیں گی، پھر قیامت قائم ہوگی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں ان کے جسموں میں لوٹا دے گا یہ حیاتِ ثانیہ ہوگئی۔ یہ تمام کلام ابنِ حزم کا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اَرواح اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں۔ ابنِ عبدُالبر نے اس قول کو اَصح قرار دیا اور کہا: سوالاتِ قبر، ٹھکانا پیش کیا جانا، ثواب وعذابِ قبر، زیارتِ قبور اور مُردوں کو عقل مند زندہ شخص کی طرح مخاطب کر کے سلام کرنے والی تمام احادیث اس قول کی دلیل ہیں۔

ابنِ قَیِّم نے کہا: اگر اس قول سے مراد یہ ہے کہ اَرواح ہمیشہ قبروں سے متعلق رہتی ہیں ان سے جدا ہی نہیں ہوتیں تو یہ بات کتاب و سنت کے خلاف اور غَلَط ہے، ٹھکانا پیش کئے جانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روح قبر کے اندر یا اس کے کنارے پر ہے بلکہ ٹھکانا پیش کئے جانے کے لئے بدن کے ساتھ روح کا ادنیٰ اِتّصال بھی کافی ہے، روح کا ایک الگ مقام ہے وہ رفیقِ اعلیٰ میں ہوتی ہے پھر بھی بدن کے ساتھ اِتّصال ہوتا ہے اس طرح کہ جب کوئی مسلمان کسی صاحبِ قبر کو سلام کرے تو وہ جواب دیتا ہے، حالانکہ روح رفیقِ اعلیٰ میں ہوتی

ہے اور جناب جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح ملاحظہ فرمایا کہ ان کے 600 بازو تھے[1] جن میں دو بازوؤں نے اُفق کو ڈھانپ رکھا تھا پھر وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اتنے قریب ہوئے کہ اپنے گھٹنے آپ کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور اپنے ہاتھ آپ کی مُقَدَّس رانوں پر رکھ دیئے۔[2] مخلص مؤمنوں کے دل اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس قُرب کے وقت بھی جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں میں اپنے مقام پر تھے۔

اور حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھنے والی حدیث میں ہے: میں نے نگاہ بلند کی تو حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام اس طرح نظر آئے کہ وہ زمین وآسمان کے مابین اپنی ایک ٹانگ موڑ کر دوسری پر رکھے ہوئے کہہ رہے تھے: یَا مُحَمَّدُ! اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَاَنَا جِبْرِيْل یعنی اے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ اب میں جس طرف بھی نگاہ اٹھاتا جبریل ہی نظر آتے۔[3] یہی تاویل ربّ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا کی طرف نُزول فرمانے اور عرفہ کی شب آسمان دنیا سے قریب ہونے یا اس جیسی دیگر روایات کی بھی ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ حرکت وانتقال سے پاک ہے۔

یہاں غائب کو حاضر پر قیاس کرنے کی وجہ سے لوگوں کو مُغالطہ ہوا اور یہ گمان کر لیا کہ روح بھی اجسام کی طرح ہے کہ ایک وقت میں دو جگہ نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ صریح غَلَطی ہے، ہمارے پیارے آقا، شبِ اَسراء کے دولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شب معراج حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا[4] اور چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔[5] معلوم ہوا کہ روح آسمان پر بھی تھی مگر اس کا جسم سے بھی تعلق تھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھیں اور جو سلام کرے اس کو سلام کا جواب دیں حالانکہ روح رفیقِ اعلیٰ میں تھی، پس اس کے دو جگہ بیک وقت موجود ہونے میں کوئی تعارُض نہیں کیونکہ اَرواح کی حیثیت اَجسام کی

1 ...مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی، ص۱۰۷، حدیث: ۱۷۴
2 ...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان...الخ، ص۲۱، حدیث: ۸
3 ... سیرۃ ابن ھشام، مبعث النبی، ص۹۵
4 ... مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسی، ص۱۲۹۳، حدیث: ۲۳۷۵
5 ... مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ...الخ، ص۹۷، حدیث: ۱۶۲

طرح نہیں ہے۔ بعض لوگ اس کی مثال یوں دیتے ہیں کہ سورج آسمان میں ہوتا ہے مگر اس کی شعائیں زمین پر ہوتی ہیں۔ یہ مثال مکمل مُطابَقت نہیں رکھتی کیونکہ شعائیں تو سورج کا عرض ہیں جبکہ روح بِنَفْسِہٖ اُترتی ہے۔ شب معراج حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو آسمانوں میں دیکھنا بھی اسی طرح تھا [1] اور یہ صحیح ہے کیونکہ آپ نے آسمانوں میں ان کی اَرواح کو اَجسام کی صورت میں دیکھا باوجود اس کے کہ وہ زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلَّی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلَّی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ یعنی جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے [2]۔ [3]

قبرانور پر مقرر فرشتے کا علم

ایک اور مقام پر یہ فرمانِ مصطفٰے بھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے مخلوق کے نام بھی دے دیئے ہیں پس قیامت تک جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ اس کا اور اس کے باپ کا نام مجھے پیش کرے گا [4] (اور کہے گا: یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پر درودِ پاک پڑھا ہے)۔ [5]

یہ حدیث دلالت کر رہی ہے کہ آپ کی روحِ مبارک قبرِ انور میں ہے اور یہ بھی قطعی یقینی بات ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روحِ مبارک اَعْلٰی عِلِّیِّیْن میں دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اَرواح کے ساتھ ہے اور اَعْلٰی عِلِّیِّیْن رفیقِ اعلیٰ میں ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ روح کا عِلِّیِّیْن، جنت یا آسمانوں میں ہو کر بدن سے ایسا اِتِّصال ہونا کہ وہ سنے، دیکھے، سمجھے، نماز پڑھے اور تلاوت کرے اس میں کوئی منافی بات نہیں ہے۔

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ... الخ، ص۹۷، حدیث: ۱۶۲

2 ... یعنی روضۂ اطہر پر درود پڑھنے والے کا درود بلاواسطہ سنتا ہوں اور دور سے پڑھنے والے کا درود سنتا بھی ہوں اور پہنچایا بھی جاتا ہوں کیونکہ یہاں دور کا درود سننے کی نفی نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۱۰۶)

3 ... شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ وتوقیرہ، ۲/ ۲۱۸، حدیث: ۱۵۸۳

4 ... مسند بزار، مسند عمار بن یاسر، ۴/ ۲۵۴، حدیث: ۱۴۲۵

5 ... مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلوۃ علی النبی فی الدعاء وغیرہ، ۱۰/ ۲۵۱، حدیث: ۱۷۲۹۱

اس بات کو سمجھنا اس لئے مشکل ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں جس کے ذریعے اسے سمجھا جا سکے اور ویسے بھی برزخ کے معاملات دنیاوی طرز پر نہیں ہوتے۔ اِبنِ قَیِّم کا کلام ختم ہوا۔

روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق

اِبنِ قَیِّم نے دوسری جگہ کہا: روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق ہوتا ہے: (۱)...ماں کے پیٹ میں (۲)...پیدائش کے بعد (۳)... نیند میں، یہاں ایک طرح کا تعلُّق ہوتا اور ایک طرح کی جدائی (۴)... برزخ میں، یہاں اگرچہ موت کی وجہ سے وہ جسم سے جدا ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر تعلق ختم نہیں ہوتا کہ جسم کی طرف توجہ ہی نہ رہے اور (۵)... بروزِ قیامت اٹھائے جانے کے وقت، یہاں روح کو جسم کے ساتھ تمام تعلقات سے بڑھ کر تعلق ہوگا ما قبل جتنے بھی تعلق تھے ان کو اس سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ اس تعلق کے بعد نہ نیند ہے نہ موت اور نہ ہی فنا۔

اِبنِ قَیِّم نے مزید کہا: روح کا حرکت کرنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پلک جھپکنے کی طرح ہے، یہ ایک لمحے میں قبر سے آسمان تک بلند ہو جاتی ہے اس کی دلیل سونے والے کی روح ہے یقیناً سونے والے کی روح ساتوں آسمانوں کو چیرتی ہوئی عرش پر جا کر ربّ عَزَّوَجَلَّ کو سجدہ کرتی ہے اور پھر لمحہ بھر میں واپس جسم میں لوٹ آتی ہے۔

کفار کی روحوں پر مقرر فرشتے کا نام

پھر اِبنِ قیم نے بعض اَقوال نقل کئے کہ روحیں یا تو جابیہ میں ہوتی ہیں یا بئرِ رومہ میں جبکہ کفار کی ارواح بَرَہُوت میں ہوتی ہیں، پھر یہ روایت نقل کی کہ حضرت سیِّدُنا اَبان بن ثَعلب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: میں نے بَرَہُوت میں ایک رات گزاری تو وہاں بہت سے لوگوں کی آوازیں سنیں جو ”یادومہ، یادومہ“ کہہ رہے تھے۔ ایک کتابی کا کہنا ہے کہ دومہ اس فرشتے کا نام ہے جو کفار کی روحوں پر مقرر ہے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں نے متعدد لوگوں سے برہوت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہاں رات گزارنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن سلیمان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ایک یہودی جس کے پاس ایک مسلمان کی امانت تھی وہ مر گیا، اس یہودی کا لڑکا مسلمان تھا مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ امانت کہاں رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے حضرت سیِّدُنا شعیب جُبائی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا: تم ہفتے کے دن برہوت جاؤ وہاں تمہیں ایک کنواں نظر آئے گا، جب وہ نظر آجائے تو اپنے باپ کو آواز لگا کر پوچھ لینا وہ تمہیں جواب دے گا۔ وہ لڑکا ہفتے کو برہوت گیا اور کنواں نظر آتے ہی اپنے باپ کو دو تین آوازیں لگائیں تو اس نے جواب دیا، لڑکے نے پوچھا: فلاں کی امانت کہاں رکھی ہے؟ باپ نے کہا: دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہے، یہ امانت اسے دے دینا اور جس دین (اسلام) پر ہو اسی پر رہنا۔[1]

اِبْنِ قَیِّم نے کہا: ان اَقوال کو نہ تو قطعی طور پر صحیح کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی غَلَط بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اَرواح اپنے اپنے مقامات کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہیں لٰہذا دلائل میں کوئی تعارُض نہیں کیونکہ ہر دلیل خوش بختی یا بد بختی میں لوگوں کے مراتب کے لحاظ سے ہے، کچھ اَرواح ملائے اعلیٰ میں اعلیٰ عِلِّیِّیْن میں ہوتی ہیں وہ حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اَرواحِ مُقَدَّسہ ہیں اور ان کے مراتب بھی جدا گانہ ہیں جیسا کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی شب ملاحظہ فرمایا۔

کچھ روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں یہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور یہ بعض شُہَدا کی روحیں ہیں کیونکہ بعض شُہَدا قرض وغیرہ کی وجہ سے فی الحال جنت میں جانے سے روک دیئے جاتے ہیں[2]، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد اللہ بن جَحْش رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر میں راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ ارشاد فرمایا: جنت۔ جب وہ جانے کے لئے مڑا تو آپ نے ارشاد فرمایا: سوائے یہ کہ اس پر قرض ہو اور یہ پیغام حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ابھی ابھی میرے پاس لائے ہیں۔[3]

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، من ھتف من المقبرۃ بموعظۃ، ۶/ ۲۰، حدیث: ۲۲

2 ... الروح، المسألۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی بیان قول من قال ان للارواح ... الخ، ص۱۸۷تا۱۸۸

3 ... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث عبد اللہ بن جحش، ۷/ ۴۱، حدیث: ۱۹۰۹۹

بعض روحیں جنت کے دروازے پر ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث میں ہے۔[1] بعض قبر میں قید ہوتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: ایک شخص نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی تو وہ قبر میں اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔[2] بعض اَرواح کو زمین میں روک دیا جاتا ہے وہ ملائے اعلیٰ کی طرف بلند نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ زمینی سفلی روحیں ہوتی ہیں جو سماوی روحوں کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں جیسا کہ دنیا میں ان کے ساتھ جمع نہیں ہوتیں۔ پس موت کے بعد روح اپنے جیسا عمل کرنے والوں کی روحوں کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔[3]

بعض روحیں زانیوں کے تنوروں میں ہوتی ہیں اور کچھ خون کی نہر میں ہوتی ہیں، پس ہر خوش بخت و بد بخت روح کا ٹھکانا الگ الگ ہے، اپنے مختلف ٹھکانوں کے باوجود وہ قبروں میں موجود اپنے اَجسام سے اِتِّصال رکھتی ہیں تاکہ ان کے لئے جو ثواب یا عذاب مُقَدَّر ہے اسے پا سکیں۔[4] ابن قَیِّم کا کلام ختم ہوا۔

10ہزار مقتولین

(مصنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: اس قول کہ "روح جسم کے ساتھ متصل اور ثواب یا عذاب میں شریک ہوتی ہے" کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے: حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حِزْقِیل عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ایک فرشتے نے آکر مجھے اٹھایا اور میدانِ جنگ میں جا اتارا، میں نے وہاں 10ہزار مقتولین کو دیکھا جن کے گوشت

---

1 ... الروح، المسئالۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی بیان قول من قال ان للارواح ... الخ، ص ۱۸۸
مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۵۷۱، حدیث: ۲۳۹۰

2 ... الروح، المسئالۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی بیان قول من قال ان للارواح ... الخ، ص ۱۸۸
بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ۳/۸۹، حدیث: ۴۲۳۴

3 ... الروح، المسئالۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی بیان قول من قال ان للارواح ... الخ، ص ۱۸۸
مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب المرء مع من احب، ص ۱۴۱۹، حدیث: ۲۶۴۰

4 ... الروح، المسئالۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل فی بیان قول من قال ان للارواح ... الخ، ص ۱۸۸

جھڑ چکے اور جوڑ علیحدہ ہو چکے تھے، میں نے انہیں پکارا تو ہر ہڈی اپنی جگہ جا کر مل گئی پھر اس پر گوشت اور پھر کھال چڑھنے لگی، مجھے کہا گیا: ان کی روحوں کو بلائیں۔ میں نے روحوں کو بلایا تو ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو گئی، جب سب بیٹھ گئے تو میں نے ان سے ان کا معاملہ پوچھا، وہ کہنے لگے: جب ہمیں موت آئی اور روحیں جسموں سے جدا ہو گئیں تو ہمیں ایک فرشتہ ملا جس کا نام میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام ہے اس نے کہا: اپنے اعمال لاؤ اور اپنا اپنا اجر لے لو کیونکہ تمہارے لئے اور تمہارے اگلوں پچھلوں کے لئے ہمارا یہی قانون ہے۔ جب اس نے ہمارے اعمال دیکھے تو ہمیں بتوں کی پوجا میں ملوث پایا چنانچہ ہمارے جسموں پر کیڑے مکوڑے مسلّط کر دیئے گئے تو روحیں اذیت اٹھانے لگیں اور روحوں پر رنج و غم مسلّط کیا گیا تو اجسام تکلیف میں مبتلا ہو گئے، ہمیں مسلسل یہ عذاب ہو رہا تھا کہ آپ نے بلا لیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنت میں رہنا شُہَدا کی اَرواح کے ساتھ خاص ہے اور حضرت سیِّدُنا کعب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حدیث اور اس جیسی دوسری روایات کو شہدا پر محمول کریں گے البتہ غیرِ شُہَدا کی اَرواح جنت میں نہیں ہوتیں بلکہ کبھی آسمان اور کبھی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بلاناغہ ہر جمعہ اپنی قبروں پر آتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا اِبنِ عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیث جَرِیدہ (ترشاخ والی حدیث) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روحیں قبر میں ثواب یا عذاب پاتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: بعض شُہَدا کی روحیں جنت سے باہر بابِ جنت پر جاری نہر کے کنارے ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث میں ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ انہیں قرض یا حقوقُ العباد میں سے کسی اور حق کے سبب جنت سے روکا گیا ہوتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی اَشْعَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہ

1... الزھد امام احمد، زھد یوسف، ص۱۱۷، حدیث: ۴۲۵

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان ارواح الشھداء فی الجنۃ دون ارواح غیرھم، ص۱۴۹

3... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان ارواح الشھداء فی الجنۃ دون ارواح غیرھم، ص۱۵۰

مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۵۷۱، حدیث: ۲۳۹۰

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جن گناہوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منع کیا ہے ان میں سے اس کے نزدیک سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انسان قرض لے کر مرے جس کی ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑے۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: بعض عُلَما کا موقف ہے کہ تمام مؤمنین کی روحیں جنَّتُ المأوٰی میں ہوتی ہیں اور اسے جنَّتُ المأوٰی اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ تمام روحیں اس کی طرف لوٹتی ہیں، وہ عرش کے نیچے ہے، روحیں اس کی نعمتوں اور پاکیزہ ہوا سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا حافظ اِبْنِ حجر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْبَر اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں: مؤمنین کی روحیں عِلِّیِّیْن اور کفار کی سِجِّیْن میں ہوتی ہیں اور ہر روح کا اپنے جسم سے ایک معنوی تعلق ہوتا ہے، یہ تعلق دنیاوی تعلق جیسا نہیں ہوتا البتہ سونے والے کی کیفیت اس کے زیادہ مشابہ ہے اس کی روح اگرچہ پرواز کرتی ہے مگر جسم سے مضبوط تعلق قائم رہتا ہے۔ اب عِلِّیِّیْن، سِجِّیْن یا قبر کے کنارے ہونے کے حوالے سے جو تعارُض تھا وہ ختم ہو گیا، روحیں جہاں بھی ہوں ان کا جسم سے تعلق رہتا ہے اور پھر وہ اپنے ٹھکانے عِلِّیِّیْن یا سِجِّیْن کی طرف چلی جاتی ہیں حتّٰی کہ اگر میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کیا جائے تب بھی یہ تعلق باقی رہتا ہے چاہے اعضا بکھر ہی کیوں نہ جائیں۔

سیِّدُنا جعفر طیار رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی اُڑان

(مصنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ مؤمنین کی اَرواح کے عِلِّیِّیْن میں ہونے کی تائید حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس سے جعفر گزرے وہ فرشتوں کی ایک جماعت کے پیچھے اڑ رہے تھے ان کے دو پر تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ سب یمن کے شہر بیشہ کی طرف جا رہے تھے۔[3]

1... ابو داود، کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، ۳/۳۴۴، حدیث: ۳۳۴۲

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان ارواح الشھداء فی الجنۃ دون ارواح غیرھم، ص ۱۵۱

3... تاریخ ابن عساکر، ۷۲/۱۳۴، رقم: ۹۸۰۳: جعفر بن ابی طالب، حدیث: ۱۴۱۳۳

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی غیب دان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے فرشتوں کی جماعت میں جعفر کو پہچان لیا جو بیشہ والوں کو بارش کی خوشخبری سنانے جا رہے تھے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے اور حضرت اسماء بنتِ عُمَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا بھی آپ کے قریب ہی تھیں کہ اچانک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! یہ جعفر تھے جو حضرت جبریل اور حضرت میکائیل عَلَیۡہِمَا السَّلَام کے ساتھ یہاں سے گزرے تو انہوں نے سلام کیا اور مجھے بتایا کہ میں فلاں فلاں دن مشرکین سے لڑا تو میرے بدن کے صرف اگلے حصے پر نیزے اور تلوار کے 73 زخم لگے، پھر میں نے جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا وہ کٹ گیا تو بائیں میں پکڑ لیا پھر وہ بھی کاٹ دیا گیا پس ان دو ہاتھوں کے بدلے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے دو پر عطا فرما دیئے جن کے ذریعے میں حضرت جبریل اور حضرت میکائیل عَلَیۡہِمَا السَّلَام کے ساتھ پرواز کرتا ہوں، میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں اور اس کا جو پھل چاہتا ہوں کھاتا ہوں۔ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے کہا: حضرت جعفر کے لئے خوشخبری ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں بہترین رزق عطا فرمایا ہے، لیکن میں ڈرتی ہوں کیونکہ لوگ اس بات کو نہیں مانیں گے، آپ خود منبر پر جلوہ فرما ہو کر لوگوں کو اس کی خبر دے دیجئے۔ چنانچہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کی پھر ارشاد فرمایا: بے شک جعفر بن ابو طالب حضرت جبریل اور حضرت میکائیل عَلَیۡہِمَا السَّلَام کے ساتھ گزرے ہیں ان کے دو پَر تھے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دو ہاتھوں کے بدلے عطا فرمائے ہیں اور انہوں نے مجھے سلام کیا ہے۔ پھر آپ نے پوری بات بیان فرمائی۔[2]

حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے مروی حدیث کہ ''نَسَمَۃُ الۡمُؤۡمِنِ طَائِرٌ یعنی مومن کی جان (روح) پرندہ ہے''[3] اس کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡوَلِی فرماتے ہیں: اس حدیث سے

---

1 ... الکامل لابن عدی، ۶/۴۲۶، رقم: ۱۳۸۹: عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب

2 ... مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر قصۃ شھادۃ جعفر بلسانہ بعد شھادتہ، ۴/۲۱۹، حدیث: ۴۹۹۰

3 ... نسائی، کتاب الجنائز، باب ارواح المؤمنین، ص۳۴۸، حدیث: ۲۰۷۰

ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی روح پرندہ ہوتی ہے یعنی پرندے کی شکل میں ہوتی ہے، پرندے کے اندر نہیں ہوتی، حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت کہ ”شُہَدا کی روحیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں سبز پرندوں کی طرح ہیں“[1] حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت کہ ”وہ سبز پرندوں میں اڑتی پھرتی ہیں“[2] حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت کہ ” سفید پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں“[3] اور حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت کہ ”شُہَدا کی روحیں سبز پرندے ہیں۔“[4] ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی اَرواح پرندے بن جاتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ روایات ان روایتوں سے زیادہ صحیح ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ روحیں پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام علی بن محمد قابسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: یہ جو روایت ہے کہ ”فِیْ حَوَاصِلِ طَیْرٍ خُضْرٍ یعنی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔“ عُلَما نے اس کا انکار کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یوں ان کا مکان تنگ ہو جائے گا اور وہ قید ہو جائیں گی۔ اس کا رد کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ روایت ثابت ہے البتہ اس میں تاویل کا اِحتمال ہے کہ (عربی مَتن میں مذکور لفظ) ”فی“ (یعنی ”میں“) کو ”علی“ (یعنی ”پر“) کے معنی میں لے لیا جائے اس صورت میں معنٰی ہو گا: ان کی روحیں پرندوں کے پوٹوں پر ہیں جیسا کہ اس فرمانِ باری تعالٰی میں ”فی“ کا لفظ ”علی“ کے معنٰی میں ہے:

وَلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (پ۱۶، طٰہٰ: ۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں کھجور کے ڈنڈ (سوکھے تنے) پر سولی چڑھاؤں گا۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ پرندے کو پوٹہ کہہ دیا جائے کیونکہ پرندہ اس کا احاطہ کئے ہوئے اور اس پر مشتمل

1 ... ابن ماجہ، کتاب الجھاد، باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ، ۳/ ۳۶۲، حدیث: ۲۸۰۱

2 ... الاستذکار، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، ۲/ ۶۱۵، تحت الحدیث: ۲۹۲

مصنف عبد الرزاق، کتاب الجھاد، باب اجر الشھادۃ، ۵/ ۱۷۸، حدیث: ۹۶۲۰

3 ... الزھد لابن المبارک مارواہ نعیم بن حماد... الخ، باب فی ارواح المؤمنین، ص ۴۲، حدیث: ۱۶۴

4 ... ترمذی، کتاب فضائل الجھاد، باب ما جاء فی ثواب الشھداء، ۳/ ۲۴۰، حدیث: ۱۶۴۶

ہوتا ہے۔ یہ حضرت سیِّدُنا عبدُالحق رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کا قول ہے۔[1] جبکہ ان کے علاوہ کا کہنا ہے: یہ بھی ممکن ہے کہ وہ حقیقۃً پرندوں کے پوٹوں میں ہی ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پوٹوں کو فضا سے بھی زیادہ وسیع فرمادے۔[2]

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ دِحْیہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے "اَلتَّنْوِیْر" میں ذکر کیا کہ متکلمین کی ایک جماعت نے کہا: یہ روایت منکر ہے کیونکہ دو روحیں ایک جسم میں نہیں ہوسکتیں یہ محال ہے۔ متکلمین کی یہ بات حقائق سے عدم واقفیت کی بنا پر ہے اور اہلِ سنت وجماعت پر اعتراض ہے، کیونکہ حدیث کے معنیٰ بالکل واضح ہیں کہ شہید کی روح جو دنیا میں اس کے اپنے جسم کے اندر تھی وہ بعد میں پرندے جیسے ایک دوسرے جسم کے اندر رکھ دی جاتی ہے اور پہلے جسم کی طرح اب یہ دوسرے جسم میں ہوتی ہے، یہ برزخی مدت ہوتی ہے حتّٰی کہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے اصل جسم میں لوٹادے گا جیسے پہلے اسے پیدا فرمایا تھا۔ ہاں، عقل میں نہ آنے والی بات یہ ہے کہ دو جانیں (روحیں) ایک جسم میں اس طرح جمع ہوں کہ وہ جسم ان دونوں کی مدد سے زندہ رہے۔ لیکن ایک ہی جسم میں روحوں کا جمع ہونا محال نہیں، کیونکہ ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے مگر اس کی روح ماں کی روح کے علاوہ ہوتی ہے لیکن دونوں کو ایک ہی جسم گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

ہاں یہ اعتراض بن سکتا ہے کہ شہید کی روح کے علاوہ پرندے کی ایک اپنی روح بھی ہوتی ہے اور دونوں ایک ہی جسم میں جمع ہوجائیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روایت میں "سبز پرندوں کے قالب میں" ہونے کا مطلب ہے "سبز پرندوں کی شکل میں" ہوں گی جیسے ہم کہتے ہیں: میں نے فرشتے کو انسانی صورت میں دیکھا۔[3] یہ بالکل واضح بیان ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز

1... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان ارواح الشھداء فی الجنۃ دون ارواح غیرھم، ص ۱۵۲

2... سبل الھدی والرشاد، الباب الثالث عشر فی غزوۃ احد، ۴/۲۵۵

3... الروض الانف، الشھادۃ والشھداء، ۳/۳۰۸

اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۶۹) انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ (اپنے رب کے پاس) زندہ ہیں۔

حضرت سیِّدُنا شیخ عِزُ الدِّین بن عَبْدُ السلام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه اپنی کتاب ”اَمالی“ میں یہ آیتِ طیبہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اگر کہا جائے کہ تمام مُردوں کا یہی حال (یعنی اَروح کا پرندوں میں منتقل ہونا) ہے تو پھر آیت میں شُہدا کو خاص کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب کا یہ حال نہیں ہو گا کیونکہ موت کے معنٰی ہیں: ”جسم سے روح کا نکال لینا“ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا (پ۲۴، الزمر: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔

یعنی انہیں جسموں سے مکمل طور پر نکال لیتا ہے اور شہید کی روح سبز پرندے کی طرف منتقل ہوتی ہے یوں وہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی ہے جبکہ دیگر کی اَرواح کسی دوسرے جسم میں نہیں جاتیں۔

جہاں تک حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کی حدیث ”مومن کی روح پرندہ ہے“[1] کا تعلق ہے تو اس عموم سے مجاہدین مراد ہیں کیونکہ حدیثِ پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ قبر میں روح پر اس کا جنتی یا دوزخی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے[2] اور ہمیں بھی حکم ہے کہ ہم قبرستان جائیں تو سلام کریں[3]، اگر روحیں جان پہچان کی صلاحیت نہ رکھتیں تو اس حکم کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

(مصنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی فرماتے ہیں:) میرا مختار یہ ہے کہ شُہدا کی روحیں پرندوں میں ہوتی ہیں خود پرندہ نہیں ہوتیں اس کی تائید حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا والی حدیث سے ہوتی ہے کہ یہ اَرواح دوسرے جسم میں سوار ہوتی ہیں، یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا اور میں نے اس جیسی ایک مرفوع روایت بھی دیکھی ہے۔[4]

---

1 ... ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر القبر والبلى، ۴/۵۰۳، حديث: ۴۲۷۱

2 ... بخاری، كتاب الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشی، ۱/۴۶۵، حديث: ۱۳۷۹

3 ... ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيما يقال إذا دخل المقابر، ۲/۲۴۰، حديث: ۱۵۴۷

4 ... اتحاف السادة المتقين، كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب السابع، ۱۴/۳۲۱

سب سے کم مرتبہ شہید

حضرت سیِّدُنا اسحاق بن عبدُ اللہ بن ابو فَرْوَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک اہلِ علم سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شُہَدا کی تین قسمیں ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ان میں سب سے کم مرتبہ وہ ہے جو اپنی جان ومال کے ساتھ مجبوراً نکلا، اس کا ارادہ قتل کرنے یا شہید ہونے کا نہیں مگر اچانک اسے ایک تیر آلگا تو اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے گئے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے آسمان سے ایک جسم اتارتا ہے جس میں اس کی روح کو رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جاتا ہے، وہ جس آسمان سے گزرتا ہے فرشتے گروہ در گروہ اس کے پیچھے ہو لیتے ہیں حتّٰی کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں پہنچ کر سجدے میں گر جاتا ہے، حکم ہوتا ہے: اسے ریشم کے 70 لباس پہنائے جائیں۔ پھر کہا جاتا ہے: اسے اس کے شہید بھائیوں میں لے جاؤ اور ان کے پاس چھوڑ دو، وہ شُہَدا جنتی دروازے پر بنے سبز گنبدوں میں ہوتے ہیں اور جنت سے ان کا کھانا آتا ہے، جب وہ ان کے پاس جاتا ہے تو وہ اس سے ایسے سوالات کرتے ہیں جیسے تم اپنے شہروں سے واپس آنے والے مسافر سے کرتے ہو، وہ پوچھتے ہیں: فلاں فلاں کیا کر رہا تھا؟ وہ کہتا ہے: فلاں تو مفلس ہو گیا۔ وہ پوچھتے ہیں: اس نے اپنا مال کیسے ضائع کیا حالانکہ وہ تو بڑا ہوشیار مال دار تاجر تھا؟ جسے تم مفلس سمجھتے ہو ہم اسے مفلس نہیں کہتے بلکہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے نیک اعمال کم ہوں۔ پھر پوچھتے ہیں: فلاں شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا بَرتاؤ کیا؟ وہ بتاتا ہے کہ اس نے طلاق دے دی۔ وہ کہتے ہیں: آخر ایسا کیا ہو گیا کہ طلاق دے دی خدا کی قسم! ان میں تو بہت محبت تھی۔ پھر پوچھتے ہیں: فلاں کیا کر رہا تھا؟ وہ کہتا ہے: وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں: بخدا! وہ ہلاک ہو گیا، ہم نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دو راستے بنائے ہیں ایک ہماری طرف آتا ہے اور ایک ہماری مخالف سمت (جہنم) کی طرف جاتا ہے، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس بندے کا گزر ہمارے پاس سے ہوتا ہے یوں ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کب مرا اور جب کسی کے ساتھ ربّ تعالٰی کی طرف سے بھلائی کا ارادہ نہیں ہوتا تو اسے ہماری مخالف سمت لے جایا جاتا ہے یوں ہم اس سے بے خبر رہتے ہیں۔[1]

---

1 ...الزھد لھناد بن السری، باب منازل الشھداء، الجزء الاول، ص ۱۲۷، حدیث: ۱۶۷

حضرت سیِّدُنا حَیَّان بن جَبَلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شہید جب جامِ شہادت نوش کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے بہت خوبصورت جسم نازل فرماتا ہے، پھر اس کی روح کو حکم ہوتا ہے اس میں داخل ہو جا۔ وہ اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو گا، وہ کلام کرتا ہے اور سمجھتا ہے لوگ اسے سن رہے ہیں، لوگوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے لوگ بھی اسے دیکھ رہے ہیں حتّٰی کہ اس کے پاس اس کی بیویاں یعنی حورِ عین آتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔[1]

صاحِبِ اِفصاح فرماتے ہیں: نعمت والی روحیں مختلف حالتوں میں ہیں، کچھ جنتی درختوں پر پرندوں کی طرح، کچھ سبز پرندوں کے پوٹوں میں، کچھ عرش کے نیچے قندیلوں میں، کچھ سفید پرندوں کے پوٹوں میں، کچھ چڑیوں کے پوٹوں میں، کچھ جنتی لوگوں کی صورتوں میں، کچھ اپنے اعمالِ صالحہ سے پیدا کی گئی صورتوں میں، کچھ اپنی حالت پر رہتی ہیں، سیر کرتی ہیں اور اپنے جسموں کی ملاقات کو آتی ہیں اور کچھ مرنے والوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں اور جوان کے علاوہ ہیں ان میں سے کچھ حضرت سیِّدُنا میکائیل کچھ حضرت سیِّدُنا آدم اور کچھ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کفالت میں ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: صاحِبِ افصاح کی بات بہت اچھی ہے کیونکہ اس سے تمام احادیثِ مبارکہ میں تطبیق ہو جاتی ہے۔[2]

شب معراج انبیا سے ملاقات

(مصنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید معراج والی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو حضرت عیسٰی و حضرت یحیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام کو ان کی امت کے چند لوگوں کے ساتھ دیکھا، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام اور

1... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۶۴

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان ارواح الشھداء فی الجنۃ دون ارواح غیرھم، ص ۱۵۲

ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ افراد تھے، پانچویں پر حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام اوران کے ساتھ ان کی امت کے کچھ افراد تھے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنی امت کے کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھے، جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے، مجھے کہا گیا: یہ آپ کا اور آپ کی امت کا مقام ہے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ (پ۳، اٰلِ عمرٰن: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے۔

پھر ارشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کو دو حصوں پر دیکھا، ایک حصے پر ایسے سفید لباس تھے گویا کورے کاغذ ہوں اور دوسرے پر مٹیالے لباس تھے۔[1]

یہ حدیثِ پاک اَرواح کے مختلف مَراتِب پر دلالت کر رہی ہے نیز یہ کہ ہر آسمان میں ایک امت ہے۔

حضرت سیِّدُنا حکیم تِرمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کچھ اَرواح برزخ میں گھومتی، دنیا اور فرشتوں کے اَحوال کا مشاہدہ کرتی اور آسمان میں لوگوں کے اَحوال کے متعلق گفتگو کرتی ہیں، کچھ روحیں عرش کے نیچے ہوتی ہیں اور کچھ روحیں ایام زندگی میں اطاعتِ الٰہی کی مقدار جنتوں میں جہاں چاہتی ہیں اڑتی پھرتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی کتاب ''اِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْر'' میں اَرواحِ شُہدا کے بارے میں حدیثِ ابنِ مسعود اور حدیثِ ابنِ عباس[3] نقل کرنے کے بعد بخاری شریف کی حدیثِ براء بن عازب کو لائے ہیں کہ ''جب حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہزادے حضرت سیِّدُنا ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔''[4]

---

1 ... دلائل النبوۃ للبیھقی، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الی الاسماء... الخ، ٢/ ٣٩٣

تفسیر الطبری، سورۃ بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: ١، ٨/ ١٢، حدیث: ٢٢٠٢٣

2 ... نوادر الاصول، الاصل التاسع والستون والمائۃ، ١/ ٦٧٠، تحت الحدیث: ٩٢٠

3 ... اثبات عذاب القبر، باب الدلیل علی ان اللہ تعالی یخلق علی من فارق الدنیا... الخ، ص٦٧، ٦٨، حدیث: ٧٦، ٧٨

4 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المسلمین، ١/ ٤٦٦، حدیث: ١٣٨٢

حضرت سیّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شہزادے کے لئے فیصلہ فرمادیا کہ وہ جنت میں دودھ پئیں گے حالانکہ وہ مدینے کے قبرستان جنَّتُ البقیع میں مدفون ہیں۔[1]

اِبنِ قَیِّم نے کہا: اس حدیثِ پاک کہ "روح پرندہ بن کر جنت کے درخت پر رہتی ہے" اور اس حدیثِ پاک کہ "قبر میں مردے پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے بلکہ روح جنت کی نہروں میں تیرتی اور جنتی پھل کھاتی ہے" ان میں تعارض نہیں کیونکہ میت یومِ جزا سے پہلے اپنے ٹھکانے میں نہیں ٹھہرے گی اس کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت شُہدا کی روحوں کا مقام وہ نہیں ہوگا جو ابھی برزخ میں ہے کیونکہ جنت میں کامل داخلہ کامل انسان کے لئے ہوگا یعنی روح اور جسم کا ایک ساتھ داخلہ جبکہ فقط روح کا جنت میں داخل ہونا یہ ایک الگ معاملہ ہے۔

روح کی چار اقسام

حضرت سیّدُنا امام نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی "بَحرُ الکلام" میں فرماتے ہیں کہ روح کی چار قسمیں ہیں:

(۱)... حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اَرواح کہ وہ اپنے اَجسام سے جدا ہوتی ہیں تو ان کی صورتوں کی مثال مشک و کافور جیسی ہو جاتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف اندوز ہوتی ہیں اور رات کو عرش کے نیچے معلق قندیلوں میں ٹھہرتی ہیں۔

(۲)... شُہدا کی روحیں، یہ جسم سے نکل کر سبز پرندوں کے پوٹوں میں چلی جاتی ہیں، جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف اندوز ہوتی ہیں اور رات کو زیرِ عرش لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

(۳)... فرمانبردار مسلمانوں کی روحیں، یہ جنت کے صحن میں ہوتی ہیں، وہاں سے نہ کھاتی پیتی ہیں نہ لطف اندوز ہوتیں ہیں بس جنت کا نظارہ کرتی ہیں۔

(۴)... نافرمان مسلمانوں کی روحیں، یہ زمین و آسمان کے درمیان فضا میں رہتی ہیں۔ جبکہ کافروں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں ساتویں زمین کے نیچے سِجِّین میں ہوتی ہیں، ان کو اپنے جسم سے تعلق ہوتا ہے لٰہذا روحوں پر عذاب ہوتا ہے تو جسم اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں جیسا کہ سورج آسمان میں ہے اور اس کی روشنی زمین میں۔[2]

1... اثبات عذاب القبر، باب الدلیل علی أن اللہ تعالی یخلق علی من فارق الدنیا... الخ، ص۶۹، حدیث: ۸۱

2... بحر الکلام للنسفی، الباب الخامس، الفصل الثالث، المبحث الثانی: مکان الارواح فی البرزخ، ص ۲۵۴

حضرت سیِّدُنا حافظ اِبْنِ رَجَب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَمَّا الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَلَا شَكَّ اَنَّ اَرْوَاحَھُمْ عِنْدَ اللهِ فِيْ اَعْلٰى عِلِّیِّیْن یعنی حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ارواح کے متعلق کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے پاس اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں۔[1]

یہ بات حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وقتِ وصال جو آخری کلام فرمایا تھا وہ یہ تھا: ''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰى یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ رفیقِ اعلیٰ عطا فرما۔[2]

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پردہ فرما کر کہاں آرام فرما ہیں؟ فرمایا: جنت میں۔[3]

اکثر عُلَمائے کرام کے نزدیک شُہَدا ابھی جنت میں ہیں اور بکثرت احادیثِ کریمہ اسی کو ثابت کرتی ہیں[4] جیسے حضرت سیِّدُنا امام مسلم رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے اور حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیِّدُنا امام ابوداود رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی احادیث کریمہ اور ان کے علاوہ دیگر روایات جو پیچھے گزر چکیں۔ ان کے علاوہ بھی ایسی روایات موجود ہیں۔ چنانچہ

سچا خواب

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پیارے مصطفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اچھے خوابوں سے خوش ہوتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ جب کوئی انجان شخص آکر خواب بیان کرتا تو اس کے متعلق پوچھتے، اگر اسے نیک بتایا جاتا تو اس کے خواب پر خوش ہوتے۔ چنانچہ ایک دن ایک خاتون حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوئیں: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے خواب میں خود کو جنت میں داخل ہوتے دیکھا، اتنے میں کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی جس سے

1... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص١٦٠

2... بخاری، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم بہ النبی، ٣/١٦٠، حدیث: ٤٤٦٣

3... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب النبی، ١٠/٢٢٤، حدیث: ٢٠٥٧٤

4... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص١٦١

جنت ہل گئی، دیکھا کہ فلاں بن فلاں جنت میں آیا ہے حتّٰی کہ میں نے اسی طرح بارہ افراد گنے، اس خواب کے واقعے سے قبل آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجاہدین کا ایک گروہ جہاد پر روانہ کیا تھا۔ وہ خاتون مزید کہتی ہیں: ان اَفراد کو جنت میں لایا گیا، ان پر اَطْلَس کے کپڑے تھے اور ان کی گردن کی رگوں سے خون نکل رہا تھا۔ حکم دیا گیا کہ انہیں نہرِ بَیْدَخ میں غوطہ دو، جب غوطہ دے کر انہیں نکالا گیا تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہے تھے پھر ان کے لئے سونے کی کرسیاں لائی گئیں، وہ ان پر بیٹھ گئے پھر ان کے سامنے سونے کے طشت میں تازہ کھجوریں رکھیں گئیں جو انہوں نے حسبِ مَنشا تناوُل کیں، وہ اس طشت میں جہاں سے چاہتے اپنی پسند کا پھل کھاتے، میں نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔ پھر جب قاصد نے آکر خبر دی کہ یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جنگ میں ایسا ایسا ہوا اور فلاں فلاں شہید ہو گیا حتّٰی کہ اس نے بارہ افراد کا ذکر کیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس خاتون کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ وہ آئی تو ارشاد فرمایا: اس قاصد کو اپنا خواب سناؤ۔ جب وہ سنا چکی تو قاصد نے کہا: جن اشخاص کا اس نے بتایا ہے بالکل وہی شہید ہوئے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: شُہَدا جنت میں نہیں ہوتے بلکہ جنت سے رزق دیئے جاتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَۙ(۱۶۹) (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے پاس زندہ ہوتے ہیں جنتی پھلوں سے روزی اور جنتی ہوا پاتے ہیں لیکن جنت میں نہیں ہیں، اس کی دلیل حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی یہ حدیث

---

1 ... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۵۱۱، حدیث: ۱۳۶۹۹
موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۴۸، حدیث: ۳۱۱

2 ... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص۱۶۷

ہے کہ ”شُہَدا جنت کے دروازے پر جاری نہر کے کنارے ہوتے ہیں“[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہر جنت سے باہر ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اس حدیث کے ایک راوی اِبْنِ اسحاق مُدَلِّس ہیں جو اپنے شیخ کے نام کی صراحت نہیں کرتے[2]۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث پاک عام شُہَدا کے متعلق ہو اور جن احادیث میں زیرِ عرش قندیلوں میں ہونے کا ذکر ہے وہ خاص شُہَدا ہوں۔ یہ احتمال بھی ہے کہ اس حدیث شریف سے جنگ میں شہید ہونے والوں کے سوا دیگر شُہَدا مثلاً طاعون یا پیٹ کی بیماری میں مرنے والا اور ہر وہ شخص مراد ہو جسے حدیث میں شہید کہا گیا ہے۔

ہر مومن صِدِّیق اور شہید ہے

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مومن مراد ہو کیونکہ جو ایمان قبول کر لے اسے بھی شہید بول دیا جاتا ہے اور اس کے درست ہونے کی دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: کُلُّ مُؤْمِنٍ صِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدٌ یعنی ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ عرض کی گئی: حضرت آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: اچھا تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھو: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ[3]۔[4]

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے مومن شہید ہیں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مذکورہ

1...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۵۷۱، حدیث: ۲۳۹۰
اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص۱۶۷

2... سیِّدِی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: حضرت ابن البرقی نے فرمایا: عِلْمِ حدیث والوں میں محمد بن اسحاق کے ثقہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اور ان کی حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے بوشنجی شیخ بخاری سے روایت کی کہ ابن اسحاق ہمارے نزدیک ثقہ ہیں۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: ابن اسحاق ثقہ ہیں ثقہ ہیں اس میں نہ ہمیں شبہ ہے نہ محققین کو شبہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۸/ ۷۲، ۷۳)

3...ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اَوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔ (پ۲۷، الحدید: ۱۹)

4...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص۱۶۹

آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔[1]

شُہَدا کے سوا دیگر مؤمنین کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکلَّف (۲) غیر مکلَّف جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے جمہور کا موقف یہ ہے کہ شُہَدا کے سوا بقیہ مؤمنین اور ان کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل سے اس بارے میں اجماع نقل ہے۔ حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد سے مروی حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کا قول ہے کہ ان کے جنتی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اور امام ابوالحسن مَیْمُونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے مروی ہے کہ ان کے جنتی ہونے میں کسی نے شک نہیں کیا، اسی طرح حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے صراحت فرمائی ہے کہ وہ جنت میں ہیں۔ اسلاف نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ ان (عام مؤمنین اور ان کی نابالغ اولاد) کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں۔[2] علمائے کرام کے ایک گروہ کا قول ہے: عمومی طور پر مؤمنین کی اولاد کے متعلق جنت میں ہونے کی گواہی دی جاسکتی ہے مگر مُعَیَّن بچوں کے لئے نہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ چونکہ خاص بچے کے باپ کے ایمان (پر خاتمہ) کی گواہی نہیں دی جاسکتی تو اس کے ایمان کی بھی گواہی نہیں دی جاسکتی کہ وہ مسلمان بچوں میں سے ہے لہٰذا باپوں کے ایمان میں توقُّف کے سبب مخصوص و مُتَعَیَّن بچوں کے جنت میں ہونے میں توقف کیا جائے گا۔ یہ قول کسی بھی امام سے صراحت کے ساتھ ثابت نہیں بلکہ یہ ان کے بارے میں عمومی کلام سے لیا گیا ہے اور اس سے ان کی مراد مشرکین کے بچے ہیں۔[3] جبکہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل نے اس حدیث شریف کہ ”مؤمنین کے چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہوں گے[4]“[5] سے استدلال فرمایا اور آپ ہی فرماتے ہیں: جب اس (فوت شدہ چھوٹے بچے) کے سبب

1... تفسیر الطبری، سورۃ الحدید، تحت الآیۃ: ۱۹، ۱۱/ ۶۸۳، حدیث: ۳۳۶۵۳

2... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۷۰

3... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۷۴

4... کیڑوں سے صرف تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح انہیں کہیں آنے جانے کی روک ٹوک نہیں ہوتی ان بچوں کو بھی جنت میں کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔ (فیض القدیر، ۴/ ۲۵۲، تحت الحدیث: ۴۹۹۷)

5... مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل من یموت۔۔۔ الخ، ص ۱۴۱۶، حدیث: ۲۶۳۵

والدین کے لئے جنت میں داخلے کی امید کی جاتی ہے تو اس کے اپنے بارے میں کیسے شک کیا جائے۔[1]

شُہَدا کے علاوہ دیگر مکلف مسلمانوں کے متعلق سابقہ و موجودہ علما کا اختلاف رہا ہے، حضرت سیِّدُنا امام احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: مؤمنین کی ارواح جنت میں ہوتی ہیں اور کفار کی دوزخ میں۔[2] آپ نے حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک، حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی، حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ، حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ بِشر اور حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو وغیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی احادیث کو دلیل بنایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت کعب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عِلِّیِّیْن اور سِجِّیْن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: علیین تو ساتویں آسمان میں ہے اس میں مؤمنین کی روحیں ہوتی ہیں اور سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے اس میں کفار کی روحیں شیطان کے گال کے نیچے ہوتی ہیں۔[3]

جنتی نہر پر موتیوں سے بنے محل میں قیام

دلائل سے ثابت ہے کہ جنت ساتویں آسمان سے اوپر اور دوزخ ساتویں زمیں سے نیچے ہے۔ اس کی دلیل میں یہ حدیثِ پاک پیش کی گئی کہ حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے حضور سرورِ عالَم، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے انہیں جنتی نہروں میں سے ایک نہر پر موتیوں سے بنے محل میں دیکھا ہے جس میں نہ فضولیات ہیں نہ تھکاوٹ۔[4]

خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: میری امی جان حضرت سیِّدَتُنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہاں ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ بانس سے بنے محل میں حضرت مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے ساتھ ہیں اس محل

1... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص۱۷۶

2... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، القسم الثانی اھل التکلیف...الخ، ص۱۷۷

3... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، القسم الثانی اھل التکلیف...الخ، ص۱۸۳تا۱۸۴

4... معجم اوسط، ۶/۱۰۲، حدیث: ۸۱۵۳

میں نہ فضولیات ہیں نہ تھکاوٹ۔ عرض کی: کیا ان (یعنی دُنیاوی) بانسوں سے بنے محل میں؟ ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ موتیوں اور یاقوت سے جڑے بانسوں سے بنے محل میں۔[1]

جنتی نہر کا تیراک

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت ماعِز اَسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اِقرارِ جرم پر رَجم کیا گیا تو مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! وہ ابھی جنتی نہروں میں غوطہ لگا رہے ہیں۔[2]

تکبر، خیانت اور قرض

حضرت سیِّدُنا ثَوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی روح جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں تکبر، خیانت اور قرض سے آزاد ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔[3]

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ روحیں زمین میں ہوتی ہیں۔ پھر ان میں بھی اختلاف ہو گیا اور ایک گروہ نے کہا: ارواح قبروں کے ارد گرد رہتی ہیں۔ یہ قول اِبنِ وَضّاح کا ہے اور اِبنِ حزم نے بھی اکثر مُحدِّثین سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

لیکن حضرت سیِّدُنا ابو عُمَر یوسف بن عبدُاللہ محمد بن عبدُالبَر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس قول کو ترجیح دی کہ شُہَدا کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں اور عام مؤمنوں کی روحیں قبروں کے ارد گرد ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، اس قول پر مُردوں کو سلام کرنے اور ان پر (جنتی یا جہنمی) ٹھکانا پیش کئے جانے والی احادیثِ طیبہ سے دلیل پکڑی گئی ہے جبکہ روحوں کے جنت میں نہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، ٹھکانا جسم پر پیش کیا جاتا ہے اور روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے اگرچہ روح جنت میں ہو یونہی مُردوں کو سلام کرنے سے یہ لازم

---

1 ... معجم اوسط، ۱/۱۳۷، حدیث: ۴۴۰

2 ... ابوداود، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك، ۴/۱۹۷، حدیث: ۴۴۲۸

3 ... ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب التشدید فی الدین، ۳/۱۴۴، حدیث: ۲۴۱۲

نہیں آتا کہ روحیں مستقل طور پر قبروں کے ارد گرد ہی رہیں کیونکہ سلام تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام و شُہدائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مزارات پر بھی کیا جاتا ہے حالانکہ ان کی ارواحِ مبارکہ اَعْلٰی عِلِّیِّیْن میں ہوتی ہیں، اس کی حقیقت اور کیفیت صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور اس کی گواہی ان احادیث سے ملتی ہے جن میں یہ آیا ہے کہ سونے والے کی روح عرش کی طرف بلند ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کا تعلق بدن سے بھی رہتا ہے اور بدن کے جاگتے وقت وہ آن کی آن میں واپس لوٹ آتی ہے، لہٰذا وہ روحیں جو جسموں سے جدا ہو چکی ہیں وہ بدرجہ اَوْلٰی یہ طاقت رکھتی ہیں کہ آسمان کی طرف بلند ہوں اور آن کی آن میں قبر کی طرف لوٹ بھی آئیں۔[1]

ایک گروہ کا کہنا ہے: روحیں زمین میں ہی کسی جگہ جمع ہوتی ہیں، مؤمنین کی جابیہ میں اور ایک قول کے مطابق زمزم کے کنوئیں میں جبکہ کفار کی برہوت کے کنوئیں میں جمع ہوتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا قاضی ابویعلیٰ حَنْبلی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے ''اَلْمُعْتَمَد'' میں اسی کو ترجیح دی ہے اور یہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل کی تصریح کے خلاف ہے کہ کفار کی روحیں دوزخ میں ہوتی ہیں۔ ممکن ہے برہوت کا کنواں جہنم کی تہہ سے مُتَّصِل ہو جیسے مروی ہے کہ جہنم سمندر کے نیچے ہے۔[3]

بہن سے قطع تعلقی کا انجام

حضرت سیِّدُنا حامد بن یحییٰ بن سُلَیْم رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں ہمارے ساتھ ایک خُراسانی شخص رہتا تھا جس کے پاس امانتیں رکھوائی جاتیں اور وہ واپس بھی کر دیتا تھا۔ ایک شخص نے اس کے پاس 10 ہزار دینار رکھوائے اور کہیں چلا گیا، اسی دوران اس خُراسانی کا وقتِ وفات آ گیا مگر اس نے اپنی اولاد میں کسی کو اس کا اہل نہ سمجھا کہ امانت ان کے سپرد کی جائے۔ چنانچہ اس نے امانت اپنے گھر میں ایک جگہ دفن کر دی اور فوت ہو گیا، اس شخص نے آکر اس خُراسانی کی اولاد سے امانت طلب کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر اُس نے اس معاملے میں کثیر علمائے مکہ سے رجوع کیا، علمائے کرام نے فرمایا کہ ہم اس خُراسانی کو جنتی خیال کرتے ہیں اور

1 ... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۱۸۹

2 ... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۱۹۳

3 ... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۱۹۶

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جنتیوں کی روحیں زمزم کے کنوئیں میں ہوتی ہیں لہٰذا جب آدھی یا تہائی شب گزر جائے تو زمزم کے کنوئیں کے کنارے کھڑے ہو کر اس خُراسانی کو ندا دینا ہمیں امید ہے وہ جواب دے گا، اگر وہ جواب دے تو اس سے اپنے مال کے متعلق پوچھنا۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور جیسا علمائے کرام نے فرمایا تھا اس نے تین رات تک ایسا ہی کیا مگر اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ واپس علما کے پاس آیا اور کہا: میں نے تین شب آپ کے کہنے کے مطابق عمل کیا مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ علمائے کرام نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن پڑھا اور فرمایا: ہمارا خیال ہے وہ دوزخی ہے لہٰذا تم یمن چلے جاؤ، وہاں بَرَہُوت نامی ایک وادی ہے اور اس میں برہوت نامی ایک کنواں بھی ہے جس میں دوزخیوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں، رات کے اسی وقت تم اس کے کنارے کھڑے ہو کر اسے ندا دینا۔

چنانچہ وہ شخص وہاں پہنچا اور کہا: اے فلاں بن فلاں! میں فلاں ہوں۔ اس کی پہلی پکار پر ہی اسے جواب مل گیا[1]۔ اس نے پوچھا: وہ امانت کہاں ہے جو میں نے تیرے پاس رکھوائی تھی؟ اس نے کہا: فلاں جگہ فلاں زینے کے نیچے دفن ہے۔ اِس نے پوچھا: کس گناہ کے سبب تجھے بدبختوں کے مقام پر لایا گیا؟ اس نے جواب دیا: میری بہن کے سبب، میری ایک غریب بہن تھی جو مجھ سے دور سرزمین عجم میں کہیں رہتی تھی۔ میں اس کی پروا کئے بغیر مکہ مکرمہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے لگا، نہ مجھے بہن کی فکر ہوئی نہ میں نے کسی سے اس کے بارے میں پوچھا۔ جب میں مر گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی بات پر میری پکڑ فرمائی اور ارشاد فرمایا: تو اس کو کیسے بھول گیا، اس کے پاس کپڑے نہیں تھے اور تو کپڑے پہنے زندگی گزارتا رہا، وہ بھوکی رہتی اور تو سیر ہو کر کھاتا تھا، وہ پیاسی رہتی اور تو پی کر خوب سیراب ہوتا تھا، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں رشتہ داری کاٹنے والے پر رحم نہیں کروں گا۔ اسے لے جاؤ اور بَرَہُوت کے کنوئیں میں ڈال دو۔ پس حضرت ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے اس کنوئیں میں ڈال دیا اور اب مجھے عذاب دیا جارہا ہے۔ اے میرے بھائی! تم میری بہن کے پاس جا کے اس سے میرے لئے معافی کی درخواست کرو اور اس عذاب سے میرے چھٹکارے کی کوئی صورت نکالو، ہو سکتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم فرمادے کیونکہ اس کے ہاں رشتہ داری کاٹنے کے علاوہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔

اس شخص کا بیان ہے: میں اس کی بتائی ہوئی جگہ گیا اور کھودا تو وہاں سے ایک تھیلی نکلی جس میں میری

[1] ...شَرْحُ الصُّدُوْر میں یہیں تک تھا اس سے آگے کا واقعہ ''قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن'' سے نقل کیا گیا ہے۔

امانت موجود تھی[1] اور اسی حالت میں تھی جیسے میں نے اپنے ہاتھ سے باندھی تھی۔ میں اپنی امانت لے کر عجم کی طرف چل پڑا عَجَم پہنچ کر لوگوں سے اس کی بہن کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ بالآخر میری اس سے ملاقات ہوگئی اور میں نے اسے اول تا آخر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ رونے لگ گئی۔ میں نے اس سے اس کے بھائی کے چھٹکارے کی بات کی تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں محتاجی کی شکایت کرنے لگی۔ میں نے کچھ مال اسے دیا اور واپس آگیا۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔

حضرت سیِّدُنا صَفوان بن عَمْرو رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ابویَمان حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا کہ کیا مؤمنین کی اَرواح کسی جگہ جمع ہوتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ وہ زمین جس کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

(پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۵)

یہی وہ زمین ہے جس میں مؤمنین کی روحیں قیامت تک کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ اس آیت کی یہ تفسیر انتہائی غیر معروف ہے۔[2]

جنتیوں اور جہنمیوں کی روحوں کا مقام

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بذریعہ مکتوب پوچھا کہ اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اہلِ جنت کی روحیں جابیہ میں اور کفار کی حَضْرَموت میں ہوتی ہیں۔

حضراتِ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ روحیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ہوتی ہیں۔ یہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ثابت ہے۔

حضرت سیِّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: روحیں رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے پاس اپنے ٹھکانے کی منتظر ہوتی

1 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح...الخ، ص ۱۹۵

2 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح...الخ، ص ۱۹۶

ہیں حتّٰی کہ ان میں روح پھونکی جائے گی۔ آپ کا یہ فرمان ان گزشتہ روایات کے خلاف نہیں جن میں روحوں کے ٹھکانے کا بیان ہے۔[1]

عُلَمائے کرام کی ایک جماعت کا کہنا ہے: انسانوں کی روحیں اپنے باپ حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے دائیں بائیں ہوتی ہیں جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں موجود حدیثِ معراج میں ہے کہ ”جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان پر گئے وہاں ایک صاحب تشریف فرما تھے جن کے دائیں بائیں لوگ موجود تھے جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور جب بائیں جانب نظر کرتے تو روتے تھے، میں نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں اور ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی، جب یہ اپنی دائیں جانب جنتیوں کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دوزخیوں کو دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔“[2]

اس حدیثِ پاک کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کفار کی روحیں بھی آسمان میں ہوں اور یہ قرآن کریم اور اس حدیث مبارک کے خلاف ہے کہ ”کفار کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔“[3]

البتہ بعض اَحادیث کریمہ میں اس قسم کے الفاظ ہیں جن سے یہ تعارُض ختم ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہ ”جب حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام پر کسی مومن کی روح پیش کی جاتی ہے تو وہ فرماتے ہیں: یہ ستھری جان ہے اسے عِلِّیِّیْن میں داخل کر دو اور جب کسی کافر کی روح پیش کی جاتی ہے تو فرماتے ہیں: یہ گندی جان ہے اسے سِجِّیْن میں ڈال دو“[4] اس سے معلوم ہوا کہ ان کی اولاد کی روحیں آسمانِ دنیا میں ان پر پیش کی جاتی ہیں اور وہ روحوں کو ان کے ٹھکانے پر لے جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمانِ دنیا روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔[5]

---

1 ... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ١٩٩تا ٢٠٠

2 ... بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلوات فی الاسراء، ١/١٤٠، حدیث: ٣٤٩

3 ... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، ٤/٤٩٧، حدیث: ٤٢٦٢

4 ... دلائل النبوۃ للبیھقی، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الاسماء... الخ، ٢/٣٩٢

5 ... اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ٢٠٣

اِبْنِ حَزم نے گمان کیاہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جسموں سے پہلے تمام روحوں کو ایک ساتھ پیدا فرمایا اور انہیں برزخ میں رکھا اور برزخ وہ جگہ ہے جہاں عناصِرِ اَربعہ ہوا، پانی، مٹی اور آگ کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، جب جسموں کو پیدا کیا جاتا ہے تو روحیں ان میں داخل کر دی جاتی ہیں اور وفات کے بعد دوبارہ برزخ میں لوٹائی جاتی ہیں، جبکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور شُہَدائے عظام کی روحیں جنت کی طرف پھیر دی جاتی ہیں۔[1]

جو بات اِبْنِ حَزم نے کی ہے یہ مسلمانوں میں سے کسی نے نہیں کی نہ ہی کسی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے، یہ تو فلاسفہ کا کلام ہے۔[2]

مُتَکَلِّمِیْن کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ روحیں جسموں کے مرنے کے ساتھ ہی مر جاتی ہیں یہ قول مُعْتَزِلہ کی طرف منسوب ہے۔ فقہائے اُنْدُلُس کی ایک جماعت نے بھی یہی قول کیا ہے ان کے مُتَقَدِّمِیْن میں سے عَبْدُالاعلیٰ بن وہب اور حضرت سیِّدُنا محمد بن عُمَر بن لبابہ اور متاخرین میں سے حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن سُہَیْلی اور حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر ابن عربی رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی ہیں۔[3] لیکن علمائے کرام نے اس قول کا شدید رد کیا ہے حتّٰی کہ حضرت سیِّدُنا سَحْنُون بن سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد وغیرہ نے فرمایا: یہ اہْلِ بدعت کا قول ہے اور اجسام سے جدا ہونے کے بعد روحوں کے باقی رہنے پر دلالت کرنے والی نصوصِ کثیرہ اس قول کو رد و باطل کر رہی ہیں۔[4]

شُہدا اور عام مؤمنین میں فرق

شُہَدا کی حیات اور عام مؤمنین جن کی روحیں جنت میں ہیں ان کی حیات میں دو وجہ سے فرق ہے:

پہلی وجہ: شُہَدا کی اَرواح کے لئے جسم پیدا کئے جاتے ہیں وہ پرندے ہوتے ہیں جن کے پوٹوں میں یہ روحیں ٹھہرتی ہیں تاکہ اجسام کے بغیر رہنے والی روحوں کے مقابلے میں یہ نعمتوں سے مکمل سرفراز ہوں کیونکہ شُہَدا نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنے اجسام کو خرچ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے برزخ میں ان اجسام کے بدلے اور

1 ... اہوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۲۰۳

2 ... اہوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۲۰۳

3 ... اہوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۲۰۴

4 ... اہوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح... الخ، ص ۲۰۶

اجسام عطا فرما دیئے۔

دوسری وجہ: شُہَدا کو جنت سے رزق دیا جاتا ہے جبکہ غیرِ شُہَدا کے لئے یہ بات ثابت نہیں اگرچہ ان کے متعلق آیا ہے کہ یہ جنتی درخت سے کھاتے ہیں لیکن نعمتوں کو استعمال کرنے میں یہ کسی بھی طرح شُہَدا کے برابر نہیں ہوسکتے۔ وَاللهُ اَعْلَم۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ الله بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان میں داخل ہوتے تو یوں کہتے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا سے جانے والی فانی روحو! بوسیدہ جسمو! اور گلی ہوئی ہڈیو! تم پر سلام ہو، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی بارگاہ سے ان پر راحت اور ہماری طرف سے سلام داخل فرما۔[2]

اس حدیث کی سند ضعیف ہونے کے باوجود اس کی تاویل کی گئی ہے کہ اس میں روحوں کے فنا ہونے سے مراد ان کا ظاہری اجسام سے چلے جانا ہے۔[3]

فائدہ: روح کے چار گھر

اِبْنِ قَیِّم نے کہا کہ روح کے چار گھر ہیں اور ہر اگلا گھر پچھلے گھر سے بڑا ہے: (۱)...ماں کا پیٹ، یہ قید، تنگی، غم اور تین تاریکیوں کا گھر ہے۔ (۲)...(دنیا) اس گھر میں وہ نشو نما پاتی ہے، جمع کرتی ہے اور نیکی و بدی کماتی ہے۔ (۳)...عالَم برزخ یہ گھر دنیا سے بہت بڑا اور کشادہ ہے، یہ دنیا کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ کے مقابلے میں دنیا۔ (۴)...وہ گھر جس کے بعد اور کوئی گھر نہیں یعنی ہمیشہ کا گھر جنت یا دوزخ۔ روح کا حکم اور حیثیت ہر دوسرے گھر میں پہلے سے جُدا ہے۔

اِبْنِ قَیِّم نے تیسرے اور پہلے کا جو تقابل کیا ہے اس پر درج ذیل روایات دلالت کرتی ہیں:

مرفوع روایت ہے کہ "دنیا میں مومن ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ کہ جب وہ اس کے پیٹ سے نکلتا ہے تو باہر آنے پر روتا ہے حتّٰی کہ جب وہ روشنی دیکھتا اور دودھ پیتا ہے تو اپنے ٹھکانے (یعنی ماں کے پیٹ)

---

1 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح...الخ، ص ۲۰۷

2 ... عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب ما یقول اذا خرج الی المقابر، ص ۳۵۸، حدیث: ۵۹۳

3 ...اھوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، فصل ما یمنع من دخول ارواح...الخ، ص ۲۰۸

میں واپس جانے کو پسند نہیں کرتا یونہی مومن بھی موت سے ڈرتا ہے مگر جب اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے تو دنیا میں واپس ہونا پسند نہیں کرتا جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند نہیں کرتا۔“[1]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار سے مروی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا پس اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہوا تو یہ دنیا میں واپس لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند کرے گا جیسے تم میں سے کوئی اپنی ماں کے پیٹ میں واپس ہونے کو ناپسند کرتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کا دنیا سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے بچے کا اپنی ماں کے پیٹ سے، اس کی تنگی اور اندھیرے سے دنیا کی کشادگی کی طرف نکلنا۔[3]

فائدہ

حضرت سیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی ”کِفَایَۃُ الْمُعْتَقِد“ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شیخ عُمَر بن فارِض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان فرمایا: ہم ایک ولی کے جنازے میں شریک ہوئے اور جب نمازِ جنازہ پڑھ چکے تو فضا سبز پرندوں سے بھر گئی، ان میں سے ایک بڑا پرندہ آیا اور اس ولی کو نگل کر اُڑ گیا مجھے بہت تعجب ہوا تو فضا میں سے اتر کر جنازے میں شریک ہونے والے ایک شخص نے مجھے کہا: تعجب نہ کرو کیونکہ شُہَدا کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جنت میں کھاتی پیتی ہیں، یہ حال تلواروں سے شہید ہونے والوں کا ہوتا ہے جبکہ شہیدانِ محبت کے تو اَجسام بھی اَرواح ہوتے ہیں۔

گوشہ نشین کے وسیلے سے بارش

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت سیِّدُنا زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص غار میں گوشہ نشین ہوگیا، اس زمانے کے لوگوں پر جب قحط آتا تو وہ اس کے وسیلے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، کراھیۃ الموت...الخ، ۵/۳۹۹، حدیث: ۱

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، حب الموت...الخ، ۵/۴۰۵، حدیث: ۲۶

3... نوادر الاصول، الاصل الثالث والخمسون، ۱/۲۲۲، حدیث: ۳۲۳

سے دعا کرتے تو انہیں بارش سے سیر اب فرما دیا جاتا، جب وہ گوشہ نشین شخص وفات پا گیا تو لوگ اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے، اتنے میں آسمان کی بلندیوں سے ایک تخت سیدھا اس شخص کے پاس اترا، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس گوشہ نشین کو تخت پر رکھا تو تخت بلند ہو گیا، لوگ اسے ہوا میں دیکھتے رہے حتّٰی کہ وہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور لوگ اس کے سبب جنت کی طرف متوجہ ہو گئے۔[1]

آسمان پر اٹھائے جانے والے شہید

اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عُروہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیر معونہ کے واقعہ میں جامِ شہادت نوش کر گئے تھے اور حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن اُمَیّہ ضَمْری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قید کر لیا گیا تھا۔ عامر بن طُفیل نے ان سے پوچھا: کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہاں پہچان لوں گا۔ چنانچہ آپ شُہَدا کو دیکھتے جاتے اور عامر بن طفیل آپ سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھتا جاتا۔ پھر وہ کہنے لگا: کیا ان میں سے کسی ساتھی کو کم پاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہاں حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نظر نہیں آرہے۔ اس نے پوچھا: عامر کو تمہارے درمیان کیا حیثیت حاصل تھی؟ فرمایا: وہ ہمارے افضل آدمی تھے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ میں تمہیں ان کا واقعہ سناتا ہوں: انہیں نیزہ مارا گیا اور جیسے ہی نیزہ باہر نکالا گیا تو انہیں آسمان کی طرف بلند کر دیا گیا، خدا کی قسم! وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ انہیں قتل کرنے والا شخص بنو کِلاب کا جَبّار بن سُلمٰی تھا وہ (حضرت سیِّدُنا) ضَحّاک بن سُفیان کِلابی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا اور کہا: حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت اور آسمان کی طرف بلند ہونے نے مجھے اسلام کی طرف راغب کیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کے اسلام اور حضرت سیِّدُنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کا واقعہ بارگاہِ رسالت میں لکھ بھیجا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک فرشتوں نے ان کے جسم کو چھپا لیا اور انہیں عِلِّیِّین میں لے جایا گیا ہے۔[2]

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، الکرامات عند الموت، ۵/۵۰۰، رقم: ۳۲۰

2... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع و رعل و ذکوان و بئر معونۃ، ۳/۴۹، حدیث: ۴۰۹۳

دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، قصۃ اھل بئر معونۃ، ص ۳۰۶، حدیث: ۴۴۱

ایک روایت میں یوں ہے کہ ”عامر بن طُفَیْل نے کہا: میں نے دیکھا کہ وہ شہید ہوئے تو آسمان کی جانب اٹھالئے گئے حتّٰی کہ میں نے انہیں آسمان وزمین کے درمیان دیکھا۔“ روایت کے آخر میں ہے کہ ”پھر انہیں نیچے اتارا گیا۔“ ممکن ہے زمین پر اُتارے جانے کے بعد وہ غائب ہوگئے ہوں۔

حضرت سیِّدُنا عُروہ بن زُبَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسدِ خاکی نہیں ملا اور لوگوں کا خیال تھا کہ انہیں فرشتوں نے چھپالیا ہے۔ (1)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضرت عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آسمان کی جانب اٹھالیا گیا تھا، ان کا جسم زمین پر نہیں ملا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں فرشتوں نے چھپالیا تھا۔ (2)

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ فرشتوں کے چھپانے سے مراد ہے ان کا آسمان میں غائب ہو جانا جیسا کہ پچھلی روایت میں ہے کہ ”ان کا جسم چھپالیا گیا اور علیین میں لے جایا گیا“ (3) اسی تناظر میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ اکیلے کو قریش کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا، چنانچہ میں اس درخت کے پاس گیا جس پر حضرت سیِّدُنا خُبَیْب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سولی پر لٹکایا ہوا تھا، میں لوگوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا اوپر چڑھا اور رسی کھولی تو وہ زمین پر تشریف لے آئے، میں نیچے اتر کر ایک طرف ہوگیا اور جب ان کے جسم کی طرف متوجہ ہوا تو وہ مجھے نظر نہ آیا گویا انہیں زمین نے اپنے اندر سمولیا تھا۔ اس وقت سے حضرت سیِّدُنا خُبَیْب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کوئی نشان نہیں ملا۔ (4)

یہ حضرت سیِّدُنا خبیب بن عدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہیں فرشتوں نے چھپالیا تھا اس طرح کہ یا تو انہیں آسمانوں میں اٹھالیا گیا جیسا کہ ظاہر ہے یا پھر زمین میں دفن کردیا۔

1... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونۃ، ۳/۴۹، حدیث: ۴۰۹۳
دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد رسول اللہ علی من قتل ببئر معونۃ... الخ، ۳/۳۵۲ تا ۳۵۳

2... طبقات ابن سعد، ۳/۱۷۴، رقم: ۴۹: عامر بن فہیرۃ

3... دلائل النبوۃ لابی نعیم، قصۃ اھل بئر معونۃ، ص ۳۶۰، حدیث: ۴۴۱

4... مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث عمرو بن امیۃ الضمری، ۶/۱۰۹، حدیث: ۱۷۲۵۲

یہ زیادہ تعجب خیز ہے

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نعیم احمد بن عبدُ اللہ اَصْفَہانی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے آسمان پر اٹھائے جانے کو حتمی قرار دیا اور فخر کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات کے ساتھ دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے معجزات کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوْحُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام آسمان پر اٹھائے گئے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو آسمان پر اٹھایا گیا اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی امتی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور یہ زیادہ تعجب خیز ہے۔ اس کے بعد آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیرہ، حضرت سیِّدُنا خُبَیب بن عدی اور حضرت سیِّدُنا علاء بن حَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے واقعات ذکر کئے ہیں۔[1]

آسمان پر اٹھائے جانے والی بات کو اس حدیث پاک سے بھی تقویت ملتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر جب حضرت سیِّدُنا طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی انگلیاں کٹیں تو انہوں نے کہا: حَسِّ یعنی اچھا ہے۔ رسول اکرم، شفیع معظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم بِسْمِ اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں آسمان پر اٹھالے جاتے اور لوگ تمہیں دیکھ رہے ہوتے حتّٰی کہ فرشتے تمہیں لے کر آسمانی فضا میں داخل ہو جاتے۔[2]

غیبی قبر

غائب ہو جانے کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عطا خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ایک سفر میں حضرت سیِّدُنا اویس قرنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور انتقال فرما گئے، ان کے تھیلے سے دو ایسے کپڑے نکلے جو دنیاوی کپڑوں میں سے نہ تھے، دو آدمی قبر کھودنے کے لئے گئے مگر جلدی واپس آگئے اور بتایا کہ ہمیں پتھریلی زمین میں ایک قبر کھدی ہوئی ملی ہے گویا ابھی ابھی اسے کھودا گیا ہے۔ چنانچہ

---

1 ... دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبھانی، الفصل الثلاثون فی ذکر مؤازاۃ الانبیاء...الخ، ص ٣٧٠ تا ٣٧١

2 ... نسائی، کتاب الجھاد، ما یقول من یطعنه العدو، ص ٥١٢، حدیث: ٣١٤٦

دلائل النبوۃ للبیھقی، باب تحریض النبی اصحابه علی القتال یوم احد...الخ، ٣/٢٣٦

آپ کو کفن دے کر دفن کر دیا گیا، تھوڑی دیر بعد دیکھا تو وہاں قبر کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔[1]

یہی واقعہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سَلَمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بھی منقول ہے اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ ''ہم نے ایک دوسرے سے کہا: اگر ہم واپس لوٹے تو ان کی قبر پہچان کر ان کے لئے استغفار کریں گے۔ پس جب ہم لوٹے تو وہاں قبر تھی نہ قبر کا کوئی نشان۔''[2]

پُراَسرار پرندے

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن زَیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں مصر کی غلہ منڈی میں تھا کہ اتنے میں لوگ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا جنازہ لے کر آئے میں نے سبز پرندوں کو ان کی چارپائی پر اڑتے دیکھا حتّٰی کہ وہ قبر تک ساتھ گئے اور جب حضرت کو دفنا دیا گیا تو وہ غائب ہو گئے۔[3]

''اَلسِّرُّ الْمَصُوْن'' میں ایک نیک بندے حضرت سیِّدُنا سلامہ کِنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کا سال اور وقت پہلے ہی بتا دیا تھا اور ان کا انتقال بھی اسی وقت میں ہوا اور وہ سفید پرندے جو صالحین کے جنازوں پر دیکھے جاتے تھے وہ آپ کی چارپائی پر بھی منڈلاتے رہے حتّٰی کہ ان کے ساتھ ہی قبر میں داخل ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کے جنازوں میں ایسا ہوا کرتا تھا یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔

جنازے میں شریک غیبی مخلوق

حضرت سیِّدُنا مالک بن علی قلانسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے متعلق بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ وفات کے بعد جب آپ کو نمازِ جنازہ کے لئے چارپائی پر رکھا گیا تو لوگوں نے میدان و پہاڑ بلکہ جہاں تک نگاہ جاتی تھی ہر جگہ سفید لباس میں ملبوس لوگ ہی لوگ دیکھے جو جنازہ پڑھنے والوں کے ساتھ جنازے میں شریک ہوئے۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ

1 ...تاریخ ابن عساکر، ۹/۴۳۰، رقم: ۸۴۰: اویس بن عامر القرنی

2 ...زھد امام احمد، زھد اویس القرنی، ص ۳۴۶، حدیث: ۲۰۱۶

3 ...تاریخ ابن عساکر، ۱۷/۴۴۲، رقم: ۲۱۱۱: ذو النون بن ابراھیم

اچانک ایک غمگین شخص کی آواز آئی جو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو یوں پکار رہا تھا: میرے آقا! تیرا غلام تیری بارگاہ میں حاضری کا پختہ ارادہ کرچکا، اس کی روح تیرے پاس اور لگام بھی تیرے ہاتھ ہے، یہ تیرا مشتاق اور تیرے فراق پر غمگین ہے، اس کی رات بے خوابی اور دن بے چینی میں ہے، اس کا روآں روآں جل رہا ہے اور تیری ملاقات و دیدار کے شوق میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے، تو ہی اس کی راحت اور تو ہی اس کی امید ہے۔ پھر اس نے روتے روتے سر اٹھا کر ایک سِسکی لی، جب میں نے اسے حرکت دی تو وہ دارِ فانی سے کوچ کرچکا تھا، ابھی میں وہیں کھڑا تھا کہ چند لوگ اس کے پاس آئے، اسے غسل و کفن دے کر خوشبو لگائی اور جنازہ پڑھ کر دفنا دیا اور آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔(1)

کتوں میں سے ایک کتا

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں جنگل کی طرف نکلا تو ایک غار میں ایک نوجوان کو نماز میں مشغول دیکھا، وہیں غار کے دہانے پر ایک درندہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا: اے نوجوان! کیا تجھے یہ درندہ نظر نہیں آرہا؟ اس نے کہا: اگر تم اس درندے کے بجائے اس کے خالق سے ڈرتے تو تمہارے لئے اچھا تھا۔ پھر اس نے درندے کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اگر اس نے تجھے کسی چیز کی اجازت دی ہے تو میں تجھے تیرے رزق سے نہیں روکتا اگر ایسا نہیں ہے تو چلا جا۔ درندہ یہ سنتے ہی بھاگ گیا۔ پھر اس نوجوان نے ایک صدا لگائی: میرے آقا! میں تیرے عرش کی عزت کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر میرے لئے تیرے پاس خیر ہے تو مجھے اپنی طرف بلا لے۔ ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ دنیا چھوڑ گیا (یعنی اس کا انتقال ہوگیا)۔ میں نے واپس آکر اپنے متقی و پرہیزگار دوستوں کو جمع کیا تاکہ اس کی تجہیز و تکفین کریں مگر جب ہم غار کے پاس پہنچے تو اس میں کوئی نہیں تھا، اتنے میں ایک غیبی آواز آئی: ابو سعید! لوگوں کو واپس بھیج دو کیونکہ نوجوان کو اٹھا لیا گیا ہے۔(2)

---

1 ...التبصرة لابن الجوزی، المجلس السادس عشر فی قصة موسی والخضر، الکلام علی البسملة، ۱/۲۳۹تا۲۴۰

2 ...عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایة الثمانون بعد المائة: حکایة للحسن البصری مع شاب فی مغارة، ص۱۹۰

پُراسرار محل، گھڑ سوار اور بزرگ

حضرت سیِّدُنا سعید بن ابو عَرُوبہ[1] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس بیٹھے تھے کہ سبز آنکھوں والا ایک شخص آیا، آپ نے پوچھا: کیا تم پیدائشی طور پر ایسے ہو یا کوئی بیماری ہے؟ اس نے کہا: اے ابو سعید! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ پوچھا: تم کون ہو؟ جب اس نے اپنا تعارُف کروایا تو وہاں موجود ہر شخص نے اسے پہچان لیا۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے پوچھا: تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک دن میں نے اپنا تمام مال جمع کر کے کشتی پر رکھا اور یمن کی جانب چل پڑا، اتنے میں تیز آندھی چلی اور کشتی ڈوب گئی، میں ایک تختے پر بیٹھ کر کسی ساحل پر پہنچ گیا اور وہاں چار مہینے تک گھاس اور پتے کھا کر اور چشموں کا پانی پی کر گزارا کرتا رہا، پھر میں نے تہیہ کیا کہ کچھ بھی ہو جائے میں اپنا سفر جاری رکھوں گا یا تو مر جاؤں گا یا کامیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں چل پڑا اور تھوڑی ہی دیر بعد مجھے ایک ایسا محل نظر آیا گویا چاندی سے بنا ہوا ہے، میں اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ہر طاق میں تالا لگا موتیوں کا ایک صندوق رکھا ہوا ہے اور چابیاں بھی سامنے رکھی ہیں، میں نے ایک صندوق کھولا تو اس میں سے بہت ہی پیاری خوشبو مہکنے لگی، اندر دیکھا تو وہاں ریشمی کپڑوں میں چند افراد لیٹے ہوئے تھے، میں نے ایک کو حرکت دی تو وہ بے جان تھا مگر زندہ کی طرح تر و تازہ تھا، میں صندوق بند کر کے باہر نکل آیا اور محل کا دروازہ بند کر کے چل پڑا، اتنے میں سفید پاؤں والے دو دلکش گھوڑوں پر دو حسین و جمیل گھڑ سوار آتے دکھائی دیئے۔ انہوں نے مجھ سے میرا واقعہ دریافت کیا تو میں نے انہیں سب حال کہہ سنایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: سیدھے چلتے رہو آگے جا کر تمہیں ایک درخت کے نیچے باغ نظر آئے گا وہاں ایک باوقار بزرگ نماز پڑھ رہے ہوں گے تم اُن سے اپنی پریشانی بیان کرنا وہ تمہیں راستہ بتا دیں گے۔ میں تھوڑا آگے چلا تو وہ بزرگ نظر آ گئے، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دے کر میرا ماجرا دریافت کیا۔ میں نے تمام ماجرا ان کے گوش گزار کیا، محل والی بات پر وہ کچھ گھبرا گئے پھر مجھ سے پوچھا: تم نے وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے صندوق بند کر کے محل کا دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔ وہ پرسکون ہو گئے اور مجھے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اتنے

1... متن میں اس مقام پر "عبید بن سعید" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "سعید بن ابو عروبہ" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

میں وہاں سے ایک بادل گزرا اور اس میں سے آواز آئی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ الله یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی! آپ پر سلام ہو۔ بزرگ نے بادل سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ بادل نے عرض کی: فلاں فلاں جگہ۔ ان کے پاس سے یونہی بادل گزرتے رہے حتّٰی کہ ایک سے آپ نے پوچھا تو اس نے کہا: بصرہ جا رہا ہوں۔ بزرگ نے اسے نیچے اترنے کا حکم دیا تو وہ ان کے سامنے اتر گیا۔ بزرگ نے اس سے فرمایا: اس شخص کو اُٹھا لو اور صحیح سلامت اس کی منزل پر اتار دینا۔ جب میں بادل پر سوار ہونے لگا تو میں نے کہا: میں آپ کو اس کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو عزت بخشی! آپ مجھے اس محل، گھڑ سوار اور اپنے بارے میں ضرور بتائیے۔ تو انہوں نے بتایا: جہاں تک محل کی بات ہے تو وہاں سمندر میں شہید ہونے والے ہیں جنہیں فرشتے سمندر سے اٹھا کر لائے اور ریشمی کفن دے کر صندقوں میں رکھ دیا۔ وہ دو گھڑ سوار فرشتے تھے جو صبح شام اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سلام لے کر ان شہیدوں کے پاس آتے ہیں۔ رہا میرا معاملہ تو میں خضر (عَلَیْہِ السَّلَام) ہوں اور میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی کہ مجھے تمہارے نبی (حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی امت کے ساتھ اٹھائے۔ اس شخص نے بتایا جب میں اس بادل پر بیٹھا تو مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی حتّٰی کہ اب میں آپ کے سامنے ہوں۔

یہ واقعہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا علامہ ابن حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بھی اپنی کتاب ''اَلْاِصَابَة فِی مَعْرِفَةِ الصَّحَابَة'' میں حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے باب میں ذکر کیا ہے۔[1]

...❁...

دل سے خوف دور ہو

یَا وَاحِدُ 1001 بار، جس کو اکیلے میں ڈر لگتا ہو، تنہائی میں پڑھ لے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے دل سے خوف جاتا رہے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص ۲۵۵)

---

[1] ... الاصابة، حرف الخاء المعجمة، ۲/ ۲۷۴، رقم: ۲۲۷۵: الخضر صاحب موسی علیه السلام

باب نمبر 40 مُردے پر روزانہ ٹھکانا پیش کئے جانے کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ ترجمۂ کنزالایمان: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ (پ۲۴، المؤمن: ۴۶)

حضرت سیِّدُنا ہُزیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں صبح و شام آگ پر جاتی ہیں۔ پیش ہونے سے یہی مراد ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: آلِ فرعون کی روحیں دن میں دو مرتبہ آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے: یہ تمہارا ٹھکانا ہے، یہ فرمان باری تعالیٰ اسی کے متعلق ہے:

اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ ترجمۂ کنزالایمان: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔[2] (پ۲۴، المؤمن: ۴۶)

اسی فرمانِ الٰہی کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: وہ قیامت تک ہر روز صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے رہیں گے۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر جنتی ہو تو جنتیوں کا اور اگر دوزخی ہو تو دوزخیوں کا اور اس سے کہا جاتا ہے: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی یہ تمہارا ٹھکانا ہے حتّٰی کہ بروز قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اس کی طرف اٹھائے گا۔[4]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ بھی کہا گیا ہے کہ "ٹھکانا پیش کیا جانا صرف ان مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے جنہیں عذاب نہیں ہو گا" اور یہ قول بھی ہے کہ "ایسا نہیں ہے۔" ممکن ہے

1... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب ذکر النار، ما ذکر فیما اعد لاهل النار وشدته، ۸/۹۸، حدیث: ۴۴

2... شرح اصول اعتقاد اهل السنة، باب الشفاعة لاهل الکبائر، ۲/۹۷۹، حدیث: ۲۱۶۵

3... اهوال القبور لابن رجب، الباب التاسع فی ذکر محل ارواح الموتی فی البرزخ، ص ۱۸۴

4... بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی، ۱/۴۶۵، حدیث: ۱۳۷۹

جس مومن کو عذاب ہونا ہو اسے باری باری یا پھر ایک ساتھ دونوں ٹھکانے دکھائے جاتے ہوں۔ مزید فرماتے ہیں: یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”ٹھکانا صرف روح پر پیش کیا جاتا ہے۔“ ممکن ہے اس کے ساتھ بدن کا کوئی حصہ شریک ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روح کے ساتھ پورا جسم بھی شامل ہو یعنی روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہو جیسا کہ سوالاتِ قبر کے وقت لوٹائی جاتی ہے۔[1]

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابو القاسم ہِبَۃُ اللّٰہ بن حسن طَبری لالکائی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ”اَلسُّنَّۃ“ میں یہ حدیث یوں روایت فرمائی ہے: جو بندہ بھی فوت ہوتا ہے اس کی روح پیش کی جاتی ہے، اگر وہ اہلِ جنت سے ہو تو جنت پر اور اگر اہلِ دوزخ سے ہو تو دوزخ پر پیش کی جاتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، رسولِ محتشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک آدمی پر قبر میں صبح شام اس کا جنتی یا دوزخی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔[3]

رات گئی دن آگیا

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روزانہ دو مرتبہ صبح و شام بلند آواز سے پکارتے تھے، دن کی ابتدا ہوتی تو فرماتے: رات گئی اور دن آگیا اور آلِ فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا پس جو بھی ان کی آواز سنتا وہ آگ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا اور جب شام ہوتی تو فرماتے: دن گیا اور رات آگئی اور آلِ فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا پس جو بھی ان کی آواز سنتا وہ آگ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا۔[4]

عَسقلان میں ایک شخص نے ساحل پر کھڑے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: کیا بات ہے کہ ہم سمندر سے سیاہ پرندے نکلتے دیکھتے ہیں اور جب رات ہوتی ہے تو سفید پرندے نکلتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم یہ معاملہ سمجھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: آلِ فرعون کی روحیں ان پرندوں کے

---

1 ... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء ان المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی، ص۱۴۷

2 ... شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ، باب سیاق ما روای عن النبی فی ان المسلمین اذا دلوا ... الخ، ۲/ ۹۶۰، حدیث: ۲۱۲۵

3 ... کتاب الزھد لھناد بن السری، باب عرض الرجل علی مقعدہ، ص۲۲۰، حدیث: ۳۶۵

4 ... شعب الایمان، باب فی ان دار المؤمنین ... الخ، ۱/ ۳۶۰، حدیث: ۴۰۰

پوٹوں میں آگ پر پیش کی جاتی ہیں تو آگ انہیں جلاتی ہے جس سے پَر کالے ہو جاتے ہیں پھر یہ اپنے پروں کو گرا دیتے ہیں اور اپنے گھونسلوں میں واپس آجاتے ہیں تو انہیں بھی آگ جلا دیتی ہے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا پھر حکم ہو گا: فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔[1]

...۞...

باب نمبر 41 مردوں پر زندوں کے اعمال پیش ہونے کا بیان

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اعمال تمہارے کنبے کے فوت شدہ اَفراد اور رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ ان سے خوش ہوتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ ہوں تو وہ عرض کرتے ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! انہیں موت نہ دینا جب تک کہ تو انہیں ہدایت عطا نہ فرما دے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت دی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے اعمال تمہارے خاندان اور رشتہ داروں پر ان کی قبروں میں پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ ہوں تو وہ عرض کرتے ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! انہیں اپنی اطاعت والے اعمال کی توفیق عطا فرما۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تمہارے اعمال مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر بُرے ہوں تو وہ عرض کرتے ہیں: الٰہی! انہیں نیک اعمال کی توفیق دے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مَیْسَرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قُسْطَنْطِیْنِیَہ (اِسْتَنْبول) میں جہاد کرنے گئے تو ایک قصہ گو کے پاس سے گزر ہوا جو کہہ رہا تھا: جب کوئی شخص صبح عمل کرتا ہے تو شام کو وہ عمل اس کے جان پہچان والے مُردوں پر پیش کیا جاتا ہے اور شام کو عمل کرتا

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۹۸، حدیث: ۴۹

2... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۳۲۹، حدیث: ۱۲۶۸۳

3... مسند طیالسی، ص۲۴۸، حدیث: ۱۷۹۴

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، ملاقاۃ الارواح، ۵/۴۸۲، حدیث: ۲۷۴

ہے تو صبح کو وہ عمل اس کے جان پہچان والے مُردوں پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: غور کرو کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں حضرت عُبادہ بن صامت اور حضرت سعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے سامنے ان کے بعد کئے جانے والے اپنے اعمال پر رسوا ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس قصہ گو نے کہا: خدا کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے جس بندے کے لئے اپنی ولایت لکھ دیتا ہے اس کی پردہ پوشی کرتا اور اس کے اچھے اعمال پر اس کی تعریف فرماتا ہے۔[1]

اپنے مُردوں کو تکلیف مت دو

حضرت سیِّدُنا عبدُ الغفور بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن اعمال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور والدین پر پیش کئے جاتے ہیں، نیک اعمال پر وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی چمک دمک بڑھ جاتی ہے لٰہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو تکلیف مت دو۔[2]

حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: اپنے مردہ بھائیوں کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو کیونکہ تمہارے اعمال ان پر پیش کئے جاتے ہیں۔[3]

مُردوں کو رُسوا نہ کرو

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا تَفْضَحُوْا مَوْتَاکُمْ بِسَیِّئَاتِ اَعْمَالِکُمْ فَاِنَّھَا تُعْرَضُ عَلٰی اَوْلِیَائِکُمْ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ یعنی اپنے بُرے اعمال کے

[1] ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، ما قالوا فی البکاء من خشیۃ اللہ، ۸/۳۱۴، حدیث: ۱۳۷

[2] ... نوادر الاصول، الاصل التاسع والستون والمائۃ، ۱/۶۷۱، حدیث: ۹۲۵

[3] ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۳، حدیث: ۱

سبب اپنے مردوں کو رُسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے اعمال تمہارے فوت شدہ دوستوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عَبّاد خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فِلَسْطِیْن کے حکمران ابراہیم بن صالح ہاشمی کے پاس گئے تو اس نے کہا: مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندوں کے اعمال ان کے فوت شدہ رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا تم غور کر لو کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں تمہارے کس طرح کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے ماموں حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن رَواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کے وقت ان کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بے شک تمہارے اَعمال تمہارے مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں وہ خوش بھی ہوتے ہیں اور غمزدہ بھی۔ آپ دعا کیا کرتے تھے کہ ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں ایسے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن رَواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رسوا ہونا پڑے۔“[4]

حضرت سیِّدُنا عثمان بن عبد اللہ بن اَوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سعید بن جُبَیْر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہمارے گھر آئے تو حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن اَوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صاحبزادی اور میری زوجہ کے متعلق مجھ سے فرمایا: میں نے اپنی بھتیجی سے بات کرنی ہے۔ جب وہ اپنی بھتیجی کے پاس گئے تو پوچھا: تمہارے شوہر کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟ اس نے کہا: ممکنہ حد تک بھلائی سے پیش آتے ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: اے عثمان! اس کے ساتھ بھلائی کیا کرو کیونکہ اس کے ساتھ تمہارا جو بھی برتاؤ ہوگا وہ (تمہارے سُسر) حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن اوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو پہنچے گا۔ میں نے پوچھا: کیا زندوں کی خبریں مردوں کو پہنچتی ہیں؟ فرمایا: ہاں، ہر رشتے والے کے پاس اس کے رشتہ داروں کی خبریں پہنچتی ہیں اگر اچھی ہوں تو وہ

1 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۴، حدیث: ۲

2 ...حلیۃ الاولیاء، احمد بن ابی الحواری، ۱۰/۱۹، رقم: ۱۴۳۴۵

3 ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۷، حدیث: ۵

4 ...الزھد لابن المبارک مارواہ نعیم بن حماد، باب فی عرض عمل الأحیاء علی الأموات، ص ۴۲، حدیث: ۱۶۵

اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر بُری ہوں تو وہ مایوس و غمگین ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ جب وہ کسی ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو مر چکا ہو اور ان سے پوچھا جائے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا تو وہ کہتے ہیں: نہیں، بلکہ اسے نیچے دکھانے والی گود میں لے جایا جا چکا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عَیّاش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ بنو اسد کے ایک گورکن کا بیان ہے: ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ میں نے ایک قبر سے کسی کو یہ کہتے سنا: اے عبدُ اللہ! برابر والی قبر سے آواز آئی: جابر! کیا ہوا؟ اس نے کہا: کل امی جان آئی تھیں لیکن نہ تو ان سے ہمیں کوئی فائدہ ہوا اور نہ ہی انہوں نے ہم سے صلہ رحمی کی کیونکہ ابو جان نے ان سے ناراض ہو کر قسم کھائی تھی کہ میں تمہاری نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ گورکن کہتا ہے: دوسرے دن ایک شخص میرے پاس آیا اور جن دو قبروں سے میں نے کلام سنا تھا ان کے بارے میں کہنے لگا: ان کے درمیان میرے لئے قبر تیار کرو۔ میں نے اس سے پوچھا: اس کا نام عبدُ اللہ اور اس کا جابر ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر میں نے جو کچھ سنا تھا اسے بتایا تو اس نے کہا: ہاں میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا لیکن اب میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔[2]

مرحوم والدین سے بھلائی

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جس سے تمہارا باپ حُسنِ سلوک کرتا تھا اس سے حُسنِ سلوک کرو کیونکہ قبر میں مردے کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ تم اس کے ساتھ بھلائی کرو جس سے تمہارا باپ بھلائی کرتا تھا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاہُ فِیْ قَبْرِہٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْہِ مِنْ بَعْدِہٖ یعنی جو اپنے والد سے اس کی قبر میں بھلائی کرنا چاہے وہ والد کی وفات کے بعد اس کے دوستوں سے بھلائی کرے۔[4]

1 ... الزھد لابن المبارک، باب بشری المؤمن عند الموت وغیر ذلک، ص ۱۵۱، حدیث: ۴۴۷

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۲/ ۸۶، حدیث: ۱۳۸

3 ... حلیۃ الاولیاء، عون بن عبد اللہ بن عتبۃ، ۴/ ۲۸۳، رقم: ۵۵۸۹

4 ... صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، ۱/ ۳۲۹، حدیث: ۴۳۳

مرحوم والدین کے ساتھ بھلائی کی چار صورتیں

حضرت سیِّدُنا ابو اُسَید ساعِدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! والدین کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، چار صورتیں باقی ہیں: (۱)...ان کے لئے دعا واستغفار کرنا (۲)...ان کے عہد کو پورا کرنا (۳)...ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور (۴)...اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جُڑتا تھا۔[1]

...

باب نمبر 42 روح کو مقامِ عزت سے روکنے والی چیزوں کا بیان

قرض کا وبال

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، رسولِ محتشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ یعنی مومن کی جان اس کے قرض کے سبب معلق (یعنی اپنے عزت والے مقام تک جانے سے روک دی گئی) ہوتی ہے حتّٰی کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔[2]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کا جنازہ پڑھائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے دوست پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: ایسے آدمی پر میرا نمازِ جنازہ پڑھنا کیا فائدہ دے گا جس کی روح قرض کے بدلے اس کی قبر میں گِروی رکھی ہوئی ہو اور آسمان کی طرف بلند نہ ہو، اگر تم میں سے کوئی اس کے قرض کا ضامن بنتا ہے تو میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لیتا ہوں کیونکہ میرا اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا اسے نفع دے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا سَمُرہ بن جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک

1... الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتھما، ص ۳۳، حدیث: ۳۵
ابو داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، ۴/ ۴۳۴، حدیث: ۵۱۴۲

2... ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب التشدید فی الدین، ۳/ ۱۴۵، حدیث: ۲۴۱۳

3... معجم اوسط، ۴/ ۷۲، حدیث: ۵۲۵۳

دن نمازِ فجر ادا کی اور پوچھا: کیا یہاں فلاں قبیلے کا کوئی شخص موجود ہے؟ کیونکہ تمہارا دوست قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے اگر تم چاہو تو اسے چھڑالو اور اگر چاہو تو عذابِ الٰہی کے حوالے کردو۔[1]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک شخص کا انتقال ہوا جس پر دو دینار قرض تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا، پھر جب حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ دو دینار اپنے ذمے لے لئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اگلے دن آپ نے ان سے پوچھا: دو دیناروں کا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ابھی کل ہی تو اس شخص کا انتقال ہوا ہے (یعنی میں ادا کردوں گا)۔ اگلے دن پھر پوچھا تو انہوں نے عرض کی: میں نے ادا کر دیئے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اب اسے ٹھنڈک پہنچی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا یہاں بنو ہُذیل کا کوئی شخص موجود ہے کیونکہ تمہارا ساتھی اپنے قرض کے سبب جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا سعد بن اَطول رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، انہوں نے ترکہ میں 300 درہم چھوڑے، ان پر قرض بھی تھا اور اہل وعِیال بھی تھے، میں نے سوچا یہ درہم ان کے اہل وعِیال پر خرچ کردوں تو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَبَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ یعنی تمہارا والد اپنے قرض کی وجہ سے قید ہے (جنت سے روک دیا گیا ہے) لہٰذا اس کا قرض ادا کرو۔[4]

حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مقروض شخص قید میں ہوگا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تنہائی کی شکایت کرے گا۔[5]

1... معجم کبیر، ۷/۱۷۸، حدیث: ۶۷۵۰، ۶۷۵۲

2... مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد الله، ۵/۸۳، حدیث: ۱۴۵۴۳

3... مسند بزار، مسند ابن عباس، ۱۱/۳۳۱، حدیث: ۵۱۴۴

4... ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب اداء الدين عن الميت، ۳/۱۵۵، حدیث: ۲۴۳۳، مات ابونا: بدله: اخاه مات

مسند ابی یعلی، مسند سعد بن الاطول، ۲/۵۰، حدیث: ۱۵۰۹

5... معجم اوسط، ۱/۲۵۹، حدیث: ۸۹۳

پُراَسرار کنواں

حضرت سیِّدُنا شَیبان بن حسن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم اور حضرت سیِّدُنا عبدُ الواحد بن زید رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه جہاد کے لئے نکلے تو راستے میں اچانک ایک گہرا اور کشادہ کنواں آگیا جس میں سے گھٹی گھٹی آوازیں آرہی تھیں، دونوں میں سے ایک کنوئیں میں اُترے تو اندر تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور اس کے نیچے پانی تھا، اترنے والے نے اس سے پوچھا: تم انسان ہو یا جن؟ اس نے کہا: انسان ہوں۔ پوچھا: کون ہو؟ اس نے کہا: میں اِنطاکیہ کا باشندہ ہوں اور مر چکا ہوں، مجھ پر قرض تھا جس کی وجہ سے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہاں قید کر دیا ہے، انطاکیہ میں میرا بیٹا ہے جو مجھے یاد کرتا ہے نہ میرا قرض ادا کرتا ہے۔ کنوئیں میں جانے والے باہر نکلے اور اپنے ساتھی سے کہا: ہم جہاد بعد میں کریں گے چلو پہلے اس کا قرض ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ دونوں نے جاکر قرض ادا کیا اور پھر واپس اسی جگہ آئے تو وہاں کنوئیں کا نام ونشان بھی نہ تھا، شام ہو چکی تھی لہٰذا دونوں نے وہیں رات بسر کی تو ایک شخص ان کے خواب میں آیا اور کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے! جب میرا قرض ادا ہوا تو میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے جنت کے فلاں مقام کی طرف منتقل کر دیا۔[1]

...ــــ...

باب نمبر 43

وصیت کا بیان

حضرت سیِّدُنا قیس بن قَبیصہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ رسالت، ماہِ نبوت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے وصیت نہ کی اسے مُردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ عرض کی گئی: یا رسولَ الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! کیا مُردے بھی کلام کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں اور آپس میں ملاقات بھی کرتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه روایت کرتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب من عاش بعد الموت، ۶/۲۹۸، حدیث: ۵۰

2... فردوس الاخبار، ۲/۳۰۸، حدیث: ۶۳۶۰

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو وصیت کئے بغیر مر گیا اسے قیامت کے دن تک کلام کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔[1] عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا (مُردے) قیامت کے دن سے پہلے کلام کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں اور ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا سعید بن خالد بن یزید انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی روایت کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک گورکن کا بیان ہے: میں نے ایک دن قبر کھودی اور اس کے پاس ہی سر رکھ کر سو گیا، دو عورتیں میرے خواب میں آئیں تو ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ تو اس عورت کو ہم سے دور کر دے اور اسے ہمارا پڑوسی مت بنا۔ میں گھبرا کر جاگا تو ایک عورت کا جنازہ لایا جا رہا تھا۔ میں نے کہا: کہیں اور قبر بنالو۔ چنانچہ میں نے انہیں وہاں سے پھیر دیا۔ جب رات ہوئی تو دو عورتیں پھر میرے خواب میں آئیں اور ان میں سے ایک نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے تمہیں جزائے خیر دے تم نے ہم سے بڑی آفت کو دور کر دیا۔ میں نے کہا: تم مجھ سے بات کر رہی ہو مگر یہ تمہارے ساتھ والی کیوں خاموش ہے؟ اس نے کہا: یہ وصیت کئے بغیر مر گئی تھی اور جو وصیت کئے بغیر مر جائے اس کے لئے قیامت کے دن تک کلام نہ کرنا لازم ہوتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سلطانِ دوجہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دو عورتوں کو دیکھا ان میں سے ایک کلام کرتی تھی اور دوسری نہیں کرتی تھی، حالانکہ دونوں جنتی ہیں، میں نے اس سے کہا: تم کلام کر رہی ہو مگر یہ نہیں کر رہی؟ اس نے بتایا کہ میں نے وصیت کی تھی جبکہ یہ وصیت کئے بغیر مر گئی لہٰذا یہ روزِ قیامت تک کلام نہیں کر سکے گی[4]۔[5]

...❀...

1... فردوس الاخبار، ۲/۲۷۵، حدیث: ۵۹۷۶

2... اھوال القبور لابن رجب، الباب الثامن، ص۱۵۹

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۸۵، حدیث: ۱۳۷

4... وصیت کے تفصیلی اَحکام و مسائل جاننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب "بہارِ شریعت، حصہ 19، جلد 3، صفحہ 933 تا 1017" کا مطالعہ کیجئے۔

5... فردوس الاخبار، ۱/۴۰۷، حدیث: ۳۰۲۵

باب نمبر 44

خواب میں زندوں اور مردوں کی روحوں کی ملاقات کا بیان

اس حوالے سے حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت گزر چکی ہے۔ اِبنِ قَیِّم نے کہا: اس مسئلے کے بے شمار دلائل و شواہد ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور ''درست حِس'' اس کی سب سے عادل گواہ ہے، پس زندوں اور مردوں کی روحوں کا آپس میں ملنا ایسے ہی ہے جیسے زندوں کی روحیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں اُنھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اُسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ مُردوں اور زندوں کی روحیں سوتے میں ملاقات کرتی اور ایک دوسرے سے (احوال) پوچھتی ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف بھیج دیتا ہے۔[1]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو نہ مریں اُنھیں ان کے سوتے میں۔

سُدِّی نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں سوتے میں وفات دیتا ہے تو زندہ اور مردہ کی روح ملاقات کرتی ہے اور پھر دونوں باہمی تعارُف اور بات چیت کرتی ہیں پھر زندہ کی روح اپنی موت تک دنیا میں موجود اپنے جسم کی طرف لوٹ آتی ہے اور مردہ کی روح بھی اپنے جسم کی طرف لوٹنا چاہتی ہے مگر روک دی جاتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مذکورہ آیت کی ایک تفسیر یوں منقول ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان مشرق سے مغرب تک ایک سبب پھیلا ہوا ہے، زندوں اور مردوں کی روحیں اس

[1]... معجم اوسط، ۱/۴۸، حدیث: ۱۲۲

کی طرف جاتی ہیں، یوں زندہ کی روح مردہ کی روح سے ملاقات کرتی ہے اور جب زندہ کی روح کو جسم کی طرف واپس جانے کا حکم ہوتا ہے تاکہ اپنا رزق پورا کرے تو مردہ کی روح روک دی جاتی ہے اور زندہ کی روح کو بھیج دیا جاتا ہے۔(1)

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی روح کو ایک ماہ تک اس کے گھر کے ارد گرد گھمایا جاتا ہے اور ایک سال تک اس کی قبر کے گرد گھمایا جاتا ہے، پھر اس کو اس سبب کی طرف بلند کر دیا جاتا ہے جہاں زندوں اور مردوں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔(2)

اِبْنِ قَیِّم نے کہا: زندہ اور مردہ کی روحوں کی ملاقات کی دلیل یہ ہے کہ زندہ خواب میں مردہ کو دیکھتا ہے تو مردہ اسے غیبی امور کی خبر دیتا ہے پھر وہ کام اسی طرح ہوتا ہے جیسی اس نے خبر دی تھی۔

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے فرمایا: مردہ خواب میں جو بات تجھے بتائے وہ سچ ہوتی ہے کیونکہ وہ سچ کے گھر میں ہے۔(3)

بیٹی کی موت کی اطلاع

حضرت سیِّدُنا شَہر بن حَوشَب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا صَعب بن جَثّامہ اور حضرت سیِّدُنا عوف بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان رشتۂ اخوت (بھائی چارہ) تھا۔ حضرت سیِّدُنا صعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: بھائی! ہم میں جو بھی پہلے فوت ہو وہ دوسرے کو خواب میں دکھائی دے۔ پوچھا: کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا صعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال پہلے ہو گیا تو حضرت سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: **مَافَعَلَ اللہُ بِکَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مشقت کے بعد مجھے بخش دیا گیا۔ حضرت

1... درمنثور، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ: ۴۲، ۷/ ۲۳۱

2... فردوس الاخبار، ۲/ ۳۶۴، حدیث: ۶۹۹۰

3... طبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلی، الطبقۃ الخامسۃ، ۲/ ۱۸۸

سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی گردن میں سیاہ پٹّی دیکھی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ 10 دینار ہیں جو میں نے ایک یہودی سے قرض لئے تھے، وہ میرے تَرکَش میں رکھے ہوئے ہیں لہٰذا آپ وہ دینار اس یہودی کو دے دینا اور ہاں! میری وفات کے بعد میرے گھر میں جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں مجھے سب کی خبر مل جاتی ہے حتّٰی کہ چند دن پہلے بلی کے مرنے کی خبر بھی ہے اور اب چھ دن بعد میری بچی انتقال کر جائے گی لہٰذا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

حضرت سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں ان کے گھر گیا تو وہاں ایک تَرکَش لٹکا ہوا تھا میں نے اسے اتارا تو اس میں ایک بٹوا تھا جس میں 10 دینار تھے، میں یہودی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: کیا صَعب پر تمہارا کچھ قرض تھا؟ اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ صعب پر رحم فرمائے! وہ تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہترین صحابی تھے میں نے انہیں 10 دینار قرض دیا تھا۔ میں نے وہ دینار اس کے حوالے کئے تو اس نے کہا: خدا کی قسم! یہ تو بِعَیْنِہٖ وہی ہیں۔ پھر میں نے حضرت صعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر والوں سے پوچھا: کیا صعب کی وفات کے بعد تمہارے ہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، فلاں فلاں دن یہ کام ہوا وہ یونہی بتاتے رہے حتّٰی کہ بلی کے مرنے کا بھی بتایا۔ میں نے پوچھا: میری بھتیجی کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کھیل رہی ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور چھو کر دیکھا تو اسے بخار تھا۔ میں نے کہا: اس بچی کا خوب خیال رکھنا پھر وہ چھ دن بعد انتقال کر گئی۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَوف بن مالک اَشجعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا مُحَلِّم بن جَثّامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا آپس میں بھائی چارہ تھا، حضرت مُحَلِّم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وقتِ وفات آیا تو حضرت سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا: محلم! وفات کے بعد ہمارے پاس آکر ہمیں بتانا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ کہا: اگر وفات یافتہ کے لئے اجازت ہوئی تو میں آکر خبر دوں گا۔ پھر ان کا انتقال ہو گیا اور ایک سال بعد وہ حضرت سیِّدُنا عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خواب میں آئے۔ آپ نے پوچھا: اے مُحَلِّم! تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہوا؟ انہوں نے کہا: ہمیں ہمارے اعمال کی پوری پوری جزا دی گئی۔ پوچھا: تم سب کو پوری پوری جزا دے دی گئی ہے؟ کہا: ہاں،

---

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۳۵، حدیث: ۲۵

سوائے ان لوگوں کے جو بُرائی میں ایسے مشہور تھے کہ ان کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا تھا۔ خدا کی قسم! مجھے پورا پورا اجر دیا گیا ہے حتّٰی کہ اس بلی کا بھی اجر ملا جو ہمارے گھر سے میری وفات سے ایک رات پہلے گم ہو گئی تھی۔ اگلی صبح حضرت سیِّدُنا عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کی زوجہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: مُحلّم کے بعد صَعب کی زیارت کرنے والے کو خوش آمدید! آپ نے پوچھا: کیا تم نے مُحلّم کو وفات کے بعد کبھی خواب میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، رات ہی وہ میرے خواب میں آئے تھے اور اپنی بیٹی کو ساتھ لے جانے کے لئے مجھ سے جھگڑ رہے تھے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا خواب بیان کیا اور گم ہونے والی بلی کا تذکرہ کیا تو ان کی زوجہ نے کہا: مجھے تو اس بات کا علم نہیں البتہ خدام کو بلا کر پوچھتی ہوں وہ جانتے ہوں گے جب خُدّام سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہاں، ان کی بلی حضرت سیِّدُنا مُحلّم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات سے ایک رات پہلے گم ہو گئی تھی۔ (1)

وفات کے بعد وصیت

حضرت سیِّدُنا عطاء خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا ثابت بن قیس بن شَمّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی نے بتایا کہ جب والد محترم جنگِ یَمامہ میں شہید ہوئے تو اس وقت ان پر ایک قیمتی زِرہ تھی جو وہاں سے گزرتے ہوئے ایک مسلمان نے اٹھالی، والدِ مرحوم ایک اور مسلمان کے خواب میں آئے اور فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرنے لگا ہوں مگر یہ مت کہنا کہ یہ خواب ہے، سنو! کل جب میں شہید کیا گیا تو ایک مسلمان نے گزرتے ہوئے میری زرہ اٹھالی، اس کا خیمہ سب سے آخر میں ہے اور اس کے پاس لمبی رسی سے ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے، اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی اوندھی کر رکھی ہے اور اس پر کجاوہ ڈالا ہوا ہے، لہٰذا تم حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہو جاؤ اور انہیں عرض کرو کہ وہ میری زرہ منگوالیں اور جب تم مدینہ منورہ میں خلیفۃُ الرَّسول حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جاؤ تو ان سے کہنا: مجھ پر اتنا اتنا قرض ہے (وہ ادا کر دیں) اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ اس شخص نے یہ وصیت حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سنائی تو انہوں نے وہ زرہ منگوالی، جب یہ خواب

(1)... الزھد لابن المبارک، باب فی الخلال المذمومۃ، ص ۲۸۶، حدیث: ۸۳۰

حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے ان کی وصیت پوری کر دی۔ حضرت سیّدُنا ثابت بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا ہمارے علم میں ایسا کوئی نہیں جس کی بعد از وفات کی گئی وصیت کو پورا کیا گیا ہو۔[1]

سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا خواب

حضرت سیّدُنا کثیر بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر شہادت کے دن غُنُودگی طاری ہوئی پھر جب جاگے تو فرمایا: میں نے ابھی خواب میں محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اِنَّكَ شَاهِدٌ مَّعَنَا الْجُمُعَةَ یعنی بے شک تم جمعہ کے دن ہمارے ساتھ ہوگے۔[2]

حضرت سیّدُنا ابن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صبح اٹھے تو فرمایا: میں خواب میں دیدارِ مصطفٰے سے مشرف ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! افطار ہمارے پاس کرنا۔ اس دن آپ روزے سے تھے اور اسی دن آپ کو شہید کیا گیا۔[3]

سیّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے دوست

حضرت سیّدُنا حُسَیْن بن خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب پہلا فتنہ رونما ہوا تو میں بہت مشکل میں مبتلا ہوگیا، میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے کوئی ایسی حق بات دکھا جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ چنانچہ مجھے خواب میں دنیا و آخرت اس طرح دکھائی گئیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک مختصر سی دیوار ہے اور میں اس کے نیچے کھڑا ہوں، میں کہتا ہوں: کاش! کسی طرح اس دیوار پر چڑھ جاؤں اور اَشْجَع کے شُہَدا کو دیکھ لوں اور وہ مجھے اپنے حالات بتائیں۔ پھر مجھے ایسی جگہ اتارا گیا جہاں کافی درخت تھے اور کچھ لوگ بھی بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے

1 ...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، وصایا ثابت بن قیس فی الرؤیا بعدما استشھد وانفاذھا، ۴/۲۵۵، حدیث: ۵۰۸۶
دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ما جاء فی اخبارہ عن حال ثابت بن قیس... الخ، ۶/۳۵۶

2 ...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، اخبار رسول اللہ عثمان فی الرؤیا یوم الشھادۃ، ۴/۵۶، حدیث: ۴۵۹۸

3 ...مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، رؤیا عثمان ان النبی یقول لہ: افطر عندنا، ۴/۶۲، حدیث: ۴۶۱۰

پوچھا: تم شُہَدا ہو؟ انہوں نے کہا: ہم فرشتے ہیں۔ میں نے کہا: تو شُہَدا کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: اگلے درجات میں جایئے۔ میں ایک درجہ اوپر چڑھ گیا، اس کی خوبصورتی اور کشادگی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔ وہاں میں نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا: میری امت کے لئے بخشش کی دعا کیجئے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا، انہوں نے آپس میں خون بہائے اور اپنے اماموں کو شہید کیا، انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا جیسا میرے دوست سَعد نے کیا۔ (میری آنکھ کھلی) تو میں نے خود سے کہا: خدا کی قسم! میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے مجھے فائدہ دے۔ میں حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکان دیکھنے جاؤں گا اور انہی کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور انہیں اپنا خواب سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: یقیناً وہ شخص خسارے میں ہے جس کے دوست حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نہیں ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کس گروہ کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی: مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تمہارے پاس بکریاں ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کچھ بکریاں خرید لو اور ان میں مشغول ہو جاؤ حتّٰی کہ معاملہ ختم ہو جائے۔[1]

حضرت سیِّدَتُنا سَلْمٰی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہا فرماتی ہیں: میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں، میں نے پوچھا: کیوں رو رہی ہیں؟ فرمایا: میں نے خواب میں رسول اکرم، شفیعِ معظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روتے دیکھا، آپ کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کو کیا ہوا؟ ارشاد فرمایا: ابھی مقتلِ حُسَین گیا تھا۔[2]

بخل کا انجام

حضرت سیِّدُنا مَعْمَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: مجھے میرے ایک شیخ (یعنی استاد صاحب) نے بتایا کہ

1... مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مجیء سعد لیحرس النبی فی ظلمۃ اللیل، ۴/۲۳۸، حدیث: ۶۱۸۱

2... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسین بن علی، ۵/۴۲۸، حدیث: ۳۷۹۶

مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، رؤیۃ ام سلمۃ النبی بعد شھادۃ الحسین، ۵/۲۴، حدیث: ۶۸۳۰

ایک عورت حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کسی زوجہ محترم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: دعا کیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے ہاتھ کھول دے؟ اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: تمہارے ہاتھوں کو کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ تھے، باپ بہت مال دار، نیک اور بہت صدقہ کرنے والا تھا اور میری ماں میں ایسی کوئی خوبی نہیں تھی، میں نے ماں کو کبھی صدقہ کرتے نہیں دیکھا ہاں ایک مرتبہ ہم نے گائے ذبح کی تو ماں نے اس کی تھوڑی سی چربی اور ایک پُرانا سا لباس ایک مسکین کو دیا تھا۔ میرے والدین کا انتقال ہوا تو میں نے خواب میں والد کو دیکھا کہ وہ ایک نہر کے کنارے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں، میں نے پوچھا: ابا جان! کیا آپ نے میری ماں کو بھی کہیں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ چنانچہ میں ماں کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ وہ ایک جگہ وہی پھٹا پُرانا لباس پہنے اور ہاتھ میں چربی لئے کھڑی ہیں، وہ چربی کو دوسرے ہاتھ پر مار کر اس کا اثر چاٹ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں: ہائے پیاس! ہائے پیاس! میں نے کہا: امی جان! میں آپ کو پانی پلاؤں؟ کہا: ہاں پلاؤ۔ چنانچہ میں اپنے والد کے پاس گئی اور ان سے ایک برتن پانی لا کر ماں کو پلا دیا۔ اتنے میں ماں کے پاس کھڑے ہوئے ایک شخص نے کہا: جس نے اسے پانی پلایا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ہاتھ شَل (سُن) کر دے۔ جب میں جاگی تو میرا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔[1]

...❀...

فصل: نیند میں زندہ کی روح نکلنے، جہاں رب تعالیٰ چاہے سیر کرنے اور روحوں وغیرہ سے ملاقات کرنے کا ثبوت

بعض خواب سچے اور بعض جھوٹے کیوں ہوتے ہیں؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ملاقات کی اور فرمایا: اے ابو الحسن! (کیا وجہ ہے

[1]...مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، حکایۃ امرأۃ شلت یدھا فی المنام، ٥/٦٦٧، حدیث: ٨٥٠٣

کہ) آدمی خواب دیکھتا ہے تو کچھ ان میں سے سچے ہو جاتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، میں نے پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: کوئی بھی مرد و عورت جب پکی نیند سو جائے تو اس کی روح کو عرش کی طرف بلند کیا جاتا ہے، پس اگر بندہ روح کے عرش کے پاس پہنچنے پر بیدار ہوتا ہے تو خواب سچے ہوتے ہیں اور اگر وہ روح کے عرش کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جاگ جاتا ہے تو خواب جھوٹے ہوتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: روحوں کو نیند کی حالت میں آسمان کی طرف بلند کیا جاتا ہے اور انہیں عرش کے پاس سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس جو پاکی کی حالت میں ہو وہ عرش کے پاس سجدہ کرتی ہے اور جو پاک نہ ہو وہ عرش سے دور سجدہ کرتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جب آدمی سوتا ہے تو اس کی روح کو بلند کر کے عرش تک لے جایا جاتا ہے، اگر وہ پاک ہو تو اسے سجدہ کرنے کی اجازت ملتی ہے اور اگر جنبی (یعنی اس پر غسل فرض) ہو تو اسے سجدے کی اجازت نہیں ملتی۔[3]

ربّ عَزَّوَجَلَّ کا بندے سے کلام

حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُكَلِّمُ بِهِ الْعَبْدَ رَبُّهُ فِي الْمَنَامِ یعنی مومن کا خواب ایسا کلام ہے جو ربّ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے سے اس کے خواب میں فرماتا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا خُزیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں، میں نے اس کی خبر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دی تو آپ نے

1 ... معجم اوسط، ۴/۶۳، حدیث: ۵۲۲۰، مستدرک حاکم، کتاب تعبیر الرؤیا، بیان الرؤیا التی...الخ، ۵/۵۶۵، حدیث: ۸۲۶۰

2 ... شعب الایمان، باب فی الطہارات، ۳/۲۹، حدیث: ۲۷۸۱

3 ... الزہد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، ص ۴۴۱، حدیث: ۱۲۴۵

4 ... نوادر الاصول، الاصل السابع والسبعون: فی حقیقۃ الرؤیا...الخ، ۱/۳۹۰

ارشاد فرمایا: روح روح سے ملاقات کرتی ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا شیخ عِزالدِّین بن عبدُ السَّلام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: روح کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یہ عادت جاری ہے کہ جب وہ جسم میں ہو تو انسان جاگتا ہے اور جب جسم سے نکل جائے تو انسان سو جاتا ہے اور جسم سے جدا ہو کر روح خواب دیکھتی ہے۔ اگر وہ آسمانوں میں خواب دیکھے تو وہ درست ہوتے ہیں کیونکہ شیطان کو آسمانوں تک رسائی نہیں اور اگر آسمان سے نیچے خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور اگر جسم کی طرف واپس لوٹ آئے تو انسان پہلے کی طرح جاگ جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عِکرِمہ اور حضرت سیِّدُنا مُجاہِد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں: جب انسان سوتا ہے تو اس کے لئے ایک راستہ ہو جاتا ہے جس میں اس کی روح سفر کرتی ہے اور روح کی بنیاد جسم میں ہی ہوتی ہے پس جہاں تک اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے وہ پہنچتی ہے، جب تک وہ سفر میں ہوتی ہے آدمی سویا رہتا ہے اور جب جسم میں لوٹتی ہے تو آدمی جاگ جاتا ہے، یہ سورج کی کرنوں کی طرح ہوتی ہے کہ وہ زمین پر پڑتی ہیں مگر ان کی جڑیں سورج سے جُڑی ہوتی ہیں۔

اِبنِ مَندہ نے بعض علما سے نقل کیا کہ روح آدمی کے نتھنے سے پھیلتی ہے اور اس کی اصل آدمی کے جسم میں ہی ہوتی ہے اگر روح مکمل طور پر جسم سے نکل جائے تو آدمی مر جائے، مثال کے طور پر چراغ اور اس کے فتیلے (دھاگے) کو جُدا کر دیا جائے تو چراغ بجھ جائے گا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آگ کا مرکز فتیلہ ہوتا ہے مگر اس کی روشنی گھر میں پھیلی ہوتی ہے پس بحالت نیند آدمی کی روح بھی اس کے نتھنے سے پھیلتی ہے اور آسمانوں میں گھومتی ہے، روحوں پر مقرر فرشتہ اسے اس کی پسندیدہ چیزیں دکھاتا ہے پھر اسے اس کے بدن کی طرف لوٹا دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عِکرِمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا وجہ ہے کہ آدمی خواب میں اپنے آپ کو کبھی خُراسان، کبھی شام اور کبھی ایسی جگہ میں دیکھتا ہے جہاں کبھی گیا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ روح ہوتی ہے، تم روح کو جسم کے ساتھ جُڑا ہوا دیکھو گے پس جب تم جاگنا چاہتے ہو تو جسم روح کو کھینچ لیتا ہے۔[2]

---

1 ... سنن کبری للنسائی، کتاب التعبیر، من رأی النبی، ۴/۳۸۴، حدیث: ۷۶۳۱

2 ... العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، صفۃ الروح، ص ۱۵۴، حدیث: ۴۳۰

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّىۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ ﴿۶۰﴾

(پ۷، الانعام: ۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

حضرت سیِّدُنا عکرِمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ہر رات اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام اَرواح کو قبض فرمالیتا ہے اوران کے جسم نے دن میں جو کچھ عمل کیا اس کے بارے میں پوچھتا ہے، پھر حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو بلاکر حکم فرماتا ہے: اِس اِس روح کو قبض کرلو۔[1]

باب نمبر 45 خواب میں مُردوں کو دیکھ کر ان کا حال پوچھنے اور مُردوں کا انہیں خبر دینے کا بیان

حضرت سیِّدُنا محمد بن زیاد ہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عائذ ثُمالی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جب وقتِ وفات آیا تو حضرت خُضَیف بن حارث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ان سے کہا: اگر آپ ہم سے ملاقات کر سکیں تو ہمیں بتایئے گا کہ موت کے بعد آپ نے کیا پایا۔ چنانچہ وفات کے کچھ عرصے بعد وہ خواب میں آئے تو حضرت خُضَیف رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے عرض کی: کیا آپ ہمیں کچھ بتائیں گے؟ انہوں نے بتایا کہ اگرچہ ہمیں نجات کی امید کم تھی مگر مشقت کے بعد ہمیں نجات عطا کی گئی، ہم نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو بہت مہربان پایا، اس نے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما کر ہماری بخشش فرمادی مگر اَحراض نہیں بخشے گئے۔ پوچھا: احراض کون ہیں؟ انہوں نے کہا: اَحراض وہ لوگ ہیں جو بُرائی میں اتنے مشہور ہوتے ہیں کہ ہر طرف سے ان پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابوزاہِرِیَّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ الاَعلیٰ بن عدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

1... العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، صفة ملک الموت وعظم خلقه وقوته، ص ۱۵۵، حدیث: ۴۳۲

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۹۴، حدیث: ۱۵۹، طبقات ابن سعد، ۷/ ۲۹۱، رقم: ۳۷۴۱: عبد اللہ بن عائذ الثمالی

اللهِ الوَلِی نے حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن ابو بلال خُزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عیادت کی تو کہا: پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میرا اسلام عرض کرنا اور اگر (بعدِ وفات) ہم سے مل سکو تو ہمیں اپنی خبر بھی دینا۔ ان کی وفات کے تین دن بعد ان کی زوجہ نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ کہہ رہے تھے: تین دن بعد میری بیٹی مجھ سے ملنے والی ہے۔ کیا تم عبدُ الاَعلیٰ کو جانتی ہو؟ زوجہ نے کہا: نہیں۔ فرمایا: ان کے بارے میں معلوم کرکے انہیں یہ بتا دینا کہ میں نے ان کا سلام بارگاہِ رسالت میں پہنچا دیا ہے اور رحیم و کریم آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں جواب بھی دیا ہے۔ زوجہ نے یہ بات اپنے بھائی ابو زاہِرِیّہ کو (یعنی مجھے) بتائی تو میں نے حضرت سیِّدُنا عبدُ الاعلیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خبر کر دی۔[1]

خوفِ خدا کا ثمرہ

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن ایوب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جس کا انتقال پہلے ہو گا وہ اپنے حالات سے دوسرے کو مطلع کرے گا۔ پھر ایک کی وفات ہو گئی تو دوسرے نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوَلِی کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا: وہ جنت میں بادشاہ ہیں، کوئی بھی ان کی نافرمانی نہیں کرتا۔ اس نے پوچھا: حضرت سیِّدُنا امام ابنِ سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ المُبِین کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور جو خواہش کرتے ہیں پوری ہوتی ہے، مگر دونوں حضرات کے مرتبے میں بہت فرق ہے۔ اس نے پوچھا: میرے بھائی حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوَلِی کو اتنا بلند رُتبہ کس وجہ سے ملا؟ اس نے کہا: خوفِ خدا کی شدت کے سبب۔[2]

نمازِ تہجد سے افضل عمل کوئی نہیں

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن اجلح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم نے حضرت سیِّدُنا سلمہ بن کُہَیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا: اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کر گئے اور آپ کو میرے خواب میں آنے کی طاقت ہوئی تو مجھے اپنے حالات سے آگاہ کیجئے گا۔ حضرت سیِّدُنا سَلَمَہ بن کُہَیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی

[1] ... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۹۵، حدیث: ۱۶۰

[2] ... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۵، حدیث: ۲۱۸

ان سے یہی کہا کہ اگر آپ کا انتقال پہلے ہو گیا تو آپ میرے خواب میں آکر اپنے حالات بتائیے گا۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا سلمہ بن کہیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال پہلے ہو گیا۔ پھر میرے والد نے مجھے بتایا: بیٹا! حضرت سلمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میرے خواب میں آئے تھے، میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ کا انتقال نہیں ہو گیا؟ انہوں نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے زندہ کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا: آپ نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا: رحیم (یعنی مہربان)۔ میں نے پھر پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کس عمل کو افضل پایا؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے نمازِ تہجد سے افضل عمل کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: معاملہ کیسا رہا؟ کہا: آسان رہا مگر تم (عمل پر) بھروسا مت کرنا۔[1]

اگر رحمتِ الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو۔۔۔!

حضرت سیّدُنا عباس بن عبدُالمطلب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضرت عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے دوست تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو میں ایک سال تک دعا کرتا رہا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ خواب میں ان کی زیارت کرا دے۔ چنانچہ سال کے آخر میں ان کی زیارت ہوئی تو وہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! مَافَعَلَ بِكَ رَبُّكَ؟ آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: ابھی ابھی فارغ ہوا ہوں اگر میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ مہربانی و آسانی نہ فرماتا تو قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔[2]

حضرت سیّدُنا سالم بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک انصاری شخص کو کہتے سنا: میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے خواب میں امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ چنانچہ میں 20 سال بعد ان کی زیارت سے مشرف ہوا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے، میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: ابھی فارغ ہوا ہوں، اگر میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔[3]

1... الکامل لابن عدی، ٢/١٣٦، رقم: ٢٣٨: الاجلح بن عبد اللہ بن معاویة ابو حجیة الکندی
تاریخ ابن عساکر، ٢٢/١٣٢، رقم: ٢٦٢٤: سلمة بن کھیل ابو یحیی الحضرمی

2... طبقات ابن سعد، ٣/٢٨٦، رقم: ٥٦: عمر بن الخطاب

3... طبقات ابن سعد، ٣/٢٨٧، رقم: ٥٦: عمر بن الخطاب

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد ان کا معاملہ جاننے سے بڑھ کر کوئی بھی چیز محبوب نہ تھی۔ چنانچہ ایک رات میں نے خواب میں ایک محل دیکھا تو پوچھا: یہ کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: حضرت عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا۔ اتنے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چادر اوڑھے محل سے باہر تشریف لائے ایسا لگ رہا تھا گویا ابھی غسل کیا ہو۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا: بھلائی کا۔ اگر میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بخشش نہ ہوتی تو میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔ میں نے عرض کی: کیا ہوا تھا؟ پوچھا: میں تم سے کب جدا ہوا تھا؟ میں نے کہا: تقریباً 12 سال ہوگئے ہیں۔ فرمایا: ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں[1]۔[2]

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ کہا: میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے میرے ساتھ بھلائی کی۔ میں نے پوچھا: کون سا دین بہتر ہے؟ فرمایا: سیدھا دین جس میں ناحق خون نہ بہے۔[3]

ہدایت یافتہ اماموں کا ساتھ

مَسْلَمَہ بن عَبْدُ الملک نے خلیفہ راشد حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عَبْدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کو بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر کہا: امیر المؤمنین! کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ وفات کے بعد آپ کو کیا حالات پیش آئے۔ فرمایا: اے مسلمہ! ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں، خدا کی قسم! ابھی تک آرام نہیں کیا۔ مسلمہ نے کہا: اب کہاں ہیں؟ فرمایا: اب ہدایت یافتہ ائمہ کے ساتھ جنَّتِ عدن میں ہوں۔[4]

---

1 ... ان روایتوں میں بیان کردہ مدت میں اختلاف ہے: پہلی میں ایک سال، دوسری میں 20 سال اور تیسری میں 12 سال ہے چونکہ یہ معاملہ خواب کا ہے، لہٰذا جس نے جو دیکھا بیان کر دیا۔

2 ... حلیۃ الاولیاء، عمر بن الخطاب، ۱/۹۱، رقم: ۱۵۱، تاریخ ابن عساکر، ۴۴/۴۸۳، رقم: ۵۲۰۶: عمر بن الخطاب

3 ... تاریخ ابن عساکر، ۳۹/۵۳۳، رقم: ۴۶۱۹: عثمان بن عفان بن ابی العاص

4 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۳۸، حدیث: ۲۷

شُہدا کے ہم نشیں

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے فرمایا: ایامِ حُرّہ میں قتل ہونے والے اَفلح یا فرمایا: کثیر بن اَفلح کو میں نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: کیا آپ قتل نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہوا ہوں۔ میں نے کہا: آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا: بھلائی والا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ لوگ شہید ہیں؟ فرمایا: نہیں جب مسلمان آپس میں جنگ کریں تو ان میں قتل ہونے والے شہید نہیں ہوتے، ہم شُہدا کے ہم نشیں ہیں[1]۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو مَیْسَرہ عَمْرو بن شُرَحْبِیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں اور سامنے کچھ قُبے ہیں، میں نے کہا: یہ کس کے ہیں؟ جواب ملا: حضرت کَلاع اور حضرت حَوشب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے۔ یہ دونوں حضرات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ میں نے کہا: حضرت سیِّدُنا عَمّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ جواب ملا: (ان کے خیمے بھی) تمہارے سامنے ہیں۔ میں نے پوچھا: ان لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا ہے؟ کہا گیا: یہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے تو اسے وسیع مغفرت والا پایا۔ میں نے کہا: اہلِ نہر یعنی خوارج کے ساتھ کیا ہوا؟ جواب ملا: خارجیوں کو رنج و غم ملا ہے۔[3]

کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں

حضرت سیِّدُنا ابو بکر خَیّاط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا گویا میں قبرستان میں ہوں اور مُردے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے پھول رکھے ہیں، اتنے میں حضرت سیِّدُنا محفوظ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان مردوں کے درمیان آمد و رفت کرتے ہوئے نظر آئے تو میں نے کہا: اے محفوظ! آپ کے

1... شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطورِ ظلم کسی آلۂ جارحہ سے قتل کیا گیا ہو اور نفسِ قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اُٹھایا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ۱/ ۸۶۰)

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۵۳، حدیث: ۵۵

3... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجمل، باب ما ذکر فی صفین، ۸/ ۷۲۲، حدیث: ۸

طبقات کبری لابن سعد، ۳/ ۱۹۹، رقم: ۵۴: عمار بن یاسر

ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ فرمایا: ہاں ہو گیا ہے۔ پھر یہ شعر کہا:

مَوْتُ التَّقِيِّ حَيَاةٌ لَّا نَفَادَ لَهَا ۔۔۔ قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَّهُمْ فِي النَّاسِ اَحْيَاءٌ

ترجمہ: متقی کی موت ایسی حیات ہے جس کو فنا نہیں کچھ لوگ مر کر بھی لوگوں میں زندہ رہتے ہیں۔[1]

قبر کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قبر والا ہی جانتا ہے

حضرت سیِّدُنا سَلَمہ بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: کثرت سے ذِکْرُ الله کرنے، موت کو کثرت سے یاد کرنے اور طویل مجاہدات کرنے والے عبادت گزار بزرگ حضرت سیِّدُنا بَزِیع بن مِسْوَر رَحْمَۃُ اللهِ تعَالٰی عَلَیْہ کو میں نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ اپنی جگہ کو کیسا دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے یہ شعر کہا:

وَلَيْسَ يَعْلَمُ مَا فِي الْقَبْرِ دَاخِلُهُ ۔۔۔ اِلَّا الْاِلٰهُ وَسَاكِنُ الْاَجْدَاثِ

ترجمہ: قبر کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قبر والا ہی جانتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا بِشر بن مُفَضَّل رَحْمَۃُ اللهِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا بِشر بن مَنْصُور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفُوْر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابو محمد! آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: میں خود پر جتنی مشقت کرتا تھا معاملہ اس سے آسان پایا۔[3]

بھلائی اور بھلائی کرنے والوں سے محبت

حضرت سیِّدُنا حَفْص مَرہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللهِ تعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا کر پوچھا: اے ابو سلیمان! آپ نے آخرت کی بھلائی کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا: میں نے آخرت کی بھلائی کو بہت زیادہ پایا۔ میں نے پوچھا: آپ کو کس طرف پھیرا گیا؟ کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے بھلائی کی طرف پھیرا گیا۔ میں نے پوچھا: آپ کو حضرت سیِّدُنا سفیان بن سعید ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کا کچھ معلوم ہے؟ فرمایا: وہ خیر (بھلائی) اور اہلِ خیر کو پسند فرماتے تھے۔ پھر مسکراتے ہوئے فرمایا: خیر نے انہیں اہلِ

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۹۰، حدیث: ۱۴۸

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۹۳، حدیث: ۱۵۵

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۹۴، حدیث: ۱۵۸

خیر کے درجے تک پہنچا دیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عُتبہ بن ضمرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد فرماتے ہیں: میں نے اپنی پھوپھی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کیسی ہیں؟ کہا: خیریت سے ہوں اور اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پایا ہے یہاں تک کہ اس مالیدہ کا ثواب بھی دیا گیا جو میں نے ایک غریب کو کھلایا تھا۔[2]

کون سا عمل افضل ہے؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ الملک لَیْثی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عامر بن عبدُ القیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ نے کیا پایا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے بھلائی پائی۔ میں نے دریافت کیا: کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: ہر اس عمل کو افضل پایا جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو۔[3]

وفات کے بعد چچا کی نصیحت

حضرت سیِّدُنا ابوعبد اللہ ہَجَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے اپنے چچا کو بعد از وصال خواب میں دیکھا تو وہ فرما رہے تھے: دنیا دھوکا ہے اور عمل کرنے والوں کے لئے آخرت سرور ہے، ہم نے یقین کو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور مسلمانوں کے لئے خیر خواہی سے بہتر کسی چیز کو نہیں پایا، تم جو بھی عمل کرو تو یہی سمجھو کہ اس کا حق ادا نہ ہوا۔[4]

تقویٰ و پرہیز گاری کا انعام

حضرت سیِّدُنا اَصْمَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَیْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھیوں میں سے ایک مرحوم بصری بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ

---

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۵۸، حدیث: ۶۴

موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۹۸، حدیث: ۱۷۱

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۱، حدیث: ۱۷۷

3 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۶۴، حدیث: ۸۰

4 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۴، حدیث: ۱۸۹

کہاں سے تشریف لارہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: حضرت سیِّدُنا یونس طبیب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمُجِیب کے پاس سے۔ میں نے پوچھا: کون یونس طبیب؟ فرمایا: انتہائی عقل مند فقیہ۔ میں نے کہا: حضرت سیِّدُنا عُبَید رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بیٹے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ سرخ پھولوں کی سیجوں (بستروں) پر کنواری حوروں کے ساتھ ہیں، ان کے درست تقوٰی کی بدولت ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا مَیمُون کُردی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عُروہ بزار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کو بعدِ وصال خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: پانی فراہم کرنے والے فلاں شخص کا مجھ پر ایک درہم قرض ہے اور وہ درہم میرے گھر کے طاق میں رکھا ہوا ہے، تم وہاں سے اٹھا کر اسے دے دینا۔ صبح اٹھ کر میں اس پانی والے سے ملا اور پوچھا: کیا حضرت سیِّدُنا عُروہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر تمہارا کچھ قرض ہے؟ اس نے کہا: ہاں ایک درہم ہے۔ چنانچہ میں حضرت کے گھر گیا تو طاق میں ایک درہم رکھا ہوا پایا، میں نے وہ اٹھایا اور لاکر پانی والے کو دے دیا۔[2]

کلمہ طیبہ کی کثرت کرو

کوفہ کے رہنے والے ایک شخص کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا سُوید بن عَمْرو کَلْبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو بعدِ وصال خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو پوچھا: اے سوید! اس اچھی حالت کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: میں لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کثرت کرتا تھا تم بھی اس کی کثرت کیا کرو۔ پھر فرمایا: حضرت سیِّدُنا داود طائی اور حضرت سیِّدُنا محمد بن نَضْر حارِثی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ایک چاہت کی تو اسے پالیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُنْذِر حَزَّامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ضحاک بن عثمان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا: آسمان میں کبوتروں کے گھونسلوں کی طرح کچھ گھر ہیں، جس نے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۵، حدیث: ۱۹۲

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۷، حدیث: ۱۹۶

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۷، حدیث: ۱۹۷

ان میں ٹھہر گیا اور جس نے نہیں کہا وہ گر گیا۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا انعام

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد الرحمٰن مَخْزُومی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عائشہ تَیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: اس نے مجھے اپنے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے بخش دیا۔[2]

ختم نہ ہونے والی نعمتیں

حضرت سیِّدُنا سَری بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مردِ صالح حضرت سیِّدُنا وَالان بن عیسٰی بن مریم قَزوِینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے مجھے بتایا کہ ایک رات چاند کی وجہ سے مجھے دھوکا ہو گیا۔ چنانچہ میں مسجد گیا اور نماز اور تسبیح پڑھی پھر دعا مانگی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ میں نے ایک جماعت دیکھی جو انسانوں کی نہیں تھی، ان کے ہاتھوں میں تھال تھے اور ہر تھال میں برف کی طرح سفید چار روٹیاں تھیں اور ہر روٹی پر انار کی مثل موتی رکھا ہوا تھا، انہوں نے کہا: کھاؤ۔ میں نے کہا: میرا ارادہ تو روزہ رکھنے کا ہے۔ وہ بولے: اس گھر والے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کا حکم ہے کہ تم کھاؤ۔ میں نے روٹیاں کھائیں اور جب موتی اٹھانے لگا تو انہوں نے کہا: رک جاؤ ہم تمہارے لئے اس کا درخت لگا دیتے ہیں جس کا پھل تمہارے لئے اس سے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا: کہاں؟ انہوں نے کہا: ایسے گھر میں جو کبھی ویران نہ ہو گا، اس کے پھل کبھی خراب نہ ہوں گے، اس کی ملکیت ختم نہ ہو گی، کپڑے پرانے نہ ہوں گے، اس میں خوشی کا سامان، چشمے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی اور ہمیشہ راضی رہنے اور راضی رکھنے والی بیویاں ہوں گی، تم اپنے معاملات کو سمیٹ لو کیونکہ یہ تو ہلکی سی نیند ہے پھر تم نے کوچ کر کے اپنے اصلی گھر میں پہنچ جانا ہے۔ راوی فرماتے ہیں: ابھی دو ہفتے بھی نہ گزرے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا سَری بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس رات ان کا انتقال ہوا وہ میرے خواب میں

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۷، حدیث: ۱۹۸

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۸، حدیث: ۱۹۹

آئے اور فرمایا: کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ میں نے تمہیں فلاں دن جس درخت کے بارے میں بتایا تھا وہ پھل دار ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا: کون سے پھل آئے ہیں؟ فرمایا: اس کے بارے میں نہ پوچھو جس کی صفات بیان کرنے پر کوئی قادر نہیں، جب فرمانبردار اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو ہم نے اس جیسا کریم نہیں دیکھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن عبدُ الله بن مَیمُون رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن عمران بن محمد بن ابو لیلیٰ[2] رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: معرفت کو۔ میں نے پوچھا: آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو احادیث بیان کرتے ہوئے حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا کہتا ہے؟ فرمایا: میں فخر و مقابلہ کو ناپسند کرتا ہوں۔[3]

سب سے اچھی محفل

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار کے ایک ساتھی نے انہیں بعد ازوصال خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: بھلائی کا معاملہ فرمایا، ہم نے نیک عمل جیسا کوئی کام، حضرات صحابۂ کرام جیسی کوئی جماعت، سلف صالحین جیسے لوگ اور نیکیوں کی مجلس جیسی کوئی محفل نہیں دیکھی۔[4]

سنت اور علم

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الْوَہاب بن یزید کِنْدِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عُمَر ضریر عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَدِیْر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللهُ بِكَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم کیا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کو سب سے افضل پایا؟ فرمایا:

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۰۸، حدیث: ۲۰۰

2... متن میں اس مقام پر "علی بن محمد بن عمران بن ابو لیلیٰ" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "محمد بن عمران بن محمد بن ابو لیلیٰ" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۲، حدیث: ۲۰۷

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۲، حدیث: ۲۰۸

جس پر تم عمل پیرا ہو یعنی سنت اور علم کو۔ میں نے پوچھا: کس عمل کو سب سے بُرا پایا؟ فرمایا: ناموں سے بچو۔ میں نے پوچھا: نام کیا ہیں؟ فرمایا: قَدَرِیہ، مُعتَزِلہ، مُرجِئہ پھر آپ دیگر خواہش پرستوں کے نام بتانے لگے۔[1]

گستاخِ صحابہ کا انجام

حضرت سیِّدُنا ابو بکر صَیرفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو گالیاں دیا کرتا تھا اور فرقہ جَہمِیّہ[2] کے عقائد رکھتا تھا۔ جب وہ مرا تو ایک شخص نے اسے خواب بَرَہنہ حالت میں دیکھا کہ اس کے سر اور شرم گاہ پر ایک سیاہ چیتھڑا تھا۔ اس نے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بکر بن قیس اور عَون بن اَعْسَر کے ساتھ کر دیا ہے۔ یہ دونوں نصرانی تھے۔[3]

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں کمی کرنے والا میرا ایک پڑوسی مر گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ کانا تھا، میں نے پوچھا: اے فلاں! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا: میں نے حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کی شان میں کمی کی تو مجھ میں یہ کمی کر دی گئی پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنی ضائع ہونے والی آنکھ پر رکھ لیا۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مَدینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا محمود بن حُمَید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک باعمل انسان تھے، ان کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان پر دو سبز کپڑے تھے، میں نے پوچھا: وفات کے بعد آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ انہوں نے میری طرف دیکھا پھر یہ شعر پڑھا:

نِعْمَ الْمُتَّقُوْنَ فِی الْخُلْدِ حَقًّا　　بِجِوَارِ　نَوَاهِدٍ　اَبْكَارٍ

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۵، حدیث: ۲۱۷

2... جَہمِیَّہ: جَہم بن صَفوان کا پیروکار باطل فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندے کو کسی صورت کوئی اختیار نہیں، بندہ جمادات کی طرح مجبور محض ہے اور اہلِ جنت کے جنت میں اور اہلِ دوزخ کے دوزخ میں جانے کے بعد جنت و دوزخ بھی فنا ہو جائیں گے اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ باقی رہے گا۔ (التعریفات للجرجانی، ص۵۸)

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۷، حدیث: ۲۲۱

4... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۱۷، حدیث: ۲۲۲

ترجمہ: بے شک متقی لوگ جنت میں خوبرو کنواری حوروں کے قرب میں کیا ہی اچھے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: خدا کی قسم! یہ شعر میں نے ان سے پہلے کبھی کسی سے نہیں سنا۔[1]

مصائب و آلام پر صبر کا انعام

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن عبد الله رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے قبرستان میں دو مختصر رکعتیں ادا کیں مگر اطمینان حاصل نہ ہوا، اتنے میں مجھے اونگھ آ گئی، میں نے دیکھا کہ قبر والا مجھے کہہ رہا ہے: تم نے دو رکعتیں پڑھیں مگر تم ان سے مطمئن نہیں ہو۔ میں نے کہا: ہاں بات تو یہی ہے۔ اس نے کہا: تم لوگ عمل کرتے ہو مگر اس کی حقیقت نہیں جانتے اور ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے، مجھے تمہاری طرح دو رکعتیں پڑھنا دنیا اور اس کے جمیع ساز و سامان سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے پوچھا: یہاں کون لوگ دفن ہیں؟ اس نے کہا: یہ سب مسلمان ہیں اور ان سب کو بھلائی نصیب ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا: ان میں سب سے افضل کون ہیں؟ اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا تو میں نے دل میں دعا کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اسے ظاہر فرما دے تاکہ میں اس سے بات چیت کر سکوں۔ اتنے میں اس قبر سے ایک نوجوان نکلا تو میں نے پوچھا: آپ ان سب میں افضل ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ لوگ تو یہی کہتے ہیں۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! آپ کی عُمْر تو اتنی نہیں لگتی کہ میں کہوں آپ بہت زیادہ حج و عمرے، جہاد اور اعمالِ صالحہ سے اس مقام کو پہنچے ہوں گے لیکن پھر آپ کو یہ مقام و مرتبہ کیسے ملا؟ اس نوجوان نے فرمایا: مجھے مصائب و آلام میں مبتلا کر کے ان پر صبر کی توفیق دی گئی تھی بس اسی کے سبب میں ان سب سے افضل ہو گیا۔[2]

راحت، پھول اور رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا

حضرت سیِّدُنا ایاس بن دَغْفَل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو العَلاء یزید بن عبد الله رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ نے موت کے ذائقے کو کیسا پایا؟ انہوں نے فرمایا:

1... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۲۰، حدیث: ۲۳۳

2... شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/۲۴۸، حدیث: ۱۰۱۸۹

انتہائی کڑوا۔ میں نے پوچھا: وفات کے بعد آپ کو کس طرف لے جایا گیا؟ فرمایا: راحت، پھولوں اور راضی ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف۔ میں نے پوچھا: اور آپ کے بھائی مُطَرِّف کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ اپنے یقینِ کامل کے ساتھ میرے پاس آئے ہیں۔(1)

مردے کو دعا سے فائدہ پہنچتا ہے

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو بعدِ وفات خواب میں دیکھا تو پوچھا: جب تمہیں قبر میں رکھا گیا تو تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا: ایک آنے والا میرے پاس بھڑکتی آگ کا کوڑا لایا اگر دعا کرنے والا میرے لئے دعا نہ کرتا تو اس نے مجھے کوڑا مار ہی دینا تھا۔(2)

مُردوں کی خبریں دینے والا

حضرت سیِّدُنا مُنکَدِر بن محمد بن مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا ہوں اور پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ میں ایک شخص کے پاس لوگوں کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: یہ شخص دارِ آخرت سے آیا ہے اور لوگوں کو ان کے فوت شدگان کے بارے میں بتا رہا ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ حضرت سیِّدُنا صفوان بن سُلَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تھے، لوگ ان سے پوچھ رہے تھے اور وہ بتا رہے تھے۔ اتنے میں انہوں نے فرمایا: کیا یہاں حضرت سیِّدُنا محمد بن منکدر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں پوچھنے والا بھی کوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں یہ ان کے صاحبزادے موجود ہیں۔ چنانچہ لوگ سامنے سے ہٹ گئے اور میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں جنت میں یہ یہ نعمتیں عطا فرما کر خوش کر دیا اور انہیں جنتی محلات میں بسایا ہے تو اب انہیں وہاں سے نکلنا ہے نہ موت آئے گی۔(3)

حضرت سیِّدُنا ابو کَرِیمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا: میں خواب

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۳۹، حدیث: ۲۹

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی قراءۃ القرآن...الخ، ص۷۸

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۲۸، حدیث: ۲۵۳

میں جنت میں داخل ہوا تو ایک باغ تک پہنچا جس میں حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی، حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَید، حضرت سیِّدُنا اِبنِ عون اور حضرت سیِّدُنا سلیمان تَیمِی رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی تھے۔ میں نے پوچھا: حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم انہیں اتنی بلندی پر دیکھتے ہیں گویا ستارے کو دیکھ رہے ہوں۔[1]

سدرۃُ المنتہیٰ کے پاس

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سیرین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمَا کو جنت میں دیکھا تو پوچھا: حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ سدرۃُ المنتہیٰ کے پاس ہیں۔[2]

نیکوں کی دعا پر آمین کہنے پر بخشش

حضرت سیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن یزید واسِطی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا: کس سبب سے؟ فرمایا: ایک مرتبہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی نے ہمارے پاس بیٹھ کر دعا کی تو ہم نے اٰمین کہی تھی۔ پس جب ہم تم سے جدا ہوئے تو ہماری مغفرت کر دی گئی۔[3]

حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن ابو ثُبَیت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا خُلَید بن سعد[4] عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَحَد کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ فرمایا: امید نہیں تھی مگر چھٹکارا مل گیا۔ میں نے پوچھا: آپ لوگوں سے قرآنِ پاک کا عہد کب لیا گیا؟ فرمایا: تم سے جدائی کے بعد ہم سے اس کا

1... تاریخ ابن عساکر، ۳۱/ ۳۷۳، رقم: ۳۴۴۸، عبد اللہ بن عون

2... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۱۴۳، حدیث: ۳۰۰

3... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۱۵۶، حدیث: ۳۳۷

4... متن میں اس مقام پر "خلید بن سعید" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "خلید بن سعد" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

کوئی عہد نہیں لیا گیا۔[1]

مسلمان بوڑھوں کے لئے خوشخبری

حضرت سیِّدُنا محمد بن سلم خَوّاص[2] رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا قاضی یحییٰ بن اَکْثَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: ربّ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا: اے بد عمل بوڑھے! اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی تو میں تجھے آگ میں جلاتا۔ بس میرا وہی حال ہو گیا جو ایک غلام کا اپنے آقا کے سامنے ہوتا ہے (یعنی میں خوف کے مارے بے حال ہو گیا) جب مجھے کچھ افاقہ ہوا تو ربّ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا: اے بد عمل بڈھے! اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی تو میں تجھے آگ میں جلاتا۔ میری پھر وہی حالت ہو گئی، پھر جب افاقہ ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیسری مرتبہ بھی وہی ارشاد فرمایا۔ اب کی بار جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: الٰہی! تیرے بارے میں مجھے ایسا تو نہیں بتایا گیا تھا۔ ارشاد فرمایا: تمہیں میرے بارے میں کیا بتایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ بخوبی جانتا ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے حضرت سیِّدُنا عبدُ الرزاق بن ہمام نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا مَعْمَر بن راشد نے حضرت سیِّدُنا اِبْنِ شہاب زُہری رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے انہوں حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے انہوں نے تیرے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اور انہوں نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے بیان کیا کہ اے عظمت والے تو نے ارشاد فرمایا ہے: "مَاشَابَ لِیْ عَبْدٌ فِی الْاِسْلَامِ شَیْبَۃً اِلَّا اسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ اَنْ اُعَذِّبَہٗ بِالنَّار یعنی میرا جو بندہ حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو میں اس سے حیا کرتا ہوں کہ اُسے جہنم کا عذاب دوں۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: عبدُ الرزاق نے سچ کہا، مَعْمَر نے سچ کہا، زُہری نے سچ کہا، انس نے سچ کہا، میرے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سچ کہا، جبریل نے سچ کہا، میں نے یہی فرمایا تھا۔ (فرشتو!) اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔[3]

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۵۷، حدیث: ۶۲

2... متن میں اس مقام پر "محمد بن سالم خواص" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "محمد بن سلم خواص" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... تاریخ بغداد، ۱۴/۲۰۶، رقم: ۷۴۸۹: یحیی بن اکثم

سیِّدُنا امام احمد عَلَیْہِ الرَّحْمَہ پر کرم

حضرت سیِّدُنا ابو بکر فَزاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: یَااَحمد! مَافَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی اے احمد! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے ارشاد فرمایا: اے احمد! تو نے (کوڑوں کی) مار پر صبر کیا اور یہی کہتا رہا کہ میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کلام مخلوق نہیں ہے، مجھے اپنی عزت کی قسم! میں کل قیامت تک تجھے اپنا کلام سناتا رہوں گا۔ اب میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کلام سنتا ہوں۔[1]

روزدو مرتبہ دیدارِ باری تعالیٰ

حضرت سیِّدُنا محمد بن عَوف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن مصفی حِمْصِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو بعد وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کو کس طرف پھیرا گیا؟ فرمایا: بھلائی کی طرف اور ہم روزدو مرتبہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ابوعبد اللہ! آپ تو دنیا میں بھی ”سنت“ والے اور آخرت میں بھی ”سنت“ والے ہیں۔ یہ بات سن کر وہ مسکرا دیئے۔[2]

مخلوق کو محبت الٰہی کا درس دینے کا انعام

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُفَضَّل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا مَنْصُور بن عَمّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے بتایا: مجھے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا گیا تو اس نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تو نیکیاں اور گناہ دونوں کرتا تھا لیکن میں نے تیری بخشش کر دی کیونکہ تو میری مخلوق کو میری محبت کا درس دیتا تھا لہٰذا کھڑا ہو جا اور میرے فرشتوں کے سامنے میری بزرگی بیان کر جس طرح دنیا میں میری بزرگی بیان کرتا تھا۔ پس میرے لئے کرسی رکھی گئی تو میں نے فرشتوں کے سامنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بزرگی بیان کی۔[3]

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۵۴/۳۸۳، رقم: ۶۸۱۱: محمد بن علی بن محمد ابو بکر الفزاری

2 ... الثقات لابن حبان، کتاب من روی عن اتباع التابعین، باب المیم، ۵/۴۵۹، رقم: ۳۳۹۱: محمد بن المصفی بن بھلول الحمصی

3 ... تاریخ ابن عساکر، ۶۰/۳۴۰، رقم: ۷۶۷۰، منصور بن عمار بن کثیر

حمد و ثنا اور درود و سلام کی برکت

حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن شَعْرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا بیان ہے: میں نے حضرت سَیِّدُنا مَنْصُور بن عَمّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کو بعد از وفات خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: تم منصور بن عمار ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! میرے مالک۔ ارشاد فرمایا: تم ہی لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کا درس دیتے تھے؟ میں نے عرض کی: مولیٰ! ایسا ہی تھا، مگر میں جب بھی مجلس قائم کرتا تھا اس کی ابتدا میں تیری تعریف بیان کرتا اور تیرے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھتا تھا پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: تم نے سچ کہا، (فرشتو!) اس کے لئے کرسی رکھو تاکہ یہ آسمانوں میں میری بزرگی بیان کرے جس طرح زمین میں میرے بندوں کے سامنے کرتا تھا۔[1]

خوفِ خدا سے رونے کا انعام

حضرت سَیِّدُنا سُلَیْم بن منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم حضرت سَیِّدُنا مَنْصُور بن عَمّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے بتایا کہ میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے قریب کیا اور ارشاد فرمایا: اے بد عمل بڈھے! کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخشا؟ میں نے عرض کی: الٰہی! میں نہیں جانتا۔ ارشاد فرمایا: اس لئے کہ ایک دن تو نے لوگوں کے لئے مجلس قائم کی تو انہیں رُلا دیا، ان میں میرا ایک ایسا بندہ بھی رو دیا جو کبھی بھی میرے خوف سے نہیں رویا تھا پس میں نے اسے بخش دیا اور اس کے طفیل تجھے اور تمام اہلِ مجلس کو بھی بخش دیا۔[2]

جنت میں داخلے کا سبب

حضرت سَیِّدُنا سَلَمہ بن عَفّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سَیِّدُنا وَکیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَدِیْع کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

1... تاریخ ابن عساکر، ٦٠/٣٤٣، رقم: ٧٦٧٠، منصور بن عمار بن کثیر

2... تاریخ بغداد، ١٣/ ٧٩، رقم: ٧٠٥٢، منصور بن عمار بن کثیر

انہوں نے کہا: اس نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ فرمایا: علم کے سبب۔[1]

درسِ حدیث کا انعام

حضرت سیِّدُنا ابو یحییٰ مُستَمْلِی بن ہَمّام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو ہمام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بعدِ وفات خواب میں دیکھا تو ان کے سر پر قندیلیں لٹک رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے ابو ہمام! ان قندیلوں تک رسائی کیسے ہوئی؟ فرمایا: یہ قندیل حدیثِ حوضِ کوثر، یہ والی حدیثِ شفاعت، یہ قندیل فلاں حدیث بیان کرنے کا انعام ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو عرض کی: مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا: لوگوں سے کم ملا کرو۔ میں نے کہا: کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا: عنقریب یہاں وارد ہوگے تو جان جاؤ گے۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ربیع زَہرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے پڑوسی نے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: ابھی پیر کے دن کا سورج غروب بھی نہیں ہوا تھا کہ میرا اعمال نامہ مجھے دکھایا گیا پس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا۔ آپ کا وصال پیر کے دن ہوا تھا۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو خَفّاف عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن یحییٰ ذُہلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا: آپ کے اعمال کا کیا ہوا؟ کہا: سونے کے پانی سے لکھ کر اعلیٰ عِلِّیِّیْن میں بلند کر دیئے گئے۔[5]

1. ...الکامل لابن عدی، مقدمۃ المصنف، وکیع بن الجراح، ۱/۱۹۷
2. ...تاریخ بغداد، ۱۳/۴۵۱، رقم: ۷۳۲۰: الولید بن شجاع بن الولید
3. ...تاریخ ابن عساکر، ۳۱/ ۳۹۹، رقم: ۳۴۵۴: عبد اللّٰہ بن الفرج
4. ...تاریخ ابن عساکر، ۳۱/۳۷۳، رقم: ۳۴۴۸: عبد اللّٰہ بن عون
5. ...تاریخ بغداد، ۴/۱۹۰، رقم: ۱۸۶۴: محمد بن یحیی بن عبد اللّٰہ

حضرت استادابو ولید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا اِبنِ عباس اَصَمّ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: یا شیخ! اب آپ کہاں ہوتے ہیں؟ فرمایا: میں ابو یعقوب بُوَیطی اور ربیع بن سُلَیمان کے ساتھ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے پڑوس میں ہوں اور ہم روزانہ ان کی دعوت میں حاضر ہوتے ہیں۔(1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ ظن رکھنے کی برکت

حضرت سیِّدُنا سُہیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ بارگاہِ الٰہی میں کیا لے کر حاضر ہوئے؟ فرمایا: میں تو بہت زیادہ گناہ لے کر حاضر ہوا تھا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ ظن رکھنے نے سارے گناہ مٹا دیئے۔(2)

سیِّدُنا جراح بن عبدُاللہ عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کا استقبال

ایک یَمَنی خاتون کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا رَجاء بن حَیْوہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: کیا آپ کی وفات نہیں ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں ہوگئی ہے لیکن آج اہلِ جنت میں اعلان کیا گیا کہ جَراح بن عبدُاللہ کا استقبال کریں۔ یہ خواب حضرت سیِّدُنا جَرّاح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کی خبر آنے سے پہلے دیکھا گیا تھا، جب ان کے وصال کی خبر آئی تو اندازہ لگانے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی خواب والے دن آذر بائیجان میں شہید ہوئے تھے۔(3)

بیتُ المقدس کی ایک خاتون کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا رَجاء بن حَیْوہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہمارے ہم مجلس تھے اور بہت ہی اچھے تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ حضرات کو کس طرف پھیرا گیا؟ فرمایا: بھلائی کی طرف۔ لیکن تم لوگوں سے جُدا ہونے کے بعد ہمیں ایسی گھبراہٹ ہوئی کہ ہم سمجھے قیامت قائم ہوگئی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کس وجہ سے ہوا؟ فرمایا: حضرت سیِّدُنا جراح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۵۶/۲۹۶، رقم: ۷۱۲۴: محمد بن یعقوب بن یوسف

2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۴۱، حدیث: ۳۲

3 ... تاریخ ابن عساکر، ۷۲/۶۰، رقم: ۹۷۷۶: جراح بن عبد اللہ ابو عقبۃ الحکمی

عَلَیْہ اور ان کے ساتھی اپنے بھاری اعمال کے ساتھ جنت میں داخل ہوئے تھے حتّٰی کہ جنت کے دروازے پر بھیڑ لگ گئی تھی۔[1]

''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہنے کا انعام اور تہمت کا وبال

حضرت سیِّدُنا اَصْمَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے والد ماجد بیان کرتے ہیں کہ جَرِیر شاعر کی وفات کے بعد ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا گیا۔ پوچھا: کس سبب سے؟ فرمایا: جنگل میں پانی کے کنارے ایک تکبیر (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر) کہنے کے سبب۔ پوچھا: آپ کے بھائی فَرَزْدَق کا کیا ہوا؟ فرمایا: پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کے عمل نے اسے ہلاکت میں ڈال دیا۔[2]

اہلِ بیت کی شان بیان کرنے پر انعام

ثَور بن یزید شامی کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا کُمَیت بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اس نے مجھے بخش دیا اور میرے لئے ایک کرسی رکھ کر مجھے اس پر بٹھا دیا اور مجھے خوش کن اشعار پڑھنے کا حکم دیا جب میں اس شعر پر پہنچا:

حَنَانَیْكَ رَبَّ النَّاسِ مِنْ اَنْ یَّغُرَّنِیْ ۔۔۔ كَمَا غَرَّهُمْ شُرْبُ الْحَیَاةِ الْمُصَرَّد

ترجمہ: اے لوگوں کے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیری رحمت دَر رحمت ہے کہ جس طرح دنیا کی نامکمل سیرابی نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالا وہ مجھے دھوکے میں نہ ڈال سکی۔

تو ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے کُمَیت! تو نے سچ کہا، یقیناً جس نے انہیں دھوکے میں ڈالا اس نے تجھے دھوکا نہ دیا، تو نے میری مخلوق میں میرے منتخب اور بہترین لوگوں کے بارے میں سچ کہا پس میں نے تجھے بخش دیا اور آلِ

[1] ...موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۴۳، رقم: ۳۷

[2] ...تاریخ ابن عساکر، ۷۲/۹۵، رقم: ۹۷۸۴: جریر بن عطیۃ بن نزار البصری

محمد کی شان میں کہے گئے تمہارے ہر شعر کے بدلے قیامت تک آخرت میں تمہارا ایک رتبہ بلند کروں گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابنِ شَعشاع مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ بنو عُبَید سے لڑی گئی جنگ کے شہیدوں میں سے حضرت سیِّدُنا ابو بکر ابنِ نابُلسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو ایک سال بعد میں نے خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

حَبَانِیْ مَالِکِیْ بِدَوَامِ عِزٍّ وَوَاعَدَنِیْ بِقُرْبِ الْاِنْتِصَارِ

وَقَرَّبَنِیْ وَاَدْنَانِیْ اِلَیْہِ وَقَالَ اَنْعِمْ بِعَیْشٍ فِیْ جِوَارِیْ

ترجمہ: میرے مالک نے مجھے دائمی عزت بخشی اور عنقریب کامیابی کا وعدہ فرمایا، مجھے اپنا قرب عطا کیا اور ارشاد فرمایا میرے پڑوس (سایہ رحمت) میں مزے سے رہو۔[2]

خواہشات پر ربّ عَزَّوَجَلَّ کو ترجیح دینے کا انعام

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن مَہدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے وصال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: قبر میں پہنچتے ہی مجھے بارگاہِ خداوندی میں حاضر کیا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرا آسان تر حساب لیا اور مجھے جنت میں جانے کا حکم ارشاد فرما دیا، میں جنتی پھولوں اور درختوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کوئی حرکت اور کوئی آواز نہ تھی پھر اچانک ایک آواز آئی: اے سفیان بن سعید! کیا تم جانتے ہو تم نے ایک دن اپنی خواہش پر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو ترجیح دی؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! یہی بات ہے۔ پس ہر طرف سے مجھے مٹھائی سے بھرے برتنوں نے گھیر لیا۔[3]

فخر و تکبر سے بچنے کا انعام

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

1... تاریخ ابن عساکر، ۵۰/۲۴۶، رقم: ۵۸۲۸: کمیت بن زید

2... تاریخ ابن عساکر، ۵۱/۵۱، رقم: ۵۹۰۶: محمد بن احمد بن سہل

3... تاریخ ابن عساکر، ۵۱/۱۸۴، رقم: ۶۰۲۶: محمد بن ابراہیم سوسی

کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: مَافَعَلَ اللهُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا، میری ناز برداری فرمائی اور (حوروں سے) میری شادی کر دی اور ارشاد فرمایا: یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم نے کبھی میری نعمتوں پر فخر و تکبر نہیں کیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ربیع بن سُلَیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْکَافِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر نرم و نازک موتیوں کی بارش کر دی۔[2]

نجات یافتہ گروہ

حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن ابراہیم فقیہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حافظ ابو احمد حاکم رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے نزدیک زیادہ نجات پانے والا گروہ کون سا ہے؟ فرمایا: اہلِ سنت و جماعت۔[3]

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمہ بن سُلَیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عاصم غازی طرابُلُسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے ابو علی! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: ہم موت کے بعد کنیت نہیں رکھتے اور نہ اس سے پکارے جاتے ہیں۔ میں نے کہا: اے عاصم! آپ کیسے ہیں اور آپ کو کس طرف لے جایا گیا؟ فرمایا: مجھے وسیع رحمت اور بلند جنت کی طرف لے جایا گیا ہے۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ فرمایا: سمندر میں بکثرت جہاد کرنے کے سبب۔[4]

نیکیاں قبول اور خطائیں معاف

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفَّار کا بیان ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا مسلم بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

1... تاریخ ابن عساکر، ۵۱/ ۴۳۵، رقم: ۶۰۷۱: محمد بن ادریس الشافعی

2... تاریخ بغداد، ۲/ ۶۸، رقم: ۴۵۴: محمد بن ادریس الشافعی

3... تاریخ ابن عساکر، ۵۵/ ۱۵۹، رقم: ۶۹۳۷: محمد بن محمد بن احمد ابو احمد نیسابوری، نحوه

4... تاریخ ابن عساکر، ۲۵/ ۲۹۵، رقم: ۳۰۲۸: عاصم ابو علی الاطر ابلسی، نحوه

اللهِ الْغَفَّار کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: موت کے بعد آپ نے کیا پایا؟ فرمایا: ہولناکیوں اور بڑے شدید زلزلوں سے سامنا ہوا۔ میں نے کہا: اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا: کریم سے جس کی توقع ہوتی ہے وہی ہوا اس نے ہماری نیکیاں قبول فرمالیں، ہماری خطاؤں کو معاف فرمادیا اور ہمارے انجام کا ضامن ہوا۔[1]

بارگاہِ رسالت تک رسائی کا وسیلہ

حضرت سیِّدُنا حسن بن عَبْدُ العزیز ہاشمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر محمد بن جَرِیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَدِیر کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ نے موت کو کیسا پایا؟ فرمایا: بھلائی ہی بھلائی۔ میں نے کہا: قبر کی ہولناکی کو کیسا پایا؟ فرمایا: بھلائی ہی بھلائی۔ میں نے پوچھا: منکر نکیر کو کیسا پایا؟ فرمایا: بھلائی ہی بھلائی۔ میں کہا: آپ کا ربّ عَزَّوَجَلَّ تو آپ پر بہت مہربان ہے اس کی بارگاہ میں ہمارا تذکرہ بھی کر لیجئے گا۔ فرمایا: اے ابو علی! تم کہتے ہو کہ ہمارا تذکرہ بھی کر لینا حالانکہ ہم بارگاہِ رسالت تک رسائی کے لئے تمہیں اپنا وسیلہ بناتے ہیں۔[2]

خدمتِ حدیث کا صلہ

حضرت سیِّدُنا حُبَیش بن مُبَشِّر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعِین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِین کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنا قرب بخشا اور 300 حوروں سے میرا نکاح فرمایا اور دو مرتبہ اپنے دیدار سے شادکام کیا۔ میں نے عرض کی: کس سبب سے؟ انہوں نے اپنی آستین سے کچھ نکالا اور فرمایا: اس کے سبب یعنی حدیث شریف کی خدمت کے سبب۔[3]

حضرت سیِّدُنا سلیمان عمری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا قاری ابو جعفر یزید بن قَعْقَاع رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرے دوستوں کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ان شُہدا کا مقام عطا فرمایا ہے جو زندہ ہیں اور

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۴۰، رقم: ۳۰

2... تاریخ ابن عساکر، ۵۲/۲۰۷، رقم: ۶۱۲۰: محمد بن جریر ابو جعفر الطبری

3... تاریخ ابن عساکر، ۶۵/۴۱، رقم: ۸۲۱۴: یحیی بن معین بن عون، تاریخ بغداد، ۱۴/۱۹۱، رقم: ۷۴۸۴: یحیی بن معین بن عون

رزق دیئے جاتے ہیں اور حضرت سیّدُنا ابو حازم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو بھی میرا سلام دینا اور کہنا: خوب دانائی سے کام لو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے تمہاری راتوں کی مجلس کو دیکھتے ہیں۔[1]

حضرت سیّدُنا زکریا بن عَدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کا بیان ہے کہ حضرت سیّدُنا امام عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: (جہاد) کے لئے سفر کرنے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرما دی۔[2]

حضرت سیّدُنا محمد بن فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: جو عمل میں کیا کرتا تھا۔ میں نے کہا: سرحدِ اسلام پر جہاد کے لئے تیار رہنا اور جہاد کرنا؟ فرمایا: ہاں۔[3]

بلند درجے والے

حضرت سیّدُنا یَزید بن مَذعور عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفُوْر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے وصال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو عرض کی: اے ابو عَمْرو! مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعے میں قربِ الٰہی حاصل کر سکوں؟ فرمایا: میں نے یہاں علما سے بلند درجہ کسی کا نہیں دیکھا اور ان کے بعد غمزدہ لوگوں کا درجہ ہے۔[4]

افضل عمل "استغفار"

حضرت سیّدُنا عبدُ العزیز بن عُمَر بن عبدُ العزیز عَلَیْهِ الرَّحْمَه بیان کرتے ہیں کہ والدِ ماجد کے وصال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر عرض کی: آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: بیٹا! اِسْتِغْفار کو افضل پایا۔[5]

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۵۳، حدیث: ۳۲۱

2... تاریخ ابن عساکر، ۳۲/۴۸۴، رقم: ۳۵۵۵: عبد اللہ بن المبارک بن واضح

3... تاریخ ابن عساکر، ۳۲/۴۸۲، رقم: ۳۵۵۵: عبد اللہ بن المبارک بن واضح

4... تاریخ ابن عساکر، ۳۵/۲۲۹، رقم: ۳۹۰۷: عبد الرحمن بن عمرو ابو عمرو الاوزاعی

5... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۳۷، حدیث: ۲۶

سنَّتِ نبوی کی خدمت کاصلہ

حضرت سیِّدُناعبد اللہ بن عبدُ الرحمٰن عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ مُتَوکِّل کی وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھاتو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے حالانکہ تیری توبہت سی بُرائیاں تھیں؟ اس نے کہا: میں نے تھوڑی بہت سنَّتِ نبوی کی جو خدمت کی اس کے سبب۔[1]

ایک جملے کے سبب بخشش

حضرت سیِّدُناحجاج بن قُبَیْلَہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اور فَرَزْدَق کے ساتھ ایک قبر پر گیاتوحضرت سیِّدُناحسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرزدق سے پوچھا: تم نے اس دن کے لئے کیاتیاری کی ہے؟ اس نے کہا: "70سال سے اس بات کی گواہی دے رہاہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔" یہ سن کر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خاموش ہوگئے۔[2]

لَبَطَہ بن فَرَزْدَق نے کہا: والد صاحب کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھاتو انہوں نے کہا: بیٹا! مجھے اس جملے نے نفع دیا جو میں نے حضرت سیِّدُناحسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے کہا تھا۔[3]

کتاب میں درود پاک لکھنے کی برکت

حضرت سیِّدُناعبدُ اللہ بن صالح صوفی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک مُحَدِّث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیامعاملہ فرمایا؟ کہا: مجھے بخش دیا۔ پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: اپنی کتابوں میں حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک لکھنے کے سبب۔[4]

1... تاریخ بغداد، ۷/۱۸۰، رقم: ۳۶۱۲: جعفر امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ بن محمد المعتصم باللّٰہ

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، جامع ذکر القبور، ۶/۷۸، حدیث: ۱۰۹، عن سفیان بن حسین
تاریخ ابن عساکر، ۷۴/۶۴، رقم: ۱۰۰۷۳: ھمام بن غالب الفرزدق

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/۱۰۲، حدیث: ۱۰۳
تاریخ ابن عساکر، ۷۴/۷۱، رقم: ۱۰۰۷۳: ھمام بن غالب الفرزدق

4... تاریخ ابن عساکر، ۵۴/۱۱۳، رقم: ۶۶۴۶: محمد بن عبد الرحمٰن ابو بکر النھاوندی

حضرت سیِّدُنا یزید بن نَعامہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی فوت شدہ کو خواب میں دیکھا تو مردے نے اس سے کہا: اے فلاں! لوگوں کو بتا دو کہ حضرت سیِّدُنا عامر بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا چہرہ بروزِ قیامت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔[1]

علم کو زینت دینے کا انعام

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم بیان کرتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان کے سر پر ایک اونچی ٹوپی رکھی تھی، میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: علم کو زینت دینے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے زینت بخشی۔ میں نے پوچھا: حضرت سیِّدُنا مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ تو اوپر، اوپر، اوپر۔۔۔ اپنا سر اٹھا کر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ ان کے سر سے ٹوپی گر پڑی۔[2]

حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے بھانجے حضرت سیِّدُنا خُشَّام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے ماموں جان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ربّ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ملنے والی عزت کا بتایا تو میں نے عرض کی: کیا ربّ تعالیٰ نے آپ سے کچھ ارشاد بھی فرمایا؟ کہا: ہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے بشر! کیا تجھے مجھ سے حیا نہیں آئی کہ تو اس قدر مجھ سے ڈرتا تھا۔[3]

حضرت سیِّدُنا حسین بن اِسماعیل مُحَامِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا قاشانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ بڑی مشقت کے بعد نجات ملی ہے۔ میں نے کہا: آپ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ میں نے کہا: حضرت

1... تاریخ ابن عساکر، ۲۶/ ۴۲، رقم: ۳۰۵۲: عامر بن عبد اللہ المعروف بابن عبد قیس

2... تاریخ ابن عساکر، ۱۹/ ۲۹۳، رقم: ۲۳۲۹: زید بن اسلم ابو اسامۃ

3... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۲، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

سیّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے روزانہ دو مرتبہ کرامت سے نوازا جاتا ہے۔(1)

نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں

حضرت سیّدُنا عاصم جُہَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بیان کرتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں ہشام کی کھجوریں سکھانے کی جگہ میں داخل ہوا ہوں۔ وہاں حضرت سیّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے میری ملاقات ہو گئی، میں نے کہا: کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ فرمایا: عِلِّیِّین سے۔ میں نے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میں ابھی حضرت سیّدُنا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیّدُنا عبدُ الوہاب وَرَّاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اس حال میں چھوڑ کر آ رہا ہوں کہ وہ کھا رہے، پی رہے اور لطف اندوز ہو رہے تھے۔ میں نے پوچھا: آپ نے کیوں نہیں کھایا پیا؟ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کھانے سے میری بے رغبتی کو جانتا ہے لہٰذا اس نے مجھے اپنے دیدار کی اجازت دے رکھی ہے۔(2)

سیّدُنا موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی زیارت

حضرت سیّدُنا ابو جعفر سقاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا بِشر حافی اور حضرت سیّدُنا معروف کَرخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کو خواب میں کہیں سے آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ فرمایا: جنّتُ الفردوس سے، ہم نے وہاں حضرت سیّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام کی زیارت کی ہے۔(3)

ولی سے محبت کا اِنعام

حضرت سیّدُنا قاسم بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ خواب میں حضرت سیّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اس نے میری بخشش فرما دی اور ارشاد فرمایا: اے بشر! میں نے تجھے اور تیرا جنازہ پڑھنے والوں کو بخش

1... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۳، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

2... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۳، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

3... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۴، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

دیاہے۔ میں نے عرض کی: یاربّ! مجھ سے محبت رکھنے والے ہر شخص کو بھی بخش دے۔ ارشاد فرمایا: قیامت تک جو بھی تجھ سے محبت کرے اس کو بھی بخش دیا۔[1]

ولی کے قرب کی برکتیں

حضرت سیِّدُنا احمد دَوْرَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میرے ایک پڑوسی کا انتقال ہوا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا، اس پر دو حُلّے تھے۔ میں نے کہا: اپنا قصہ سناؤ؟ اس نے کہا: ہمارے قبرستان میں حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو دفن کیا گیا تو ہر قبر والے کو دو دو حلے پہنائے گئے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا حجاج بن شاعر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا: اے بشر! تو نے میری عبادت اتنی نہیں کی جتنا میں نے تیرے نام کو بلند کیا ہے۔[3]

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا: اے بشر! میں نے اپنے بندوں کے دلوں میں تیری جو عزت و محبت ڈالی ہے اگر تو دَہکتے انگاروں پر بھی مجھے سجدے کرتا تو پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہوتا۔[4]

اولیا کی شان

حضرت سیِّدُنا محمد بن خُزَیمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل کے وصال پر میں غم میں ڈوب گیا۔ ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ بڑے ناز سے چل رہے تھے، میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا: مَشْیَۃُ الْخُدَّامِ فِیْ دَارِ السَّلَام یعنی سلامتی والے گھر میں خادموں کی چال ہے۔ میں نے پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۵، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

2 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۶، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

3 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۷، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

4 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۰/ ۲۲۷، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

فرمایا؟ کہا: اس نے میری بخشش فرما کر مجھے تاج اور سونے کی نعلین پہنائیں اور ارشاد فرمایا: اے احمد! یہ اس کا انعام ہے کہ تو نے کہا تھا: ''قرآن اللہ کا کلام ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: اے احمد! مانگ جو کچھ تو دنیا میں مجھ سے مانگتا تھا۔ میں نے عرض کی: اے میرے ربّ! سب کچھ۔ ارشاد فرمایا: اور مانگ۔ میں نے عرض کی: سب کچھ تیری قدرت میں ہے۔ ارشاد فرمایا: صَدَقْتَ یعنی تو نے سچ کہا۔ میں نے عرض کی: الٰہی مجھ سے کسی چیز کی باز پرس نہ فرما اور سب کچھ معاف فرما دے۔ ارشاد فرمایا: ہم نے معاف کیا۔ پھر فرمایا: اے احمد! یہ جنت ہے اُٹھ اور اس میں داخل ہو جا۔ پس میں جنت میں داخل ہوا تو سامنے حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی دو سبز پروں کے ساتھ ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث کیا کہ جہاں چاہیں رہیں پس فرمانبرداروں کا انعام بہت خوب ہے۔ میں نے عرض کی: حضرت سیِّدُنا عبدُ الوہاب وَرّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں انہیں ان کے بخشنے والے ربّ کے سامنے نور کے سمندر میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے کہا: حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کس حال میں ہیں؟ فرمایا: واہ! واہ! ان کے جیسا کون ہو سکتا ہے، وہ اپنے ربّ جلیل کے سامنے تھے، ان کے سامنے کھانے کا ایک دستر خوان سجا تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی ناز برداری کرتے ہوئے فرما رہا تھا: اے دنیا میں کھانا، پانی اور نعمتیں چھوڑنے والے! اب کھا، پی اور نعمتوں سے لطف اٹھا۔[1]

دُلَف بن ابو دُلَف عِجْلی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو خواب میں سیاہ دیواروں والے ایک وَحْشَت ناک گھر میں دیکھا جس کی زمین ریتلی لگ رہی تھی اور والد صاحب بالکل بَرَہْنَہ اپنے گھٹنے میں سر رکھے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر پوچھا: تم دُلَف ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ عَزَّوَجَلَّ حاکم کا بھلا کرے۔ تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

اَبْلِغَنَّ اَهْلَنَا وَلَا تَخْفِ عَنْهُمْ ۔۔۔ مَا لَقِيْنَا فِي الْبَرْزَخِ الْخِنَاقِ

قَدْ سُئِلْنَا عَنْ كُلِّ مَا قَدْ فَعَلْنَا ۔۔۔ فَارْحَمُوْا وَحْشَتِيْ وَمَا قَدْ اُلَاقِيْ

ترجمہ: جو کچھ ہمیں اس تنگ ودشوار برزخ میں ملا ہے ہمارے گھر والوں کو ضرور بتانا ان سے چھپانا نہیں، ہم سے

[1]... تاریخ ابن عساکر، ۲۲۸/۱۰، رقم: ۸۸۱: بشر بن الحارث ابو نصر المروزی

ہمارے ہر کئے کے بارے میں پوچھا گیا ہے لہٰذا میری وحشت اور جو کچھ میں نے پایا اس پر رحم کرو۔

پوچھا: تم سمجھ گئے ؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے پھر یہ اشعار پڑھے :

فَلَوْ اَنَّا اِذَا مُتْنَا تُرِكْنَا　　لَكَانَ الْمَوْتُ رَاحَةَ كُلِّ حَيٍّ

وَّلٰكِنَّا اِذَا مُتْنَا بُعِثْنَا　　فَنُسْئَلُ بَعْدَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: اگر ہمیں موت کے بعد چھٹکارا مل جاتا تو موت ہر زندہ کے لئے چین ہوتی لیکن جب ہم مرے تو ہمیں زندہ کر کے ہم سے ہر شے کے بارے میں پوچھا گیا۔[1]

ظالم حجاج بن یوسف کا حال

حضرت سیِّدُنا اَصْمَعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے والد ماجد کا بیان ہے: میں نے حجاج کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: میں نے جتنے بھی انسان قتل کئے تھے ہر ایک کے بدلے مجھے 70 مرتبہ قتل کیا گیا۔ فرماتے ہیں: ایک سال بعد مجھے وہ پھر خواب میں دکھائی دیا تو میں نے پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: کیا پہلے سال آپ مجھ سے یہ پوچھ نہیں چکے ؟[2]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عَبْدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں ایک مردار دیکھا تو کہا: یہ کیا ہے ؟ مجھے کہا گیا: آپ اس سے بات کریں گے تو یہ آپ کو جواب دے گا۔ میں نے اسے اپنے پیر سے ٹھوکر ماری تو اس نے سر اٹھا کر میرے طرف دیکھا۔ میں نے کہا: تو کون ہے ؟ بولا: میں حَجاج ہوں، مجھے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا گیا تو میں نے اسے سخت عذاب دینے والا پایا، پس اس نے مجھے ہر قتل کے بدلے قتل کیا ہے، اب میں اس کی بارگاہ میں اس بات کا منتظر ہوں جس کا انتظار اسے ایک ماننے والوں کو ہے کہ وہ جنت کا حکم دیتا ہے یا جہنم کا۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَشْعَث رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں حجاج بن یوسف کو بُری حالت

1 ...تاریخ ابن عساکر، ۴۹/۱۵۰، رقم: ۵۶۷۶: القاسم بن عیسی بن ادریس

2 ...تاریخ ابن عساکر، ۱۲/۲۰۱، رقم: ۱۲۱۷: الحجاج بن یوسف بن الحکم

3 ...تاریخ ابن عساکر، ۶۶/۱۲۹، رقم: ۸۴۴۸: ابو حازم الاسدی بن الخناصری

میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: میں نے جتنے بھی قتل کئے ہر قتل کے بدلے مجھے قتل کیا گیا۔ میں نے پوچھا: پھر چھوڑ دیا گیا؟ بولا: جو امید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے والوں کو ہے اب وہی امید لگائے بیٹھا ہوں۔(1)

ابو حسین کا بیان ہے کہ میں خواب میں ایک کشادہ جگہ گیا تو وہاں ایک شخص چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سامنے کچھ بھون رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون بیٹھا ہوا ہے؟ مجھے کہا گیا: یہ حضرت سیِّدُنا یزید نَحوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے بھوننے والے ابو مسلم خُراسانی ہیں۔ میں نے پوچھا: حضرت سیِّدُنا ابراہیم صائِغ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کیا حال ہے؟ کہا گیا: بھلا ان تک کون پہنچ سکتا ہے وہ تو اَعْلٰی عِلِّیِّیْن میں ہیں۔(2)

ابو حسین کا بیان ہے: خواب ہی میں مجھ سے کہا گیا کہ جو خواب تم نے دیکھا ہے یہی خواب خُراسان کے ایک قصبے میں ایک نیک شخص نے دیکھا ہے۔ بعد میں وہ شخص ہمارے پاس آیا تو اس نے کہا: یہی خواب بَلْخ، سَمَرقَنْد، جُوْرجان اور خراسان کے قصبے میں بھی دیکھا گیا ہے۔(3)

حضرت سیِّدُنا احمد بن عبد الرحمٰن مُعَبِّر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت صالح بن عَبْدُ الْقُدُّوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خوش باش ہنستے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا اور آپ کو نجات کیسے ملی حالانکہ آپ پر بے دینی کا الزام لگا تھا؟ فرمایا: میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ اس نے اپنی رحمت سے میرا استقبال کیا اور ارشاد فرمایا: جو الزام تم پر لگا ہے میں جانتا ہوں تم اس سے بری ہو۔(4)

حضرت سیِّدُنا ابو یزید طَیفُور بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی بیان کرتے ہیں کہ مجھے خواب میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے کوئی

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۲/ ۲۰۱، رقم: ۱۲۱۷: الحجاج بن یوسف بن الحکم

2 ... تاریخ ابن عساکر، ۳۵/ ۴۱۷، رقم: ۳۹۶۱: عبد الرحمٰن بن مسلم ابو مسلم الخراسانی

3 ... تاریخ ابن عساکر، ۳۵/ ۴۱۷، رقم: ۳۹۶۱: عبد الرحمٰن بن مسلم ابو مسلم الخراسانی

4 ... تاریخ بغداد، ۹/ ۳۰۵، رقم: ۴۸۴۴: صالح بن عبد القدوس ابو الفضل البصری

ایسی بات سکھایئے جو مجھے نفع دے۔ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی امید پر اغنیا کا فقرا کے لئے عاجزی کرنا بہت خوب ہے۔ میں نے عرض کی: اور نصیحت کیجئے۔ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس جو کچھ ہے اس پر یقین رکھتے ہوئے فقرا کا اغنیا پر فخر کرنا اس سے زیادہ خوب ہے۔ میں نے عرض کی: اور کیجئے۔ فرمایا: اس سے بھی بہتر۔ (یہ فرما کر) اپنی ہتھیلی کھولی تو اس میں سونے کے پانی سے لکھا تھا:

كُنْتَ مَيْتًا فَصِرْتَ حَيًّا وَعَنْ قَلِيْلٍ تَكُوْنُ مَيْتًا

فَابْنِ بِدَارِ الْبَقَاءِ بَيْتًا وَاهْدِمْ بِدَارِ الْفَنَاءِ بَيْتًا

ترجمہ: تو مردہ تھا پھر زندہ ہوا اور عنقریب مردہ ہو جائے گا لہٰذا باقی رہنے والے جہاں میں گھر بنا اور فانی جہاں کا گھر گرا دے۔[1]

صبر کا انعام

مکہ مکرمہ کے ایک بزرگ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سَیِّدُنا سعید بن سالم قَدّاح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ان قبر والوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: اِسی قبر والا۔ میں نے پوچھا: اسے کس سبب سے فضیلت ملی؟ فرمایا: اس کی آزمائش ہوئی تو اس نے صبر کیا۔ میں نے پوچھا: حضرت سَیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: انہیں ایسا حُلّہ (لباس) پہنایا گیا ہے کہ دنیا اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ بھی اس کی برابری نہیں کر سکتی۔[2]

سب سے نفع مند عمل

حضرت سَیِّدُنا ابو فَرَج غَیث بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کا بیان ہے: میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو حسن عاقُولی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو ان سے حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہوں۔ میں نے کہا: کیا آپ کا انتقال نہیں ہو گیا؟ فرمایا: ہاں ہو گیا ہے۔ میں نے کہا: آپ نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۱۴/۱۰۵، رقم: ۱۵۶۱: الحسین بن علی بن جعفر البغدادی

2 ... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۳۴، حدیث: ۲۷۰

تاریخ ابن عساکر، ۴۸/۴۵۳، رقم: ۵۶۳۰: فضیل بن عیاض بن مسعود

خوش ہوتے ہوئے فرمایا: اچھا پایا ہے۔ میں نے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی مغفرت فرما کر جنت میں داخل کر دیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کون سا عمل زیادہ نفع مند ہے؟ فرمایا: استغفار سے زیادہ نفع کسی میں نہیں، تم اس کی کثرت کیا کرو۔[1]

حضرت سیِّدُنا حسن بن قریش حرانی[2] قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں: میں نے امیر اماجور رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: مسلمانوں اور حاجیوں کے راستوں کی حفاظت کرنے کے سبب۔[3]

حضرت سیِّدُنا امام حافظ ابن ماکولا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں کسی سے حضرت سیِّدُنا ابو حسن دار قُطنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا حال پوچھ رہا ہوں۔ مجھے کہا گیا: انہیں جنت میں امام کہہ کر پکارا جاتا ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو خَلَف وَزّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کا بیان ہے کہ صوفی بزرگ حضرت سیِّدُنا یوسف بن حسین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر رحم کیا۔ پوچھا گیا: کس سبب سے؟ فرمایا: ان کلمات کے سبب جو میں نے موت کے وقت کہے تھے، میں نے کہا تھا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے لوگوں کو نصیحت کی مگر خود عمل نہ کیا پس تو میرے عمل کی کوتاہی میرے قول کی خوبی کی وجہ سے معاف فرمادے۔[5]

ایصالِ ثواب کی برکت

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن صالح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے شاعر ابو نُواس کو خواب

1... تاریخ ابن عساکر، ۴۱/ ۳۲۴، رقم: ۴۸۴۰: علی بن الحسن بن طاوس ابو الحسن العاقولی

2... متن میں اس مقام پر "حسن بن یونس حرانی" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "حسن بن قریش حرانی" ہے لہٰذا یہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... تاریخ ابن عساکر، ۹/ ۲۲۰، رقم: ۸۰۴: اماجور

4... تاریخ ابن عساکر، ۴۳/ ۱۰۶، رقم: ۴۹۸۸: علی بن عمر ابو الحسن الدار قطنی

تاریخ بغداد، ۱۲/ ۳۹، رقم: ۶۴۰۴: علی بن عمر ابو الحسن الدار قطنی

5... تاریخ بغداد، ۱۴/ ۳۲۰، رقم: ۷۶۳۸: یوسف بن الحسین بن علی

میں بہت ہی بڑی نعمت میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اس نے میری مغفرت فرما کر مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ پوچھا گیا: کس سبب سے حالانکہ آپ کے اعمال تو ملے جلے تھے؟ فرمایا: ایک رات ایک نیک بندہ قبرستان آیا، اس نے چادر بچھائی اور دو رکعت نماز پڑھی، ان دو رکعتوں میں اس نے دو ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھی اور اس کا ثواب قبرستان کے تمام مردوں کو بخشا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سب کی مغفرت فرمادی، ان سب میں ایک میں بھی تھا۔(1)

حضرت سیِّدُنا محمد بن نافع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاسِع بیان کرتے ہیں: میں نے شاعر ابونواس کو خواب میں دیکھا تو کہا: آپ ابونُواس ہیں؟ فرمایا: کنیت کا وقت گزر گیا۔ میں نے کہا: حسن بن ہانی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میں اپنے ان اشعار کے سبب بخش دیا گیا جو میرے تکیے کے نیچے رکھے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے گھر گیا اور تکیہ اٹھایا تو وہاں ایک کاغذ رکھا تھا جس پر لکھا تھا:

يَا رَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِيْ كَثْرَةً ۔۔۔ فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَكَ اَعْظَم

اِنْ كَانَ لَا يَرْجُوْكَ اِلَّا مُحْسِنٌ ۔۔۔ فَبِمَنْ يَلُوْذُ وَيَسْتَجِيْرُ الْمُجْرِم

اَدْعُوْكَ رَبِّ كَمَا اَمَرْتَ تَضَرُّعًا ۔۔۔ فَاِذَا رَدَدْتَّ يَدَيَّ فَمَنْ ذَا يَرْحَم

مَا لِيْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ اِلَّا الرَّجَا ۔۔۔ وَجَمِيْلُ عَفْوِكَ ثُمَّ اِنِّيْ مُسْلِم

ترجمہ: اے میرے ربّ! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں مگر مجھے یقین ہے تیری معافی اس سے بھی بڑی ہے، اگر تو صرف نیکوں کی امید گاہ ہے تو مجرم کس کی پناہ لیں؟ اے میرے ربّ! تیرے حکم کے مطابق گڑگڑاتے ہوئے میں تجھ سے دعا گو ہوں اگر تو نے میرے دستِ سوال کو رد کر دیا تو کون رحم کرے گا؟ میرے پاس تجھ تک پہنچنے کا وسیلہ صرف امید اور تیرا عفو و کرم ہی ہے پھر یہ کہ میں مسلمان بھی ہوں۔(2)

شاعر ابونُواس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: جو اشعار میں نے نرگس کے پھول کے بارے میں کہے تھے ان کے سبب میری مغفرت فرمادی اور وہ یہ ہیں:

1... تاریخ ابن عساکر، ۱۳/ ۴۶۵، رقم: ۱۴۷۶: الحسن بن ھانی ء بن صباح، دون ذکر: قل ھو اللّٰہ احد

2... تاریخ ابن عساکر، ۱۳/ ۴۶۵، رقم: ۱۴۷۶: الحسن بن ھانی ء بن صباح

تَأَمَّلْ فِيْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَانْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ
عُيُوْنٌ مِّنْ لُجَيْنٍ شَاخِصَاتٌ بِاَحْدَاقٍ كَمَا الذَّهَبُ السَّبِيْكُ
عَلٰى قَضْبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ بِاَنَّ اللهَ لَيْسَ لَهٗ شَرِيْكُ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدٌ رَّسُوْلٌ اِلَى الثَّقَلَيْنِ اَرْسَلَهُ الْمَلِيْكُ

ترجمہ: زمینی پیداوار میں غور کر اور مالکِ حقیقی کی کاریگری کے مناظر دیکھ کہ چاندی کی سی آنکھیں (نرگس کے پھول) اپنی سونے کی سی پتلیاں گاڑے زبرجد کی شاخوں پر گواہی دے رہی ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں بادشاہِ حقیقی نے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔[1]

چوتھے آسمان پر درسِ حدیث

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن محمد مَروَزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں: میں نے حافِظُ الحدیث حضرت سیِّدُنا یعقوب بن سفیان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا اور حکم فرمایا کہ جس طرح میں زمین میں احادیثِ مبارکہ بیان کرتا تھا اسی طرح آسمان میں بھی کروں۔ چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر احادیثِ طیبہ بیان کرنا شروع کیں تو میرے ارد گرد فرشتے جمع ہو گئے اور حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے احادیث کریمہ اِملا کروانے کا حکم دیا تو فرشتوں نے سونے کے قلموں سے انہیں لکھا۔[2]

ولی کا جنازہ پڑھنے والوں کی بخشش

حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بن حَرْبُوَیہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے جنازے میں شریک ہوا، جب رات ہوئی تو اس نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری اور میرا جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت

1... تاریخ ابن عساکر، ۱۳/ ۴۶۵، رقم: ۱۴۷۲: الحسن بن ھانیء بن صباح

2... تاریخ ابن عساکر، ۷۴/ ۱۶۵، رقم: ۱۰۱۲۸: یعقوب بن سفیان بن ابی معاویۃ الفارسی

فرمادی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی آپ کے جنازے میں شریک ہونے اور آپ کا جنازہ پڑھنے والوں میں سے ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک فہرست نکالی تو اس میں اس کا نام ملاحظہ نہ فرمایا تو اس نے کہا: ایسا کیوں؟ حالانکہ میں نے جنازے میں شرکت کی ہے۔ پھر آپ نے فہرست دوبارہ دیکھی تو ایک کونے میں اس کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔(1)

جنت میں ایک گھر

حضرت سیِّدُنا ابو القاسم ثابت بن احمد بن حسین بَغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو القاسم سعد بن محمد زُنجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو خواب میں دیکھا تو وہ بار بار مجھ سے فرما رہے تھے: اے ابو القاسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ مُحَدِّثِین کی ہر مجلس کے بدلے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔(2)

حضرت سیِّدُنا محمد بن مسلم بن وارہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو زُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے۔ مجھے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے عُبَیْدُ اللہ! تو نے میرے بندوں سے دُرُشت کلامی کیوں کی؟ میں نے عرض کی: میرے ربّ! انہوں نے تیرے دین کی بے حرمتی کا قصد کر لیا تھا۔ ارشاد فرمایا: تو نے سچ کہا۔ پھر طاہر خُلقانی کو پیش کیا گیا، میں نے اس پر بارگاہِ رَبُوبِیَّت میں دعویٰ کیا تو اس کو 100 کوڑے مارے گئے پھر قید خانے میں بھیج دیا گیا پھر حکم ہوا: عُبَیْدُ اللہ کو اس کے ساتھیوں سمیت ابو عبد اللہ، ابو عبد اللہ، ابو عبد اللہ سفیان ثَوری، مالک بن انس اور احمد بن حنبل کے ساتھ ملا دو۔(3)

درودِ پاک کی برکت

حضرت سیِّدُنا حَفص بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو زُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۲۰/۱۹۸، رقم: ۲۴۰۶: السری بن المغلس ابو الحسن السقطی

2 ... تاریخ ابن عساکر، ۲۰/۲۷۵، رقم: ۲۴۲۲: سعد بن علی بن محمد ابو القسم الزنجانی

3 ... تاریخ بغداد، ۱۰/۳۳۴، رقم: ۵۴۶۹: عبید اللہ بن عبد الکریم

سیر اعلام النبلاء، ۱۰/۴۸۲، رقم: ۲۲۶۶: ابو زرعۃ الرازی عبید اللہ بن عبد الکریم

کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے کہا: اس مقام تک رسائی کیسے ہوئی؟ فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث مبارکہ لکھی ہیں اور میں نے ان سب میں درود پاک پڑھا ہے اور حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا یعنی جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے بدلے اس پر 10 رحمتیں نازل فرماتا ہے۔[1]

فرشتوں کے ساتھ نماز

حضرت سیِّدُنا یزید بن مَخْلَد طَرَسُوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو زرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ سفید لباس میں ملبوس دیگر لوگوں کے ساتھ آسمانِ دنیا میں نماز پڑھ رہے تھے اور ان پر سفید لباس تھا اور سب لوگ نماز میں ہاتھ اُٹھا رہے تھے[2]۔ میں نے

[1]... تاریخ بغداد، ۱۰/ ۳۳۴، رقم: ۵۴۶۹: عبید اللہ بن عبد الکریم

تاریخ ابن عساکر، ۳۸/ ۳۸تا ۳۹، رقم: ۴۴۶۴: عبید اللہ بن عبد الکریم

مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول... الخ، ص ۲۰۳، حدیث: ۳۸۴

[2]... چونکہ یہ خواب کا واقعہ ہے لہٰذا اس میں دو احتمال ہوسکتے ہیں: تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا مراد ہے یا پھر رفع یدین مراد ہے۔ رفع یدین کے بارے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ نماز میں تکبیرِ تحریمہ اور تکبیرِ قُنُوت کے سوا کہیں بھی رفع یدین جائز نہیں۔ چنانچہ مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد2، صفحہ 16** پر حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی اس حدیثِ پاک کہ ”نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے مقابل اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی یونہی ہاتھ اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد اور سجدے میں یہ نہ کرتے“ کے تحت فرماتے ہیں: ”(کندھوں کے مقابل ہاتھ اٹھانے سے مراد یہ ہے) کہ گٹے کندھوں تک رہتے اور انگوٹھے کانوں تک۔ (نیز) اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عَیْنی شرح بخاری میں ہے کہ سیِّدُنا عبدُ اللہ ابن زُبَیر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا نیز سیِّدُنا ابنِ مسعود، عُمَر ابن خطاب، علی مرتضٰی، بَراء بن عازِب، حضرت عَلْقَمہ وغیرہ بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے نیز ابن ابی شَیْبہ اور طحاوی نے حضرت مُجاہِد (رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی) سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا)...

پوچھا: اے ابو زُرعہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ اس مرتبے تک کیسے پہنچے؟ فرمایا: نماز میں ہاتھ اُٹھانے کی برکت سے۔ میں نے کہا: فرقہ جَہْمِیَّہ کے لوگوں نے ہمارے "رے" کے ساتھیوں کو تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ فرمایا: خاموش رہو کیونکہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل نے ان پر اوپر سے پانی بند کر رکھا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو عباس مُرادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو زرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے ابو زرعہ! ایک چھوٹا بچہ بھی آتا ہے تو میں اسے داخلِ جنت کرتا ہوں تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میرے بندوں پر سنتوں کو جاری کیا جاؤ جنت میں جہاں چاہو اپنا ٹھکانا بنالو۔[2]

نصیحت آموز اشعار

حضرت سیِّدُنا صَدَقَہ بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ طَرابُلُس یا اَطْرابُلُس کے کنارے ایک ٹیلے پر میں نے تین قبریں دیکھیں تو ان میں سے ایک پر لکھا ہوا تھا:

......کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اُولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے معلوم ہوا کہ سیِّدُنا ابْنِ عُمَر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے نزدیک بھی رفع یدین مَنْسُوخ ہے نیز رسالہ آفتابِ محمدی میں ہے کہ حضرت ابْنِ عُمَر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے دوسری اسناد میں ابوقلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب) تیسری اسناد میں عُبَیْدُ اللہ ہے۔ یہ پکا رافضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب بن اسحاق ہے جو مُرجِیَّہ مذہب کا تھا غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بد مذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے ہو سکتا ہے کہ رَوافِض کے تَقِیَّہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتا نہ لگا ہو۔ لہٰذا مذہَبِ حَنَفِی نہایت ہی قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔

نوٹ: رفع یدین کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی مایہ ناز تصنیف "**جَاءَ الْحق، باب نمبر 6، رفع یدین نہ کیا کرو**" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

[1] ...تاریخ ابن عساکر، ۳۸/۳۷، رقم: ۴۴۶۴: عبید اللہ بن عبد الکریم

[2] ...تاریخ بغداد، ۱۰/۳۳۵، رقم: ۵۴۶۹: عبید اللہ بن عبد الکریم

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ مُوْقِنٌ بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَالِجُهُ
وَتَسْلُبُهُ مُلْكًا عَظِيْمًا وَنَحْوَهُ وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِىْ هُوَ اَهْلُهُ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کی لذت کیسے پا سکتا ہے جسے یقین ہو کہ عنقریب موت اچانک آدبوچے گی، اس سے اس کی عظیم سلطنت وغیرہ سب چھین لے گی اور اسے اس گھر کا مکین بنادے گی جس کا وہ اہل ہے۔

دوسری پر لکھا تھا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَابُدَّ سَائِلُهُ
فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ لِعِبَادِهٖ وَيَجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِىْ هُوَ فَاعِلُهُ

ترجمہ: وہ شخص زندگی سے کیسے لطف اٹھا سکتا ہے جو جانتا ہے کہ مخلوق کا معبود ضرور اس سے باز پُرس فرمائے گا پس وہ اس سے اپنے بندوں کا حق لے گا اور اسے اس کی ہر نیکی کا پورا پورا بدلہ دے گا جو اس نے کی۔

اور تیسری پر یہ تحریر تھا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ صَائِرٌ اِلٰى جَدَثٍ تُبْلَى الشَّبَابَ مَنَازِلُهُ
وَيَذْهَبُ حُسْنُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ ضَوْئِهٖ سَرِيْعًا وَّيُبْلٰى جِسْمُهُ وَمَفَاصِلُهُ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کے مزے کیسے لے سکتا ہے جو اس قبر کی طرف سفر کرنے والا ہو جس کی منزلیں جوانی کو ملیامیٹ کر دیں گی اور آب وتاب کے بعد چہرے کا حسن جلد ہی ماند پڑ جائے گا اور اس کا جسم اور ہر جوڑ بوسیدہ ہو جائے گا۔

بادشاہ کا مصاحب، مال دار تاجر اور گوشہ نشین

میں وہیں قریبی ایک بستی میں گیا اور ایک بوڑھے سے کہا: میں نے بڑی عجیب بات دیکھی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا؟ میں نے کہا: میں نے ایسی قبریں دیکھی ہیں۔ اس نے کہا: ان قبر والوں کا واقعہ اس سے زیادہ عجیب ہے۔ میں نے کہا: ان کے بارے میں کچھ بتائیے۔ اس نے کہا: یہ تین بھائی تھے، ایک بادشاہ کا مُصاحِب تھا جو لشکروں اور شہروں پر بطور امیر مقرر کیا جاتا تھا۔ دوسرا مال دار و ماہر تاجر تھا جبکہ تیسرے بھائی نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی، جب اس کا وقت وفات آیا تو اس کا بھائی جسے بادشاہ عبدُ الملک بن مروان نے شہر کا حاکم مقرر کر رکھا تھا وہ آگیا اور تاجر بھی پہنچ گیا، دونوں نے قریبُ المرگ بھائی سے پوچھا: تم کوئی وصیت کرنا

چاہو گے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! نہ تو میرے پاس مال ہے اور نہ ہی مجھ پر کسی کا قرض ہے کہ مجھے وصیت کرنی پڑے اور نہ ہی اپنے پیچھے کوئی سامان چھوڑے جارہاہوں لیکن میں تم سے ایک وعدہ لینا چاہتاہوں تم اس کی خلاف ورزی نہ کرنا، جب میں مر جاؤں تو مجھے کسی بلند جگہ دفن کر دینا اور میری قبر پر یہ دو شعر لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ　　بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَابُدَّ سَائِلُهٗ

فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهٗ لِعِبَادِهٖ　　وَيَجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی سے کیسے لطف اٹھاسکتاہے جو جانتاہے کہ مخلوق کا معبود ضرور اس سے باز پرس فرمائے گا پس وہ اس سے اپنے بندوں کا حق لے گا اور اسے اس کی ہر نیکی کا پورا پورا بدلہ دے گا جو اس نے کی۔

پھر تین دن تک میری قبر پر آتے رہنا شاید تمہیں نصیحت ہو۔ چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا، تیسرے دن وہ حاکم بھائی قبر پر آیا اور جب واپس ہونے لگا تو اسے قبر سے کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی جس سے وہ گھبرا گیا اور ہانپتا کانپتا واپس گھر آ گیا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: بھائی! میں نے تمہاری قبر سے جو آواز سنی تھی وہ کیا تھی؟ اس نے کہا: یہ لوہے کا گُرز لگائے جانے کی آواز تھی، مجھ سے کہا گیا کہ ایک دن تو نے ایک مظلوم کو دیکھا مگر اس کی مدد نہیں کی۔ وہ شخص جب صبح کو جاگا تو اس نے اپنے تاجر بھائی اور دوسرے خاص لوگوں کو بلا کر کہا: میں تمہیں گواہ بناتاہوں کہ آئندہ میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔ چنانچہ وہ امارت وحکمرانی چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گیا، اب وہ کبھی صحراؤں میں کبھی پہاڑوں میں اور کبھی جنگلوں میں رہنے لگا۔ پھر جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس کا تاجر بھائی اس کے پاس آیا اور کہا: کیا تم کوئی وصیت کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: نہ میرے پاس مال ہے نہ مجھ پر قرض ہے لیکن مجھ سے وعدہ کرو کہ جب میں مر جاؤں تو بھائی کی قبر کے ساتھ میری قبر بنانا اور اس پر یہ دو اشعار لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ مُوْقِنٌ　　بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَالِجُهٗ

وَتَسْلُبُهٗ مُلْكًا عَظِيْمًا وَنَخْوَةً　　وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِیْ هُوَ اَهْلُهٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کی لذت کیسے پاسکتاہے جسے یقین ہو کہ عنقریب موت اچانک آدبوچے گی، اس سے اس کی عظیم سلطنت وغیرہ سب چھین لے گی اور اسے اس گھر کا مکین بنادے گی جس کا وہ اہل ہے۔

اور تین دن تک میری قبر پر آتے رہنا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بھائی نے حسبِ وعدہ ویسا ہی کیا جب تیسرے دن قبر پر آکر واپس جانے لگا تو قبر سے ایسی دَہشَت ناک آواز سنی جس نے اس کے ہوش اُڑادیئے اور وہ گھبرایا ہوا واپس چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: تم کیسے ہو؟ اس نے کہا: بالکل خیریت سے ہوں اور توبہ ہر خیر کی جامع ہے۔ پوچھا: پہلے بھائی کیسے ہیں؟ کہا: وہ تو نیک پیشواؤں کے ساتھ ہے۔ اس نے پوچھا: ہمیں کیا نصیحت کرتے ہو؟ اس نے کہا: جس نے جو کچھ آگے بھیجا اسے پالیا لہٰذا تم بھی محتاجی سے پہلے مال داری کو غنیمت جانو۔ صبح جب یہ تیسرا بھائی اٹھا تو اپنا تمام مال واسباب تقسیم کر دیا اور دنیا سے کنارہ کش ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں لگ گیا اور اس کا بیٹا کاروبار کرنے لگا حتّٰی کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو بیٹے نے کہا: ابو جان! آپ کوئی وصیت کریں گے؟ اس نے کہا: بیٹا! میرے پاس مال تو ہے نہیں کہ میں اس کی وصیت کروں البتہ مجھ سے وعدہ کرو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے چچاؤں کے ساتھ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ صَائِرٌ   اِلٰى جَدَثٍ تُبْلَى الشَّبَابَ مَنَازِلُهٗ

وَيَذْهَبُ حُسْنُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ ضَوْئِهٖ   سَرِيْعًا وَيُبْلٰى جِسْمُهٗ وَمَفَاصِلُهٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کے مزے کیسے لے سکتا ہے جو اس قبر کی طرف سفر کرنے والا ہو جس کی منزلیں جوانی کو ملیامیٹ کر دیں گی اور آب وتاب کے بعد چہرے کا حسن جلد ہی ماندھ پڑ جائے گا اور اس کا جسم اور ہر جوڑ بوسیدہ ہو جائے گا۔

اور تین دن تک میری قبر پر آتے رہنا۔ چنانچہ بیٹے نے ویسا ہی کیا اور تیسرے دن قبر سے ایک آواز سنی جس نے اسے خوفزدہ کر دیا، وہ غم میں ڈوبا ہوا واپس ہو لیا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا: بیٹا تم جلد ہی ہمارے پاس آنے والے ہو اور معاملہ مشکل ہے لہٰذا اپنے لمبے سفر پر روانہ ہونے کی تیاری کر لو اور اس کوچ کر جانے والے گھر سے اپنا زادِراہ اس گھر کی طرف منتقل کر دو جہاں تم نے رہنا ہے، سورماؤں کی طرح امیدیں باندھ کر دھوکے میں مت پڑنا کہ انہوں نے اپنی آخرت کے معاملے میں کوتاہی کی پھر موت کے وقت شرمندہ ہوئے اور عُمر ضائع کرنے پر افسوس کرنے لگے، پس موت کے وقت کی ندامت انہیں فائدہ نہ دے گی اور نہ ہی کوتاہی پر افسوس کرنا انہیں بچائے گا، اے میرے بیٹے! جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر!

بوڑھے شخص نے مزید بتایا کہ جس رات بیٹے نے یہ خواب دیکھا تھا اس کی صبح میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: میرے والد نے مجھے جو کچھ کہا ہے میرے ساتھ ایسا معاملہ کبھی نہیں ہوا اس نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے، میں سمجھتا ہوں میری زندگی تین مہینے یا تین دن ہی رہ گئی ہے کیونکہ والد صاحب نے تین مرتبہ جلدی کرنے کا کہہ کر مجھے ڈرایا ہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنے اہل و عیال کو بلا کر اَلْوِداع کہا اور پھر قبلہ رُخ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور رات میں ہی انتقال کر گیا۔[1]

...

باب نمبر 46 زندوں کی باتوں سے میت کو تکلیف پہنچنے اور اسے بُرا کہنے کی مُمانَعت کا بیان

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمَیِّتَ یُؤْذِیْہِ فِیْ قَبْرِہٖ مَا یُؤْذِیْہِ فِیْ بَیْتِہٖ یعنی جو چیز میت کو گھر میں تکلیف دیتی ہے وہ اسے قبر میں بھی تکلیف دیتی ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی لطیف شے جیسے فرشتہ یا کوئی علامت یا دلیل یا پھر اپنی مَشِیَّت کے مطابق کچھ اور پیدا فرما دیتا ہو جس کے ذریعے زندوں کی جانب سے میت تک تکلیف دہ افعال و اقوال پہنچتے ہوں پس یہاں مردوں کے بارے میں بُری بات کہنے پر سختی فرمائی گئی ہے۔[3] مزید فرماتے ہیں: اس روایت سے مراد فرشتے کا مُردے کو تکلیف دینا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اُسے گناہوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے دھمکاتا اور سختی کرتا ہے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردوں کو بُرا مَت کہو کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجا تھا وہ اس تک پہنچ گئے ہیں۔[4]

---

1. ...تاریخ ابن عساکر، ۲۴/ ۴۳ تا ۴۵، رقم: ۲۶۷۳: صدقۃ بن یزید
2. ...فردوس الاخبار، ۱/ ۱۲۰، حدیث: ۷۴۹، دون ذکر الراوی
3. ...التذکرۃ للقرطبی، باب ماجاء فی تلاقی الارواح...الخ، ص ۵۹
4. ...بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من سب الاموات، ۱/ ۴۷۰، حدیث: ۱۳۹۳

حضرت سیّدتنا صَفِیَّہ بنتِ شَیْبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک فوت شدہ شخص کا بُرائی کے ساتھ تذکرہ ہوا تو ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو۔(1)

حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْہِمْ یعنی اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی بُرائیوں سے باز رہو۔(2)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں: میں نے حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: اپنے مُردوں کا تذکرہ بھلائی سے ہی کیا کرو(3) کہ اگر وہ جنتی ہوئے تو تم گنہگار ہو گے اور اگر دوزخی ہوئے تو انہیں وہی کافی ہے جس میں وہ مبتلا ہیں۔

...

باب نمبر 47 میت کو نوحہ سے پہنچنے والی تکلیف کا بیان

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کہا گیا کہ حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ”میت کو زندہ کے آہ و بُکا کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: ابو عبد الرحمٰن سے بھول ہو گئی ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں فرمایا تھا: میت کے گھر والے اس پر رو رہے ہوتے ہیں جبکہ اسے اپنے گناہ کے سبب عذاب دیا جا رہا ہوتا ہے۔(4)

حضرت سیّدُنا یوسف بن مَاہَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ

1... نسائی، کتاب الجنائز، النھی عن ذکر الھلکی الا بخیر، ص٣٢٨، حدیث: ١٩٣٢، عن عائشۃ

2... ترمذی، کتاب الجنائز، باب رقم: ٣٤، ٢/٣١٢، حدیث: ١٠٢١

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، باب ذم المداحین، ٧/٣٦٧، حدیث: ٧١٤

4... مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ، ص٤٦٤، حدیث: ٩٣٢

مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ٩/٣٢٠، حدیث: ٢٤٣٥٦

تَعَالٰی عَنْہُمَا حضرت سیِّدُنا رافع بن خُدَیج رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنازے میں تشریف لائے تو فرمایا: زندہ شخص کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے فرمایا: زندہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں دیا جاتا۔[1]

زندہ کے آہ بُکا کے سبب میت کو عذاب دیئے جانے کی ایک روایت امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی ہے کہ "زندہ کے رونے کی وجہ سے میت پر انتہائی کھولتا ہوا پانی ڈالا جاتا ہے۔"[2]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میت پر ہونے والے نوحہ کی وجہ سے اُسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔[3]

نوحہ کے سبب عذاب کے بارے میں اقوال

اس مسئلے میں عُلَمائے کرام کے چند مؤقف ہیں:

پہلا مؤقف: یہ روایت مُطلَقًا اپنے ظاہر پر ہے، یہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خطاب اور آپ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مؤقف ہے۔

دوسرا مؤقف: یہ مُطلَق نہیں ہے۔

تیسرا مؤقف: حدیث میں وارد لفظ "بِبُکَاء" میں "ب" حال بیان کرنے کے لئے ہے یعنی میت کو عذاب ہو رہا ہوتا ہے اس حال میں کہ لوگ اس پر رو رہے ہوتے ہیں اور عذاب اسے اپنے کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے۔

چوتھا مؤقف: یہ عذاب کافر کے ساتھ خاص ہے اور اس بارے میں دونوں اَقوال اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہیں۔

پانچواں مؤقف: نوحہ کے سبب عذاب ہونا اس کے ساتھ خاص ہے جو خود نوحہ کرتا ہو۔ امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

---

1 ...شرح صحیح البخاری لابن بطال، کتاب الجنائز، باب قول الرسول: یعذب المیت ببکاء اھلہ، ۳/ ۲۷۴

2 ...مسند ابی یعلی، مسند ابی بکر الصدیق، ۱/ ۳۹، حدیث: ۴۳

3 ...نسائی، کتاب الجنائز، النیاحۃ علی المیت، ص۳۱۶، حدیث: ۱۸۵۰، مسند طیالسی، ص۴، حدیث: ۱۵

چھٹا مؤقف: یہ عذاب اسے ہوتا ہے جو نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو جیسا کہ شاعر نے کہا:

اِذَا مِتُّ فَانْعِيْنِيْ بِمَا اَنَا اَهْلُهٗ　　وَشُقِّيْ عَلَيَّ الْجَيْبَ يَا بْنَةَ مَعْبَدٍ

ترجمہ: اے معبد کی لڑکی! جب میں مر جاؤں تو مجھ پر میرے شایانِ شان رونا اور اپنا گریبان چاک کر دینا۔

ساتواں مؤقف: اس میت کو عذاب ہوگا جس نے اس سے منع کرنے کی وصیت نہ کی ہو کیونکہ جب اسے معلوم ہو کہ اس کے خاندان میں یہ رائج ہے تو اس پر منع کرنے کی وصیت کرنا واجب تھا۔

آٹھواں مؤقف: میت کو عذاب ان صفات کو بیان کرکے رونے کی وجہ سے ہوتا ہے جو شریعت کو ناپسند ہوں جیسا کہ دورِ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے: اے بیوی کو بیوہ کرنے والے! اے بچوں کو یتیم کرنے والے! اے گھر کو ویران کرنے والے۔

نواں مؤقف: اس سے مراد ہے فرشتوں کا میت کو اس وقت جِھڑکنا جب گھر والے اس کی خوبیاں بیان کرکے روتے ہیں کیونکہ مرفوع حدیث پاک ہے کہ "جب کوئی مرنے والا مرتا ہے اور اس پر رونے والا کھڑا ہو کر کہتا ہے: اے میرے پہاڑ! اے میرے سردار! یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہتا ہے تو اس پر دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے کہتے ہیں: کیا تو ایسا تھا؟"[1]

کیا تم ایسے تھے؟

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر غشی طاری ہوئی تو عورتوں نے نوحہ کرنا شروع کر دیا، جب حضور نبی کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں تشریف لائے تو وہ ہوش میں آچکے تھے، عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں بے ہوش ہوا تو عورتوں نے چلانا شروع کر دیا کہ ہائے ہمارے پیارے! ہائے ہمارے پہاڑ! میں نے دیکھا اس وقت ایک فرشتہ کھڑا ہو گیا اس کے پاس ایک ہتھوڑا بھی تھا جسے اس نے میرے پیروں کے درمیان رکھ کر پوچھا: کیا تم ایسے ہی تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پس اگر میں "ہاں" کہتا تو وہ مجھے ہتھوڑے سے مارتا۔[2]

1 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیۃ البکاء علی المیت، ۲/۳۰۵، حدیث: ۱۰۰۵

2 ... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ مؤتۃ من ارض الشام، ۳/۹۷، حدیث: ۴۲۶۷

معجم کبیر، ۱۳/۲۱۴، حدیث: ۱۴۲۵۲، عن عبد اللہ بن عمرو

حضرت سیِّدُنا نُعمان بن بَشِیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بے ہوش ہوئے تو ان کی ہمشیرہ عَمرہ رو رو کر "ہائے میرے بھائی! اے ایسے! ویسے! وغیرہ" کہنے لگیں۔ جب حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوش آیا تو فرمایا: تمہاری ہر بات پر مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایسے ہو؟[1]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بے ہوش ہوئے تو ان کی ہمشیرہ کہنے لگیں: ہائے ہمارے پہاڑ! جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا: آج تم مجھے تکلیف دیتی رہی ہو۔ ہمشیرہ نے عرض کی: آپ کو تکلیف دینا مجھے ہرگز گوارا نہیں۔ فرمایا: جب جب تم کہتی تھیں: ہائے فلاں! تو ایک فرشتہ سختی کے ساتھ جِھڑک کر مجھ سے پوچھتا تھا: کیا تم ایسے ہو؟ تو میں کہتا: نہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا مِقدام بن مَعْدِی کَرِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا گیا تو آپ کی صاحبزادی اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھی! اے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سسر! اے مسلمانوں کے امیر! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں اب کبھی میرے مَحاسِن بیان کر کے مجھ پر مت رونا کیونکہ میت میں نہ پائے جانے والی خوبیاں بیان کر کے اس پر رویا جائے تو فرشتے اس میت پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔[3]

دسواں موقف: اس سے مراد یہ ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ حدیث پاک ہے کہ "حضرت سیِّدَتُنا قَیلہ بنتِ مَخْرَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اپنے فوت شدہ بیٹے کا تذکرہ کیا اور رونے لگیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں اپنے جس ساتھی سے بھلائی کرتا تھا اس کے مرنے پر اِنَّا لِلّٰہ ہی کہہ لے، اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! تم میں سے کوئی روتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا ساتھی

---

1 ... مستدرک حاکم، کتاب المغازی، کراھیۃ النیاحۃ علی الموتی، ۳/۵۸۶، حدیث: ۴۴۱۰

2 ... معجم کبیر، ۲۰/۳۵، حدیث: ۵۰

3 ... طبقات ابن سعد، ۳/۲۷۵، رقم: ۵۶: عمر بن الخطاب

بھی آنسو بہاتا ہے تو اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! اپنے مُردوں کو تکلیف مت دو۔"[1] یہ حضرت سیِّدُنا ابنِ جَرِیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر کا موقف ہے اور ائمہ کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو ربیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَدِیْع بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوا تو آپ نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی تو کسی کو بھیج کر اسے چپ کروا دیا۔ میں نے عرض کی: اے ابو عبدُ الرحمٰن! آپ نے اسے چپ کیوں کروایا؟ فرمایا: قبر میں داخل ہونے تک اس کی وجہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔[2]

فتنے اور اذیت کا باعث

حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک جنازے میں عورتوں کو دیکھا تو فرمایا: تم ثواب کے بجائے گناہوں کا بوجھ لئے لوٹ جاؤ[3]، تم زندوں کو فتنوں اور مردوں کو اذیت میں ڈالتی ہو۔[4]

میت کے لئے سب سے بُرے

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے منقول ہے کہ میت کے لئے سب سے بُرے لوگ اس کے وہ گھر والے ہیں جو اس پر روتے ہیں مگر اس کا قرض ادا نہیں کرتے۔[5]

. . . ❁ . . .

کسی کا محتاج نہ ہو

یَاحَکَمُ جو پانچوں وقت ہر نماز کے بعد 80 بار پڑھ لیا کرے کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ (مدنی پنج سورہ، ص ۲۵۰)

---

1 ... معجم کبیر، ۱۰/۲۵، حدیث: ۱

2 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، ۴۹۸/۲، حدیث: ۶۲۰۳

3 ... ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز، ۲/۲۵۵، حدیث: ۱۵۷۸

4 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب منع النساء اتباع الجنائز، ۳/۲۹۱، رقم: ۶۳۲۵
تاریخ بغداد، ۶/۱۹۸، رقم: ۳۲۵۸: ابراهیم بن هدبة ابو هدبة الفارسی

5 ... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۲۰۴، حدیث: ۷۹۰۹

باب نمبر48 ہر تکلیف دہ بات سے میت کو اذیت پہنچنے کا بیان

قبر پر چلنے سے زیادہ محبوب

حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلوں یہاں تک کہ میرے پیر زخمی ہو جائیں اور میرے لئے قبرستان میں رفع حاجت کرنا بازار میں لوگوں کے سامنے قضائے حاجت کرنے کے برابر ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا سُلَیم بن عتر[2] رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک مرتبہ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ آپ کو استنجا کی حاجت پیش آئی، کسی نے کہا: یہاں قبرستان میں ہی کر لیجئے۔ فرمایا: سُبْحٰنَ اللہ! میں جیسے زندوں سے حیا کرتا ہوں ویسے ہی مردوں سے بھی کرتا ہوں۔[3]

نہ تکلیف دو نہ اُٹھاؤ

حضرت سیِّدُنا عُمارہ بن حزم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو ارشاد فرمایا: یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ اِنْزِلْ مِنَ الْقَبْرِ لَا تُؤْذِیْ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُؤْذِیْكَ یعنی اے قبر پر بیٹھنے والے! قبر سے نیچے اتر نہ تُو قبر والے کو تکلیف پہنچا نہ قبر والا تجھے تکلیف میں ڈالے۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قبر کے اوپر چڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں جس طرح مسلمان کی زندگی میں اسے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں یونہی اس کی موت کے بعد بھی اسے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔

1... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، من کرہ ان یطا علی القبر، ٣/٢١٩، حدیث: ٤
ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی النھی عن المشی علی القبور، ٢/٢٤٩، حدیث: ١٥٦٧

2... متن میں اس مقام پر "سلیم بن عمیر" مذکور ہے جبکہ دیگر کتب میں "سلیم بن عتر" ہے لہٰذا وہی لکھ دیا گیا ہے۔

3... مختصر تاریخ دمشق، ١٠/٢٠٢، رقم: ١٠٠: سُلیم بن عتر بن سلمۃ بن مالك

4... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، النھی عن الجلوس علی القبر، ٤/٧٧١، حدیث: ٦٥٦١

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کا فرمان ہے: اَذَی الْمُؤْمِنِ فِیْ مَوْتِہٖ کَاَذَاہُ فِیْ حَیَاتِہٖ یعنی مسلمان کو موت کے بعد تکلیف دینا اسے زندگی میں تکلیف دینے کی طرح ہے۔[1]

قبر کو روندنے سے زیادہ محبوب

حضرت سیِّدُنا قاسم بن مُخَیْمِرَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے قبر کو روندنے سے زیادہ پسند یہ ہے کہ میں اپنے نیزے کی نوک پر چلوں اور وہ میرے پیروں میں پیوست ہو جائے۔ ایک شخص قبر پر کھڑا تھا اور پوری طرح ہوش میں تھا کہ اتنے میں اس نے قبر سے ایک آواز سنی: اے شخص! مجھ سے دور ہٹ مجھے تکلیف نہ دے۔

...

باب نمبر 49 کِراماً کاتِبین کا قبرِ مومن پر ٹھہرنے کا بیان

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے مومن بندے کی روح قبض فرماتا ہے تو اس کے دونوں محافظ فرشتے آسمان کی طرف بلند ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں اپنے مومن بندے پر مقرر کیا کہ ہم اس کا عمل لکھیں اب تو نے اسے اپنی طرف اٹھالیا ہے تو ہمیں اجازت دے کہ ہم آسمان میں رہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میرا آسمان میری پاکی بیان کرنے والے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے۔ کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں: پھر ہمیں اجازت دے کہ ہم زمین میں رہیں۔ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میری زمین میری پاکی بیان کرنے والی مخلوق سے بھری ہوئی ہے، تم میرے بندے کی قبر پر ٹھہر جاؤ اور قیامت تک میری تسبیح، تکبیر اور تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا وِرد) کرتے رہو اور اسے میرے بندے کے لئے لکھتے رہو۔[2]

یہی روایت امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی مروی ہے مگر اس میں اتنا زائد ہے کہ ”جب کافر مرتا ہے اور اس پر مقرر فرشتے آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں تو انہیں حکم ہوتا ہے: اس کافر کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور اس پر لعنت کرو۔“[3]

1 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما قالوا فی سب الموتی وما کرہ من ذلک، ۳/۲۴۵، حدیث: ۲

2 ... حلیۃ الاولیاء، مسعر بن کدام، ۷/۲۹۷، حدیث: ۱۰۵۸۷

3 ... الموضوعات لابن الجوزی، کتاب ذکر الموت، باب ما یصنع الملکان بعد موت المؤمن، ۳/۲۲۸

باب نمبر 50 میت کو قبر میں نفع دینے والی چیزوں کا بیان

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں، اب عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو ایک نیک عمل اس سے کہتا ہے: اس سے دور ہو جاؤ! اگر میں تنہا بھی ہوتا تب بھی تم اس تک نہ پہنچ پاتے۔[1]

قبر میں مومن کے غمگسار

حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: جب کوئی نیک شخص انتقال کرتا ہے اور اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے لئے ایک جنّتی بچھونا بچھا کر کہا جاتا ہے: ٹھنڈی آنکھیں لئے خوشی خوشی سو جا، اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ سے راضی ہو، پھر اس کی قبر تاحد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جنت کی خوبصورتی کو دیکھتا اور اس کی ہوا محسوس کرتا ہے، اس کے نیک اعمال نماز، روزہ اور بھلائی وغیرہ اسے گھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے تجھے قیام میں کھڑا رکھا، ہم نے تجھے پیاسا رکھا اور ہم نے تجھے راتوں کو جگائے رکھا پس آج ہم ویسے ہیں جیسے تجھے پسند ہو، ہم تیرے جنّتی ٹھکانے میں پہنچنے تک تیرے غمگسار ہیں۔[2]

انسان کے تین دوست

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کے تین دوست ہیں، ایک دوست اس سے کہتا ہے: جو تو خرچ کرے وہ تیرا اور جو روکے رکھے وہ تیرا نہیں یہ دوست اس کا مال ہے۔ دوسرا دوست کہتا ہے: میں تیرے ساتھ ہوں مگر جب تو بادشاہ کے دروازے پر آ گیا تو میں تجھے چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں گا یہ دوست اس کے گھر والے ہیں۔ تیسرا دوست کہتا ہے: جہاں بھی تو آئے جائے گا میں تیرے ساتھ ہی رہوں گا یہ دوست اس کا عمل ہوتا

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، شھادات، ۵/۵۴۶، حدیث: ۴۷۵

2... اھوال القبور، الباب الرابع، ص ۵۸

ہے۔ بندہ کہے گا: تینوں میں تو مجھ پر زیادہ آسان تھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرتا ہے تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں، دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے، اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل، گھر والے اور مال واپس ہو جاتے ہیں جبکہ عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا نُعمان بن بَشِیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ فخرِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان اور موت کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کے تین دوست ہوں، ایک نے کہا: یہ میرا مال ہے اس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ دوسرے نے کہا: میں زندگی بھر تیری خدمت کروں گا اور تیرے مرتے ہی تجھے چھوڑ دوں گا۔ تیسرا بولا: میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ساتھ ہی آؤں گا اور جاؤں گا چاہے تو مرے یا جیئے۔ جس نے کہا تھا: یہ میرا مال ہے اس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ وہ اس کا مال ہے دوسرا اس کا خاندان ہے اور تیسرا اس کا عمل ہے بندہ جہاں بھی ہو وہ اس کے ساتھ رہے گا۔[3]

اعمالِ صالحہ کی برکت

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جب نیک بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ نماز، روزہ، حج، جہاد، صدقہ وغیرہ اسے گھیر لیتے ہیں، اب عذاب کے فرشتے اس کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے: پیچھے ہٹ جاؤ، اس تک پہنچنے کے لئے تمہیں کوئی راستہ نہیں ملنے والا، یہ میرے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے طویل قیام کرتا تھا۔ اب وہ سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے: یہاں بھی تمہارے لئے کوئی راہ نہیں ہے، اس نے دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خود کو بہت پیاسا رکھا ہے۔ اب وہ دھڑ کی طرف سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں: اس سے دور ہو جاؤ، اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے حج اور جہاد کر کے اپنی جان کو کمزور کیا

1 ... مسند طیالسی، ص۲۶۹، حدیث: ۲۰۱۳

2 ... مسلم، کتاب الزھد والرقائق، ص۱۵۸۳، حدیث: ۲۹۶۰

3 ... معجم اوسط، ۵/۲۹۹، حدیث: ۷۳۹۶

اور بدن کو تھکا دیا تھا تمہارے لئے یہاں کوئی راہ نہیں ہے۔ اب وہ ہاتھوں کی جانب سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے: میرے ساتھی کی طرف مت بڑھنا، اس نے ان ہاتھوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے بہت صدقہ کیا ہے لہٰذا تمہارے لئے یہاں کوئی راہ نہیں ہے۔ پھر اس مرنے والے سے کہا جاتا ہے: تجھے مبارک ہو تو زندگی و موت دونوں میں پاکیزہ رہا۔ اب رحمت کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے لئے جنتی بستر لگاتے ہیں، قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور جنتی قندیل روشن کر دی جاتی ہے جس کی روشنی میں وہ قیامت تک رہے گا۔[1]

قرآنِ پاک کا مسکن

حضرت سیِّدُنا یزید بن ابو منصور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر فرماتے ہیں: ایک گناہ گار شخص کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو عذاب کے فرشتے اس کی روح لینے آئے قرآنِ پاک نکل کر سامنے آگیا اور کہنے لگا: اے میرے رب! مجھے اسی میں رہنے دے جس میں تو نے مجھے ٹھہرایا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: قرآن کے لئے اس کا مسکن چھوڑ دو۔[2]

قرآنِ پاک اور فرشتے کا مکالمہ

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مُرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب انسان کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی بائیں جانب سے (عذاب کا) فرشتہ آتا ہے، قرآنِ پاک اس کے سامنے آکر اسے روکتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: میرا تیرا کوئی معاملہ نہیں، خدا کی قسم! یہ تو تجھ پر عمل نہیں کرتا تھا۔ قرآنِ مجید کہتا ہے: کیا میں اس کے سینے میں موجود نہیں تھا؟ بالآخر قرآنِ کریم اس میت کو نجات دلا کر ہی چھوڑتا ہے۔[3]

قبر کا محبوب ترین رفیق

حضرت سیِّدُنا ابو مِنْہَال رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: کثرتِ استغفار سے بڑھ کر بندے کو قبر میں کوئی

1... التبصرة لابن الجوزی، المجلس الثالث والثلاثون: فی فضل الصحابة، الکلام علی البسملة، ۱/ ۴۸۰ تا ۴۸۱

اھوال القبور، الباب الرابع، ص۵۸

2... ذیل تاریخ بغداد، ۱۸/ ۹۹، رقم: ۶۳۲، ابو الحسن علی بن احمد نفری

3... فضائل القرآن وتلاوته للرازی، باب منع القرآن صاحبه من عذاب القبر، ص۱۴۹، رقم: ۱۱۹

بھی ساتھی محبوب نہیں ہوتا۔[1]

ثواب جاریہ والے اعمال

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْلَہٗ یعنی جب آدمی مرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے ان تین اعمال کے: (۱)... صدقہ جاریہ یا (۲)... وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یا (۳)... نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار لوگوں کا ثواب ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے: (۱)... جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری رکھنے والا (۲)... علم دین سکھانے والا (۳)... وہ شخص جس نے صدقہ کیا کہ جب تک وہ جاری رہے گا اس کا اجر اسے ملے گا اور (۴)... وہ شخص جس نے نیک اولاد چھوڑی جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔[3]

اچھا اور بُرا طریقہ ایجاد کرنے کا حکم

حضرت سیِّدُنا جَرِیر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً کَانَ لَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَّمَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ یعنی جو (اسلام میں) اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی اسے ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو (اسلام میں) بُرا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بدعملی کا گناہ ہے اور ان کی بدعملیوں کا بھی جو اس کے بعد اس پر کاربند ہوں بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کم ہو۔[4]

1... الترغیب والترھیب للاصبھانی، باب الالف، باب فی الترغیب فی الاستغفار، ۱/۱۷۲، رقم: ۲۲۲

2... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ص ۸۸۶، حدیث: ۱۶۳۱

3... مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث: ابی امامۃ الباھلی، ۸/۲۹۲، حدیث: ۲۲۳۱۰

4... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ... الخ، ص ۵۰۸، حدیث: ۱۰۱۷

حضرت سیِّدُنا رَجاء بن حَیْوَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک دن خلیفہ سلیمان بن عبدُ الملک سے فرمایا: خلیفہ کو قبر میں محفوظ رکھنے والا ایک عمل یہ بھی ہے کہ وہ کسی مردِ صالح کو اپنا جانشین مقرر کر دے۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے کِتَابُ اللہ سے ایک آیت یا علم کا ایک باب سکھایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت تک اس کے اجر کو بڑھاتا رہے گا۔[2]

موت کے بعد ملنے والی نیکیاں

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو نیکیاں مومن کو موت کے بعد بھی ملتی ہیں ان میں سے ایک علم ہے جو اس نے سیکھا اور پھیلایا ہو یا نیک اولاد ہے جو اس نے پیچھے چھوڑی ہو یا وراثت میں قرآنِ پاک چھوڑا ہو یا مسجد بنائی ہو یا مسافر خانہ بنایا ہو یا کوئی نہر کُھدوائی ہو یا پھر اپنی حیات میں بحالتِ صحت اپنے مال سے صدقہ نکالا ہو تو یہ اسے موت کے بعد بھی پہنچتا ہے۔[3]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سات چیزیں ایسی ہیں کہ بندہ مر کر قبر میں چلا جاتا ہے مگر ان کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے: (۱)...اس نے علم سیکھایا ہو (۲)...نہر کُھدوائی ہو (۳)...کنواں کھدوایا ہو (۴)...پھل دار درخت لگایا ہو (۵)...مسجد بنائی ہو (۶)...وارثت میں قرآنِ پاک چھوڑا ہو یا (۷)...ایسی نیک اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے استغفار کرے۔[4]

قبروں کی زیارت کیا کرو

حضرت سیِّدُنا ثَوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُوْرُوْهَا وَاجْعَلُوْا زِيَارَتَكُمْ لَهَا صَلَاةً عَلَيْهِمْ وَاسْتِغْفَارًا

1... طبقات ابن سعد، ۵/۲۵۸، رقم: ۹۹۵: عمر بن عبد العزیز

2... تاریخ ابن عساکر، ۵۹/۲۹۰، رقم: ۷۵۳۳، معاویۃ بن یحیی ابو مطیع الدمشقی، حدیث: ۱۲۳۵۹

3... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، ۱/۱۵۷، حدیث: ۲۴۲

4... حلیۃ الاولیاء، قتادۃ بن دعامۃ، ۲/۳۹۰، حدیث: ۲۶۷۵

لَّهُمْ یعنی میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو اور زیارت کرنے میں ان کے لئے دعائے رحمت اور استغفار کیا کرو۔[1]

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ طاوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا: میت کے پاس کیا پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا: استغفار کرنا۔[2]

بیٹے کی باپ کے لئے دعا

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ مجھے کیسے مل گیا؟ رب تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ یعنی تیرے لئے تیری اولاد کے استغفار کے سبب۔[3]

ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: بِدُعَاءِ وَلَدِكَ لَكَ یعنی تیرے لئے تیری اولاد کی دعا کے سبب۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت آدمی اپنی نیکیوں کو پہاڑوں کی مثل دیکھے گا تو پوچھے گا: یہ کہاں سے آئیں؟ کہا جائے گا: تیرے لئے تیری اولاد کے استغفار کے سبب۔[5]

مُردوں کے لئے زندوں کا تحفہ

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا، حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مُردے کا حال ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے جو شدّت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے

1... معجم کبیر، ۲/۹۴، حدیث: ۱۴۱۹

2... حلیۃ الاولیاء، طاوس بن کیسان، ۴/۱۵، رقم: ۴۶۱۳

3... مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۵۸۴، حدیث: ۱۰۶۱۵، ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، ۴/۱۸۵، حدیث: ۳۶۶۰

4... سنن کبری للبیھقی، کتاب النکاح، باب الرغبۃ فی النکاح، ۷/۱۲۶، حدیث: ۱۳۴۵۹

5... معجم اوسط، ۱/۵۱۳، حدیث: ۱۸۹۴

نزدیک وہ دنیا ومافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب) سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قبر والوں کو ان کے زندہ مُتَعَلِّقِین کی طرف سے ہَدِیَّہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے "دعائے مغفرت کرنا" ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ زندوں کو جتنی کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے مردوں کو اس سے بھی زیادہ دعاؤں کی حاجت ہوتی ہے۔[2]

کئی عُلَمائے کرام نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ "دعا میت کو فائدہ دیتی ہے۔" قرآنِ مجید سے اس کی دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ۲۸، الحشر: ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے بھائی کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: کیا تمہیں زندوں کی دعائیں پہنچتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! وہ نور کی طرح لہلہاتی ہوئی آتی ہیں پھر ہم انہیں پہن لیتے ہیں۔[3]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن جَرِیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: جب بندہ اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ وہ دعا اس کی قبر میں لاتا ہے اور کہتا ہے: اے تنہائی کے گھر قبر میں رہنے والے! یہ تیرے مہربان بھائی کی طرف سے تیرے لیے تحفہ ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خَنْدَق میں اُترا اور وضو کر کے رات کی دو رکعت (نفل) نماز ادا کی، پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ قبر والا مجھ

1... فردوس الاخبار، ۲/۳۳۶، حدیث: ۶۶۶۴، شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۲۰۳، حدیث: ۷۹۰۵

2... اھوال القبور، الباب العاشر، ص۲۱۸

3... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، منامات الاموات، ۵/۴۹۶، حدیث: ۳۱۰

4... اھوال القبور، الباب العاشر، ص۲۱۸

سے شکایت کرتے ہوئے کہہ رہا ہے: تم رات سے مجھے تکلیف دے رہے ہو، تم جانتے نہیں ہو جبکہ ہم جانتے ہیں مگر ہم عمل نہیں کر سکتے، تم نے جو دو رکعتیں ادا کی ہیں وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا والوں کو جزائے خیر دے انہیں میری طرف سے سلام کہنا کیونکہ ان کی دعاؤں سے ہم پر پہاڑوں کی مانند نور داخل ہوتا ہے۔[1]

گزشتہ زمانے کے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں قبرستان سے گزرا تو میں نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اتنے میں ایک غیبی آواز آئی: ہاں، ان کے لئے رحمت کی دعا کرو کیونکہ ان میں افسردہ وغمگین بھی ہیں۔[2]

اگر زندہ نہ ہوتے تو مردے برباد ہو جاتے

حضرت سیِّدُنا عباس بن یعقوب بن صالح اَنباری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک نیک شخص نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو والد نے کہا: بیٹا! تم لوگوں نے ہم سے اپنے تحفے کیوں روک دیئے؟ بیٹے نے کہا: ابا حضور! کیا فوت شدہ لوگ زندوں کے تحفوں کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: بیٹا! لَوْلَا الْاَحْیَاءُ لَهَلَكَتِ الْاَمْوَاتُ یعنی اگر زندہ لوگ نہ ہوتے تو مردے برباد ہو جاتے۔[3]

نور کے تحفے

حضرت سیِّدُنا مالک بن دِینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ میں شب جمعہ قبرستان میں گیا تو دیکھا وہاں ایک نور چمک رہا ہے، میں نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا الله ایسا لگتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قبرستان والوں کی مغفرت فرمادی ہے۔ اتنے میں مجھے دور سے ایک غیبی آواز آئی: اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے تحفہ ہے۔ میں نے کہا: تمہیں اس کا واسطہ جس نے تمہیں قوتِ گویائی دی ہے! کیا مجھے بتاؤ گے نہیں یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا: آج رات ایک مسلمان نے اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی جس میں اس نے سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کی پھر دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس کا ثواب مسلمان مُردوں کو پیش کرتا ہوں۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر مشرق ومغرب میں روشنی ونور

---

1 ... اھوال القبور، الباب الرابع، ص۶۶

2 ... موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب الھواتف، ھواتف القبور، ۲/ ۴۲۰، حدیث: ۴۹

3 ... اھوال القبور، الباب العاشر، ص۲۱۹

اور خوشی وسرور داخل فرمادیا۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: پھر میں نے ہر شب جمعہ ان کی تلاوت کی عادت بنالی، ایک رات پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں اپنے دیدار سے مُشرَّف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے مالک بن دینار! جس قدر نور کے تحفے تو نے میری امت کو دیئے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے بدلے تیری مغفرت فرمادی ہے تجھے بھی اس کا ثواب عطا فرمایا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنتی محل میں تیرے لئے ایک گھر بنایا جسے منیف کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی: یہ مُنِیف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اہلِ جنت کے سامنے ایک بلند مقام ہے۔

حضرت سیِّدُنا بَشّار بن غالب رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے لئے بہت دعا کیا کرتا تھا، ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ فرمارہی تھیں: اے بشار! تمہارے تحفے مجھے نور کے تھالوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پہنچائے جاتے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زندہ لوگ فوت شدہ لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے، انہیں قبول کرکے نور کے تھالوں میں رکھا جاتا ہے پھر ریشمی رومالوں سے ڈھک کر اس میت کو پیش کیا جاتا ہے جس کے لئے دعا کی گئی ہو اور کہا جاتا ہے: فلاں نے تیری طرف یہ تحفہ بھیجا ہے۔[1]

میری اُمَّت اُمَّتِ مَرحُومہ ہے

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "میری اُمَّت اُمَّتِ مَرحُومہ (رحم کی گئی اُمت) ہے یہ اپنی قبروں میں گناہ گار داخل ہو گی اور قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہیں ہوں گے، اس کے لئے مسلمانوں کے استغفار کرنے کے سبب گناہوں کو مٹادیا جائے گا۔"[2]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آسمانی کتاب میں ہے: "اے ابن آدم! میں نے تجھے دو چیزیں ایسی دی ہیں جو تیری نہیں تھیں، اپنے مال میں دستور کے مطابق

---

1 ... العاقبة فی ذکر الموت والاخرة، الباب التاسع فی زیارة القبور... الخ، ص۲۱۷
التذکرة للقرطبی باب ما یتبع المیت الی قبرہ... الخ، ص۸۶

2 ... معجم اوسط، ۱/۵۰۹، حدیث۱۸۷۹

وصیت کرنا حالانکہ یہ مال اوروں کا ہو چکا ہوتا ہے اور مسلمانوں کا تیرے لئے دعا کرنا حالانکہ تو ایسی جگہ میں ہے جہاں تو کسی بُرائی کا اِرتکاب کر سکتا ہے نہ ہی نیکیوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔"[1]

انسان کو مرنے کے بعد ملنے والی چیزیں

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: چار چیزیں انسان کو موت کے بعد بھی عطا جاتی ہیں: (۱)...اس کے مال کا تہائی حصہ بشرطیکہ وہ مرنے سے پہلے مال کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار ہو (۲)...نیک اولاد جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعا کرے (۳)...وہ اچھا طریقہ جو اس نے جاری کیا اور اس کے بعد بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور (۴)...100 مسلمان کہ وہ اگر کسی شخص کی لئے سفارش کریں تو اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔[2]

کیا مرحومین کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے؟

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیت نہ کر سکیں، میرے خیال میں اگر انہیں بولنے کی مہلت ملتی تو وہ صدقہ کرتیں، اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ ارشاد فرما: ضرور ملے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ فوت ہو گئیں تو وہ پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں ثواب ملے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ انہوں نے عرض کی: میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔[4]

---

1. ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ۸/۲۵۶، رقم: ۲۰
2. ... دارمی، المقدمۃ، باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ ۱/۱۴۲، حدیث: ۵۱۷
3. ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ، ص ۵۰۲، حدیث: ۱۰۰۴
4. ... بخاری، کتاب الوصایا، باب الاشھاد فی الوقف والصدقۃ، ۲/۲۴۱ حدیث: ۲۷۶۲

حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری والدہ انتقال کرگئی ہیں کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔[1]

صدقہ قبر کی گرمی دور کرتا ہے

حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِیءُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ یعنی صدقہ، صدقہ کرنے والے سے قبر کی گرمی کو ضرور دور کرتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے کوئی وصیت بھی نہیں کی، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انہیں نفع ہو گا؟ ارشا فرمایا: ہاں، تم پانی صدقہ کرو۔[3]

حضرت سیِّدُنا سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں، میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے نہ وہ وصیت کر سکی ہیں اور نہ صدقہ تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ ہو گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں، چاہے بکری کا جلا ہوا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔[4]

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو اپنے والدین کی طرف سے کرے یوں اس کے والدین کو اس کا ثواب ملے گا اور اس (صدقہ کرنے والے) کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔[5]

1... ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، ۲/۱۸۰، حدیث: ۱۶۸۱

2... معجم کبیر، ۱۷/۲۸۶، حدیث: ۷۸۸

3... معجم اوسط، ۶/۷۷، حدیث: ۸۰۶۱

4... معجم اوسط، ۵/۳۲۷، حدیث: ۷۴۹۰

5... معجم اوسط، ۵/۳۹۴، حدیث: ۷۷۲۶

اپنے مرحومین کو تحفے بھیجا کرو

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جب گھر والے اپنے فوت شدہ کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام اسے نور کے تھال میں تحفہ بنا کر رکھتے ہیں پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں: اے گہری قبر والے! یہ تحفہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے اسے قبول کر۔ پھر وہ تحفہ اسے دے دیا جاتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی (مردے) غمگین ہو جاتے ہیں جنہیں کوئی تحفہ نہیں بھیجا گیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا سعید بن ابو سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد فرماتے ہیں: اگر میت کی طرف سے کُھر بھی صدقہ کیا جائے تو اسے پہنچتا ہے۔[2]

جہنم سے آزادی

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کے والدین کو ایک مکمل حج کا ثواب ملتا ہے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں کی جاتی۔ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”فوت شدہ رشتہ دار کے ساتھ سب سے افضل صلہ رحمی اس کی طرف سے حج کرنا ہے جو اسے قبر میں پہنچتا ہے۔“[3]

مرحومین کی طرف سے حج کرنا

حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اور وہ ان کی طرف سے حج کرے تو یہ والدین کو کافی ہوتا ہے

1... معجم اوسط، ۵/۳۷، حدیث: ۶۵۰۴

2... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما یتبع المیت بعد موتہ، ۳/۲۶۱، حدیث: ۳

3... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۲۰۵، حدیث: ۷۹۱۲

اور آسمان میں ان کی روح کو خوشخبری دی جاتی ہے اور وہ(حج کرنے والا)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں والدین کے ساتھ اچھا سُلُوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی:یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے لیکن انہوں نے اسلام میں فرض حج نہیں کیا۔تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:اس بارے میں کیا کہتے ہو کہ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم ان کی جانب سے قرض ادا کرتے؟اس نے عرض کی:جی ہاں۔ارشاد فرمایا: وہ حج بھی ان پر قرض ہے،لہٰذا تم ادا کرو۔[2]

حضرت سیِّدُنا عُقْبَہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی: کیا میں اپنی وفات یافتہ ماں کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟تو مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور وہ تم ادا کرتیں تو کیا تم سے قبول کر لیا جاتا؟اس نے عرض کی: کیوں نہیں۔پھر آپ نے اسے حج کرنے کا حکم دیا۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا،دو عالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ فَلِلَّذِىْ حَجَّ عَنْهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ یعنی جو میت کی طرف سے حج کرے اس کے لئے بھی میت جتنا ہی اجر ہے۔[4]

مرحومین کی طرف سے غلام آزاد کرنا

حضرت سیِّدُنا عطاء اور حضرت سیِّدُنا زید بن اَسْلَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا:یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے والد کا انتقال ہو گیا

1... اخبار مکۃ للفاکھی، ذکر الرجل یحج عن ابویہ وقرابتہ وفضل ذلک، ۱/۳۸۷، حدیث:۸۲۱

2... مسند بزار، مسند انس بن مالک، ۱۳/۳۰۱، حدیث:۶۸۹۱

3... معجم اوسط، ۳/۱۷۰، حدیث:۴۲۱۹

4... معجم اوسط، ۴/۲۳۱، حدیث:۵۸۱۸

ہے کیا میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔[1]

حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: غلام آزاد کرنا، حج اور صدقہ موت کے بعد بھی میت کو پہنچتے ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابن جعفر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان فرماتے ہیں کہ نوجوانانِ جنت کے سردار حضرت سیِّدُنا امام حسن اور حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے وصال کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔[3]

حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الصَّمَد کا بیان ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا نے اپنے بھائی حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی طرف سے اپنا ایک بہت پُرانا غلام آزاد کر دیا یہ امید کرتے ہوئے کہ اس سے میرے بھائی کو موت کے بعد نفع پہنچے گا۔[4]

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میرے باپ عاص نے 100 غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی جن میں سے 50 غلام ہِشام نے آزاد کر دیئے ہیں۔ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ صدقہ، حج اور غلام آزاد کرنا مسلمان ہی کی طرف سے ہے، اگر وہ (یعنی عاص) مسلمان ہوتا تو اس کا ثواب اسے پہنچتا۔

حُسنِ سلوک در حُسنِ سلوک

حضرت سیِّدُنا حَجّاج بن دِینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْهِمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ عَنْهُمَا مَعَ صِیَامِكَ وَاَنْ تَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ یعنی حُسنِ سُلوک در حُسنِ سلوک یہ کہ تو اپنے ساتھ والدین

---

1 ... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، ما یتبع المیت بعد موته، ۳/۲٦۱، حدیث: ۷

2 ... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، ما یتبع المیت بعد موته، ۳/۲٦۱، حدیث: ۱۰

3 ... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، ما یتبع المیت بعد موته، ۳/۲٦۲، حدیث: ۱۲

4 ... تاریخ ابن عساکر، ۳۵/۳۷، رقم: ۳۸۵۵: عبد الرحمن بن عبد الله

کے لئے بھی دعا کر، اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے بھی روزہ رکھ اور اپنے صدقے کے ساتھ ان کی طرف سے بھی صدقہ کر۔(1)

حضرت سیِّدُنا بُریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری ماں پر دو مہینے کے روزے قضا ہیں اگر میں ان کی طرف سے رکھ لوں تو انہیں کفایت کریں گے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔(2) اس نے عرض کی: میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو انہیں کفایت کرے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔(3)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا بیان کرتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحبِ مِعْراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ یعنی جو انتقال کر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے ادا کرے(4)۔(5)

...

1... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما یتبع المیت بعد موتہ، ۳/۲۶۱، حدیث: ۸

2... یہاں روزوں کا کفارہ دینا مراد ہے یعنی تم اپنی ماں کے روزوں کا فدیہ دے دو جو حکماً روزہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳/ ۱۳۲)

3... مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، ص۵۷۸، حدیث: ۱۱۴۹، صوم شھرین بدلہ صوم شھر

ابو داود، کتاب الوصایا، باب فی الرجل یھب الھبۃ ثم یوصی لہ بھا او یرثھا، ۳/۱۶۰، حدیث: ۲۸۷۷، صوم شھرین بدلہ صوم شھر

4... جس شخص پر رمضان یا نذر کا روزہ قضا ہو گیا، پھر اُسے قضا کرنے کا موقعہ ملا، مگر قضا نہ کیا کہ مر گیا، تو اس کا ولی وارث اُس کی طرف سے روزہ ادا کر دے۔ مراد یہ ہے کہ روزوں کا فدیہ دیدے چند وجھوں سے ایک یہ کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (پ۲، البقرۃ: ۱۸۴) جو روزہ کی طاقت نہ رکھیں اُن پر فدیہ ہے اور میت بھی اب طاقت نہیں رکھتا، دوسرے یہ کہ خود حدیث شریف میں صراحۃً وارد ہوا کہ "اَلَا لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ" کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے۔ تیسرے یہ کہ خود صحابۂ کرام کا فتویٰ یہ رہا کہ میت کی طرف سے روزوں کا فدیہ دیا جاوے روزہ رکھانہ جائے، دیکھو مرقات۔ چوتھے یہ کہ قیاس شرعی بھی یہ ہی چاہتا ہے کیونکہ نماز بمقابلہ روزہ زیادہ اہم و ضروری ہے مگر میت کی طرف سے کوئی نمازیں نہیں پڑھتا تو روزے کیسے رکھ سکتا ہے محض بدنی عبادت خود ہی کرنی پڑتی ہے دوسرے سے نہیں کرائی جاتی۔ (مراۃ المناجیح، ۳/ ۱۷۷، ملتقطاً)

5... مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، ص۵۷۷، حدیث: ۱۱۴۷

باب نمبر 51 میت یا قبر کے پاس تلاوتِ قرآن کرنے کا بیان

میت کو تلاوت قرآن کا ثواب ملنے یا نہ ملنے میں عُلَمائے کرام کا اِختلاف ہے۔ اَئِمّہ ثلاثہ (حضرت سیّدُنا امام اعظم، حضرت سیّدُنا امام مالک، حضرت سیّدُنا امام احمد بن حنبل) اور جمہور (عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام) کے نزدیک ثواب پہنچتا ہے جبکہ ہمارے امام حضرت سیّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا اس میں اختلاف ہے، وہ یہ آیت مبارکہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ(۳۹) (پ۲۷، النجم: ۳۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

جمہور اَئِمّہ نے اس آیتِ مبارکہ کے جواب میں کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں:

پہلی وجہ: یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت مقدسہ ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍؕ كُلُّ امْرِیٍۭٔ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ(۲۱) (پ۲۷، الطور: ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کی نیکی کے سبب اولاد جنت میں داخل ہو گی۔

دوسری وجہ: یہ آیت مبارکہ حضرت سیّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ اور حضرت سیّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لئے ہے جبکہ اس اُمَّتِ مرحومہ کے لئے حضرت سیّدُنا عِکرِمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ”اس امت کے لئے وہ ہے جو اس نے کوشش کی اور وہ بھی جس کی اس کے لئے کوشش کی گئی۔“

تیسری وجہ: اس آیتِ طیبہ میں انسان سے مراد کافر ہے جبکہ مومن کے لئے تو اس کی اپنی کوشش اور اس کے لئے کی گئی کوشش بھی ہے۔ یہ حضرت سیّدُنا ربیع بن انس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے۔

چوتھی وجہ: حضرت سیّدُنا حسین بن فضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: آدمی اپنی ہی کوشش پائے گا یہ تو عدل کی صورت میں ہے جبکہ فضل کی صورت میں جس کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جتنا چاہے زیادہ فرمادے۔

پانچویں وجہ: ”لِلْاِنْسَانِ“ میں جو لام ہے وہ ”علٰی“ کے معنیٰ میں ہے یعنی انسان پر وہی گناہ ہے جو اس نے کیا۔

ایصالِ ثواب کی حقیقت

ثواب پہنچنے کے قائل عُلَمائے کرام پچھلے باب میں مذکور ان اَحادیثِ مبارکہ پر قیاس کرتے ہیں جو حج، صدقہ، دعا، روزہ اور غلام آزاد کرنے کے متعلق آئی ہیں کیونکہ ثواب کے منتقل ہونے میں کوئی فرق نہیں چاہے وہ حج وصدقہ کا ہو یا وقف ودعا کا یا پھر تلاوتِ قرآن کا۔ آگے آنے والی احادیث مبارکہ اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان کے مجموعے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب کی اصل موجود ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کا جمع ہو کر بغیر کسی انکار کے اپنے مردوں کے لئے تلاوتِ قرآن کرنا بھی اس کی دلیل ہے اور یہ اجماع ہے۔ یہ تمام گفتگو حضرت سیِّدُنا حافظ شمس الدّین بن عبدُالواحد مَقْدِسی حَنْبَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے مسئلہ ایصالِ ثواب کے متعلق اپنے ایک رسالے میں فرمائی ہے۔

میت کو ثواب پہنچتا ہے

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا شیخ عِزالدِّین بن عبدُالسّلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فتوٰی دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوتِ قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کے لئے تلاوتِ قرآن کرکے اسے ثواب بخشا جائے تو اسے نہیں پہنچتا اب بتایئے کہ معاملہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ بات میں دنیا میں کہا کرتا تھا اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم دیکھا ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔[1]

جہاں تک معاملہ ہے قبر پر تلاوتِ قرآن کرنے کا تو اس میں ہمارے حضراتِ شافعیہ اور دیگر تمام ہی جواز کے قائل ہیں۔

حضرت سیِّدُنا زَعْفَرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے قبر کے پاس تلاوتِ قرآن کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام شَرَفُ الدِّین نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے "المہذب" کی شرح میں فرمایا کہ قبرستان

1... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر... الخ، ص۸۳

2... القراءۃ عند القبور لابی بکر الخلال، ص۸۹

جانے والے کے لئے مستحب ہے کہ جتنا ہو سکے تلاوتِ قرآن کرے اور پھر دعا کرے۔ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے اس کی تصریح موجود ہے اور ان کے اصحاب کا بھی اس پر اتفاق ہے۔[1] ایک مقام پر فرمایا: اگر قبر کے پاس پورا قرآنِ پاک پڑھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کو جب تک اس میں کوئی روایت نہیں ملی تھی آپ اس کے قائل نہیں تھے لیکن جب آپ کو حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عمر اور حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن علاء بن لَجلاج رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی وہ مرفوع روایات پہنچیں جو ہم نے "وقتِ دفن کی جانے والی تلقین کے بیان" میں ذکر کی ہیں تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے رجوع فرمالیا۔

حضرت سیِّدُنا امام شَعْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: انصار کا معمول تھا کہ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا تو وہ آتے جاتے اس کی قبر کے پاس تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔[3]

ہر مُردے کے بدلے اجر

حضرت سیِّدُنا ابو محمد سَمَرْقَنْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے سورۂ اخلاص کے فضائل میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مرفوعاً روایت کیا کہ "جو شخص قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ (پوری سورۂ اخلاص) پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اسے ہر مردے کے بدلے اجر ملے گا۔"[4]

مُردے سفارشی بنیں گے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ مُعَلِّمِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان جائے پھر سورۂ فاتحہ، قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ (پوری سورۂ اخلاص) اور اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ (پوری سورت)

1 ... المجموع شرح المھذب، یستحب للرجال زیارۃ القبور، ۵/۳۱۱
2 ... المجموع شرح المھذب، یستحب ان یضع راس المیت عند رجل القبر، ۵/۲۹۴
3 ... القراءۃ عند القبور لابی بکر الخلال، ص۸۹
4 ... فضائل سورۃ الاخلاص للحسن الخلال، ص۱۰۱، حدیث: ۵۴

پڑھے پھر کہے: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میں نے تیرے کلام میں سے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب قبرستان کے مسلمان مَردوں اور عورتوں کو دیتا ہوں۔ تو یہ تمام اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کے سفارشی بن جائیں گے۔

حضرت سیِّدُنا حَمّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان گیا تو ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، میں نے خواب میں مردوں کو حلقے بنائے دیکھا تو پوچھا: کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بھیجا ہے جسے ہم ایک سال سے آپس میں تقسیم کر رہے ہیں۔[1]

تمام مُردوں کے برابر نیکیاں

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان گیا اور سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ قبرستان والوں کے عذاب میں کمی فرمادے گا اور پڑھنے والے کو تمام مردوں کے برابر نیکیاں ملیں گی۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی اس حدیث پاک کہ "اپنے مُردوں پر یٰس پڑھو"[3] کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ جب میت کا وقتِ نزع ہو اس وقت اس کے پاس پڑھو اور یہ بھی ممکن ہے کہ قبر کے پاس پڑھنا مراد ہو۔[4]

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدِّین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ پہلی بات تو جمہور کی ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے اور دوسری بات کے قائل حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدُ الواحد مَقدِسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی ہیں جن کا موقف پیچھے بیان ہو چکا ہے اور (وقتِ نزع اور قبر) دونوں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔

ہمارے متأخرین علما میں سے حضرت سیِّدُنا مُحِب طَبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی، "احیاء العلوم" میں حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی اور "العاقبہ" میں حضرت سیِّدُنا عبدُ الحق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن

[1] ... مشیخۃ قاضی المارستان، ابو نصر سلمان بن الحسن، ۳/ ۱۳۶۳، رقم: ۷۰۷

[2] ... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر... الخ، ص ۸۰

[3] ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیما یقال عند المریض اذا حضر، ۲/ ۱۹۵، حدیث: ۱۴۴۸

[4] ... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر... الخ، ص ۸۰

حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل سے نقل کرتے ہیں کہ "جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور مُعَوِّذَتَیْن (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دیا کرو کیونکہ یہ انہیں پہنچتا ہے۔"[1]

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: کہا گیا ہے کہ قراءت کا ثواب قاری کو ملتا ہے میت کو سننے کا ثواب ملتا ہے اسی وجہ سے اس پر رحم کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (پ۹، الاعراف: ۲۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ انہیں قرآنِ کریم پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب ایک ساتھ عطا فرما دے اور انہیں ہدیہ کیا جانے والا تلاوت کا ثواب بھی عطا فرما دے چاہے انہوں نے اسے سنا بھی ہو جیسا کہ صدقہ اور دعا کا ثواب عطا فرماتا ہے۔[2]

اَحناف کی عظیم کتاب "فتاوٰی قاضیخان" میں ہے کہ جو قبرستان میں تلاوتِ قرآن سے مردوں کو اُنسیت دینے کی نیت کرے وہ وہاں تلاوت کرے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو جہاں چاہے پڑھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تو سنتا ہے۔[3]

ضمنی فصل

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہمارے بعض علمائے کرام نے قبر کے پاس تلاوت سے میت کو نفع پہنچنے پر اس حدیث پاک سے استدلال کیا کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شاخ کے دو ٹکڑے کئے اور انہیں دو قبروں پر گاڑ دیا[4] پھر ارشاد فرمایا: "امید ہے جب تک یہ خشک نہ ہوں گے ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔"[5]

حضرت سیِّدُنا خَطّابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ چیزیں

1... احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت وما یتعلق بہ، ۵/ ۲۴۵

2... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر... الخ، ص۸۱

3... فتاوی قاضیخان، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح والتسلیم والصلاۃ علی النبی، ۴/ ۳۷۶

4... التذکرۃ للقرطبی، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر... الخ، ص۷۶

5... مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ، ص۱۶۷، حدیث: ۲۹۲

جب تک اپنی حقیقت پر یا سر سبز و شاداب رہتی ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ ان کی تری ختم ہو جائے یا پھر سر سبز نہ رہیں یا اپنی اصل سے جُدا کر دی جائیں۔

آپ کے علاوہ دیگر علمانے فرمایا کہ جب ایک "شاخ" کے سبب ان کے عذاب میں تخفیف ہو رہی ہے تو پھر مسلمان کی تلاوتِ قرآن سے تخفیف کا کیا عالَم ہو گا۔ قبروں کے پاس درخت لگانے کی اصل یہی حدیث پاک ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو بَرزہ اَسْلَمِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کیا کرتے تھے کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ٹہنی لے کر اس پر گاڑ دی اور ارشاد فرمایا: جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔ حضرت سیِّدُنا ابو برزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو تو قبر میں میرے ساتھ دو تر شاخیں رکھ دینا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال کِرمان اور قُومِس کے درمیان ہوا تو آپ کے ساتھیوں نے کہا: انہوں نے اپنی قبر میں دو شاخیں رکھنے کی وصیت کی تھی مگر اس جگہ تو شاخوں کا نام و نشان نہیں ہے، ابھی وہ حضرات اسی شَشْ و پَنْج میں تھے کہ سِجِسْتان سے چند سوار آتے دکھائی دیئے جن کے پاس تر شاخیں تھیں انہوں نے ان سے دو شاخیں لیں اور حضرت سیِّدُنا ابو برزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ قبر میں رکھ دیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا بُرَیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی وصیت کی تھی کہ میری قبر میں دو شاخیں رکھی جائیں۔[2]

بوسیدہ قبر والوں پر رحمتِ الٰہی

حضرت سیِّدُنا کثیر بن سالم ہیتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے بڑی شدت و تاکید کے ساتھ وصیت کی تھی کہ اگر میری قبر بوسیدہ ہو جائے تو اسے دوبارہ تعمیر نہ کیا جائے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بوسیدہ قبر والوں کی طرف نظر فرماتا ہے تو ان پر رحم فرماتا ہے لہٰذا میری بھی یہی تمنا ہے کہ میں ان میں سے ہو جاؤں۔

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک نبی حضرت سیِّدُنا اَرْمِیا عَلَیْہِ السَّلَام چند قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا اور ایک سال بعد دوبارہ وہاں سے گزر

1... تاریخ ابن عساکر، ۶۲/۱۰۰، رقم: ۷۸۹۱: نضلة بن عبيد

2... طبقات ابن سعد، ۷/۶، رقم: ۲۸۲۶: بريدة بن الحصيب

ہوا تو ان کا عذاب ختم ہو چکا تھا۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے قُدُّوس! اے پاک ذات! میں ایک سال پہلے ان قبر والوں کے پاس سے گزرا تو یہ عذاب میں مبتلا تھے اور اب دیکھتا ہوں کہ ان کا عذاب ختم ہو چکا ہے؟ آسمان سے ایک آواز آئی: اے اَرْمِیا! اے اَرْمِیا! ان کے کفن پھٹ گئے، بال بکھر گئے اور قبریں بوسیدہ ہو گئیں تو میں نے ان کی اس حالت پر رحم کیا اور جن مُردوں کی قبریں بوسیدہ، کفن پھٹے ہوئے اور بال بکھرے ہوئے ہوں میں ان کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔

• • • ❁ • • •

باب نمبر 52 موت کے اچھے اوقات کا بیان

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے رمضان میں موت آئی وہ جنت میں داخل ہو گا، جو عرفہ کے دن انتقال کر گیا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جسے صدقہ دیتے ہوئے موت آئی وہ بھی جنت میں جائے گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے ہوئے انتقال کر گیا وہ جنت میں داخل ہو گا، جس نے رضائے الٰہی کے لئے ایک روزہ رکھا اور اسی میں انتقال کر گیا تو جنت میں داخل ہو گا اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے صدقہ دیتے ہوئے وفات پا گیا وہ بھی جنت میں جائے گا۔[2]

حضرت سیِّدُنا خَیْثَمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضراتِ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پسند کرتے تھے کہ آدمی کو کوئی نیک کام مثلاً حج، عمرہ، جہاد یا ماہِ رمضان کے روزے رکھتے ہوئے موت آئے۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَاتَ صَائِمًا اَوْجَبَ اللہُ لَہُ الصِّیَامَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی جو روزے

1... حلیۃ الاولیاء، طلحۃ بن مصرف، ۵/۲۶، حدیث: ۶۱۸۷

2... مسند امام احمد، حدیث حذیفۃ بن الیمان، ۹/۹۰، حدیث: ۲۳۳۸۴

3... حلیۃ الاولیاء، خیثمۃ بن عبد الرحمٰن، ۴/۱۲۳، رقم: ۴۹۸۵

کی حالت میں انتقال کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن تک اسے روزہ دار کا ثواب عطا فرماتا ہے۔[1]

عذاب قبر سے محفوظ

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شب جمعہ یا روز جمعہ انتقال کر جائے وہ عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا اور بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہو گی۔[2]

عذابِ قبر سے چھٹکارا اور دوزخ سے آزادی

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جمعہ کی رات چمکدار اور دن روشن ہے[3] تو جو کوئی شب جمعہ انتقال کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے عذابِ قبر سے چھٹکارا لکھ دیتا ہے[4] اور جو جمعہ کے دن انتقال کرتا ہے اسے دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے۔

...۞...

باب نمبر 53 موت کے بعد بندے کو جلدی جنت میں پہنچانے والے اعمال کا بیان

مرتے ہی جنت میں داخلہ

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃُ الکُرسی پڑھی اسے جنت میں جانے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔[5]

1... فردوس الاخبار، ۲/۲۷۴، حدیث: ۵۹۶۷

2... حلیۃ الاولیاء، محمد بن المنکدر، ۳/۱۸۱، حدیث: ۳۶۲۹

3... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۵۵۷، حدیث: ۲۳۴۶، عن انس بن مالک

4... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب من مات یوم الجمعۃ، ۳/۱۴۹، حدیث: ۵۶۱۲، عن ابن شہاب

5... سنن کبری للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ثواب من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلاۃ، ۶/۳۰، حدیث: ۹۹۲۸

حضرت سیِّدُنا صَلْصال بن دَلْہَمس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ حدیث پاک اس طرح مروی ہے کہ ”جس نے ہر نماز کے بعد آیۃُ الکُرسی پڑھی اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان صرف موت ہے، وہ مرتے ہی جنت میں چلا جائے گا۔“[1]

...

باب نمبر 54 انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام اوران سے ملحق افراد کے سوا دیگر میتوں کے بدبودار ہونے اور جسم خراب ہونے کا بیان

حضرت سیِّدُنا جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ”سب سے پہلے مردے کا پیٹ بدبودار ہوتا ہے۔“[2]

حکمتِ الٰہی

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں نے ایک کتاب میں (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان) پڑھا کہ اگر میں میت کا بدبودار ہونا مقدر نہ فرماتا تو لوگ اسے اپنے گھروں میں ہی رکھ لیتے۔[3]

حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں نے تین چیزوں سے اپنے بندوں پر وسعت کی: (۱)...غَلَّہ میں گھن پیدا کر دیا ورنہ بادشاہ اسے سونے چاندی کی طرح جمع کر لیتے (۲)...موت کے بعد جسم میں تَغَیُّر پیدا فرما دیا ورنہ کوئی بھی اپنے دوست کو دفن نہ کرتا اور (۳)...غمگین کو اس کا غم بھلا دیا ورنہ اسے کبھی چین نہ آتا۔[4]

سب سے زیادہ خوشبودار چیز

حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روح سے زیادہ خوشبودار کوئی چیز پیدا

---

1 ... شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، ۲/۴۵۵، حدیث: ۲۳۸۵ مکرر
2 ... بخاری، کتاب الاحکام، باب من شاق شق اللہ علیه، ۴/۴۵۶، حدیث: ۷۱۵۲
3 ... حلیۃ الاولیاء، وهب بن منبه، ۴/۴۰، رقم: ۴۶۸۰
4 ... تاریخ ابن عساکر، ۶۴/۳۴۴، رقم: ۸۱۸۵: یحیی بن علی بن محمد بن هاشم، حدیث: ۱۳۱۵۶

نہیں فرمائی کہ جب روح کسی چیز سے نکلتی ہے تو وہ چیز بدبودار ہو جاتی ہے۔[1]

جسم کی ہر چیز گل جائے گی سوائے ایک ہڈی کے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان کی ہر چیز گل جائے گی سوائے ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ایک ہڈی ہے[2] اس سے قیامت کے دن مخلوق کو مُرکَّب کیا (یعنی دوبارہ بنایا) جائے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان کے پورے جسم کو مٹی کھالے گی سوائے ریڑھ کی ایک ہڈی کے کہ اس سے پیدا کیا گیا اور اسی سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔[4]

شارحِ مَواقِف حضرت سیِّد شریف علی بن محمد جُرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ بدن کے اجزا کو معدوم (یعنی بالکل ختم) کر کے پھر پیدا فرمائے گا یا انہیں مُنْتَشِر کر کے دوبارہ جمع فرمائے گا۔ حق یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات ثابت نہیں اور یقین کے ساتھ انکار کیا جا سکتا ہے نہ اثبات ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں میں سے کسی ایک پر بھی دلیل نہیں ہے اور اس فرمانِ باری تعالیٰ ”كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے“ میں معدوم کرنے پر دلیل نہیں ہے اس لئے کہ جس طرح معدوم کرنا ہلاک کرنا ہے اسی طرح مُنْتَشِر و تفریق کرنا بھی ہلاک کرنا ہے کیونکہ ہر شے کا ہلاک ہونا یہ ہے کہ اس کی وہ صفات ختم ہو جائیں جو اس سے مطلوب و مقصود ہوتی ہیں اور مجتمع شے کا زائل ہونا بھی ایسا ہی ہے اور اسی عمل کو عرفی طور پر فنا کہتے ہیں لہٰذا اس فرمانِ باری تعالیٰ ”كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ یعنی زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے“ سے بھی استدلال

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن زید الجرمی، ۲/۳۲۵، حدیث: ۲۴۲۵

2 ...اگر یہاں یہ ہی ہڈی مراد ہے تو حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ ہڈی جلد فنا نہیں ہوتی اسے خاک سو برس کے بعد گلاتی ہے اور اگر اس سے مراد ہیں اجزاء اصلیہ جو انسان کی جسم کی اصل ہیں تو وہ واقعی کبھی فنا نہیں ہوتے یہ ایسے باریک اجزاء ہیں جو خوردبین سے بھی دیکھنے میں نہیں آتے۔ (مراۃ المناجیح، ۷/ ۳۵۵)

3 ...مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب ما بین النفختین، ص ۱۵۸۱، حدیث: ۲۹۵۵

4 ...مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب ما بین النفختین، ص ۱۵۸۱، حدیث: ۱۴۲(۲۹۵۵)

کامل نہیں ہو سکتا ہے۔[1]

حیاتِ انبیا کی دلیل

حضرت سیّدُنا اَوس بن اَوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہوں گے آپ تو رمیم (یعنی گلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے[2]۔ ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاء یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیا کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے۔[3]

حضرت سیّدُنا ابودَرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود پڑھتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی: اور وصال شریف کے بعد؟ ارشاد فرمایا: وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاء یعنی وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیا کے جسموں کو خراب کرنا زمین پر حرام فرما دیا ہے۔[4]

سالہا سال بعد بھی جسم صحیح و سلامت رہا

حضرت سیّدُنا عبدُالرحمٰن بن ابو صَعْصَعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک ہی قبر میں مدفون غزوۂ اُحد کے دو شُہَدا حضرت سیّدُنا عَمْرو بن جَمُوح انصاری اور حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عَمْرو انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی قبر کو سیلاب نے اُکھاڑ دیا تھا کیونکہ ان کی قبر سیلابی زمین کے قریب تھی۔ جب انہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے قبر کو کھودا گیا تو ان دونوں کے جسم ایسے تھے گویا کل ہی وفات ہوئی ہے، ان میں سے ایک زخمی

1… شرح المواقف الشریف الجرجانی، المرصد الثانی فی المعاد، المقصد الثانی فی حشر الاجساد، ۸/ ۳۲۴

2… یہ سوال انکار کے لئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لئے ہے یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح پر ہو گی یا روح مع الجسم پر۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۲/ ۳۲۳)

3… ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ، ۱/ ۳۹۱، حدیث: ۱۰۴۷

4… ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، ۲/ ۲۹۱، حدیث: ۱۶۳۷

ہوئے تھے اور انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا، جب ہاتھ کو زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ دوبارہ زخم پر آ گیا۔ اس وقت غزوۂ احد کو46سال گزر چکے تھے۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کی دلائِلُ النُّبُوَّہ میں کچھ اس طرح ہے کہ ”جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہنے لگا پھر ہاتھ دوبارہ اسی جگہ پر رکھا گیا تو خون بند ہو گیا۔“[2]

اسی میں ہے کہ ”حضرت سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہر بنانے کا ارادہ کیا تو اعلان کروا دیا کہ یہاں جس کا کوئی شہید رشتہ دار مدفون ہے وہ حاضر ہو جائے۔ چنانچہ لوگ اپنے شہید رشتہ داروں کے پاس آئے تو انہیں بالکل تر و تازہ پایا یہاں تک کہ ایک مدفون شخص کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اب کوئی مُنکِرِ حیاتِ شہدا کا انکار نہیں کرے گا۔ لوگ مٹی نکال رہے تھے اور مشک کی سی خوشبو پھیلتی جا رہی تھی۔[3]

بنو سَلَمَہ کے چند افراد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب شُہَدا کی قبروں سے گزرنے والی نہر کا رُخ موڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو بن حرام اور حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن جَمُوح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی قبریں کھل گئیں، ہم نے انہیں نکالا تو وہ ایسے تر و تازہ تھے گویا کل ہی ان کا اِنتقال ہوا ہو، ان پر دو چادریں تھیں جن سے ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے جبکہ پیروں پر گھاس وغیرہ ڈالی گئی تھی۔[4]

دلائِلُ النُّبُوَّہ میں ہے کہ ”نہر کی کُھدائی کے دوران کسی کا پھاوڑا سیِّدُ الشُّہَدا حضرت سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قدم پر لگ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔“[5]

ثواب کی امید پر اذان دینے کا اجر

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ

1... موطا امام مالک، کتاب الجهاد، باب الدفن فی قبر واحد...الخ، ۲/ ۲۷، حدیث: ۱۰۴۴

2... دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جری بعد انقضاء الحرب... الخ، ۳/ ۲۹۳

3... دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جری بعد انقضاء الحرب... الخ، ۳/ ۲۹۴

4... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب المغازی، هذا ما حفظ ابو بکر فی احد وما جاء فیها، ۸/ ۴۸۸، حدیث: ۱۷

5... نوادر الاصول، الاصل الحادی والتسعون والمائة، ۲/ ۷۲۱، حدیث: ۹۹۷

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ثواب کی امید پر اَذان دینے والا مُؤَذِّن خون میں تڑپتے شہید کی طرح ہے جب اس کا انتقال ہو گا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں آئیں گے۔(1)

حضرت سیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: ثواب کی امید پر اذان دینے والے مُؤَذِّن کو بھی زمین نہیں کھائے گی۔(2)

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: بروز قیامت مُؤَذِّنِیْن کی گردنیں لمبی ہوں گی اور ان کی قبروں میں کیڑے بھی نہیں پڑیں گے۔(3)

حافِظِ قرآن کا مقام و مرتبہ

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضورِ پرنور، شافِعِ یوم النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب حافظِ قرآن انتقال کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے گوشت کو مت کھانا۔ زمین عرض کرتی ہے: اے میرے ربّ! میں اس کے گوشت کو کیسے کھا سکتی ہوں حالانکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔(4)

زمین کس جسم پر مُسلَّط نہیں ہوتی؟

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زمین اس جسم پر مُسَلَّط نہیں ہوتی جس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

---

1 ... معجم کبیر، ۱۲/ ۳۲۲، حدیث: ۱۳۵۵۴

2 ... التذکرۃ للقرطبی، باب لا تاکل الارض اجساد الانبیاء ولا الشهداء وانهم احیاء، ص ۱۵۸

3 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان، ۱/ ۳۵۹، حدیث: ۱۸۶۴

4 ... فردوس الاخبار، ۱/ ۱۶۸، حدیث: ۱۱۱۹

خاتمہ

روح سے تَعَلُّق رکھنے والے فوائد

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں نے اس کا اکثر حصہ اِبْنِ قَیِّم کی کتابُ الرُّوح سے مُلَخَّص کیا ہے۔

پہلا فائدہ

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مدینہ شریف کے ایک ویرانے میں تھا اور آپ کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ وہاں سے چند یہودیوں کا گزر ہوا، ان میں سے کچھ نے کہا: ان (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ بعض نے کہا: تم ان سے مت پوچھو۔ بہر حال انہوں نے کہا: یا محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! روح کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ویسے ہی ٹیک لگائے رہے، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۸۵) (پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔[1]

روح کے بارے میں لوگوں کے دو گروہ ہو گئے ہیں، ایک گروہ اس کے متعلق کلام نہیں کرتا کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اس کا کامل علم انسان کو نہیں دیا گیا۔ اس مسئلے میں بہتر راستہ خاموشی ہی ہے۔

حضرت سیِّدُنا جُنَید بَغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: روح کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ خاص ہے اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس پر مُطَّلَع نہیں کیا، لوگوں کے لئے اس میں بحث کرنا جائز نہیں بس سمجھ لیں کہ روح موجود ہے، یہی طریقہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور دیگر اسلاف کا تھا بلکہ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تو روح کی تفسیر بھی نہیں کرتے تھے۔

[1]... بخاری، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالی: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، ۱/۶۶، حدیث: ۱۲۵

حضرت سَیِّدُنا عِکْرِمَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روح کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔ تم اس مسئلے میں نہ پڑو اور اتنا ہی کہو جتنا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا اور اس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سکھایا ہے کیونکہ

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

(پ۱۵، بنی اسرآءیل: ۸۵)

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو یہود نے کہا: ہماری کتابوں میں بھی یونہی ہے۔

(حضرت سَیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید اور تورات شریف میں اس مسئلے کو پوشیدہ رکھا اور اپنی مخلوق کو اس کا علم عطا نہ فرمایا تو پھر علم کے سمندر میں غوطہ زَن افراد کو بھلا اس کی حقیقت تک رسائی کیسے ممکن ہے۔ چنانچہ

حضرت سَیِّدُنا ابو القاسم قشیری سَعْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے "اِیْضَاح" میں فرمایا کہ بڑے بڑے فلاسفہ بھی اس مسئلے میں خاموش ہو گئے اور کہا کہ یہ معاملہ ہم پر واضح نہیں ہے اور نہ ہی عقلوں کو اس تک رسائی ہے، جیسے ہم تقدیر کے راز پر واقف نہیں ہیں یونہی روح کی حقیقت تک بھی ہمارے علم کی رسائی نہیں ہے۔

روح کا علم مخفی رکھنے کی حکمت

اِبْنِ بَطّال نے کہا: روح کا علم مخفی رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ مخلوق کو بتایا جائے کہ انہیں جس شے کا ادراک نہیں وہ اسے جاننے سے عاجز و بے بس ہیں حتّٰی کہ انہیں علم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔[1]

حضرت سَیِّدُنا امام قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: روح کے معاملے سے انسان کو لاعلم رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ بندے کے عاجز ہونے کا اظہار ہو جائے کیونکہ بندہ جب اپنی حقیقت جاننے سے قاصر ہے حالانکہ اس کا وجود ظاہر ہے تو بھلا اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی حقیقت کو کیونکر جان سکتا ہے؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے آنکھ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔

1... شرح بخاری لابن بطال، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالی: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، ۱/۲۰۴

ایک گروہ نے روح کی حقیقت میں بحث ومباحثہ کیا ہے۔ جبکہ حضرت سیِّدُنا امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: اس معاملے میں سب سے درست قول حضرت سیِّدُنا امامُ الْحَرَمَیْن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ہے کہ "روح ایک لَطِیف جسم ہے جو کَثِیف جسموں میں اس طرح داخل ہے جس طرح سرسبز ٹہنی میں پانی۔"

دوسرا فائدہ

اہلِ طریقت کا پہلا گروہ اس بات میں اختلاف رکھتا ہے کہ کیا حضور نبی غیب دان، مکی مَدَنی سلطان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روح کا علم تھا یا نہیں؟ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن بُرَیدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو آپ کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا۔[1] دوسرا گروہ کہتا ہے: آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روح کا علم عطا فرمایا تھا مگر اپنی اُمَّت کو بتانے کی اجازت نہ تھی۔ یہ اختلاف عِلْمِ قیامت کے اختلاف کی طرح ہے۔

تیسرا فائدہ

اکثر مسلمانوں کا نظریہ ہے کہ روح ایک جسم ہے اور کتاب و سنت اور اجماع سے بھی یہی ثابت ہے کیونکہ آیات واحادیث میں اس کی وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو جسم کی ہوتی ہیں مثلاً: قبض کرنا، چھوڑنا، لینا، نکالنا، نکلنا، آرام پانا، دکھ اُٹھانا، جانا، واپس آنا، راضی ہونا، ناراض ہونا، مُنتقل ہونا، کھانا پینا، سیر کرنا، آرام کرنا، لٹکنا، بولنا اور پہچاننا نہ پہچاننا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب وہ صفات ہیں جو کسی عرض کو لاحق نہیں ہوسکتیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ روح خود کو اور اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ کو پہچانتی ہے اور معقُولات کو بھی جانتی ہے۔ یہ سب باتیں عُلُوم ہیں اور عُلُوم عرض ہوتے ہیں۔ اگر روح کو بھی عرض مان لیا جائے تو عرض کا عرض کے ساتھ قیام لازم آئے گا اور یہ فاسد ہے۔

حضرت سیِّدُنا استاد ابو القاسم قُشَیْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: روح کا صورتاً اَجسامِ لطیفہ میں سے ہونا ایسا ہی ہے جیسے فرشتے اور جِنّات لَطافت کی صفت سے مُتَّصِف ہیں۔[2]

1... تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النبأ، تحت الآیۃ: ۳۸، ۱۰/ ۳۳۹۶، حدیث: ۱۹۱۰۷، عن الشعبی

2... رسالہ قشیریہ، النفس، ص ۱۲۳

چوتھا فائدہ

درست یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ (پ۳۰، الفجر: ۲۷، ۲۸)
ترجمۂ کنز الایمان: اے اطمینان والی جان اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۴۰)
ترجمۂ کنزالایمان: اور نفس کو خواہش سے روکا۔

اور کہا جاتا ہے ''فَاضَتْ نَفْسُهٗ یعنی اس کی روح پرواز کر گئی'' مطلب یہ کہ روح نکل گئی۔

بعض اہلِ سنت کا کہنا ہے کہ جو روح قبض کی جاتی ہے وہ نفس کے علاوہ ہے اس کی تائید درج ذیل آیتِ مبارکہ کے تحت حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی تفسیر سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)
ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس کی تفسیر میں فرمایا: انسان کے اندر روح اور نفس کا تعلُّق ایسے ہے جیسے آفتاب کا اپنی شُعاع سے، پس نیند میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نفس کو قبض فرما لیتا ہے اور روح کو جسم میں ہی گھومنے پھرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور جب وہ روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو انسان مر جاتا ہے اور اگر اس کی زندگی باقی ہو تو اس قبض شدہ نفس کو جسم میں واپس اس کی جگہ لوٹا دیتا ہے۔ [1]

حیات، نفس اور روح

مُقاتِل کا بیان ہے کہ انسان کے لئے حیات، نفس اور روح تین چیزیں ہیں، جب انسان سوتا ہے تو چیزوں

[1] ...تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ: ۴۲، ۱۰/ ۳۲۵۲، حدیث: ۱۸۳۹۷

کا پہچاننے والا اس کا نفس نکل جاتا ہے مگر پوری طرح نہیں نکلتا بلکہ اس طرح ہوتا ہے جیسے کسی تَنِی ہوئی رَسّی کے ساتھ اس کا ہلکا سا سایہ ہوتا ہے پس بندہ اسی نفس کے ذریعے خواب دیکھتا ہے جو نکل چکا ہوتا ہے۔ اب جسم میں حیات اور روح رہ جاتی ہیں جسم ان ہی دو میں گردش کرتا اور سانس لیتا ہے، جب بندہ حرکت کرتا ہے تو نفس پلک جھپکنے سے بھی جلدی اس کی طرف لوٹ آتا ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کو حالَتِ نیند میں ہی موت دینا چاہے تو نفس کو اپنے پاس روک لیتا ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں: جب نفس نکلتا ہے تو اوپر کو بلند ہوتا ہے اور جب خواب دیکھ لیتا ہے تو واپس آجاتا ہے اور روح کو بتاتا ہے پھر روح دل کو بتاتی ہے اور جب بندہ صبح کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا دیکھا۔

نفس اور روح کا مسکن

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: انسان کا نفس بھی چوپائیوں کے نفس کی طرح بنایا گیا ہے کہ خواہشات رکھتا اور بُرائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کی قیام گاہ پیٹ ہے، انسان کو روح کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے اور اس کا مسکن دماغ ہے، پس اسی کے ذریعے انسان زندہ رہتا ہے اور یہ انسان کو بھلائی کی طرف بلاتی اور اس کا حکم دیتی ہے۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت سیِّدُنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر فرمایا: تم دیکھو کہ یہ ٹھنڈی ہے اور یہ روح کی طرف سے ہے۔ پھر اپنے ہاتھ پر لمبا سانس لے کر فرمایا: یہ گرم ہے اور یہ نفس کی طرف سے ہے۔ روح اور نفس کی مثال میاں بیوی کی سی ہے کہ جب روح دوڑ کر نفس کی طرف جاتی ہے اور دونوں کی ملاقات ہوتی ہے تو انسان سو جاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو روح اپنی جگہ لوٹ آتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب تم سو کر جاگتے ہو تو ایسا لگتا ہے گویا کوئی چیز تمہارے سر کی طرف پھیل رہی ہے۔ دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضا اس کے خادم ہیں، جب نفس بُرائی کا حکم دیتا ہے تو خواہش اُبھرتی ہے اور اعضا حرکت میں آجاتے ہیں، روح انہیں روکتی اور بھلائی کی طرف بلاتی ہے، اب اگر دل مومن ہو تو وہ روح کی اطاعت کرتا ہے اور اگر کافر ہو تو نفس کی مانتا اور روح کی نافرمانی کرتا ہے پس اعضا پُرجوش ہو جاتے ہیں۔[1]

1... العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، صفۃ الروح، ص۱۵۴، حدیث:۴۲۹

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا پھر اس میں نفس پیدا کیا جس کے سبب وہ اٹھتا بیٹھتا اور سنتا دیکھتا ہے اور جو کچھ چوپائے جانتے ہیں یہ بھی جانتا ہے اور جن سے وہ بچتے ہیں یہ بھی بچتا ہے، پھر اس میں روح رکھی گئی تو اس کے ذریعے اس نے حق وباطل اور ہدایت وگمراہی میں فرق کو پہچانا، اسی کے ذریعے وہ ڈرا، آگے بڑھا، پردہ کیا، علم سیکھا اور تمام کاموں میں غور وفکر کرنے لگا۔[1]

نفس اور روح کی مثال

حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن قاسم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: نفس انسان کی طرح ایک مُجَسَّم جِسْم ہے اور روح بہتے پانی کی طرح ہے۔ دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

فرماتے ہیں: کیا تم سونے والے کو نہیں دیکھتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفس کو قبض فرما لیتا ہے اور روح کبھی اوپر جاتی اور کبھی نیچے آتی ہے اور اس کی سانسیں بھی چل رہی ہوتی ہیں۔ جبکہ روح مختلف جگہوں پر سیر کرتی ہے اور وہ دیکھتی ہے جسے تم خواب کہتے ہو، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جسم کی طرف لوٹنے کی اجازت عطا فرماتا ہے تو وہ لوٹ آتی ہے، اس کے لوٹتے ہی جسم کے تمام اَعضا جاگ جاتے ہیں۔ نفس، روح کے علاوہ ہے اور روح باغات میں بہتے پانی کی طرح ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی باغ کو ویران کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو بہتے پانی کو اس سے روک لیتا ہے یوں اس کے پھل پھول وغیرہ مر جاتے ہیں پس یہی حال انسان کا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن ابو جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میت کو جب چارپائی پر لے کر چلتے

---

1 ... طبقات ابن سعد، ذکر من ولد رسول اللہ من الانبیاء، ۱/ ۲۴

2 ... التمهيد، باب الزاء، زيد بن اسلم مولى عمر بن الخطاب، ۲/ ۵۸۸، تحت الحديث: ۱۱۳

ہیں تو اس کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اس کے ساتھ چلتا ہے پھر جب اس کو نماز کے لئے رکھتے ہیں تو وہ فرشتہ رُک جاتا ہے اور جب دفن کے لئے لے کر چلتے ہیں تو وہ فرشتہ بھی ساتھ چلتا ہے اور جب اس کو قبر میں رکھ کر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ منکر نکیر اس سے سوالات کریں، نکیرین جب اس سے فارغ ہو جاتے ہیں تو وہ فرشتہ اس کی روح کو نکال کر وہاں پہنچا دیتا ہے جہاں کا اسے حکم ہوتا ہے۔ یہ فرشتہ حضرت سیِّدُنا مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے مُعاوِنِین میں سے ہوتا ہے۔[1]

روحِ یقظہ اور روحِ حیات

حضرت سیِّدُنا شیخ عِزُالدِّین بن عبدُ السَّلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ہر انسان میں دو روحیں ہیں: **ایک** روحِ یقظہ (یعنی جاگتی روح) کہ اس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادت جاریہ ہے کہ جب یہ جسم میں ہو تو انسان بیدار رہتا ہے اور جب نکل جائے تو انسان سو جاتا ہے اور یہ روح خواب دیکھتی ہے۔ **دوسری** روحِ حیات (زندگی کی روح) ہے اس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادت جاریہ ہے کہ جب یہ جسم میں ہو گی تو وہ زندہ ہو گا اور جب جسم سے جُدا ہو گی تو مر جائے گا اور جب دوبارہ اس کی طرف لوٹائی جائے گی تو زندہ ہو جائے گا۔ یہ دونوں روحیں انسان کے اندر رہوتی ہیں ان کے ٹھکانے کی خبر اسی کو ہوتی ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ مُطَّلَع فرمادے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک عورت کے پیٹ میں دو بچے۔

بعض مُتَکَلِّمِین فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ روح دل کے قریب ہوتی ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عبدُ السَّلام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بھی بعید نہیں ہے کہ روح دل میں ہو۔ ہو سکتا ہے تمام اَرواح نورانی، لَطِیف اور شَفّاف ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ صفت صرف مسلمانوں اور فرشتوں کی روحوں کے ساتھ خاص ہو نہ کہ کفار و شیاطین کی روحوں کے ساتھ۔ روحِ حیات (یعنی زندگی کی روح) پر یہ فرمانِ باری تعالیٰ دلالت کرتا ہے:

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۠ (۱۱) (پ۲۱، السجدۃ: ۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

---

1 ... التمھید، باب الزاء، زید بن اسلم مولی عمر بن الخطاب، ۲/ ۵۸۸، تحت الحدیث: ۱۱۳

اور روحِ حیات اور روحِ یَقظہ پر یہ فرمانِ باری تعالیٰ دلالت کر رہا ہے:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ۲۴، الزمر: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

اس کے معنٰی یہ ہیں کہ نیند میں جن روحوں کو قبض فرماتا ہے جس سے اجسام مرتے نہیں ہیں۔ پس جن کے لئے موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے ان روحوں کو اپنے پاس روک لیتا ہے اور انہیں جسموں کی طرف روانہ نہیں فرماتا اور دوسری روحوں کو واپس لوٹا دیتا ہے۔ یہ لوٹائی جانے والی اَرواحِ یَقظَہ ہی ہوتی ہیں جو وقتِ مُقَرَّرہ یعنی موت کے وقت تک جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں، پس جب موت کا وقت آتا ہے تو اَرواحِ حیات اور اَرواحِ یَقظہ دونوں کو قبض کر لیا جاتا ہے۔ اَرواحِ حیات مرتی نہیں ہیں بلکہ آسمان کی طرف زندہ ہی بلند ہو جاتی ہیں، کفار کی روحوں کو دُھتکار دیا جاتا ہے اور ان کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا جبکہ مسلمانوں کی اَرواح کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جاتی ہیں۔ واہ! کیا ہی عَظَمت و شَرَف والی حاضری ہے۔ حضرت سیِّدُنا شیخ عِزُّ الدِّین بن عبدُ السَّلام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کلام ختم ہوا۔

(حضرت سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:) یہ جو بیان ہوا کہ ”روح کا مسکن دل ہے۔“ حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے اپنی کتاب ”اَلْاِنْتِصَار“ میں اسی کو حتمی طور پر بیان فرمایا ہے اور میں اس کے حق میں ایک حدیث شریف پانے میں کامیاب ہوا ہوں جس کی تَخْرِیج حضرت سیِّدُنا امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ

جسم میں روح کی قیام گاہ

حضرت سیِّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا خُزیمہ بن حکیم سُلَمی بُہْزِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فتحِ مکہ کے دن بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے رات کے اندھیرے، دن کی روشنی، سردیوں میں پانی کے گرم ہونے، گرمیوں میں ٹھنڈا ہونے، بادلوں

کے نکلنے، مرد وعورت کے پانی کے ٹھہرنے اور جسم میں روح کے مقام کے متعلق خبر دیجئے۔ راوی نے پوری حدیث بیان کی جس میں حضور نبی غیب دان، مکی مدنی سلطان صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ جواب بھی تھا کہ ”روح کی جگہ دل میں ہے اور دل ایک بڑی رَگ کے ساتھ لٹکا ہوا ہے جو دوسری رگوں کو سیراب کرتی ہے، جب دل ہلاک ہوتا ہے تو وہ رگ جُدا ہو جاتی ہے۔“[1] یہ حدیثِ پاک طویل ہے۔

پانچواں فائدہ

اہلِ سنت وجماعت کا اِجماع ہے کہ روح حادِث اور مخلوق ہے اور اس میں زِندیقوں کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اس کے حادث ہونے پر جن حضرات نے اجماع نقل کیا ہے ان میں حضرت سیِّدُنا محمد بن نصر مَرْوَزِی اور حضرت سیِّدُنا اِبنِ قُتَیْبَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما شامل ہیں اور اس کی ایک دلیل یہ حدیثِ پاک بھی ہے کہ ”روحیں مخلُوط لشکر تھیں“[2] اور لشکر مخلوق ہی ہوتا ہے۔ آنے والے ”فائدہ“ میں بھی اس کا بیان ہے۔

چھٹا فائدہ

اس میں اختلاف ہے کہ اَرواح پہلے پیدا ہوئیں یا اَجسام؟ روح کے پہلے پیدا ہونے کا قول حضرت سیِّدُنا محمد بن نَصْر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور اِبنِ حَزم کا ہے اور انہوں نے اس پر اجماع کا دعوٰی کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عَنْبَسَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس مرفوع حدیث کو دلیل بنایا ہے کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کی روحیں بندوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمائی ہیں پس جن کی آپس میں جان پہچان تھی وہ گھل مل گئیں اور جو اجنبی رہیں وہ دور ہو گئیں۔“[3] اس کے علاوہ حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پُشت سے ان کی اولاد کے نکالنے سے متعلق جو اَحادیث مبارکہ ہیں انہیں بھی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ”جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام کو تخلیق فرمایا تو ان کی پشت پر مَسح کیا پس اس سے ذروں کی مثل ان کی اولاد کی وہ روحیں گریں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قیامت تک پیدا

---

1 ... معجم اوسط، ٥/٣٩٥، حدیث: ٧٧٣١، تاریخ ابن عساکر، ١٦/٣٧٣، رقم: ١٩٥٩: خزیمۃ بن حکیم السلمی البھزی

2 ... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ارواح جنود مجندۃ، ٢/٤١٣، حدیث: ٣٣٣٦

3 ... الروح، المسألۃ الثامنۃ عشرۃ، ص ٢٥٠

فرمانا تھا۔‘‘[1]

ایک دلیل حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ قَالُوْا بَلٰىۚۛ شَهِدْنَاۚۛ (پ۹، الاعراف: ۱۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔

حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والا تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس دن حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے جمع فرمایا، انہیں اَرواح واشکال کی صورت بنا کر بولنے کی قوت دی تو انہوں نے کلام کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے پختہ وعدہ لیا۔[2]

جسم کے پہلے پیدا ہونے کا قول کرنے والے اس آیتِ مقدسہ کو دلیل بناتے ہیں:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ۝۱ (پ۲۹، الدھر: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

مروی ہے کہ انسان میں 40 سال گزرنے کے بعد روح پھونکی گئی۔

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس حدیث پاک کو بھی بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ’’تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش (نُطفہ) 40 دن تک ماں کے پیٹ میں جمع کیا جاتا ہے، پھر اتنے ہی دن خون کی پھٹک کی صورت میں رہتا ہے پھر اتنے ہی دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے تو وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔‘‘[3]

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ روح پھونکنے اور روح کے پیدا ہونے میں فرق ہے، روح تو ایک لمبا عرصہ پہلے پیدا کر

---

1 ... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الاعراف، ۵/۵۳، حدیث: ۳۰۸۷

مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الاعراف، عطاء آدم اربعین سنۃ من عمرہ لداود، ۳/۵۵، حدیث: ۳۳۱۰

2 ... مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الاعراف، شرح معنی آیۃ: واذ اخذ ربک ... الخ، ۳/۵۴، حدیث: ۳۳۰۸

3 ... ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان الاعمال بالخواتیم، ۴/۵۳، حدیث: ۲۱۴۴

دی گئی تھی البتہ جب جسم کی صورت مکمل ہوئی تو فرشتے کو دے کر بھیج دیا گیا کہ وہ اسے بدن میں پھونک دے۔

ساتواں فائدہ

مسلمان اور دیگر مِلَّتوں کے افراد کا نظریہ ہے کہ بدن کی موت کے بعد بھی روح باقی رہتی ہے جبکہ فلاسِفَہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ہماری دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

اور چکھی گئی شے کے بعد چکھنے والے کا باقی رہنا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ کتاب کے شروع میں بھی بہت سی آیاتِ مبارکہ و احادیثِ طیبہ ایسی گزری ہیں جن میں روح کا باقی رہنا، تصرُّف کرنا اور ثواب و عذاب پانا وغیرہ بیان ہوا ہے۔

اس اختلاف کی بنا پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا روحیں قیامت میں فنا ہو کر دوبارہ پیدا کی جائیں گی جیسا کہ ربّ تعالیٰ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ (پ۲۷، الرحمٰن: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

یا پھر اَرواح کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا اور یہ اس عام حکم سے درج ذیل آیت کے مطابق خارج ہیں:

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (پ۲۰، النمل: ۸۷) ترجمۂ کنزالایمان: مگر جسے خدا چاہے۔

حضرت سیِّدُنا امام سُبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اپنی تفسیر ''اَلدُّرُّ النَّظِیْم'' میں یہ دونوں اقوال ذکر کر کے فرمایا: سمجھ سے قریب تر یہ ہے کہ روحیں فنا نہیں ہوں گی اور یہ اس حُکمِ فنا سے خارج ہیں جیسا کہ حور عین کے بارے میں منقول ہے۔

اِبْنِ قَیِّم نے اپنی کتاب میں کہا: اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ بدن کے ساتھ روح بھی مر جائے گی یا پھر صرف بدن کو موت آئے گی؟ درست یہ ہے کہ اگر ذائقۂ موت سے مراد روح کا بدن سے جُدا ہونا ہے تب تو ٹھیک ہے کیونکہ ذائقۂ موت کے یہی معنٰی ہیں اور اگر بدن کے ساتھ روح کا بھی ختم ہو جانا مراد ہے تو یہ قابل قبول نہیں بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ روح اپنی پیدائش کے بعد ثواب یا عذاب میں باقی رہتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن وَضّاح مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سحنون بن سعید

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَجِیْد کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ کہتا ہے: ”اجسام کے ساتھ اَرواح بھی مر جاتی ہیں۔“ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: مَعَاذَ اللّٰہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! یہ تو بدمذہبوں کا عقیدہ ہے۔[1]

آٹھواں فائدہ

فرمانِ مصطفٰے ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ یعنی روحیں مخلوط لشکر ہیں تو ان میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ اُلفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہ چکیں وہ الگ رہتی ہیں۔[2]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کے معنٰی میں مختلف اَقوال ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ اس میں خیر و شَر اور صَلاح و فساد میں مُشابَہَت مُراد ہے کیونکہ لوگوں میں جو بھلا ہوتا ہے وہ بھلے کی طرف جھکتا ہے اور جو شریر ہوتا ہے وہ شریر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس روحوں کی آپس میں جان پہچان ان کی اچھی یا بُری طبیعتوں کے لحاظ سے ہے، جب مزاج ایک جیسا ہو تو جان پہچان رکھتی ہیں اور جب مزاج مختلف ہو تو جُدا رہتی ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس میں مخلوق کی ابتدا کی خبر دینا مراد ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا کہ ”روحیں جسموں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کی گئی ہیں“ پس وہ آپس میں ملتی رہیں پھر جب انہیں جسموں میں ڈالا جاتا ہے تو ان میں جان پہچان ہو جاتی ہے، لہٰذا ان کی باہم واقفیت اور عدمِ واقفیت گزشتہ زمانے کے مطابق ہی ہے۔

روحیں اگرچہ روح ہونے میں ایک جیسی ہیں مگر مختلف اُمور میں بَٹ جانے کے سبب الگ الگ گروہ ہو جاتی ہیں پس وہ ایک دوسرے سے یوں مشابہ ہو جاتی ہیں کہ ہر قسم کی روح اپنی قسم کی روح سے الفت اور اپنی مخالف سے نفرت رکھتی ہے۔ چنانچہ

حضرت سَیِّدُنا ہَرِم بن حَیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں خَیْرُ التَّابِعِیْن حضرت سَیِّدُنا اُویس قَرنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے پاس گیا تو انہیں سلام کیا، اس سے پہلے نہ میں نے کبھی انہیں دیکھا تھا اور نہ انہوں نے مجھے، مگر انہوں نے جواب میں کہا: اے ہَرِم بن حَیّان! وَعَلَیْکَ السَّلَام۔ میں نے عرض کی: آپ کو میرا اور میرے

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۵۲/۱۸۰، رقم: ۷۰۸۴: محمد بن وضاح بن بزیع ابو عبد اللہ

2 ... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ارواح جنود مجندۃ، ۲/۴۱۳، حدیث: ۳۳۳۶

والد کا نام کیسے معلوم ہوا حالانکہ اس سے پہلے نہ آپ نے مجھے کبھی دیکھا اور نہ میں نے آپ کو؟ فرمایا: جب میرے نفس نے تمہارے نفس سے کلام کیا تو میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا کیونکہ جس طرح اَجسام کے لئے نفس ہوتے ہیں یونہی روحوں کے لئے بھی نفس ہوتے ہیں اور مومن آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور رحمتِ الٰہی سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کی ملاقات نہ ہوئی ہو۔[1]

ہنسانے والی ہنسانے والی کے پاس

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ "مکۂ مکرمہ میں ایک عورت تھی جو قریش کی عورتوں کے پاس آکر انہیں ہنساتی تھی، جب وہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئی تو مجھ سے بھی ملاقات کرنے آئی۔ میں نے پوچھا: کہاں ٹھہری ہوئی ہو؟ اس نے کہا: فلاں عورت کے پاس جو مدینہ منورہ میں ہنسانے والی ہے۔ اتنے میں تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور اِستِفسار فرمایا: کیا فلاں ہنسانے والی عورت تمہارے پاس ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: وہ کس کے یہاں ٹھہری ہوئی ہے؟ میں نے کہا: فلاں ہنسانے والی کے پاس۔ تو مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور ارشاد فرمایا: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی روحیں مَخْلُوط لشکر ہیں تو ان میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ الفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہ چکیں وہ الگ رہتی ہیں۔[2]

نواں فائدہ

اِبنِ قَیِّم نے کہا: اگر کہا جائے کہ "اَجسام سے جُدا ہونے کے بعد روحوں کے باہمی تعارف کے لئے کس چیز کے ذریعے پہچان ہوتی ہے، کیا روحیں کسی شکل میں ڈھل جاتی ہیں؟" تو اس کا جواب یہ ہے کہ "اَہلِ سنت کَثَّرَهُمُ اللهُ تَعَالٰی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی کثرت کرے ان) کے قانون پر اَرواح کی الگ سے ایک ذات ہے جو اُترتی چڑھتی، ملتی جُدا ہوتی، آتی جاتی اور مُتَحَرِّک وساکن ہوتی ہے۔ اس پر 100 سے زائد دلیلیں موجود ہیں،

1 ... تاریخ ابن عساکر، ۹/۴۳۲، رقم: ۸۰ ۴: اویس بن عامر

2 ... مسند ابی یعلی، مسند عائشۃ، ۴/۱۸، حدیث: ۴۳۶۴

اعتلال القلوب للخرائطی، باب دلالۃ المحبۃ وشواھدھا، الجزء الخامس، ۱/۲۳۶، حدیث: ۴۵۸

ان میں سے ایک یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ نَفۡسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۪ۙ﴿۷﴾ (پ۳۰،الشمس:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جان کی (قسم) اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا۔

اس میں بتایا گیا کہ وہ ٹھیک بنائی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بدن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

الَّذِیۡ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ (پ۳۰،الانفطار:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار فرمایا۔

پس اس نے انسان کے بدن کو ٹھیک بنایا جس طرح اس کی روح کو ٹھیک بنایا لہٰذا بدن کا ٹھیک کرنا روح کے ٹھیک کرنے کے تابع ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ روح نے بدن سے ایک ایسی صورت لی جس کے سبب وہ دیگر ارواح سے ممتاز ہوگئی کیونکہ روح بدن کا اثر قبول کرتی ہے جس طرح بدن روح کا اثر قبول کرتا ہے۔ پس جس طرح روح بدن سے اچھائی یا بُرائی حاصل کرتی ہے اسی طرح بدن بھی اس سے اچھائی یا بُرائی حاصل کرتا ہے۔ بلکہ وجود سے جُدائی کے بعد روحوں کا ممتاز و نمایاں ہونا اجسام کے ممتاز و نمایاں ہونے سے زیادہ واضح ہے اور جس طرح اجسام کا ایک جیسا ہونا بعید ہے اسی طرح روحوں کا ایک جیسا ہونا اس سے بعید تر ہے، روحوں کا باہم تشابہ ہونا اجسام کے باہم تشابہ ہونے سے زیادہ بعید ہے کیونکہ اَجسام میں کثیر مُشابہت پائی جاتی ہے جبکہ اَرواح میں مُشابہت کم ہی ہوتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ بات بھی کرتی ہے کہ ہم نے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَئمّہ عظام رَحِمَہُمُ اللهُ السَّلَام کے اَجسامِ مقدسہ کو نہیں دیکھا مگر وہ ہمارے علم میں واضح طور پر ایک دوسرے سے ممتاز و نمایاں ہیں اور یہ امتیازی خصوصیات صرف ان اجسام کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ امتیاز ان کی اَرواح کی ان صفات سے ہے جنہیں ہم پہچانتے ہیں۔ غور کرو کہ ہم دو سگے بھائیوں کی شکل و صورت میں بے حد مُشابہت پاتے ہیں مگر ان کی روحوں میں انتہائی درجے کا تفاوت ہوتا ہے۔ تم ایسا بہت کم دیکھو گے کہ کسی کا جسم بھدا اور شکل بدصورت ہو اور اس کی روح میں اس سے مشابہت والی کوئی بات نہ پائی جاتی ہو۔ یونہی جب کسی کا بدن آفت زدہ ہوتا ہے تو اس کی روح بھی کچھ نہ کچھ آفت زدہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحِبِ فراست لوگ اَجسام

دیکھ کر ہی لوگوں کی طبیعتوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں اور جب تم کسی کو مُتناسِب جسم اور اچھی شکل وصورت والا دیکھو گے تو اس کی روح میں بھی تمہیں اس کی جھلک نظر آئے گی۔

پھر یہ کہ جب فرشتے اور جنات ایسے ابدان کے نہ ہونے کے باوجود کہ جو انہیں اٹھائے ہوئے ہوں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں تو انسانی روحیں بدرجہ اولیٰ ممتاز ہوئیں۔ اِبنِ قَیِّم کا کلام ختم ہوا۔

''اَلدُّرَّةُ الْفَاخِرَة'' میں حُجَّةُ الْاِسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے کلام میں یہ بھی ملتا ہے کہ مسلمانوں کی روحیں شہد کی مکھی کی صورت پر اور کفار کی روحیں ٹڈی کی شکل پر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی اصل نہیں بلکہ صور پھونکنے والی حدیثِ پاک میں یہ بیان ہوا کہ حضرت سَیِّدُنا اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام روحوں کو بلائیں گے تو سب ایک ساتھ ان کے پاس آجائیں گی، مسلمانوں کی روحیں چمکتا ہوا نور ہوں گی اور دیگر اَرواح اندھیرا، حضرت سَیِّدُنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام سب کو جمع کر کے صور میں رکھ دیں گے پھر اس میں پھونک ماریں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: میری عزت کی قسم! ہر روح اپنے جسم میں لوٹ جائے۔ چنانچہ روحیں صور سے شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جس سے زمین تا آسمان ہر جگہ بھر جائے گی پس ہر روح اپنے جسم کی طرف آئے گی اور جسم میں ایسے داخل ہو جائے گی جیسے ڈَسے ہوئے میں زہر سرایت کرتا ہے۔

یہاں روح کو شہد کی مکھیوں کے جسم وشکل سے تَشْبِیہ نہیں دی گئی بلکہ محض ان کے نکلنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کی ایک مثال ملتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ:

یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ (پ۲۷، القمر: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹیڑی (ٹڈی) ہیں پھیلی ہوئی۔

تفسیرِ جُوَیبَر میں ہے کہ مسلمانوں کی روحیں جابِیہ سے اور کُفّار کی بَرَہُوت وادی سے آئیں گی اور اپنے جسموں کی طرف ایسے جائیں گی جیسے تم اپنی سواری کی طرف جاتے ہو۔ اس دن روحیں سیاہ اور سفید ہوں گی مسلمانوں کی سفید اور کفار کی سیاہ۔

دسواں فائدہ: روح اور جسم کی مثال

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں میں جھگڑا ہوتا

رہے گا حتّٰی کہ روح اور جسم بھی جھگڑیں گے۔ روح جسم سے کہے گی: یہ تو نے کیا ہے۔ جسم کہے گا: تو نے ہی حکم دیا تھا اور تجھ سے ہی پوچھا جائے گا۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان میں فیصلہ کروانے کے لئے ایک فرشتے کو بھیجے گا، وہ روح و جسم سے کہے گا: تمہاری مثال اس اندھے اور آنکھوں والے لنگڑے کی طرح ہے جو ایک باغ میں داخل ہوتے ہیں تو آنکھوں والا لنگڑا اندھے سے کہتا ہے: یہاں مجھے پھل نظر آرہے ہیں مگر ان تک پہنچ نہیں سکتا۔ اندھا کہتا ہے: مجھ پر سوار ہو جا۔ چنانچہ وہ اندھے پر سوار کر پھل توڑتا ہے اور دونوں کھاتے ہیں۔ اب تم بتاؤ جرم کس کا ہے؟ وہ کہتے ہیں: دونوں کا۔ فرشتہ کہتا ہے: تم نے خود اپنے خلاف فیصلہ کر دیا ہے یعنی روح سواری کی طرح ہے اور جسم اس کا سوار ہے۔

روح اور جسم کا جھگڑا

اس جیسی ایک حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”روح اور جسم قیامت کے دن جھگڑا کریں گے، جسم روح سے کہے گا: اگر تو نہ ہوتی تو میں تو کٹے ہوئے تنے کی مانند پڑا تھا نہ ہاتھ ہلا سکتا تھا نہ پیر۔ روح کہے گی: میں تو ایک ہوا تھی اگر جسم نہ ہوتا تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔“

روح اور جسم کے لئے اَنکھیارے لنگڑے اور نابینا کی مثال دی گئی کہ انکھیارے لنگڑے نے اپنی بینائی سے اسے راستہ دکھایا اور نابینا نے اسے اپنی ٹانگوں کی مدد سے اوپر اٹھایا۔

اندھا اور لنگڑا

اسی جیسی ایک روایت حضرت سیِّدُنا سَلمان فارِسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی مروی ہے کہ ”دل اور جسم کی مثال اندھے اور لنگڑے کی سی ہے۔ “لنگڑے نے اندھے سے کہا: میں پھل دیکھ رہا ہوں مگر کھڑا نہیں ہو سکتا کہ ان تک پہنچوں لہٰذا تو مجھے اٹھالے۔ چنانچہ اندھے نے اسے اٹھالیا اور اس نے پھل توڑ کر کھائے اور کھلائے۔[1]

یہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ”دل ہی روح کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔“

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

1... حلیۃ الاولیاء، سلمان الفارسی، ۱/ ۲۶۴، رقم: ۶۵۴

تفصیلی فہرست

سیِّد اور ہاشمی میں فرق

ہاشمی سے مراد حضرت عبدُ المُطَّلِب کے بیٹے حضرت عباس وحارث اور پوتے حضرتِ علی اور حضرتِ جعفر وعقیل رِضْوَانُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی اولادیں ہیں جبکہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی جو اولاد حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا سے ہیں ان کو اور حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اولاد کو **سیِّد** کہا جاتا ہے۔ ہر سیِّد ہاشمی ضرور ہے مگر ہر ہاشمی سیِّد ہو یہ ضروری نہیں۔ (فتاویٰ اہلسنت، احکام زکوۃ، ص ۴۲۵)

ماٰخذ و مراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	
ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
تفسیر طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
تفسیر عبد الرزاق	امام حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
البحر المحیط	امام محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
تفسیر ابن رجب	امام عبد الرحمٰن بن شہاب الدین ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۹۵ھ	دار العاصمۃ ریاض ۱۴۲۲ھ
تفسیر بغوی	امام محیی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۴ھ
تفسیر قرطبی	علامہ ابوعبد اللہ بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر ۱۴۲۰ھ
الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
تفسیر ابن ابی حاتم	امام حافظ ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۷ھ	مکتبۃ نزار مصطفٰی الباز ریاض
المحرر الوجیز	امام قاضی ابو محمد عبد الحق بن غالب ابن عطیہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۴۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۸ھ
زاد المسیر	عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	المکتب الاسلامی ۱۴۰۴ھ
روح البیان	علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ پاکستان
احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۷۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
السنۃ	امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم ۱۴۲۴ھ
السنن	امام ابوعثمان سعید بن منصور خراسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۲۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
السنن الکبرٰی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۱ھ

السنن الکبرٰی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۴ھ
سنن الدارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ
سنن الدارقطنی	امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	ملتان پاکستان
الموطا	امام مالک بن انس اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۷۹ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۰ھ
المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۱۸ھ
المسند	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المسند	امام حافظ سلیمان بن داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دار المعرفة بیروت
المسند	امام ابویعلی احمد بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۱۸ھ
المسند	امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۹۲ھ	مکتبة العلوم والحکم ۱۴۲۴ھ
المسند	امام حافظ حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۲ھ	المدینة المنورة ۱۴۱۳ھ
المسند	امام حافظ ابو محمد عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۹ھ	عالم الکتب بیروت ۱۴۱۸ھ
الزهد	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الکتب العلمیة
الزهد	امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیة
الزهد	امام هناد بن سری کوفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۳ھ	دار الخلفاء للکتاب الاسلامی
الزهد	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار المشکاة حلوان مصر ۱۴۱۴ھ
الزهد	امام وکیع بن جراح رؤاسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۹۷ھ	مکتبة الدار ۱۴۰۴ھ
المصنف	حافظ عبداللہ محمد بن ابی شیبة عبسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن همام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۱ھ
الجامع	امام حافظ معمر بن راشد ازدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۵۱ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۱ھ
المعجم الصغیر	امام حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۰۳ھ
المعجم الاوسط	امام حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۰ھ
المعجم الکبیر	امام حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
المعجم	امام حافظ ابوبکر محمد بن ابراهیم اصبهانی ابن المقرئ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۱ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۴ھ
المعجم السفر	امام حافظ صدر الدین ابو طاهر احمد بن محمد سلفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۷۶ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
تهذیب الآثار	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۰ھ	مطبعة المدنی قاهرة
صحیح ابن حبان	امام حافظ ابوحاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۱۷ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۱ھ

الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	ملتان پاکستان
فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۶ھ
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
عمل الیوم و اللیلۃ	امام ابوبکر احمد بن محمد دینوری ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۴ھ	دار ارقم بیروت ۱۴۱۸ھ
نوادر الاصول	ابوعبد اللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	مکتبۃ الامام بخاری
شرح السنہ	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
الترغیب و الترھیب	امام ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
الترغیب و الترھیب	امام قوام السنہ حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۳۵ھ	دار الحدیث قاھرہ ۱۴۱۴ھ
الترغیب فی فضائل الاعمال	امام ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	دار ابن الجوزی ۱۴۱۵ھ
دلائل النبوۃ	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریۃ ۱۴۳۰ھ
دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۳ھ
ناسخ الحدیث و منسوخہ	امام حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
کنز العمال	علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۴۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
امالی	امام ابوالحسین محمد بن احمد بن اسماعیل ابن سمعون بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۷ھ	دار البشائر الاسلامیۃ ۱۴۲۳ھ
الفوائد (الغیلانیات)	امام حافظ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن ابراھیم شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دار ابن الجوزی ۱۴۱۷ھ
البعث و النشور	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	مرکز الخدمات و الابحاث الثقافیۃ
اثبات عذاب القبر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الفرقان عمان ۱۴۰۳ھ
الاعتقاد	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الافاق الجدیدۃ ۱۴۰۱ھ
صفۃ الجنۃ	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار المامون للتراث ۱۴۱۵ھ
اعتلال القلوب	امام ابوبکر محمد بن جعفر خرائطی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۷ھ	مکتبۃ نزار مصطفی الباز
فضائل القرآن	امام حافظ ابوعبید قاسم بن سلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۲۴ھ	دار ابن کثیر بیروت ۱۴۱۵ھ
فضائل القرآن	امام حافظ ابو الفضل عبد الرحمٰن بن احمد بن حسن رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۴ھ	دار البشائر الاسلامیۃ ۱۴۱۵ھ
فضائل سورۃ الاخلاص	امام حافظ ابو محمد حسن بن محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۹ھ	مکتبۃ لینۃ دمنہور ۱۴۱۲ھ
القراءۃ عند القبور	امام ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون خلال رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ

فتح الباری	امام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۵ھ
شرح صحیح البخاری	امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۴۹ھ	مکتبۃ الرشد ۱۴۲۰ھ
شرح صحیح مسلم	امام محیی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۳۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۱ھ
الدیباج علی مسلم	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار ابن عفان ۱۴۱۶ھ
شرح النسائی	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الجیل بیروت
التمہید	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
الاستذکار	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
اتحاف الخیرۃ المہرۃ	امام احمد بن ابوبکر بن اسماعیل بوصیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۴۰ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۹ھ
الاربعین الطائیۃ	امام ابو الفتوح محمد بن محمد بن علی طائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار البشائر الاسلامیۃ ۱۴۲۰ھ
الشریعۃ	امام ابوبکر محمد بن حسین الآجری شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الوطن ریاض ۱۴۱۸ھ
المشیخۃ	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم رازی ابن حطاب رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۲۵ھ	دار الہجرۃ ریاض ۱۴۱۵ھ
المشیخۃ قاضی المارستان	قاضی مارستان امام محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۳۵ھ	دار العالم الفوائد
مجموع فیہ عشرۃ اجزاء حدیثیۃ (فوائد المؤمل)	امام ابو القاسم مؤمل بن احمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۹۱ھ	دار البشائر الاسلامیۃ ۱۴۲۲ھ
الموسوعۃ	حافظ ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریۃ ۱۴۲۶ھ
ذکر الموت	حافظ ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	مکتبۃ الفرقان عجمان ۱۴۲۳ھ
العاقبۃ فی ذکر الموت	امام ابو محمد عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۸۱ھ	مکتبۃ دار الاقصی ۱۴۰۶ھ
القبور	حافظ ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	مکتبۃ الغرباء الاثریۃ ۱۴۲۰ھ
اہوال القبور	امام عبد الرحمٰن بن شہاب الدین ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۹۵ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۱۴ھ
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
تاریخ بغداد	حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
ذیل تاریخ بغداد	حافظ محب الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمود ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۴۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
تاریخ مدینہ دمشق	حافظ ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۶ھ
الطبقات الکبری	امام محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
طبقات المحدثین	امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۹ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
طبقات الحنابلۃ	امام ابو حسین محمد بن محمد ابن ابو یعلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۲۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
بغیۃ الوعاۃ	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	المکتبۃ العصریۃ صیدا

حسن المحاضرۃ	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
المشیخۃ البغدادیۃ	امام حافظ صدر الدین ابو طاہر احمد بن محمد سلفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۷۶ھ	مخطوطہ
معرفۃ الصحابۃ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
سیر اعلام النبلاء	امام حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ	دار الفکر ۱۴۱۷ھ
صفۃ الصفوۃ	امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۳ھ
النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر	امام مجد الدین مبارک بن محمد ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۲۰۱۱ء
تاریخ اصبہان	امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۰ھ
تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
النور السافر	علامہ شیخ عبد القادر بن شیخ عبد اللہ عیدروس ہندی حسینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۸ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۱ء
الکواکب السائرۃ	علامہ نجم الدین محمد بن محمد غزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
العظمۃ	ابو محمد عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۴ھ
المقاصد الحسنۃ	امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۲۵ھ
کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۵ھ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
شذرات الذہب	علامہ شہاب الدین عبد الحی بن احمد ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
کتاب الضعفاء	امام ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۲ھ	دار الصمیعی ریاض ۱۴۲۰ھ
المطالب العالیۃ	امام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
تلخیص الحبیر	امام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
التذکرۃ	علامہ ابو عبد اللہ بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۱ھ	دار السلام قاہرہ ۱۴۲۹ھ
الرسالۃ القشیریۃ	ابو القاسم عبد الکریم ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
الثقات	امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
القول البدیع	امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ	مؤسسۃ الریان ۱۴۲۲ھ
جامع العلوم والحکم	عبد الرحمٰن بن شہاب الدین ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۵ھ	المکتبۃ الفیصلیۃ مکۃ المکرمۃ
جامع بیان العلم وفضلہ	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۸ھ
المجالسۃ وجواہر العلم	علامہ ابو بکر احمد بن مروان دینوری مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۳۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ

شرح اصول اعتقاد......	امام ھبۃ اللہ بن الحسن البصری لالکائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۱۸ھ	دار البصیرۃ الاسکندریۃ مصر
شرح المواقف	سید شریف محمد بن علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
ذم الھوی	امام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	پشاور پاکستان
التبصرۃ	امام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۳ھ
المنتظم	امام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۵ھ
السلوک لمعرفۃ دول الملوک	امام احمد بن علی بن عبد القادر مقریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۴۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
اتحاف السادۃ المتقین	علامہ سید محمد بن محمد مرتضی زبیدی حسینی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۹ء
میزان الکبری	امام عبد الوھاب بن احمد شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۹ء
لواقح الانوار القدسیۃ...	امام عبد الوھاب بن احمد شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۳ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
عیون الحکایات	امام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
لطائف المعارف	امام عبد الرحمٰن بن شہاب الدین ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۹۵ھ	دار ابن کثیر بیروت ۱۴۲۰ھ
کرامات الاولیاء	امام حافظ ابو محمد حسن بن محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۹ھ	شرکۃ دار المشاریع ۱۴۲۸ھ
کرامات الاولیاء	امام ھبۃ اللہ بن الحسن البصری لالکائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۱۸ھ	دار البصیرۃ الاسکندریۃ مصر
جامع کرامات الاولیاء	علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
شرح العقیدۃ الطحاویۃ	علی بن علی بن محمد ابن ابی العز حنفی متوفّٰی ۷۹۲ھ	المکتب الاسلامی ۱۴۰۸ھ
لوامع الانوار	علامہ شیخ محمد بن احمد سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۱۴ھ	مؤسسۃ الخافقین و مکتبتھا دمشق ۱۴۰۲ھ
بحر الکلام	امام میمون بن محمد نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۸ھ	مکتبۃ دار الفرفور ۱۴۲۱ھ
الموضوعات	امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الفکر ۱۴۲۱ھ
تنزیہ الشریعۃ	امام ابو الحسن علی بن محمد بن علی ابن عراق کنانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۱ھ
وفیات الاعیان	علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم ابن خلکان شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
الحبائک فی اخبار الملائک	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۸ھ
تعزیۃ المسلم عن اخیہ	حافظ ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	مکتبۃ الصحابۃ جدۃ ۱۴۱۱ھ
المتفق والمفترق	حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار القادری ۱۴۱۷ھ
السیرۃ النبویۃ	امام عبد الملک بن ھشام بن ایوب حمیری معافری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
المواھب اللدنیۃ	امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۶ھ

کتاب	مصنف	مطبوعہ
سبل الہدی والرشاد	امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۸ھ
الروض الانف	امام عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
شرح الزرقانی علی المواھب	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
روض الریاحین	امام عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
اخبار مکۃ	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق فاکہی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی بعد ۲۷۲ھ	دار خضر بیروت ۱۴۱۹ھ
شفاء الغرام باخبار....	امام تقی الدین محمد بن احمد مکی فاسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۳۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت
قوت القلوب	امام ابو طالب محمد بن علی مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
التحدث بنعمۃ اللہ	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	المطبعۃ العربیۃ الحدیثیۃ
فہرس الفہارس	علامہ عبد الحی بن عبد الکبیر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۸۲ھ	دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۲ھ
الامام جلال الدین سیوطی وجھودہ.....	دکتور سید بدیع اللحام	دار قتیبۃ دمشق ۱۴۱۵ھ
التعلیق الممجد....	علامہ محمد عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۰۴ھ	دار القلم دمشق ۱۴۲۶ھ
المجموع شرح المھذب	امام ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دار الفکر بیروت
فتاوی حدیثیۃ	امام احمد بن محمد بن علی ھیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۴ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۱۹ھ
فتاوی خانیہ	علامہ قاضی حسن بن منصور بن محمود اوز جندی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۹۲ھ	پشاور پاکستان
روضۃ الطالبین	امام محیی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۳۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۱۲ھ
الفتاوی البزازیۃ	امام محمد بن محمد ابن بزاز کردری حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۲۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۱ھ
فتاوٰی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاھور پاکستان
بہار شریعت	صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت
محدثین عظام...	مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی	النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور

مجلس المدینۃ العلمیہ کی طرف سے پیش کردہ 335 کُتُب ورسائل

﴿شعبہ کُتب اعلیٰ حضرت﴾

اُردو کُتُب

01...راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

02...کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم) (کل صفحات:199)

03...فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:326)

04...عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد) (کل صفحات:55)

05...والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06...معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

07...الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

08...ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ) (کل صفحات:60)

09...کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات:1185)

10...اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِی) (کل صفحات:100)

11...اعتقاد الاحباب (دس عقیدے) (کل صفحات:200)

12...شریعت وطریقت (مَقَالِ عُرَفَا بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَا) (کل صفحات:57)

13...تفسیر صراط الجنان جلد:1 (کل صفحات:524)

14...حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

15...تفسیر صراط الجنان جلد:2 (کل صفحات:495)

16...ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقِ اِثْبَاتِ ھِلَال) (کل صفحات:63)

17...تفسیر صراط الجنان جلد:3 (کل صفحات:573)

18...معرفۃ القراٰن علی کنز العرفان (پہلا پارہ) (کل صفحات:80)

19...تفسیر صراط الجنان جلد:4 (کل صفحات:592)

20...معرفۃ القراٰن علی کنز العرفان (دوسرا پارہ) (کل صفحات:84)

21...تفسیر صراط الجنان جلد:5 (کل صفحات:617)

22...معرفۃ القراٰن علی کنز العرفان (تیسرا پارہ) (کل صفحات:88)

23...تفسیر صراط الجنان جلد:6 (کل صفحات:717)

24...معرفۃ القراٰن علی کنز العرفان (چوتھا پارہ) (کل صفحات:84)

25...بیاض پاک حُجَّۃُ الْاِسْلَام (کل صفحات:37)

26...معرفۃ القراٰن علی کنز العرفان (پانچواں پارہ) (کل صفحات:82)

27...معرفۃ القراٰن (پارہ 1 تا 5) (کل صفحات:404)

28...اولاد کے حقوق (مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات:31)

29...اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ (کل صفحات:46)

30...ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

31...حدائق بخشش (کل صفحات:446)

عربی کُتُب

32...جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (سات جلدیں) (کل صفحات:4000)

33...اَلزَّمْزَمَۃُ الْقُمْرِیَّۃ (کل صفحات:93)

34...اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

35...اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46)

36...كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74)
37...اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60)
38...اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)
39...تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان (کل صفحات:77)
40...اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

﴿شعبہ تراجم کُتب﴾

01...سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات:88)

02...مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِر فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

03...نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیث رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة) (کل صفحات:54)

04...نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:142)

05...جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

06...جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد:1) (اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:853)

07...جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد:2) (اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:1012)

08...امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَام اَعْظَم عَلَيْهِ الرَّحْمَه) (کل صفحات:46)

09...اصلاحِ اعمال (جلد:1) (اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّة شَرْحُ طَرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّة) (کل صفحات:866)

10...نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَر) (کل صفحات:98)

11...اللہ والوں کی باتیں (جلد:1) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:896)

12...اللہ والوں کی باتیں (جلد:2) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:625)

13...اللہ والوں کی باتیں (جلد:3) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:580)

14...اللہ والوں کی باتیں (جلد:4) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:510)

15...اللہ والوں کی باتیں (جلد:5) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:571)

16...فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

17...دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْد وَقَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

18...عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَة فِیْ طَلَبِ الْحَدِيْث) (کل صفحات:105)

19...احیاء العلوم (جلد:1) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1124)

20...احیاء العلوم (جلد:2) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1393)

21...احیاء العلوم (جلد:3) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1290)

22... احیاء العلوم (جلد:4) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:911)

23... احیاء العلوم (جلد:5) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:814)

﴿شعبہ درسی کُتب﴾

19...نحو میر مع حاشیۃ نحو منیر(کل صفحات:203)
20...خلاصۃ النحو (حصہ اول، دوم)(کل صفحات:240)
21... قصیدہ بردہ سے روحانی علاج(کل صفحات:64)
22...حاشیۃ ریاض الصالحین(کل صفحات:123)
23...خاصیات ابواب الصرف(کل صفحات:141)
24...تیسیر مصطلح الحدیث(کل صفحات:188)
25...تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات:144)
26...کافیہ مع شرح ناجیہ(کل صفحات:252)
27...نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات:95)
28...المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101)
29...شرح الفقہ الاکبر(کل صفحات:213)
30...خلفائے راشدین(کل صفحات:341)
31...نصاب الصرف(کل صفحات:343)
32...نصاب المنطق(کل صفحات:168)
33...شرح مائۃ عامل(کل صفحات:44)
34...تعریفاتِ نحویۃ(کل صفحات:45)
35...نصاب التجوید(کل صفحات:79)
36...انوار الحدیث(کل صفحات:466)
37...نصاب الادب(کل صفحات:184)
38...الحق المبین(کل صفحات:128)
39...نصاب النحو(کل صفحات:288)
40...فیضانِ سورۂ نور(کل صفحات:128)
41...کتاب العقائد(کل صفحات:64)

﴿شعبہ تخریج﴾

01...صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشقِ رسول(کل صفحات:274)
02...سیرتِ رسولِ عربی(کل صفحات:758)
03...فیضان یٰسٓ شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم(کل صفحات:20)
04...مکاشفۃ القلوب(کل صفحات:692)
05...جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ(کل صفحات:470)
06...19دُرُود وسلام(کل صفحات:16)
07... بہار شریعت جلد اول(حصہ 1تا6)(کل صفحات:1360)
08...اسلامی زندگی(کل صفحات:170)
09... بہار شریعت جلد دوم(حصہ 7تا13)(کل صفحات:1304)
10...منتخب حدیثیں(کل صفحات:246)
11...بہار شریعت جلد سوم(حصہ 14تا20)(کل صفحات:1332)
12تا18...فتاویٰ اہل سنت(سات حصے)
19...اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ(کل صفحات:59)
20...اخلاق الصالحین(کل صفحات:78)
21...عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن(کل صفحات:422)
22...کراماتِ صحابہ(کل صفحات:346)
23...بہار شریعت(سولہواں حصہ)(کل صفحات:312)
24...علم القرآن(کل صفحات:244)
25...گلدستہ عقائد واعمال(کل صفحات:244)
26...اربعین حنفیہ(کل صفحات:112)
27...اچھے ماحول کی برکتیں(کل صفحات:56)
28... آئینۂ قیامت(کل صفحات:108)
29...جہنم کے خطرات(کل صفحات:207)
30...سوانح کربلا(کل صفحات:192)
31...بہشت کی کنجیاں(کل صفحات:249)
32... آئینۂ عبرت(کل صفحات:133)
33...حق وباطل کا فرق(کل صفحات:50)
34... جنتی زیور(کل صفحات:679)

﴿شعبہ فیضانِ صحابہ﴾

﴿شعبہ فیضانِ صحابیات﴾

﴿شعبہ اصلاحی کُتب﴾

﴿شعبہ امیر اہلسنت﴾

﴿شعبہ اولیاوعلما﴾

﴿شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی﴾

...

نفاق اور نار سے نجات

فرمانِ مصطفٰے: جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک بھیجا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر 10 رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 10 بار درودِ پاک بھیجے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر 100 رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 100 بار درودِ پاک بھیجے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے بَری ہے اور قیامت کے دن اسے شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (القول البدیع، ص ۲۳۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافِلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لیے ''**مَدَنی اِنعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافِلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-353-3
0101918

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net